

میرزا عبد القادر

تہذیب

کتابتیں

اللہ

۷



میرزا عبد القادر سبیل

کلیات سبیل

انتخاب

البتہ اللہ

39141

۴

ناشر	الکتاب گنج بخش وڈ لاہور
طبع	معارف پرنٹنگ پریس
سال اشاعت	۱۹۷۸ء ۱۳۹۸ھ
تعداد	۳۰۰
قیمت	۵۴/-

ادارت و اہتمام
محمد سلیم اسماعیل چشتی



فہرست

غزلیات ————— ۲

مثنوی محیط اعظم ————— ۲۶۲

نکات بیدل ————— ۳۵۵

حکایات اشارات ۴۲۵

رباعیات ۴۷۶

سخنہائے گفتنی

میرزا عبدالقادر بیدل نے جو علمی و ادبی ورثہ چھوڑا ہے وہ بلند پایہ ہونے کے ساتھ ساتھ مقدار کے اعتبار سے بھی کسی طرح فرومایہ نہیں ہے۔ چنانچہ ان کی منظومات میں غزلیات کے ایک ضخیم دیوان کے علاوہ قصائد، ترجیع بند، ترکیب بند، مخمس، قطعات و رباعیات اور ہم طویل مثنویاں شامل ہیں۔ نثر میں چہار عنصر، رقعات اور نکات بیدل ان سے یادگار ہیں۔

بیدل کا تعلق شاعری کے اس دبستان سے تھا جو ”سبک ہندی“ کے نام سے موسوم ہے نہ صرف یہ کہ وہ اس دبستان کے سربراہ اور وہ شعرا میں سے ہیں، بلکہ ان کے عہد میں یہ طرز ارتقا کی منازل طے کر کے فنی لحاظ سے اپنی منتہائے کمال کو پہنچ چکا تھا، ان کی باریک بین اور بھمتہ سنج طبیعت کو یہ سبک بہت راس آیا اور اس میں ان کے جوہر خوب کھلے۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس سرزمین نے اس نابغہ روزگار کو جنم دیا اس میں اسے وہ پذیرائی حاصل نہ ہوئی جس کا وہ مستحق تھا۔ بہر حال ابنائے وطن کی بے اعتنائی کا ازالہ دیا بغیریں ہوا۔ چنانچہ افغانستان اور اس سے بھی آگے ترکستان تک کلام بیدل کے مفتوحہ علاقے ہیں اور ان علاقوں پر آج بھی اس کا موثر کنٹرول ہے۔

برصغیر میں اگرچہ کلیات بیدل کے متعدد نسخے طبع ہو چکے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی بیدل کے مکمل آثار کو محیط نہیں ہے۔ مندرجات کے لحاظ سے بھی ان نسخوں میں فرق ہے، کلام بیدل کو تمام و کمال شکل میں پیش کرنے کا شرف اہل افغانستان کے لیے مقدر تھا، وہاں کی وزارت تعلیم کے زیر اہتمام کچھ عرصہ ہوا ”کلیات بیدل“ شائع کیا گیا ہے جو ٹائپ کی طباعت میں بڑی تقطیع کی چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس سلسلہ میں جس تلاش و تفحص کو بروئے کار لایا گیا

ہے، اس کی جتنی بھی واوری جائے کم ہے۔

برصغیر کے مختلف مقامات سے کلامِ بیدل کے جو مجموعے شائع ہوئے ہیں ان کی تفصیل

یوں ہے۔

- ۱۔ کلیاتِ بیدل لکھنؤ، ۱۲۸۶ء ۴۔ دیوانِ بیدل (صرف غزلیات) بمبئی ۱۲۵۵ء
- ۲۔ کلیاتِ بیدل مطبع صفدری بمبئی ۱۲۹۹ء ۵۔ ، ، ، دہلی ۱۸۸۳ء
- ۳۔ کلیاتِ بیدل ، ، ۱۳۰۲ء ۶۔ ، ، ، کانپور ۱۸۸۶ء

یہ مطبوعہ نسخے اب قریب قریب نایاب ہیں۔ ان میں سے ۳ کو ”الکتب“ نے ری پرنٹ کیا ہے۔

اس نسخے کی تنگ دامانی سے ظاہر ہے کہ اس میں کلامِ بیدل کا محض قلیل حصہ ہی سما سکتا ہے،

اسی بنا پر ہم نے اس اشاعت کے لیے ”انتخاب“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس مجموعے کے مرتبین

کے پیش نظر، انتخاب کرتے وقت کوئی تنقیدی معیار تھا، اس کے بارے میں کچھ کہنا مشکل

ہے کیونکہ یہ نسخہ مقدمے یا دیباچے سے محروم ہے، تاہم اس میں بیدل کے فکر و فن کی چونکہ کافی

حد تک نمائندگی ہو گئی ہے، اس لیے اگر اسے ”انتخاب“ کہہ لیا جائے تو کچھ ایسا حرج بھی نہیں ہے۔

امید کہ اس معذرت کے بعد اہل علم لفظ ”انتخاب“ کے اس غیر محتاط استعمال سے کبیدہ نماظر نہ ہونگے،

آج جبکہ کلیاتِ بیدل مکمل شکل میں طبع ہو چکا ہے تو اس قسم کے نامکمل اور فہرستہ مجموعے

کو چھاپنے میں کیا تنگ ہے؟ یہ ایک متوقع — اور اچھا — سوال ہے۔ نامناسب ہو گا

اگر اس ضمن میں چند معروضات پیش کر دیے جائیں۔

اول یہ کہ نسخہ کا بل بیش قیمت ہے اور ہر شخص اسے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا

غلاوہ ازیں چونکہ یہ ایک ”درآمدی“ چیز ہے اس لیے بروقت بازار میں دستیاب بھی نہیں

دوم یہ کہ قلمی نسخوں کی طرح کلاسیک کتابوں کے اولین مطبوعہ نسخے بھی تیار سے علمی و ادبی

سراسرے کا ایک قیمتی حصہ ہیں اور ان کو نابود ہونے سے بچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ لہذا

ناایاب مطبوعہ کتابوں کے ری پرنٹ کی اشاعت اسلاف کے ورثے کو محفوظ کرنے کی ایک

صورت ہے۔ ”الکتاب“ کے اشاعتی پروگرام میں اس بات کو برابر اہمیت دی جاتی ہے، کلیات بیدل (انتخاب) کی اشاعت کے ذریعہ ایک تفتیریا معدوم نسخہ نے گویا نئی زندگی پائی ہے، سوم یہ کہ اس ”انتخاب“ کی حیثیت اب ایک طرح سے ”تعارف نامہ“ کی ہے، جو حضرت کم فرصتی یا کسی اور وجہ سے مکمل کلیات کا مطالعہ نہ کر سکیں، ان کے لیے اس مختصر مجموعہ میں تسکین ووق کا سامان موجود ہے اور وہ اس کے توسط سے بیدل کے فکر و فن کے ساتھ بخوبی آشنا ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جاتے کہ اس ”انتخاب“ کی اشاعت کا مقصد قارئین کو مکمل کلیات سے بے نیاز کرنا ہے، اہل ذوق کو نہ اس قسم کا مشورہ دیا جاسکتا ہے، اور نہ اُن سے اس انداز فکر کی توقع کی جاسکتی ہے۔ یوں بھی علم کی جو طبیعتیں پایاب ندیوں سے گزر کر گہرے سمندروں میں شناوری اور غوطہ زنی کے لیے آمادہ و بے تاب رستی ہیں۔

ہمارے مشفق دیرینہ جناب صوفی محمد افضل فقیر نے اس اشاعت کیلئے ایک نہایت پرمغز اور فکر انگیز مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔ امید کہ قارئین مطالعہ بیدل کے سلسلے میں اسے بہت دلچسپ اور مفید پائیں گے، ہم اس عنایت کے لیے موصوف کے شکر گزار ہیں۔

سید امجد علی

مُفَدِّم

عالمی صاحبِ دست انا کسی بیدل نشہ

مرزا عبد القادر بیدل کی ولادت ۱۰۵۴ ہجری میں بہ مقام عظیم آباد (پٹنہ) ہوئی۔ باپ کا نام عبد الخالق تھا۔ اجداد کا تعلق ترکستان کے مغل قبیلہ برلاس سے تھا۔ ساڑھے چھ سال کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو والدہ ماجدہ نے قریبی مدرسے میں داخل کر دیا، جہاں دس سال کی عمر تک فارسی و عربی مبادیات پڑھیں اس کے بعد مکتب کی تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔

حضرت مولانا شیخ کمال، مرزا بیدل کے خاندانی شیخ طریقت تھے بیدل کو اپنے عم بزرگوار مرزا قلندر کے ہمراہ ان کی بابرکت مجالس میں اکثر شرفِ حاضری نصیب ہوتا۔ حضرت شیخ کمال جو وظائف و اوراد بیان کرتے، بیدل انہیں خاموشی سے سنتا اور بوقتِ ضرورت عمل میں لاتا۔ مرزا بیدل سے بتائیدہ ایزدی بعض خوارق بھی ظہور پذیر ہوئے، جن پر حضرت شیخ کمال کو حیرت ہوئی۔ حضرت شاہ صاحب نے یہ دیکھ کر مرزا بیدل کو اپنی غایت درجہ شفقت سے جملہ اوراد و معمولات کی اجازت مرحمت فرمادی۔

تعلیمِ اخلاقیات اور باطنی معاملات کے سلسلے میں وہ مرزا قلندر کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ اس کے علاوہ بیدل کو اپنے خال مرزا طریف کی صحبت سے بھی مستفید ہونے کا موقع ملا، جسے فقہ و حدیث میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ ۱۰۷۱ ہجری میں اسے اپنے خال مرزا طریف کے ہمراہ اڑیسہ جانے کا اتفاق ہوا۔ یہاں فقر و درویشی کے مقامات کی

حامل ایک ہستی شاہ ابوالقاسم ترمذی تشریف فرما تھے۔ بیدل تین سال مسلسل ان کی خدمت و صحبت سے فیض یاب ہوتا رہا۔ شاہ صاحب قرآن و حدیث کے معارف و حقائق بیان کرتے اور اثنائے گفتگو مرزا بیدل پر خصوصی توجہات مبذول فرماتے۔ شاہ صاحب قبلہ کبھی کبھی بیدل سے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہارے درد کی دوا بن کر آیا ہوں موصوف نے ہمارے عظیم شاعر کے مقام بلند کی پیشگوئی بھی کی تھی۔ بیدل نے اپنے قلم سے شاہ صاحب کی بے شمار کرامات چار عنصر میں رقم کی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت شاہ ملوک، شاہ یکہ آزاد اور حضرت شاہ کابلیؒ ایسے اہل عرفان وستی کی صحبت نے بیدل کے فطری جوہر کو چمکایا اور اس کی مشیت خاک کو رفعت افلاک بخشی۔

جن ایام میں اورنگ زیب عالمگیر مہمات دکن کے فرو کرنے میں مصروف تھا بیدل متھرا میں قیام پذیر تھا۔ متھرا کے قرب و جوار اور دوسرے علاقوں میں جاٹوں اور مرہٹوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔ ہر طرف وحشت و دہندگی کا دور دورہ تھا۔ تاجروں کا کوئی قافلہ رہزنوں کی دستبرد سے محفوظ نہ تھا۔ احباب کے منع کرنے کے باوجود بیدل افراد خانہ کو لے کر متوکلا علی اللہ متھرا سے شاہجہان آباد پہنچا، اس کا ذکر اس نے نواب شکر اللہ خاں کے نام ایک مکتوب میں بھی کیا ہے۔ یہاں پہنچ کر بیدل نے مسلک آبائی، سپہ گری کے پیش نظر فوج میں ملازمت اختیار کی اور پنجاب کے بعض علاقوں کی سیاحت بھی کی۔۔۔ حسن ابدال تک سفر کیا، ایک برہمن سے دوران سفر توحید ذات باری پر اس کا مناظرہ ہوا۔ برہمن اس قدر متاثر ہوا کہ وہ بالآخر مشرف بہ اسلام ہوا۔

ہندوستان کے امراء و رؤسا شاہجہانی و عالمگیری دور سے لے کر محمد شاہ رنگیلے کی تخت نشینی کے اوائل تک سب اس کے آستانے پر حاضری دیتے رہے مگر یہیں نے ان امراء کے در پر حاضر ہونا غیرت فقر اور قلندرانہ شان کے منافی سمجھا، یہاں تک کہ ایک مرتبہ نواب شکر اللہ خاں کے صاحبزادے نواب شاکر خاں نے شہنشاہ ہند سے

دکن میں ایک جاگیر بیدل کے لیے منظور کروائی مگر بیدل نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔
 مذکورہ بالا امراء میں اکثر ایسے تھے جو بیدل سے دلی ربط اور گہری عقیدت رکھتے تھے۔
 بعض کو شعر و سخن میں تلمذ بھی تھا، ان میں مرزا آصف جاہ قابل ذکر ہے۔ اس نے بھی
 ایک مرتبہ بیدل کو دکن آنے کے لیے کہا تو مرزا بیدل نے نفی میں جواب دیتے ہوئے
 یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

دنیا اگر دہند، سنجیم نہ جائے خویش
 من لبستہ ام حنائے قناعت بہ پائے خویش

مغلوں کے قبیضہ برلاس سے تعلق رکھنے کے باعث فہم و ذکاوت سے ورثہ میں ملا تھا۔
 طبیعت میں بے پناہ استغنا تھی۔ فاقہ کشی کے عالم میں بھی کبھی کسی کے سامنے دست
 سوال دراز نہ کیا، بلکہ امراء شاہی کے عطیات کو وصول یا بی کے وقت ہی اکثر و بیشتر اہل
 استحقاق میں تقسیم کر دیا۔ اس کی فطرت میں قناعت اور سیرستھی تھی۔ بے باکی اور شہ زوری
 میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ایک مرتبہ شاہزادہ اعظم خاں کے ساتھ جنگل میں سفر کرتے
 ہوئے بیدل نے ایک شیر کو اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

عالم بالا کے اسرار اس کے دل پر جلوہ ریزہ ہوتے اور وہ ان کے انوار و تجلیات
 سے اپنے عقیدہ مندوں اور تلامذہ کے دامن کو مالا مال کرتا۔ تلامذہ کے اس زمرے میں
 زعمائے سلطنت سے لے کر اصحاب فن اور علمائے عصر تک شامل تھے۔ ایک عام قاری
 کو بیدل کے احوال و آثار پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ دست قدرت نے ایک انسانی پیر
 میں مختلف الانواع اور عجیر العقول کمالات کس نظم و ضبط سے یکجا جمع کر دیئے ہیں۔
 عربی زبان کا مشہور شعر مرزا بیدل کی عظمت کا ترجمان ہے۔

لَيْسَ مِنْ اَمَلٍ بِمُسْتَنَكِرٍ اَنْ يَّجْمَعَ الْعَالَمُ فِي الْوَاحِدِ

۱۔ اللہ رب العزت پر یہ مشکل نہیں کہ کسی انسان میں ایک عالم کو جمع کر دے۔

مرزا بیدل کے بارے میں اس کے شاگرد خاص خوشگونے اپنے سفینہ میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے۔
 قسم بجان من کہ فقیر دریں مدت عمر بہ جامعیت کمالات، حسن اخلاق، بزرگی و ہمواری
 شگفتگی و رسائی، تیز فہمی و دور رسی، و انداز سخن گفتن و آداب معاشرت، حسن سلوک و
 دیگر فضائل انسانی ہجو وے ندیدہ ام۔

اور نگ زیب عالمگیر نے اپنے مکتوبات میں مرزا بیدل کے اشعار کا حوالہ دیتے
 ہوئے بسا اوقات اپنے موضوع سخن کی وضاحت کی ہے۔ مظلوموں کی داد رسی کے
 بارے میں عالمگیر نے شہزادہ اعظم خاں کو بغرض اصلاح و تنبیہ مرزا بیدل کا یہ شعر لکھا ہے
 بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
 اجابت از در حق بہر استقبال می آید !

مرزا بیدل کا وصال ۱۱۳۳ ہجری میں دہلی میں ہوا۔ سالہا سال اس کا مزار اہل عقیدت و
 ارادت کا مرکز رہا اور عرس کی سالانہ تقریبات بھی نہایت باقاعدگی سے منعقد ہوتی تھیں
 شعرو سخن کی خصوصی مجالس کا اہتمام ہوتا اور مرزا بیدل کا کلام ذوق و شوق سے پڑھا جاتا مگر
 افسوس کہ زمانے کی شکست و ریخت سے اس کے مزار کا محل وقوع مبہم ہو گیا جس
 کے نتیجے میں آج بیدل کی عظمت فن کی طرح اس کی آرام گاہ بھی چشم خلق سے نہاں ہے
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعہ۔ اس کی غزل کا ایک مطلع کس قدر المامی ہے کہ اس کی اپنی ذات
 کے بارے میں پیشگوئی کے مترادف ہے۔

نشد آئینہ کیفیتِ مآظاہرِ آرائی
 نہاں ماندیم چوں معنی بہ چندیں لفظِ پیدائی



تبصرہ | مرزا بیدل کا شاعرانہ مقام متعین کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فارسی شاعری کا ایک مختصر تدریجی و ارتقائی جائزہ پیش کیا جائے تاکہ ایک قاری شعرو سخن کے مختلف ادوار اور ان کے مختصات سمجھنے کے بعد اصل موضوع تک مکمل رسائی حاصل کر سکے۔ فارسی ادبیات کے ادوار، ان کے اثرات و رجحانات اور اہل سخن کا صحیح مقام متعین کرنے کے لیے جدید ایرانی نقادان فن نے مختلف سبک و صنع کیے ہیں۔ یہ سبک جہاں فارسی شعرو سخن کی ارتقائی ہیئتوں کو ہمارے سامنے اجاگر کرتے ہیں وہاں ان ادوار کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جن کے اثرات کے تحت کوئی ادب معرض وجود میں آنے کے بعد پروان چڑھا۔ فارسی ادبیات کا پہلا دور، جو ایران میں خود مختار ریاستوں کے قیام کے ساتھ ظہور پذیر ہوا۔ سبک خراسانی سے موسوم ہے۔ اس سبک کا دائرہ نفوذ خراسان، ترکستان اور ماوراء النہر کا مشرقی علاقہ ہے۔ یہ دور طاہریہ، صفاریہ، سامانیہ اور غزنویہ سے لے کر دور سلاجقہ تک پھیلا ہوا ہے۔ بالفاظ دیگر تیسری سے ساتویں صدی ہجری تک کا ادب اس کے ذیل میں آتا ہے۔ اس دور کے مشہور شعراء رودکی، فرخی، فردوسی، مسعود سعد سلمان، حکیم سنائی، ناصر خسرو قبادیانی، انورنی، خاقانی اور نظامی گنجوی ہیں۔ شعرو سخن کی زبان سادہ، فطری اور بے تکلفانہ ہے۔ منوچہری دامغانی اس روش سے مستثنیٰ ہے وہ ایک ایسا شاعر ہے جس نے عربی الفاظ فارسی اشعار میں بکثرت استعمال کیے ہیں۔ دیگر شعراء کا طبعی رجحان خالص فارسی الفاظ کی جانب ہے۔ طویل قصائد جن میں فطری مناظر کی عکاسی ہے اس دور کا طرہ امتیاز نہیں۔ قصیدے کا ابتدائیہ جسے تشبیب کہا جاتا ہے، غزل سے عبارت ہے۔ صنائع بدائع رواں دواں صورت میں نظر آتے ہیں مگر ان میں آدب اور نہیں اور کسی قسم کا تصنع بارگوش محسوس نہیں ہوتا۔ رزمیہ شاعری ہے اور متصوفانہ مضامین بھی کہیں کہیں دامن دل کھینچتے ہیں۔

فارسی شاعری کا دوسرا دور سبکِ عراقی کہلاتا ہے۔ یہ دور ساتویں صدی ہجری کے وسط سے نویں صدی ہجری کے آغاز تک پھیلا ہوا ہے۔ سبکِ عراقی میں عراق سے مراد عراقِ عجم ہے جس کا اطلاق اصفہان، آذربائیجان اور رے (موجودہ تہران) پر ہوتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس کا دامن چنگیز خان کی یلغار اور اس کی بربریت سے خونچکان ہے۔ تاتاریوں کی یورش کسی صورتِ رستخیز سے کم نہ تھی، جس میں اکابرِ علمائے امت شہید ہوئے خراسان کا علاقہ اکثر و بیشتر تاخت و تاراج ہوا جس کے نتیجہ میں اکثر اہل علم و فن ایران کے دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ فارسی ادب کی کائنات میں مذکورہ بالا ظاہری شکست و ریخت کے باوجود یہ دور نہایت درخشندہ و پاکیزہ ہے۔ شعرو سخن کی وہ روایات، جنگی داغ بیل سبکِ خراسانی میں ڈالی گئی تھی۔ سبکِ عراقی میں اپنے عروج پر نظر آتی ہیں۔ صنائع، بدائع میں بے ساختگی، جوش اور نچستگی ہے۔ غزل ایک علیحدہ صنفِ سخن کی حیثیت سے ابھری اور اس نے ایک منفرد، تابناک اور لازوال شان سے خود کو متعارف کرایا۔ شاہی درباروں سے شعراء کا رابطہ بہت کم نظر آتا ہے۔ وہ حتی المقدور ظاہری تعلق اور چاپلوسی سے آزاد رہے۔ حافظ شیرازی کا شعر کس قدر حسبِ حال ہے۔

غلامِ ہمتِ آنم کہ زیرِ چرخِ کبود
زہرِ چہ رنگِ تعلق پذیرِ آزاد است

بہر کیف شعراء نے شعرو سخن کو وسیلہٴ تبلیغِ ہدایت بنایا اور فقر و تصوف کے مضامین کو دلآویز و رنگین پیرائے میں کنایات و تشبیہات کی اصناف سے بیان کیا۔ اس دور کے عظیم شعراء رومی، سعدی، حافظ شیرازی، بوعلی قلندر، امیر خسرو اور مولانا جامی رحمہم اللہ ہیں۔

شعرو سخن کا تیسرا دور جو سبکِ ہندی سے موسوم ہے، دسویں سے بارہویں

صدی ہجری کے فارسی ادبیات کا ترجمان ہے۔ دسویں صدی ہجری کے اوائل میں ایران صفوی خاندان کے زیرِ نگین تھا۔ صفویہ کے ذاتی رجحانات کے باعث ان کے دور میں مذہبی شاعری کو فروغ حاصل ہوا۔ سرزمین ہند ان ایام میں شاہانِ مغلیہ کی علم پروری کے باعث اہل شعر و سخن کے لیے موجب کشش تھی۔ چنانچہ نیشاپور، تبریز، اصفہان اور شیراز جیسے عظیم الشان لسانی و عمرانی مراکز سے اہل قلم نے دربارِ اکبری کا رخ کیا۔ ان میں ایسے بیشتر شعراء شامل تھے جو خانانان کے دربار ہی سے عمر بھر وابستہ رہے، فارسی زبان کی عذوبت اور فکرِ ہندی کے امتزاج سے ایک نیا طرزِ سخن وجود میں آیا۔ جسے سبکِ ہندی کہا جاتا ہے۔ مضمونِ آفرینی، صنائعِ بدائع کا استعمال، تمثیلِ نگاری، مسلمات و حقائقِ عالم کا بیان، باریک بینی و دقتِ نگاری اس طرزِ سخن کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ عرفی، فیضی، نظیری، صائب، ابوطالب کلیم، غنی کشمیری، ناصر علی سرہندی اور مرزا غالب اس طرزِ سخن کے علمبردار ہیں۔

چمن زارِ شعر و سخن کا گلِ سرسبد، ادبیاتِ فارسی کا سرمایہٴ افتخار، عظیم آباد کی سرزمین سے اُبھرنے والے عظیم الشان سخنور، ابوالمعانی، عارفِ ربانی مرزا عبدالقادر بیدل رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی اسی طرزِ سخن سے ہے۔
دل بسیار است بیدلے را در یاب

مرزا عبدالقادر بیدل اقلیمِ سخن کا تاجدار ہے۔ وہ ادبِ فارسی میں نادرہ زائی اور معنی آفرینی کے باعث منفرد ہے۔ فطرتِ الہی نے اسے جو دتِ طبع اور ندرتِ فکر سے نوازا تھا۔ اس کا اندازِ بیان حقائقِ کائنات سے لے کر معارفِ تصوف و عرفان تک وسیع ہے۔ مزید برآں اس نے عالمِ ہست و بود کی ناپائیداری، حسن و عشق کے معاملات مقاماتِ فقر و استغنا اور اس قسم کے دوسرے موضوعات کو جس شان و شوکت اور استحکام و جزالت سے بیان کیا ہے، وہ روزِ ازل سے اسی کا مقدر تھا

بیدل نے تمام اصنافِ سخن، قصیدہ، غزل، مثنوی، مستزاد اور رباعیات پر طبع آزمائی کی ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر صنفِ سخن میں اس کی انفرادیت اور امتیازی شان نمایاں نظر آتی ہے۔ اس نے فکر و زبان کو شامانِ روزگار کی مدح و ستائش سے آلودہ نہیں کیا۔ جس طرح اس کی زندگی کا انداز قلندرانہ اور بے نیازانہ تھا، وہی شانِ استغنا اس کے کلام کا طرہ امتیاز ہے۔ ایک مرتبہ امیرالامراء سید حسین علی خان نے مرزا بیدل کو ۳ لاکھ روپے پیش کیے۔ بیدل نے یہ رقم خطیر قبول کرنے کے فوراً بعد ان الفاظ کے ساتھ لوٹادی کہ ایک درویش کی جھونپڑی میں اس قدر گراں بہا نعمت کی گنجائش نہیں ہے۔

بیشتر قصائد حمدِ باری تعالیٰ عز اسمہ لغتِ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی منقبت میں ہیں۔ پہلا نعتیہ قصیدہ خاقانی کی زمین میں ہے، لامیہ قصیدہ حکیم انوری کے جواب میں لکھا ہے، جو عرفان و حکمت کی گوہر مائی کے باعث انوری کے قصیدہ سے کسی صورت کم مرتبہ نہیں، یہ قصیدہ مناقبِ جنابِ حمیدِ برکوار رضی اللہ عنہ میں ہے۔ شینیہ قصیدہ بھی آپ کے مناقب میں ہے، یہ قصیدہ اس زمین میں ہے جس میں خاقانی، عرفی، امیر خسرو اور دیگر اساتذہ سخن نے طبع آزمائی کی ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

کہا میں شیرِ نیرِ داں، مرتضیٰ آلِ صفہ غالب کہ می خوانند مردانِ حقیقت شاہِ مردانش
دو طاقِ منظرِ حمتِ خمِ محرابِ ابرویش دو مصراعِ درِ علمِ نبی لبہائے خندانش
چو ذاتِ حق بچندیں دستگاہِ عالمِ اسما بخود گنجیدہ چنداں کہ نتوان یافت پائانش
راہیہ قصیدہ جو ۲۸۸ اشعار پر مشتمل ہے، حضورِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے یہ قصیدہ گلبائے عقیدت و احترام کا چمن زار ہے اور ادبیاتِ فارسی کا ایک زندہ شاہکار، چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

نشستہ ایم بیاد تو یا رسول اللہ
 بہ کنج نیستی از عجز روی برد یوار
 ترحم تو اگر دست عجز ما گیرد
 سر فلکندہ ببالہ ہزار گردوں وار
 تو ہر طرف کہ ہدایت کنی ہماں قبلہ
 بسوٹے ہر چہ اشارت کنی ہماں دیدار
 توئی کہ باغ ربوبیت از تو دار درنگ
 توئی کہ ساز الوہیت از تو بند دتار

اطاعت تو ہماں برگ طاعت معبود

شفاعت تو ہماں ساز رحمت غفار

اس کے علاوہ دیگر قصائد، قطعات، مستزادات اور محسنات کے ذخائر ہیں ان

سے پہلے ترکیب بند اور ترجیع بند ہیں جو معارف الہیہ سے لبریز ہیں۔

مرزا بیدل کی جولانی طبع کا اظہار خاصی حد تک پردہ غزل میں ہوا ہے۔ اس کی غزل کے اکثر مضامین عرفان خداوندی اور سیر و سلوک پر مشتمل ہیں جن کے بیان کے لیے بیدل نے مختلف تراکیب اور پیرائے ایجاد کئے ہیں۔ اس نے حیرت آئینہ، حباب، موج، گہر، دریا، منزل، جرس اور اسی قبیل دیگر الفاظ کو ان کی بھرپور اضافی و کنایاتی شان کے ساتھ استعمال کیا ہے اور ماہرانہ فنکاری سے ان کی نقش طرازی کی ہے۔ اس کی نگاہ حجابات مجاز سے آن واحد میں گزر جاتی ہے اور جو اسرار و غوامض کہ عامۃ الناس سے ورہیں۔ انہیں اپنی گرفت میں لانا چاہتی ہے۔ غربی کا ایک مشہور شعر اس حقیقت کا مظہر ہے کہ ہر شے میں آیات البیہ پوشیدہ ہیں جو اپنے خالق کی جتنائی پہ وال ہیں۔ بس یوں سمجھیے کہ وہ آیات البیہ جو نفس و آفاق پر جلوہ ریز ہیں بیدل کا فکر ان کی تجلیات سے مستفیر ہے، اسے وہ لطیف انوار بھی نظر آ جاتے ہیں۔ جہاں عام آدمی کے تخیل کی رسائی محال ہے۔ حقائق و معارف ربانیہ کا سیلاب جو اس کے اشعار میں موجزن ہے، دراصل انہی تجلیات کی بوقلمونی کا انعکاس ہے۔ مثال

نَفْثُ كُلِّ شَيْءٍ ثَلَاثَةُ آيَةٍ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

کے طور پر گوہر کے لفظ پر غور کریں تو اس کی چمک دمک کا تصور ہمارے ذہن میں آئے گا لیکن بیدل نے بے شمار لطیف نکات اور معارف کا استنباط، دوران کی وضاحت لفظ گوہر کی وساطت سے کی ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے ۷

۱۔ منصب گوہر فروشی نیست مخصوصِ صدف

ہر نوائے کز لب خاموش جوشد، گوہر است

ب۔ سہل نبود در محیطِ دہر پاس اعتبار

آبروئے چوں گہر ہمراہ سرداریم ما

ج۔ "تا توں آزاد بودن" دامن عزت مگیر

موج را در ہر تپش بر دینغ گوہر خندہ ایست

د۔ جمعیت گوہر نچند ز حمیت امواج

بیدل بہ خموشاں نکشد اہل زباں بحث

۵۔ زان تبسم کہ حیا ز ریش پناہاں داشت

چہ شناہا کہ نہ در موج گہر می کردم

اسی طرح حیرت، آئینہ، حباب اور دیگر الفاظ کو جہاں جہاں بیدل نے استعمال کیا ہے۔ ان کی فراہم آوری مسلمات حیات کی نشاندہی کے مترادف ہے۔ چمن زاہ حیات میں محاذات کا قانون جاری و ساری ہے۔ پلک جھپکنے کی دیر میں ایک عالم مٹ جاتا ہے اور دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ اسی طرح بیدل الفاظ کے قالب اور پیکر سے حیرت انگیز طور پر بے شمار موافق اور جداگانہ الوان کی تصویر کشی کرتا ہے، اس کے ہاں قدام کا اساطیری انداز بیان نہیں جس میں قد و خسار و گیسو کو تصویری و معروضاتی صورت میں پیش کیا جاتا تھا۔ اس کی پاک باطنی، رفعت فکر کے ساتھ یک رنگ ہو کر معنی آفرینی اور عرفان پیرائی کرتی ہے، اس کے

دل میں سوز و گداز، آنکھ میں اہل اللہ کی محبت کا نور، طبع میں استغنا، عمل میں اخلاص اور فنکری میں ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کی ہمت موجود ہے۔ جب یہ تمام قرینے مہیا ہوں تو اس کے رشحاتِ قلم نگارستانِ معانی کیونکر نہ بن جائیں۔ جس طرح قافیا کے بارے میں مشہور ہے کہ الفاظِ فوج در فوج اس کے سامنے استاد رہتے تھے بعینہ حقائق و معارف کی فوج مرزا بیدل کے جنبشِ خامہ کی منتظر رہتی ہے۔ اس کی ہمگیر شخصیت آفاقی ہے، جو شاہانِ عصر کے جنگ و جدل، گردشِ ایام کی ناہمواری اور عسرت و فلاکت سے بے نیاز اور غیر متزلزل ہے، وہ مرزا غالب کے دور میں بھی ہوتا تو بیدل ہی ہوتا۔ یہ امر یہی ہے کہ کوئی فنکار بیدل کے ظاہری و باطنی محاسن کا حامل ہی باحسن طریق اس کے تتبع پر قادر ہو سکتا تھا۔ اس کے کلام کو محض مجموعہٴ تراکیب اور مرقعِ تشبیہات گرداننے کے باعث اس کی روش کے دلدادہ مہمل گوشتا ہوئے اور نتیجہٴ تولید گئی و فکر کا شکار ہو کر رہ گئے۔

اس کے جواہر پاروں میں سے چند ایک بطورِ تمثیل پیش کیے جاتے ہیں، جن کا ذکر بلاشبہ ایمان افروزی کا موجب ہوگا :-

ذاتِ باری تعالیٰ کا ادراکِ تام انسانی فکر سے بالاتر ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس مقام پر فرمایا کہ اِنَّہٗ، تعالیٰ وراءِ الورد اثم وراءِ الورد۔ اس کے ادراک سے عجز ہی اس کا صحیح ادراک ہے۔ فکر و نظر کی تمام شاہراہیں اس کے مظاہر تک پہنچ سکتی ہیں، ذات ان سب سے آگے ہے، بالفاظِ دیگر نگاہ کی سیاتی محل تک ہی ممکن ہے اور لیلیٰ مقصود اس سے وراد ہے۔ بہر کیف استاد سخن مرزا عبد القادر بیدل رحمہ اللہ نے اسے کس طرح بیان کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں :-

ز برقِ ایں تجر آب شد آئینہ دلہا کہ رہتا محل و لیلیٰ ست بیروں تازہ محلہا
عرفانِ الہی کا دوسرا عظیم موضوع سیر و سلوک میں صداقتِ طلب ہے کہ سالک

کا مقصود صرف اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ جو تجلیات و مشاہدات محمود ہیں مگر انہیں کسی صورت مقصود قرار نہیں دیا جاسکتا اور معرفتِ حق کا کوئی مقام ان سے متعلق نہیں یہ ایسے حجابات ہیں کہ اکثر سالکین ان میں گرفتار ہو کر رہ گئے اور شاید معنی تک نہ پہنچ سکے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ جو کچھ دیکھا اور سنا گیا، تمام غیر ذات ہے، کلمہ لا سے اس کی نفی ضروری ہے۔ دیکھئے مرزا بیدل نے اس مضمون کو کیسے دل نشیں انداز میں بیان کیا ہے۔

آگہی مستغنی ست از فکر سودائے شہود دیدہ بینا اگر نبود، دلِ دانا بس است
اس کے سینے میں عشقِ الہی کا سمندر موجزن ہے، افکار میں وہ طوفان اور تلاطم ہے کہ ایک غزل لکھنے کے بعد روح کا جوش نہیں ٹھہتا چنانچہ حصولِ تسکین کے لیے بیدل بسا اوقات دوسری غزل لکھتا ہے۔ عرفی و نظیری کی زمین میں اکثر دو غزل کہتا ہے حافظ شیرازی کی زمین میں جس کا مصرع اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دلِ مارا ہے بیدل کی چارہ پانچ طویل غزلیں ہیں۔ مضمون آفرینی اور جولانی فکر میں کہیں کمی واقع ہوتی نظر نہیں آتی، کہیں کوئی بھرتی کا شعر یا بوسیدہ خیال نہیں، کبھی یہ گمان نہیں گزرتا کہ شاعر کا فکر کسی مقام پر عاجز ہو کر رہ گیا ہے۔ اس نے اکثر طویل بحر کا انتخاب کیا ہے، جو غالباً اس کی وسیع المشرقی اور وسعتِ قلب کی زیادہ آئینہ دار تھیں۔ عام طور پر بحرِ طویل میں شعر لکھتے ہوئے اہل فن کو رطب و یابس کا سہارا لینا پڑتا ہے، لیکن بیدل کا طرزِ بیان یہاں بھی قابلِ ہزار ستائش ہے کہ اس پر تنقید کی گنجائش مشکل ہے۔ سہل ممتنع قسم کی چھوٹی بحر میں بھی وہ لگاتار تصوف کے اسرار و رموز بیان کرتا چلا جاتا ہے اور وہاں بھی داد و تحسین کا مستحق ہے۔ اس کی لطافتِ طبع کے مقابل سنگلاخِ قوافی یا کسی ردیف کی غراست کبھی حائل نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ بیدل کا اپنا شعر ہی حسبِ حال معلوم ہوتا ہے۔

بلند و پست خارِ راہِ عجزِ مانمی گردد بہ پہلو قطع ساز و سایہ چنبدیں کوہ و صحرا را
 اس کی ندرت افکار اس پر بھی اکتفا نہیں کرتی اور جدت طرازی کی وہ شان دکھلاتی
 ہے کہ اس کی انفرادیت اور بنوع کا انکار گناہ معلوم ہوتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ
 ہے کہ بیدل نے چند ایک ایسی بجز بھی وضع کی ہیں جن کا فارسی شاعری میں سرے سے
 وجود ہی نہیں تھا، یہ بجز اس نابغہ روزگار ہستی کے وقادذہن کا نتیجہ ہیں۔ مفعول
 فاعلات مفاعیل فاعلات عام اور متہ اول بجز ہے، بیدل نے اس کے آغاز میں کلمہ
 فح (ہر دو حرف متحرک) کا اضافہ کر کے اسے فعلاتن مفاعلن فعلاتن مفاعلن کا حسین
 جمیل سپیکر بنایا، اس کے دو شعر درج ذیل ہیں۔

بادائے تکتے، بفسونِ بختے۔ شکرے راقوامِ دہ، ٹکے راگداز کن
 چو غبارِ شکستہ در سرِ راست نشستم۔ قدمے بر زمین گزار و مرا سرفراز کن
 مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن کی بجز فارسی شاعری میں بجز متہ اول ہے۔ اسانڈہ
 فن نے اس کے آخر میں ایک سبب خفیف کا اضافہ کر کے اس میں جدت طرازی
 کی ہے اور آخری رکن فعلن کو فعلاتن بنا دیا ہے، اس کی مثالیں فارسی وارد ہیں بھی
 دستیاب ہیں۔ مرزا غالب نے لکھا ہے۔
 قضائے تھانے چاہا خرابِ بادۂ الفت فقط خراب لکھا بس نہ چل سکا قلم آگے
 بیدل نے اس بجز میں بھی کئی غزلیات کہی ہیں۔

دنیوی حیات کے نشیب و فراز، سیر الی اللہ کے معاملات، نفس انسانی کی ریشہ و انبان

۱۔ بجز مثنیٰ خرب مکفوف مقصور

۲۔ سبب ثقیل

۳۔ بجز محبت مثنیٰ، مجنون مقصور

۴۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن۔ بجز محبت مثنیٰ مجنون۔

تسلیم و رضا، فقر و استغنا اور دیگر غوامضِ تصوف جنہیں بیدل نے پیرایہ سخن میں بیان کیا ہے، اگر انہیں بجا جمع کر دیا جائے تو قافلہٴ زلیلت کو ایک گنج گراں مسامیتسرا جائے اور طالبانِ حق اس سے دیدہ دل کی روشنی حاصل کریں۔

بیدل کی معنی آفرینی اور ترکیب سازی نے اکثر ناقدینِ فن کو ورطہٴ حیرت میں ڈال رکھا ہے، ان کے نزدیک بیدل کی یہ روش ابہام کی حامل ہے اور اس سے زبان و محاورہ کی روانی مجروح ہوتی ہے۔ اس اشکال کا ازالہ اشد ضروری ہے۔ کچھ اس طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ راقم الحروف اپنے سابق رفیقِ کار پروفیسر معراج الدین صاحب کی معیت میں حضرت مولانا غلام رسول مہر مرحوم کے مکان پر حاضر ہوا۔ شعرو سخن پر گفتگو چل نکلی۔ مہر صاحب مرحوم نے بتایا کہ انہوں نے ایک دفعہ علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے سامنے رومیؒ کا یہ شعر پڑھا ہے

اے خدا! بنما تو ماراں مقام کاندراں بے حرف می روید کلام
حضرت علامہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: اچھا! تم نے رومیؒ کو پڑھنا شروع کر دیا ہے رومیؒ کے ہاں اس طرح کے اور جواہر پارے بھی تمہیں بکثرت ملیں گے۔
مہر صاحب مرحوم نے تبصرہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا: حرف کے بغیر کلام کا تصور ممکن نہیں، پھر روئید گئی کلام ایک حیرت انگیز مابعد الطبیعیاتی امر ہے، لیکن رومیؒ جس لامہوتی مقام سے نغمہ پیرا ہے، وہاں یہ سب کچھ مرنی ہے اور اس میں کچھ استبعاد نہیں۔

مہر صاحب مرحوم نے مزید فرمایا کہ علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے عرفی پر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا ہے: ”فضائے عشق پر تحریر کی اس نوا ایسی اب فصنا میں نوا کا تحریر کرنا بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن جس روحانی و عرفانی مقام سے شاعر متکلم ہے، اس کی لطیف فضا میں وہ اس نوائے جگرگداز کو تحریر شدہ

صورت میں نگاہِ تخیل سے مشابہہ کرتا ہے، لہذا اس خاص وجدانی کیفیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

رفعِ ابہام کے سلسلے میں یہ مبادیات اگر پیشِ نظر رہیں تو مرزا بیدل کی ترکیب سازی اور شبیہات و استعارات کی نیزنگی کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی، کیونکہ جو الہیاتی مضامین وہ بیان کر رہا ہے اور جس عظیم مقام سے گویا ہے، وہاں کیفیات و اردات کے اظہار کے لیے حرف و صوت کا دامن تنگ ہے۔ یہ اس کی ذراکِ طبیعت کا کمال ہے کہ ان وجدانی کیفیات کو جنگی شانِ سماوی ہے، انہیں خاص مہارت اور چابکدستی سے اہلِ زمین کے لیے قابلِ فہم بنا دیتا ہے۔

اصنافِ سخن میں رباعی کو ایک خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ وہ ترانہ اور دوبیتی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اسے رودکی نے دریافت کیا تھا۔ قریباً ہر دور کے شعراء نے اس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ رباعی کا وزن لاحول و لا قوۃ الا باللہ بھی قرار دیا جاتا ہے، اس میں نوزخات ہیں۔ جن سے چوبیس اوزان پیدا ہوتے ہیں۔ رباعی نگاری کے سلسلے میں ایک بڑی دلچسپ حقیقت بھی دیکھنے میں آتی ہے، وہ یہ کہ کثرتِ زحافات کے باعث کسی مصرعے کے ساقطِ الوزن ہونے کا امکان بہت کم ہوتا ہے، پھر بھی کوئی قادرِ الکلام شاعر ہی رباعی لکھ سکتا ہے۔ جن شعراء نے رباعی کو اپنایا اور ان میں بقائے دوام حاصل کی، ان کی تعداد بہت قلیل ہے۔ معروف شعراء میں ابوسعید ابوالخیر، حکیم عمر خیام اور سحابی استرآبادی ہیں۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رباعیات کہی ہیں۔ متاخرین میں مرزا بیدل، غالب اور مولانا گرامی شامل ہیں۔ مرزا غالب کی رباعیات کی تعداد ایک سو ستائیس ہے۔ مولانا گرامی کے کلیات حال ہی میں پیکچرز سے شائع ہوئے ہیں، جن کے آخر میں رباعیات شامل ہیں۔ مرزا بیدل کی رباعیات کوئی چار ہزار کے لگ بھگ ہیں۔ بیدل نے جس قوت اور مہارت سے رباعی کے تمام

تغیّرات اور زحافات کو استعمال کیا ہے، اس نے رباعی کو زندہ جاوید کر دیا ہے اور اس کے دامن کو گلہائے رنگارنگ سے مزین کیا ہے۔ اس کی رباعیات کے مضامین بالعموم وہی ہیں، جو اس کی غزلیات کا طرہ امتیاز نہیں، مگر یہاں ان کا توجہ نہایت تیکھا، روشن اور سریع الاثر ہے، یہ اس لحاظ سے ضروری بھی ہے کہ کائنات کی کسی مسئلہ حقیقت کو مختصر ترین پیرائے میں بیان کرنا رباعی کے مقتضیات میں سے ہے پہلے دو مصرعے تمہیدی انداز کے حامل ہوتے ہیں، تیسرے مصرع میں سابقہ تمہید کا ارتقا پیش کیا جاتا ہے اور چوتھے میں جو رباعی کی روح کہلاتا ہے حقیقت کی اصلی ہیئت کو پیش کیا جاتا ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے، اس کے علاوہ جس قدر محاسن اور خصائص رباعی کے پیکر میں موجود ہیں، بیدل کی رباعیات بہ تمام و کمال ان سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ اس کی رباعیات کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ بیدل کو جس قدر عبور اس صنفِ سخن پر حاصل ہے، اس کی نظیہ متقدمین و متاخرین میں بمشکل ملے گی۔

بطور نمونہ ایک رباعی ہدیہ ناظرین ہے۔

استعدادِ تاہوش سامان نشود از جہد کے صاحبِ عرفان نشود
صد سال اگر حلقہ زند بردِ چشم اندازِ نظر نصیبِ مرگان نشود
اب چند مصرعے پیش خدمت ہیں، جو تغیراتِ زحاف کے حامل ہیں اور صنفِ رباعی میں وسعت و اضافہ کا موجب ہیں :-

- ۱۔ اے پیراں! طرفِ طربے ساز کنید
- ب۔ خوابِ امنی را آتیاں داشت کجاست
- ج۔ بیدل کارِ دیگر ندارد اینخبا
- د۔ آگاہی در آتش دامن زود است

بیدل کی ثنویوں میں محیطِ اعظم فارسی ادب کا گراں بہا سرمایہ ہے۔ یہ ثنوی آمٹھ ادوار پر منقسم ہے۔ ہر دور کسی خاص موضوع سے شروع ہوتا ہے، جس کی توضیح میں حکایات نظم کی ہیں۔ دورِ اول کا عنوان جو شِ اظہارِ خستہ و وجود ہے، جبکہ دوسرا دور جامِ تقسیمِ حریفانِ شہود ہے۔ دوسرے دور میں مرزا بیدل نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک خاص جلیل القدر انبیاء کے مقامات، ان کے احوال و آثار اور ارشادِ خلاق کے طریقوں کو فصوصِ الحکم کے انداز پر لکھا ہے۔ ہر مقام کو خستہ و وجود اور حریفانِ شہود کی ترکیبی رعایت کے باعث جام کے کنایاتی سابقہ سے بیان کیا ہے جیسے جامِ یوسفی، جامِ داؤدی، جامِ سلیمانی اور جامِ موسوی وغیرہ۔ یہ دور جنابِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں مرزا بیدل نے لکھا ہے ۷

محمد شہِ محفلِ قدس ذات	محیطِ خیمِ ہستی کا ثنات
ترجمِ بہارِ علامتِ او	کرمِ ہجو حق لازم ذاتِ او
دو عالم از دستِ پیرایہ بود	کہ شخصِ وجودش عدم سایہ بود
ز لفظِ محمد گراگہ شوی !!!	ادافہم الحمد للہ شوی !
شیوناتِ ذات اللہ افعالِ او	ظہورِ کلام اللہ اقوالِ او
گلستانِ رحمت، بہارِ قدم	بہشتِ شفاعت ز سرتا قدم

تیسرا دور موجِ انوارِ گہر ہائے ظہور ہے۔ اس میں کیفیتِ عقائد و ادنیٰ کیفیتِ نقص و کمال کا بیان ہے اور آخر میں منظوم حکایات ہیں۔ چونکہ دورِ شورِ سرخوشِ شرابِ بے قصور ہے۔ اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور نظمِ حکایت ہے۔

پانچواں دور رنگِ اسرارِ گلستانِ کمال ہے، اس میں باغ و بہار، سبز و گل، رنگ و بو

درغو و طراوت کی تصویر کشی کی ہے اور حسب سابق اختتام پر حکایات ہیں۔
چھٹا دور بزمِ نیرنگ اثر ہائے خیال ہے، اس میں شراب و شاہد و مینا و ساغر اور چنگ
وف پر اشعار لکھتے ہیں۔

ساتویں اور آٹھویں دور کے عنوان بالترتیب حل اشکالِ خم و بیچِ زبان اور ختمِ طومارِ گاپوئی
زبان ہیں۔ ان کے تحت زبان و بیان کے مختلف اشکال بیان کیے ہیں، ان کا حل اور
مختلف فوائد منظوم ہیں۔ آٹھویں دور میں تہذیب و تمدن اور اکل و شرب کی بعض
چیزوں پر خیالات کا اظہار کیا ہے، جن میں کیفیتِ پان، صفتِ پیرہ، سپاری اور چونہ
غصے و لچپ ہیں۔

طلسمِ حیرت مرزا بیدل کی نہایت جامع اور معلومات افزا مثنوی ہے۔ یہ مثنوی
ہمیں بیدل کی ہمہ گیر شخصیت سے روشناس کراتی ہے، اس کی عظمت کے بہت
سے پنہاں گوشے اس مثنوی سے آشکارا ہوتے ہیں۔ بیدل کی شان یہاں ایک اعلیٰ
پایہ کے ماہر نفسیات اور نظامِ جسمانی کے فاضل کی حیثیت سے ہمارے سامنے
مشکل ہوتی ہے۔

مثنوی طورِ معرفت صنائعِ بدائع، تشبیہات و استعارات اور معنی آفرینی کا
چمن زار ہے۔ مرزا بیدل نے اس مثنوی کو جو قریباً ۱۲۰۰ اشعار پر مشتمل ہے صرف
دو دن میں نظم کیا۔ یہ کوہِ بیراٹ اور اس کے حسین و جمیل مناظر سے رنگین ہے نواب
شکر اللہ خاں نے بیدل کو علاقہ میوات کی سیر و تفریح کے لیے بلایا تھا۔ مرزا بیدل کو
موسمِ برسات میں اس خلد زار سے لطف اندوز ہونے کا موقع پیش آیا۔ ایک وسیع و عریض سبز
زار اور گل ریز خطے نے شعر و سخن کی تحریک کی اور یہ مثنوی قلیل ترین عرصے یعنی دو روز
انعام پذیر ہوئی۔ مرزا بیدل نے اس مثنوی کو خود یک عالم چراغاں و صد ہزار گوہرِ بدایاں
سے دیکھا ہے

مثنوی عرفان گیارہ ہزار ابیات پر مشتمل ہے۔ اس میں بیدل نے کراہی پر زندگی کے آغاز، اس کی نشوونما اور دیگر ارتقائی ہستیوں پر بحث کی ہے، اس کے نزدیک ذات باری تعالیٰ کے اسماء و صفات کی تجلیات سب سے پہلے جمادات پر ظاہر ہوئیں، جن کے فیضان کے تحت زندگی کے تمام آثار اور اس کی کامل توانائی ان کے اندر موجود ہے۔ اس کے بعد مختلف دھاتوں کے خواص کا بیان ہے بیدل کے نظریے کے مطابق سونے میں اسم بصیر کی تجلیات کا انعکاس ہے جس کے باعث سونا مقوی بصر ہے، اسی طرح چاندی بھی مقوی قلب ہے۔ بعد ازاں وہ عالم نباتات کے اس کی سلسلہ جنباتی کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ جس طرح انسانی عقل و فکر اور شعور علم سے فارہ اٹھتے اور زجر و توبیخ سے متاثر ہوتے ہیں، بعینہ زبان تنبیہ اور بدنی سزا کا اثر شجار اور دیگر نباتات ارضی پر ہوتا ہے۔

حاصل الامر ہم جہان نبات علم دارد ہزار رنگ آیات

اس کے بعد حیات انسانی پر بحث کرتے ہوئے اسے عالم خلق کی حقیقت جامعہ قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ انسان خلاصہ موجودات ہے، اس کی فطرت کا اعتدال قابل ہزار ستائش ہے۔ عقائد اور اس کے محرکات پر بحث ہے۔ بیدل نے ہندوؤں کے مسئلہ تناسخ کی نہایت شدت سے نفی کی ہے اور اس کے مقابلہ میں امت محمدیہ کی عظمت اور شان بیان کی ہے جو اس قسم کے توہمات فاسدہ سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ بیدل کی نثر مرتع، پر شکوہ، ولولہ انگیز اور صوری و معنوی محاسن سے لبریز ہے مرکبات سلسلہ در سلسلہ ہیں اور اکبری دور کے انشاء کی صداٹے باز گشت سنائی دیتی ہے تاہم بیدل کی نثر میں سابقہ دور کے انشاء پر ایک اضافہ بھی نظر آتا ہے، وہ یہ کہ اس کا اسلوب نثر تخیلاتی باد پیمائی پر مبنی نہیں، اس میں ایک کسک، درد مندی اور روح میں اتر جانے والی لہر موجود ہے جو عبارت آرائی کے بانقوں اکثر متقدمین کے ہاں دب

جایا کرتی ہے۔ بیدل نے اپنے نثری ادب پاروں میں شوکتِ الفاظ کے ساتھ درد مندی
دل کو بھی یکساں طور پر سمویا ہے اور کہیں نفسِ مصنوع کو شکوہ عبارت پر قربان کرنے کی
کوشش نہیں کی۔ اس کی نثر نظم کی طرح ریفیع و وقیع ہے۔ ہر مرتب کے تلازمات باہم
مربوط ہیں اور متکلم کے فکر و نظر کی وضاحت کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ سب مختلف
رنگ مل کر ایک جاذبِ نگاہ فن پارے کو ہمارے سامنے ابھارتے ہیں۔
اس کی تالیفات میں چہار عنصر بیدل، نکاتِ بیدل اور رقعاتِ بیدل فارسی
نثر میں یادگار ہیں۔

چہار عنصر کی اہمیت و افادیت اس اعتبار سے امتیازی ہے کہ اس کے مندرجہ
بیدل کے احوال و آثار، شبانہ روز مصروفیات، صلاحیت و استعداد، شعر و سخن
کے ارتقائی مراحل اور اہل اللہ کی بارگاہ سے کسبِ فیض کے بارے میں مستند اور
معلومات افزا ماخذ ہم پہنچاتے ہیں جس طرح انسانی وجود میں اربعہ عناصر کا امتزاج
کار فرما ہے، اسی رعایت سے بیدل نے اپنی تالیف کو چہار عنصر پر منقسم کیا ہے۔
بیدل کی دوسری تصنیف لطیف جو اسرار و معارفِ لدنیہ سے تابناک ہے،
نکاتِ بیدل ہے۔ کل نکات کی تعداد ۵۰ ہے۔ خصوصی اور اہم موضوعات بہت
ولایت، تقویٰ اور اس کے متعلقات اور رباعیات ہیں، بعض مقامات پر اشارات
اور حکایات بھی نظم کی ہیں، کہیں کہیں غزل بھی ملتی ہے۔ مثال کے طور پر نکتہ نمبر ۱۳
ملاحظہ فرمائیں :-

قربِ الہی جنوں دارد و قربِ دنیا ہوش، در اینجا دانش بہا مصروفِ تعلق
اسباب است و آنجا ہرچہ غیرِ دوست فراموش پس معاملاتِ اہل دنیا بہ اہل اللہ
راست نیاید و اطوارِ اصحابِ شعور ہم نسبتِ مجنون نشاید۔

اس کے نیچے ایک لغت بھی لکھی ہے جو ۱۳ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا

شعر ضرب المثل کی حد تک درست اور دلاویز ہے ۔

زبانم قابلِ حمدِ خدا شد کہ بانامِ محمد آشنا شد
رقعاتِ بیدلِ جامعیت و اختصار کے باعث خاصے معروف ہیں اکثر و بیشتر رقعات
نواب شکر اللہ خاں کے نام ہیں۔ نواب صاحب موصوف اور ان کے تینوں صاحبزادے
مرزا بیدل کے عقیدت مند تھے۔ مرزا بیدل کو بھی ان سے ولی النس تھا، شفقت و
مروت کا یہ احساس رقعاتِ بیدل کے پس منظر میں نمایاں نظر آتا ہے۔ ایک رقعہ
میں مثنوی طلسمِ حیرت کا ذکر ہے جو بیدل نے نواب شکر اللہ خاں کو بھیجی تھی۔ بعض میں
تہنیتِ عید الضحیٰ اور ارسالِ قند و نبات کا ذکر ہے۔ کچھ رقعات عاقل خاں اور مولانا
عبدالغریب عزت کے نام بھی ملتے ہیں۔ ایک رقعہ شاکر خاں کے نام ہے جس میں دکن
کی جاگیر قبول نہ کرنے کا بیان ہے۔ سیاقِ عبادت اس طرح ہے۔

بہ شاکر خاں ہنگامی کہ از دکن از پادشاہ برائے فقیر ملک گرفتند۔ اگرچہ فقیر قبول
نکرد، اما شکر احساں بجا آورد ۔

بیدل مددِ جمیع کارت ز خداست از سعی کسی دگر نمی آید راست
در صورتِ نہر و چشمہ و جوی و بحاب لے مزرعِ تشنہ آبارت دریاست

بیدل کے فلسفیانہ افکار بے تاب ہیں کہ اہل فن کی نگاہ ان سے درسِ حیات لے۔ ایران
میں مہنوز اس کے افکار کی پذیرائی کما حقہ نہیں ہوئی، مگر جیب رفتہ رفتہ نشر و اشاعت کا سلسلہ
زمین کے ایک خطے سے نکل کر قریبی ممالک تک پہنچے گا تو انشاء اللہ مرزا بیدل کے کلام و
معارف سے اہل زبان اور دیگر اہل در و مستفیض ہوں گے۔ ملک الشعراء بہار کے اس
ارشاد سے ع

بیدلے چوں رفت ، اقبالے رسید

یہ مترشح ہوتا ہے کہ موصوف جہاں بیدل و اقبال کی عظمت اور قادر الکامی کے معترف تھے، وہاں علامہ اقبال کو مرزا بیدل کا بدل سمجھتے تھے، آرزو ہے کہ دورِ جدید میں ملک الشعراء بہار جیسا کوئی نکتہ ور اور نکتہ شناس سرزمینِ ایران سے اٹھے اور ایک غیر جانبدارانہ جائزہ لیتے ہوئے مرزا بیدل کے نکات و معارف سے اہل ذوق کو آگاہ کرے۔

حافظ محمد فضل فقیر
لاہور

۱۹ جمادی الاول ۱۳۹۸ھ



ندعی بگذرا از دعوی طرد ز بیدل
بهر شکل که کیفیتِ غمباز رسد

بہ عین خاتون و زمان و صورت از او جاننے

مجموعہ کلام معجز نظام جناب شاعر ساعر میرزا عبدالقادر سید



باہتمام شیخ نور الدین جوغانی تاجرتب و مالک مطبع حیدرآباد

مطبع صفدر واقع بمبئی لیسٹریٹ نظام شاہی

بدل دیوان

بسم الله الرحمن الرحيم

<p>سرموئی گرا پنجا خم شوی شکس کلاه چو شبنم سر مهر شک میباید نگاه تبسم تا کجا ما چیده باشد دستگاه بهم می آورد چشم تو مگر کان کیا سری و حجب خود ز دیدم و بردم آینه شمر در سنگ دارد پرشانیهای آینه شکست زنگ کس آبی ندارد زیرگاه همگر شب شود روزت میگرد و سپاه مگر در خود فرو رفتن کند ایجاد ز نقش پاسبری باید کشیدن گاه و گاه بنت آید مگر این جام و گردد عذر خواه</p>	<p>با وج کبریا کره پلوی عجز است را و انجا او بگاه محبت ناز شوخی بر نمیدارد بیاد محفل نازش سحر خیر است احرام مقیم دشت الفت باشو خاب نایبامان بسی غیر شکل بود آتش و دوی رستن خوشا بزم وفا کر خجالت اطهار بومید ز طرز شرب عشاق سیر منیوانی کن ز بس فیض سحر میچو شد از گرد سواد دل بکنعان بوس کردی ندارد یوسف مطلب خیال جلو و زار نیستی هم عالمی دارد دل از مظهری طاقت نیست احرام ازاد</p>
--	--

زمینگیرم با فسون دل بی عابدیل
دران وادی که منزل تیر می افتد راه انجا

<p>تا سحر گشتن گریان میدرد و عریان صبح میریزد گل خورشید در دامان</p>	<p>کربان وحشت دهد دستی جنون سامان فیضها میچو شد از خاک بهار بخودی</p>
--	---

در تماشایت برکت شمع هر جا میرویم مچو کردیدن علاج اضطراب دل بخرد از شهادت انتظاران بساط حیرتم منزل مقصود گام اول افتاد گسیت در جامی رین چمن چون گل نصیب نانشد سوخت بیش از ما درین محفل چراغ انتظار مضطرب ساز تظلم پرده دار خوبی گسیت بهستی موهوم غیر از نفی اثباتی نداشت	دیدم مایقده پیش پست از مرگان ما از تحیر سرسریک موج شد طوفان ما رخمها و اما ندان چمست در میدان ما همچو شک ایگاش لغزیدن شود جولان ما زنگ ناکر دانه آخر میشود دوران ما وید و یعقوب تابانست در کنعان ما شعله یلوه شد جهان از ناله عریان ما رفتن ما کرد پیدارد از دامن ما
--	---

چشم تا بر هم ز نیم شکی بخون غلطیه و است
بسیل ایجاد است بیدل حبش مرگان ما

رخسرمی نگه بودم خراب آباد غارتها سواد نامرام کم نیست در منع صفای دل بذوق کعبه گذر از طواف کلبه مجنون همچو دماغ شوق کرد ایجا و سر شک این شکست برگ گل بهر از تبسم عالمی دارد بجاک خود تبسم ساحل امن دگر دارد	بحیرانی مژه برداشتم کردم عمارتها غبار معنی الفت نباشد از عمارتها ز دل هر جا سوید جوش زودار و زیارتها عرق ریز است هر جا جمع میار و درایتها خمر آورد و بروی ناز تو ز بارشارتها مشو چون ز بدن طوفانی آب شربتها
---	--

ز سبب خلق بیدل تا تو این در جنت آسودا
چه حاجت در دل دوزخ نشستن از ترسها

رهی نظاره را از جلو حسن تو زیور ما سیر سودائی ما را غم دستار کی باشد زبان خامه من نغمه ساز که شد یارب حوادث عین آبایش بود از آوازه شراب اگر طالع بکام تست نشین امین از کوشش	رنگ بخت طل از علس تو در آینه جوید ما که همچون غنچه از بویت بطوفان پیوید ما که خط پرواز دارد چون صدای راسخ که موج بجز دارد در سست خویش جوید ما ز گردش زبیر زبیر طبعین دارنده خا
---	--

گشا و عقد دل بی گداز خود بود مشکل | گزشتاید بجز سوزن گره از تار گوهر ما

مجوییدل علاج سر نوشت از گزیه حسرت
بموج مایه نتوان شست بر گز خط ساغر ما

غیر و حدت بر نتابد همت عرفان با
شوق در بیدست و پائی نیست مایوس طلب
معنی اظهار صبح از وحشت انشا کرده
زین دستان مصرع زلف مسلسل خوانده ایم
یار در آغوش و نام او نمیدانیم حسیت
در طبع نگاه امکان شوخی نظاره ایم
مغفم دارای شری جولا که آغوش سنگ
جلوه در کار هست ما با خود قناعت کرده ایم
مدعا از دل بلب گدشته میوزد نفس

و از من خویش است چون صحرای دامن ما
چون قلم شوق قدم میسبالد از مرکب ما
نامه آهیم بیستابی همان عنوان ما
خامشی مشکل که کرد و مقطع دیوان ما
سادگی ختم است چون آینه برسیان ما
از غبار می میتوان ره بست بر جولان ما
نگی فرصت بغل و اگر در میدان ما
به که بروی تو باشد چشم ما حیران ما
اینقدر دارد خموشی آتش پنهان ما

بیدل از حیرت زبان در ددل فهمیده هست
آئینه بدو شد آتش نامه عریان ما

بهر ما در گستی کمش پنج امید اینجا
مقیم نارسائی باش پیش از خاک گردیدن
محیط از جنبش هر قطره طوفان جنون دارد
گداز نیستی از انتظارم بر نمیدارد
ز سار الفت آهنگ عدم در پرده کوتم
درین وحشت سر آئینه اشک تنیام
کباب خام سوز آتش حسرت دلی دارم
نبار سرکشان حسن آشوب دگر دارد
خپشهای نفس از پرده تحقیق میگوید

که خونهای منخورد تاثیر میگردد سفید اینجا
که مغز برود عالم چون عرق خوابد جلد اینجا
شکست گنگ اسکان بود گر کیدل طبع اینجا
ز خاکستر شدن گل ممکنه چشم سفید اینجا
نوائی میرسد گز بنجودی نتوان شفیق اینجا
که در دست و پائیها مرا باید درید اینجا
که ما را بیوائی سوخت و دوش میرشد اینجا
کمیکاه قفا فل شد اگر ابرو خمید اینجا
که تا از خود اشرار می نخواهی آرمید اینجا

بلند است آنقدر با آتشبان عجز بیدل
که بی سعی شکست بال و پر نتوان رسید اینجا

کرده ام سر مشق حیرت سروموزون ترا شام پرورد غم با صبح اقبالم حکما خاکبای این چمن می بایدم بر سبزدن ساز محشر گشت آفاق از نگاه حیرت سور غنا برون از پرده های عجز نیست فهم کیا نیست شوق اعتبارات دوتی هر چه می بینم سراغی از خیالت میدم ایدل دیوانه صبری که سویدا چاره نیست	نالہ میخو انم بلند بیای مضمون ترا تیره بختی سایه پیدا است مجنون ترا بسکه گل پوشید نقش پای گلگون ترا درنی مرگان چه فراید است محزون ترا رشته یا سخت پیچید هست قانون ترا عمر باشد خوانده ام برخویش افسون ترا هر دو عالم یکسر زانو است مجنون ترا دیده آهو فرو برد است مامون ترا
--	--

بیدل آنروز که استقبال آغوش کند
آنقدر و اشو که نتوان بست مضمون ترا

سی در بند غفلت مانده چون من ندید اینجا سراغ منزل مقصد میرس از مار مینگیر طییدن زو ندارد در تحسلی گاه حیرانی شجیر گر چشم انتظار مانده پردازد بدل نقشی نمی بندد که با وحشت نه پیوند مرا از بی پری بهم راحتی حاصل نشد و نه کفن در مشقه ما بنیوایان خونها دارد	دو عالم میدر باز بست میجویم کلید اینجا بسی نقش پاره ای میگرد و سفید اینجا توان گری پای تا سر شک شد نتوان چید اینجا چه وسعت میتوان چیدن ز آغوش امید اینجا منید انم کد امین بی وفا آئینه چید اینجا ببار سایه ز کین از گل و آبست و بید اینجا ز غریانی برون اگر توانی شد شهید اینجا
--	---

بجوم در دپیچیده است بستی ما عدم بیدل
تو هم گر گوش داری ناله خواهی شنید اینجا

زید پر دوفانوس دیگر تسمع سودارا دل آسوده ما شورامکان در قفس دارد	مگر در آب چون با قوت کیر نه آتش مارا که در دیده است اینجا عنان ضبط دیرا
---	--

<p>در آغوش نفس گر خون کنی عرض تمسار روانست آبرو هر که بر فنا راوری بار که می نامیده اند اینجاست شکست رنگ ملینار شکستن کو که پروازی دهد آینه مار که در سنگ شمر از خوش خالی میکنم حاد شکست آینه رنگی که گم کردم تماشار امل دارشته کوفه ساز و عجبی گیر دینار</p>	<p>بهشت عافیت رنگ بهار آبرو با غبار احتیاج آنجا که دامان طلب گیرد بعرض خود بیا گرم کن بینگانه مشرب درین محفل بریشان جلوه است آن حسن بر جانی سبک روست شوق آما من آن ذوق میکنم بر غبی نگاهی رفت ازین محفل چراغ من بهوس چون مار باشد نسیم نقد حال میگردد</p>
<p>ریشوری سانی بی ستالی شد نشان بیدل که کم گشتن ز کم گشتن برون آورد عطار</p>	
<p>داد مشت خونم را یاد گل فروشها کرد شمع زین محفل داغم از خموشها زین دو پرده بیرون نیست سار عیب پوشها بی بضاعتان دارند عرض خود فروشها سینه صاف می دارم نذر درد نوشها از نفس که میخواهد عافیت سروشها</p>	<p>باز آب شمشیرت از بهار جوشها نال تا نفس وز دید من لبه خوابیدم یا تعافل از عالم یا ز خود نظر لبش مایه دار هستی را یاد ما و من کفر است ز اهدی نمیدانم تقوی نمیجویم ساز محفل هستی بر سیستن آهنگست</p>
<p>محرم فنا بیدل زیر بار کسوت نیست شوق جامه دارد از برهمنه پوشها</p>	<p>کلیست از راه تو چون خاشاک بردار و مرا نشسته از دو و محمودی بنجاک افتاده ام بستیم عهدی بتقیس سجده او بسته است پیکرم کرد و غبار یاس و بر خیزد ز خاک</p>
<p>شعله جبار و بی کند تا پاک بردار و مرا شوق میخواهد بدست تا ک بردار و مرا خاک خواهد هم شد اگر از خاک بردار و مرا به که دست منت افلاک بردار و مرا</p>	<p>صبح بی سرمای احرام بر خود رفتنم کو گریبان تا بدوش چاک بردار و مرا</p>

<p>گهی از چین ابرو سکتہ خواند بیت عالی را جرس آخر منزل میکند کم ہرزہ نالی را ز خاکستر طلب کن راحت افسردہ بانی را خجاری برہوا کن فیض فطرت بای عالی را کمینگا و ہوسہا کردہ وضع بی سنوالی را کہ چینی خاک گرد و تا شود قابل سفالی را</p>	<p>کہ از موی میان شہرت دہنا کر خیالی را دل از خود میرود بگذار تا مست فغان گرد پر پروانہ آتشخانہ شور عافیت باشد در انوادی کہ خاکست اعتبار جہل و آشبا قناعت پیشہ کن از کاین حرص عنایت من بچنگ اغنیاء امان جاہ آسان نمی افتد</p>
---	--

چہ امکانست بیدل منعم از غفلت برون آید
ہجوم خواب خرگوش است اینجا شبہ قالی را

<p>غنیہ شود امن آرام بچنگ است اینجا صافی آئینہ در کسوت رنگ است اینجا مستی ما و تو آواز ترنگ است اینجا قدم اہروان گردش رنگ است اینجا اشک چون آئینہ شد کام نہنگ است اینجا چمن از سائیل گل شیت پلنگ است اینجا انچہ پیش تو نگاہ است خد ملست اینجا دل ہر کس بطیفہ قافیہ تنگ است اینجا</p>	<p>در خموشی ہر صلح و ہر جنگست اینجا دیدہ بر بندہ اگر ذوق تاشائی ہست جہرخ پیما نہ بدور افکن یک جام تہی است سوق دل ہمہ فر آئینہ بیوشی است طرف دیدہ خونبار نگردی ہر گز منزل عیش بوشت کردہ امکان نیست از ستم دیدگی طالع من هیچ میرس و دجہان ساغر تکلیف از خود رفتن است</p>
---	---

بیدل افسرد گیم تو خجی آہے دارد
تا شمر نیست از خود رفتن رنگ است اینجا

<p>تا رو بود کفن از موی سپید است اینجا بشکی چون رود از قفل کلید است اینجا وود بر چہرہ آتش شب عید است اینجا پای تاسہ ز کفن چشم سفید است اینجا یا بگو یا بشنو گفت و شنید است اینجا</p>	<p>صبح پیری اثر قطع امید است اینجا غسینچہ و اشد مشکل کہ دلی بکشاید بگذر از رنگ کہ آئینہ اقبال صفاست ہر کہ تسکین نہ دہد منظر وصل ترا جہد تعطیل صفت نقص کمال ذات است</p>
--	--

در جنون عشرت عیش گرازیخبریت	موی ژولیده همان سایه بید است اینجا
زین چین هرک گل دامن خون آلود است	حیرتم گشت ندانم که شید است اینجا
بوی یاس از چین جلوه یاس است امکان	
دگر ای بیدل غافل چه امید است اینجا	
نیست با مکرگان تعلق اشک و حشت پیشه	دانه مادام راه خویش داند ریشه را
عشق بر دوار و سر مهر از زبان عاجزان	ناله یک نی باتش بید و صد پیشه را
عیش ترک خانان از مردم آزاد پس	کس ندارد خبر صد قدر شکست شیشه را
گر نباشد بی تمیز بیابا ل کار عشق	کو کهن بر صورت شیرین نراند تیشه را
مجلسا ز بیدل از مسق خموشی چاره نیست	
تنگدستی باز میدارد ز قلقل شیشه را	
رهی سودای توبه مذهبها و مشربها	بیاد آسمان پر طپیدن جوش بارها
چو آهنگ جرس با و سبک و طایفه جولان	که از یک نعره وارش میطپد آغوش قالها
غبار جنبش مکرگان ندارد چشم قربانی	قدم محو است اینجا در صفای نقش مطلبها
تر گرد و حشت و امانده بختان فتن میبارد	تبسم پاشی صبح است چین دامن شبها
بجا موشی توان شد ایمن از انداز کج بختان	نفس دزد است اینجا بس فسونش غمها
زبان در کام دزدیدم و دواع گفتگو کردم	سخن را کوس رخصت بود گو یا بستن لبها
بهار بی نشان عالم نومیدیم بیدل	
سرا غم میتوان کرد از شکست رنگ شبها	
درینوادی چنان آرام باشد کار و انهارا	که همدوشیت باریک روان شکست انهارا
بند پیر از غم کونین و شوار است و ارستن	مگر سوز و فراموشی متاع این دکانهارا
چو رنگ رفته آسمان سودی نمی بخشد	که برگشتن ازین وادی نمی باشد عیانهارا
نفس سرایه بیای است افسردگی تا کی	مکن شمع مزار زندگانی استخوانهارا
بجز کشتی شکستن ساحل امنی نمیباشد	که از وسعت فرو برد است این دریا گرانهارا

من و عرض نیاز از عزت و خواری چه میسر	که نقش سجدہ پیش از صد خواب آستانہا را
چنین که ز خامہا گلہای معنی میچکد بیدل	توان گفتن رگ ابر بہار این ناودانہا را
ز برق این تحیر آب شد آئینہ دلہا کجا راحت چه آسودن کہ از نایابی مطلب چه دنیا و چه عقبی سدرہا تست ای غافل دلغہ میرسانم از شکست نالہ رنگی دریں مربع چه لازم غرمن آرای ہوس شاہ چو اشک از کلفت پندارستی در گرہ بوم زبان شمع فہمیدم ندارد غیر این حرفے	کہ رہ تا محل و لیلی است بیرون باز محلہا بیای جستجو چون آبلہ خون گشت منہا بیابگذر کہ از بہر گزشتنہا ست حائلہا بخون رفتہ پرواز دگر دارند بسملہا ولی باید بدست آری ہمین نخست حائلہا چکیدم تاکہ از چشم خود و حل گشت شکلہا کہ در خود گر توان آتش زدن مفتحت محفلہا
کنار عافیت کم بود در بحر طلب بیدل	شکست از موج ما گل کرد و بیرون رخت سلہا
ہر کجا تسلیم بند و بر میان شمشیر را بسل فوج منم نہ خم بہاں خمیازہ است جو ہر تجرید قطع الفت خویش است دلس زائل از زینت نگود و جو ہر مردانگی بر شجاعت پیشہ ننگست از شجاعت ہم مرگ ای فغان بگذر ز چرخ و لامکان تاثیر باش عاشقان بسمل آہنگت مہیا کردہ اند	میکند چون موج گوہر بیزبان شمشیر را در لب باغر کن ای قاتل نہاں شمشیر را بر سر خود میتوان کرد امتحان شمشیر را قبضہ ز را از برش مانع مدان شمشیر را حرف جوہر بر بنیاد بر زبان شمشیر را چند در زریہ سپر کردن نہاں شمشیر را جہہ شوقی کہ داند آستان شمشیر را
نوبہار عشرتم بیدل کہ باین لاغری	خوان صیدم کرد شاخ ارغوان شمشیر را
بر برگ و غنچہ سودای خلعت پیچیدہ دلہا را خرامت بال شوقم داد و در پرواز حیرانی	رگ گل رشتہ شیرازہ شد جمعیت مارا کہ چون قمری قدح در چشم دارم رویار

<p>نگد شد شمع فانوس خیال از چشم پوشیدن درین محفل سراج گوشه امنی نمی یابیم کف خاکی ندارم قابل تعمیر خود دار بغیر از بستی لوح عدم صورت نمی بند ندارد حال ما اندیشه مستقیل دیگر نه از موج نسیم است اینقدر ناخوش بیای خمش غییر افسردن چه گل ریز و دانات اقامت تهمت در محفل کم فرصت هستی مال شوق هم در غمت اگر اسودگی خواهی</p>	<p>فنا مشکل که لذعاشق بر د شوق تاشا را چو شمع آخر گریبان میکنم نقش کف پا را جنون افشا ندو برویرانه ام دامان صحرا را که گرم کردیم در آغوش دی مرزو فردا را اگر خواهی که گردی جلوه گر آئینه کن مارا اگر آزاده باناله پیوند اعضا را تب شوق کسی در رقص دارد نفس دیا را چو عکس از خانه آئینه بیرون گرم کن جارا بصد گردن مدام کف جبین سجده فرسار</p>
<p>نشانها نیست غیر از نام آنهم تا توان بیدل جهان دیده بشمار نقش بال عنقارا</p>	
<p>خاکسار تو طپیدن کند آغاز چرا جیب حسنت گره از بیضه فولاد گشود دل بدست تو و ما از تو دیگر مانع چیست سیل بنیاد جهانست نظر و اکرون ساز بیتابی دل گره عروج آهنگست گره سازیت یقین را بطه هریم وزیر بی نیازی اگر از عجیب و هنر مستغنی است نیست جز خود شکنی دامن اقبال بلند</p>	<p>جرس آبله بیرون دهد آواز چرا دیده ما بسجمل تو نشد باز چرا خود نمائی نکند آینه پرداز چرا بهوش ما هم نشود خانه بر انداز چرا نفس از بیم طیش میشود آواز چرا شکوه شد ز مرز طالع ما ساز چرا حیرت آئینه دارد لب غماز چرا اخرا میشت غبار آئینه پرواز چرا</p>
<p>بیدل آئینه معشوق قادر بر لشت این نیازی که تو داری نشود ناز چرا</p>	
<p>گذشت از چرخ و گرفت آبله چشم ریا را نگردد مانع جولان شکم پنجه مرغان</p>	<p>هوایت تا کجا از پاشا ندان ما را پرماهی بگیرد دامن امواج دریا را</p>

<p>نه از عیش است اگر چون شیشه می قفل آید سیرانغ کاروان دارم دم از عالم مشغول نه بندی بر دل آزاد نقش تمت حیرت شکوه کبریائی وز عجز ناحیه میسر یکبار و متاع هوش با یوسف خریدار مقام ظالم آخر بر ضعیفان است ارزا غبار ماضی و مستقبل از حال تو میجو شد</p>	<p>شکست دل صلائی میزند رنگت تاشارا بین داغ دل و دریاب نقش پای غمهارا که پیش از بخودی مسان تی کردند طیارا نگه هم زیر پا باشد سر افتاده مار عدم افسون خود داری نگاه جلوه دار که چون آتش زیا افتد بخاکسترده جار در امروز هست گم کرده سکانی می فردارا</p>
<p>باین کثرت زمانی غافل از وحدت مشو بیدل خیال آئینه ما در پیش دارد شخص تنهارا</p>	
<p>بستی بطیش رفت و اثر نیست نفس را ل مایل تحسین نکردید و گرنه رفع هوس زندگیم با وفا کرد آزادی ساخت پرافشان فنا بود تا مگر رفتاری ما فاشش نکرد هر دل نبرد چاشنی از داغ محبت</p>	<p>فریاد کزین قافله بردند جرس را از کسب یقین عشق تو انکرده هوس را اندیشه من آب زد این آتش حسیس را دل عقد شده و آبله پاک و نفس را چون صبح به پرواز نفقتم نفس را این آتش بزرگ نسوزد همه کس را</p>
<p>بیدل نشوی بخیر اگر سیر گریبان اینجا است که غنایه بال است گیس را</p>	
<p>تا مل گر چه در گوشش افکند پیامه مارا ندارد شور امکان جز بکنج فقر آسودن درین دیر بس فرش است اجرای وجود من به میرد گر نتوان زد داغ کلفت آسودن بحال خوشتن نگذاشت دل را شوخی بهم درین ویرانه هچشم نگاهم کز سبکرو حی</p>	<p>نوازی نیست در خاطر شکست نک مینارا اگر ساحل سوی در آب گوهر گیر دربارا بر سو میروم چون موج بر خود می نیم پارا مگر آبی زند خاکستر ما آتش مارا هوای گرد باد و ارجای برد اجزای صحرارا درون خانه ام و ز خویش خالی کرده ام جار را</p>

بهشتی از دل هر ذره در پرواز می آید
بر سو چشم و اگر دم نگه وقف خطا کردم

اگر بر خاک ریزد حیرتم رنگت تنه را
نمیدانم چه پیش آمد من غفلت تقاضا را

همین درد است ترک عشرت خوین و لان بیدل
هجوم گریست و خنده دارد طبع مینا را

دریای خیالیم و نمی نیست در اینجا
رمزد و جهان در ورق آئینه خواندیم
عالم همه مینا گردید و شکست است
بر لغمت دنیا چه هوسها که نه پختیم
بر هم نرزی سلسله ناز کرمان
مایخبران قافله دشت خیالیم
از حیرت دل بند نقاب تو گشودیم

جز و هم وجود و عدمی نیست در اینجا
جز گرد تخت رقی نیست در اینجا
وین طرف که سنگ ستمی نیست در اینجا
هر چند غذا جز قسمی نیست در اینجا
محتاج شدن بی کرمی نیست در اینجا
رنگت بگردش قدمی نیست در اینجا
آئینه گری کار کمی نیست در اینجا

بیدل من و بیکاری و معشوق تر است
جز شوق بر همین صنی نیست در اینجا

خط آوردی و نوشتی برات مطلب را
هوایت نکست گل را کند داغ دل گلش
سفید از حیرت این انتظار است اشخوان من
غبار رنگ ما را عاجزی بالی نزد ورنه
حریف و حشت دل دیده گرمان نمیکرد
سخن ما در جهان باقیست از محرومی آزادم
خران چهره بس باشد بهار آبروی من
بلند و پست خار راه عجز نمانی کرد
الهی از سر ما کم نگر و دسایه مستی
بیزم وصل از شوق فصول امین نیم بیدل

بخود کردی در از آخر زبان و در و لهار
تمنایت نگه در دیده خون ساز و تماشار
که یارب ناوکت در کوچه دل کی کنه جارا
شکست طرقات عمریت پیدا میکند
نگه مشکل فراهم آورد اجزای دریا را
زبان گفتگو ما بال پرواز است غنقار
گو او فتح دل دارم شکست رنگ اعضا
بپهلوی قطع ساز و سایه چندین کوه و صحرا
که به صهاره پیشانی سجود می نیست مینا
سباد ابرام تمهید تقافل گردد ایما را

<p>بوی وصلت گریلا پیدل ناکام را صحن این کاشانه زیر سایه گیرد بام را</p>	<p>گرد باد آئینه ساز و حلقه های دام را و هم ناماکی وصال خود بد پیغام را مغت حیرتا اگر سیراب سازد نام را رشته شیرازه ما ساز خط جام را آسمان سرسبز دارد میوه های خام را شمع صبح عالم اقبال داند شام را بیقراران بند منزل کرده اند آرام را دوش و حشت پرندار و جامه احرام را ورنه دام دلبری کو آهوان رام را پرده زنبور است اینجا دیده با دام را</p>	<p>طائر آزادگی گریال و حشت واکند دیدن همگامه هستی شنیدن شش نیست منعم از نقش نگین جونی خیالی میکنید ساقیا چون موج می امشب پریشان فرم چنگی راهی بد و بسینوائی مبرکن تیره بجی نیز مفت اعتبار زندگیت موج دریا را بساحل همیشه صحت است شعله ما دور گرد الفت خاکستر است شوق بیباله بقدر کم نگاه می بای حسن در چمن هم از گزند چشم بدایمن مباش</p>
---	---	---

چون خط برگار بیدل منزل ما جاده شد
جستجوهای غرض آغاز کرد انجام را

<p>نقش شفته میدارد چو گل جمعیت یار را درین دایره میباید که شست از هر چه پیش زرد و مطلب نایاب باید کرد بر سر زدن دین مست شو شیرازه بند شو بستی گدازد روالت فیض الیه و گدازد بجای ناله منخیزد غبار از خاکسار است با کاهن چه امکانست کرد و جمع خود را درین کاشن چو گل کین پرزدن رخصت عیب فلک کلیم جا بهت گر کند لاف حماقت</p>	<p>پریشان می نویسد کلمات موج حوال دریا خوش آن رهرو که در امان می افکند فردا متنا آخر از خجالت عرق کرده هست سوز سحریم دور عدم خواب و بزم کرد اجاز را ز خوان کشتن توان در دل گرفته حلقه عت صد اگر دست یکه سانه نقش قدم مبر که با پر موج میباید دست از جویش بیا مل از زلمات یابی نسخ بال افسانی مار که غیر از کا و نتواند کشیدن بار دنیا را</p>
--	--

چرا محسنون مارا در پرتیانی وطن نبود
نرا کتیاست در آغوش ملینا خانه حیرت

که از چشم غزالان خانه بر دوست صحرا
مژه برهم مزن تا نشکنی رنگ تماشارا

سیه روزی فروغ تیره بچنان پس بود بیدل
ز دود خویش باشد سرمه چشم داغ دلخارا

از طلب ما چند ریزی آبروی کام را
داغ بودن در خار مطلب نایاب چند
گذرا از موقع شناسی وزنه در عرض نیاز
میخراید پیش پیش دل طشهای نفس
دوری و صلت بقدر و سگاه جستجو است
حسن مطلق داشتیم خود بسیم آئینه کرد
چون غبار شیشه ساعت تسلی دشمنیم
زندگی تا کی بلاك كعبه و دیرت کند
از تغافل تا نگاه چشم خوابان فرق نیست
کی رود فکر مضرت از مزاج اهل کین

یک سبق شاگرد استغنا کن این برام را
پخته نتوان کرد ز آتش آرزوی خام را
پیش ز آروغ هست نفرت آه بی بهنگام
وحشت از نخچه بهم پیش است اینجا دام
قطع کن و هم خیال فاصد پیغام را
اینقدر ما هم اثر طیبوده است او ما مد
از مزاج خاک ما هم پروا ند آرم را
به که از دوش افکنی این جامه حرام را
نشکر نگشت اینجا در دو صاف جام را
مار نتواند جدا از زهر دیدن کام را

عرض مطلب دیگر و اظهار صنعت دیگر است
بیدل از آئینه نتوان یافت وضع جام را

بود سر مشق درس بخودی بار یک بینیا
مر از ضعف پرواز است سیر آشیان در نه
نیاز من عروج نشسته نازد گردار و
دل رم آرزو شکل بود مجبوس تو مید
نفس زد وید نم شد باعث جمعیت خاطر
غبار فقر رنگ سرکشی را میشود صقیل
بشوخی آمد از بیدستکاهی احتیاج من

ز موانگشت حیرانی بلب دار بد چینیها
نفس گیرم چو بوی غنچه از خلوت گزینیها
سهر آورده ام بر آستان از زمینیا
که سنگ اینجا شرر میگرد و از وحشت کینیها
بدام افتاد صید مطلم از دانه چینیها
سیاهی میرد از شعله خاکستر نشینیها
درازی کرد دست آخر ز کوه آستینیا

خروش ابل جاده از خفت اوراک میباش طریق دلربائی مکت جهان نریک میخوام دوتا گشتیم در اندیشه یکسجده پیشانی مگر از فکر عجبی باز کردم تا بخود آیم	تکلف نیست یکسر علت فریاد چینیها بحسن محض نتوان پیش بردن ناز نینیهها براه دوست خاتم کرده مارا بی نینیهها که از خود بخت دور افتاد دام از دور سینهها
---	--

و م تیغست بیدل راه بار یک سخن سخی
زبان خامه هم سخن دارد از حرف و نینیهها

کی بود سیری زما ز آن نرگس خود کام را من هلاک طرز اخلاقم چه خلق و کو عتاب ضبط آداب و فاگر یک طیش خست و نیست بی افشائی راز عاشقان پرواز رنگ حلقه زلف تو رونق از غبار دل گرفت پیش چشمیت خرسخت خود می بیند مان از کشاکشهای موج بحر ماهی فارغ است ای خسیس از ساز شدت هم نوایت پست خاک بستی یکظم در دامن دشت و ما نیست دل عشق آب چون شده نشه بیاید خوب چون سینه ام رز و دشت کین آتش است	باده پیمانی لرا فی نیست طبع جامه را بوی گل آینه دار است از لبست دشنام چون پر طاوس در پرواز دارم دام را بال ویر باید شاستن طایر پیغمبر دود آ و معید باشد سرمه چشم دام را گر زره جوهر شود بر استخوان دوم را از انقلاب غم چه پروا میدم نا کام را از نگین کنده خوش در گوگردی نام را من ز روی خانه می یاد بر هوای نام را احتیاج باد و نبودند خون آتش نام را تا بدوشش ناله بندم محل آرام را
---	---

بسکه مخمور اگر فماریست بیدل صید من

جوش ساغر من شمارم حلقه های دام را

ای از روی میوه نوسیداب کینهها آتش پرست شعله اندیشه ات جد از حیرت صفای تو خونیت میچکد بر کارگاه حکم تو بهر لاله از سنگ	بر همین که دورت سناب است کینهها آینه دار و داغ جوانی نوسیداب اشک روان سطر چشم غم کینهها آتش برون و دهن نفس انگیز کینهها
--	--

آنجا که مهر عشق کند دوزخ پرور	چون شد گل شرافت ذات از کینها
تا پای زهر محبت نشان دهد	چون نصبح چاک دل فلک پرده زینها

بیدل بخاکساری خود ناز می کند
ای در غبار دل ز خیالت و نینها

ای آئینه حسن تمنای تو جانها دور پرده دل غیر خیالت چه توان یافت از شوق تمنای تو در سینه صحرای بی زمره حمد تو قانون جها را آنجا که بود جلوه که حسن کمال از مرحمت عام تو در کوی اجابت با قوت تائید تو تحریک نسیمی در چار سوی دهر کدر کرد خیالت بیاب صالست دل اما چه توان کرد	اوراق گلستان تمنای تو ز باها جولان کده پر تو ماه اندکها همچون دل بیاب طیان ربک روانها افسوده چون رنگ نار است بیابها چون آئینه محو است یقینها و گماها لگشته اثر با بتکا پوی فضاها بر سحر کشد از شکن موج کماها لبریز شد از حیرت آئینه دکانه چشم است بر امت گره رشته جانها
---	---

در سینه بیدل نبود لیدل پر خون
بی دغ هوای تو درین لاله ستانها

تعب عارض گل جوش کرده مار ز خود تنی شد کان گرنه از تو لبریز اند خراب میکند عالم خیال تو ایم ز تاب قطره همین جز محیط نتوان یافت منو دوزخ طلسم حضور خورشید است اگر بناله نه از زیم رخصت آهی برنگ آتش یا قوت و باد خاموشی چه بار کلفتی ای زندگی که همچو جاب	تو جلوه دادی و مدهوش کرده مار دگر برای چه آغوشش کرده مار چه مشربی که قدح نوشش کرده مار تو می تراوی اگر جوشش کرده مار چه گفته نیست فراموشش کرده مار به نیم شعله که خاموشش کرده مار که حکم خون شده خاموشش کرده مار تام آله برد و شوشش کرده مار
--	---

چو چشم چشمه خورشید حیرتے داریم	تو ای مژگن زچرخش پوش کرده مار
لوائے پردہ خاکیم یک قلم بیدل	بجاست عبرت اگر گوشش کرده مارا
ای گردنگا پوی سراج تو نشانها حیرت نغمه شوخی حسن تو نظر با در کینه تو آگاہی و غفلت همه معذو عمر لیت که نه چرخ برنگ گل تصویر آن کست شود محرم اظهار خفایت بر اوج عنایت فرسد هیچ کمنه آنجا که فنا نشد اسرار تو دارد بر سبزه درین دشت شد انگشت شهادت از شوق تمت می تو درین صحرای جز ناله بس زار تو دیگر چه فروشم	وامانده اندیشه راه تو گمانها خامش نفس عرض شنای تو زبانها دریا ز میان غافل و ساحل ز راهها واکرده بخیال زده بوی تو دانهها آئینه نوشتند عیانها و نهانها بیهوده رسن تاب خیالند فغانها پیمان کش جوئی بهارست نوزاد ما از گل خود رویتو دادند نشانها بیمچوں دل بیتاب طمانینه ایست متاع بیدل
بیدل ره حمد از تو نصیب مرحد دوزیت	خاموشش که آوار و جو اند بیابان
جوش پریشانت مسته زبان ز جود تیغ زبانی ده دین سبزه جود ز جوش آبدار پاست زین برنا خمن شکسته طبع زین نار و لب شوخی پر طاووس بر روی برن گل شمع آینه با خلاقه و رباب آینه دارد صفین ویرانه را غما زرد از دین	ای موق زن باریخت ز سینه با جور تو پنبه در گلستان داغ دل سودائی تو با کعبه تاج خدای از فضل و رحمت تو لب اشک میزد در خرقه نیاز گدایان در کعبت نازک دلان باغ تو چو شبنم سحر در قلمزم خیال تو نتوان کنار بست دل را محبت تو بمان خاک رسد

	چون بیدل آنکه مهر خست و انشیں است نقش نگین نمی شود دش حرف کینه با	
ای داغ کمال تو عیاںها و نهانها خلفه بهوایی طلب گوهر و صلت بس دیده که شد خاک و نشد محرم دید تا دم زند از خرمی گلشن صنعت دریاد تو بهوی زد و بر ساغر دل نخت آنجا که سجود تو دهد بال خمیدن طوفان غبار عدمیم آب بقا کو پیدا است بمیدان ثنایت چه شایده تا همچو شرر بال کشودم بهوایت	معنی به نفس محو و عبارت بزبانها بگسسته چو تار نفس موج غناها آئینه مانیز غبار لیست از انہا حسن از خط نو خیز بر آورده زبانها در و نفس سوخته سر جو شش فغانها چون تیر توان حبست بپرداز کمانها دریا بیاں محو شد از جوش کراہا دامن ز شوق خائیکه تست یانها وسعت ز مکان کم شد و فرصت ز زمانها	
	بیدل نفس سوخته ما چه فرو شد حیرت همه جانمخت نمود است و کمانها	
جوش شکیم و شکست آئینه دار اینجا عرصه شوخی ما گوشه ناپیدا نیست عافیت چشم ز جمعیت اسباب ار بغور و رموز ما کلفت دلها میسند نفسی خود میکنم اثبات بر من می آید هر چه آید به نظر آن طریش موهوم است سایه ام با که دهم عرض سبکیتی خویش دامن چیده درین دشت تنزه دارد عشق می داند و لب قد رگران جانی من چند بیدل بهواید است گریان بودن	رقص سستی همه دم شیشه سوار اینجا هر که رو یافت ز آئینه دو چار اینجا هر قدر ساغر و میناست خمار اینجا ای جنون تاز نفس آئینه زار است اینجا تا بکے رنگ توان باخت بهار اینجا روز و شب صورت پشت رخ کار اینجا روز و هم آئینه دار شب تار است اینجا خاک صیاد گل از خون شکار است اینجا سنگ شیرازہ اجزای شرار است اینجا جیبت از کف ندھی - دامن یار است اینجا	

جام است نظر گاه خمار است اینجا میشبها غیر تاشای زبان کاری نیست عافیت میطلبی منتظر آفت باش فرصت برق و شرر با تو حسابی دارد چه جگرها که بنومیدی و حسرت بگذاخت پرده هستی موهوم اثر ما دارد انجمن در بغل و ما همه بیرون دریم عجز طاقت همه دم شاید معدوم است سجده ام از عرق شرم رهی پیش نبرد	حلقه دام تو خمیازه شکار است اینجا در خور با جتن رنگ قمار است اینجا سربالین طلبان تحفه دار است اینجا امتیاز یک نفس در چه شمار است اینجا فرصتی نیست و گرنه همه کار است اینجا که جایم و نفس آئینه دار است اینجا بهر چند آنکه زند موج کنار است اینجا نفس سوخته یک شمع مزار است اینجا از قدم ما بجبین آبله زار است اینجا
---	---

بیدل اجزای جهان پیکری مثالی است
حیرت آئینه با خویش دو چار است اینجا

گذر گوهر دل باد و تابست شبم را تگر و د جمع نور اگهی با ظلمت غفلت بهر جا میروم در اشک نومیدی وطن نگردی غافل امی اشک نیاز ترک خود تا شامیست کم چشم بوس گریه نمناک فتنه گل اشکم اگر منظور جانان شد عجب بنو خط خوبان کند غفلت ابل نظر باشد فضولی میکنم در انتظار مهر تابش بوصل گلر خان نتوان کنار عافیت جستن ضعیفی هست چندین تعلق بستان بر جام	غم چشم تحیر عالم آبت شبم را صفای دل نک در پرده خوابت شبم را رخشم خود جهان بگذشت سید آبت شبم را که بروش چکیدن سیراب آبت شبم را حیا آئینه کلهای سیر آبت شبم را که رود چشم خورشید جهان آبت شبم را رگ کلهای این کشن رگ خوابت شبم را گر فتم برده بر دارد کجا آبت شبم را که در آغوش کل خون و جد آبت شبم را ز پا افتادگی یک عالم آبت شبم را
---	---

میخورد خون نفس این دل غم میشه ما
جو ما سر تیغ بود خار و خس میشه ما

بسکه چون شمع نغم نشو و نمایا فته ایم
 سختی دہر ز دست دل مازنہا رست
 قد خرم گشتہ ہمہ ناخن فرما و غم است
 شغل رسوائی و دوسوزی احوال طاہست
 چشم امتیہ نداریم ز کشت و گران
 خاکسبہا سبق مکتب بیابانی ماست
 نشہ مشرب یکرنگی از ان صاف تر است

شعلہ زاموج طراوت تہم دریشہ ما
 آب شد طاقت سنگ از جگر شیشہ ما
 سعی حیاست بخر جان کنے ازیشہ ما
 سخت زلف کہ چچیدہ بر اندیشہ ما
 دل ما دانہ ما نانہ ما ریشہ ما
 کلمہ ما نانہ ما بود سنے بیشہ ما
 کہ شود موج پری زرد تہ شیشہ ما

بیدل از فطرت ما قصر معانیست بلند
 پایہ دارد سخن از کرے اندیشہ ما

صورت وہمی ہستی متہم داریم ما
 محفل ما چون جرس جوش ہمیشہ می دہا است
 انقدر فرصت کہیں قطع الفتانہ ایم
 میتوان از میکہ ما کچھان محراب ریخت
 دل متاعی نیست کردشش توان انداختن
 شوخ چشمی رنج استغامی از باب حیات
 رنج و سازد کسی سیر و سفر در کار نیست
 رنگہا دارد بہار عالم ہر رنگ عشق
 گر نباشد اشک جملت ہم تلافی میکند
 دید و حیران سراغ ہر چہ خوابی میدہد

چون حباب آئینہ بروش عدم داریم ما
 شوق پیدار دوریہا و زام داریم ما
 عمر صبحیم از نفس تنوع دوم داریم ما
 ہجو ابرو بر سر مو وقت ختم داریم ما
 گر ہمہ خون نقش بند و مغنم داریم ما
 ہر در نظر رہ میسبالہ دوم داریم ما
 اینکہ برسو میرویم از خویش ہم داریم ما
 حسن اگر دارد ہنر آئینہ ہمہ داریم ما
 بد عذر چشم ترکیت جہہ ہمہ داریم ما
 خلقی از خود رفتہ و نقش قدم داریم ما

چند باید بود رحمت پرور بار اسید
 بیدل از سامان بومیدی چہ کم داریم ما

نخل شمعیم کہ در شعلہ دو دریشہ ما
 بسکہ چون جوہر آئینہ ما شا نظریم

عافیت سوز بود سایہ اندیشہ ما
 میچکہ خون تہتر زگرہ و ریشہ ما

<p>یک نفس ساکن دامان خیالیم مرور گریه تسلیم وفا پا فشرده طاقت بحر از گل راز بمرغان هوس نونده گرد صحرائی ضعیفی گره دام وفا است باغ جان سختی ماسزده جوش دارد نفس گرم بر آتش صفایان برق فناست دل گمشده سراغی هست ز کیفیت شوق وادی عشق سموم دل گرمی دارد</p>	<p>ورن چون آب روانست همان پیشه باد و از خون رک تاک کشریشه غنچه خاموشی گلشن اندیشه ناله دامن نقش اندنی سبیشه آب از جوی دم تنغ خورد ریشه بیستون میشود آب از شرر تیشه نشه باله اگر از دست رود شیشه تب شیرست اگر گرم کند سبیشه</p>
---	---

نخل نظاره شو قیم سراپا بیدل

همچو خط در چین حسن دود ریشه

<p>ت جوهر آینه دل تابها عذر نیزنگ تعظیم شمع ابروی کیت بیست آشوب حوادث در بنامی رنگ بحر سخت دشوار است ترک صحبت روشندان بستن چشم شبستان خیال دیگر است گر نفس زیر وز بر کرده باشد دل آست زلف او ناختیاری نیست در تحیر دل کج سرستانرا کشاکش دستگما و ابرو است فرشت محفل هم بساط بوریا ی فقر نیست ساغر سرکشگی را نیست بیم احتساب</p>	<p>چون قره سر گشته چشم سیاهست خوابها حیرت از قبله رو گردانیدن محرابها سایه را اجزاسازد قوت سیلابها موج با این سعی نتواند گذشت از آبها از چراغ گشته سامان کرده ام عینا بیا بر ندارد تمت خط نقطه از اعابها خود بخود در رشته می افتد گره از بابها موج در سجده کمان میخیزد از قلابها چون صف مرقان کشاید چه گردد خوابها بن خلل باشد ذکره کن که در راهها</p>
--	---

بیدل از مانیستی هم حجلت هستی نبرد

بر غمیدارد هوا شستن تری از آجها

<p>چون غسغی همان به که بدزد نفس اینجا</p>	<p>تا شکند افتادن با هم نفس اینجا</p>
---	---------------------------------------

از راه هوس چند دلی عرض محبت
خواهی که شود منزل مقصود مقامت
آن به که بدل محو کنی معنی بیداد
بیوده نباید چو شرر چشم کشود
در کوی ضعیفی که تواند قدم افشرد
با گردش چشمیت چه توان کرد و گرنه
چون دل ندود در چمن زخم که بیدوست
چون نقش قدم قافله ماست زمین گیر
در کوچه الفت دل صاف آینه دارست
سر مایه هستی کسان عرض مثالی است

مکتوب نه بندد بال کس اینجا
از آبله پای طلب کن جر س اینجا
اظهار بخون میطپد از داور س اینجا
کرد عدم ست آئینه پیش و پس اینجا
اینجا ست که دارد دهن شعله حس اینجا
یکدل بدو عالم ند بدیچا کس اینجا
کار و دم شمشیر نماید نفس اینجا
باشد ره خوابیده صدای جر س اینجا
غیر از نفس خویش نگیرد عیس اینجا
ای آئینه دیگر نمائی هوس اینجا

بیدل نشود رام کسی طایر و صالش
تا از دل صد چاک نباشد نفس اینجا

ای ز شوخیهای حسنت موج بچ و تابها
بیخراش زخم عشق اسرار دل معلوم نیست
صاحب تسلیم را هر کس تو اضع میکنی
فکر صید عشرت از قد و تا جلت جمل
رخش روشن ضمیران لمعه تیغ ملاست
دانه دلرا شکست از آسیای چرخ نیست
گرد غفلت موج زد چند آنکه و اگر دیم چشم
مده عابرو باورفت از آمد و رفت نفس
میدد زخم دل از بیداد شمشیرت نشان
گاه آه می بر باید گاه و اشکم می برد
انقدر بریاس پیچیدم که امیدم نماند

حیرت اندر آئینه چون موج در گردابها
خواندن این لفظ موقوفست بر اعرابها
گر کنی بکت سجد و پیدا میشود محرابها
موج چون مایه نیفتد در حس قلابها
موج میگردد نمودار از شکست آبها
سوده کی گردد که از گردش گردابها
همچو محمل بود در بیداری ما خوابها
نغمه گم شد در غبار وحشت مظهرها
میتوان فهمید مضمون کتاب از بابها
نقد من بکشت خاک و اینهمه سیلابها
یای تاسر یک گره شد رشته ام از تابها

له جوش لبوا

کاروان عمر بیدل از نفسش دارد سر را جنبش موجبست گرد رفتن سیلا بها	ای مکتب گل اندکی از رنگت برون آ گوشتی نمودار شود سنگ برون آ گیرم همه تن صلح شوی جنگ برون آ یک آبله از رفتن دم رنگت برون آ خونی بجگر جمع کن و رنگ برون آ از خویش برون شو ز دل رنگ برون آ از رحمت چندین ره و فرشت برون آ زین پرده چه گویم بچه آهنگ برون آ هر چند شر نیستی از رنگت برون آ ای صافی مطلب نفسی رنگت برون آ	از نام اگر نگذری از رنگت برون آ عالم همه در بال و پری آئینه دار است زین عرصه نیز رنگ مکش رنگت فزون تا شهرت و اماندگیت هرزه نباشد آب رخ گلزار و فاقه گداز نیست ما شیشه به سنگ نشسته است بر ایهت یک لغزش پا دره تحقیق طلب کن وشتکار و ما و منت گرد خرابیت اف نیست با و ما معلق در بناه خامش نفسان مصلحتی هست
زندانی او نام تعلق نتوان بود بیدل دلت از بر چه شود رنگت برون آ	بر آورد از دلم چون ناله اظهار سانیها خروشی داشتیم کم کرد دام در سزمه سانیها شکستن مهم نبرد از پیکر من به جسدانیها مگر نذر ز خود رفتن کنی بیدست پانیها که این پیوستگیها در فعل دارد جدانیها مذار و فسق خلوتخانه جزایر سانیها شرارم سنگ شد از کاغذت سنگ آنیها درین گلشن نفس میوزم از آتش نوانیها نفس در خون طبعیه و گفت پاس آسانیها	بدایع حسرت و سوخت آخر خود نانیها غبار انگیز شربت نیست وضع خاکسار من چو زخم بیک سر تا پا طلسم ساز خاموشی درین وادی بتدبیر دیگر نتوان زدن گام مباش ای غنچه از اوراق گل مغرور جمعیت تو از سر رشته تدبیر زاید غافل و دره کسی یارب مباد افسه و دوزخ رنگت خود را اثر کم کرده آهنگم سپهر از غنچه لیب من بدل گفتم که امین شود دشوار است در عالم

ز طوف آستانش تا نسیم سجده در پا
بزرگ سایه ام محمل بدوش جبهه سائیا

چه کلفتها که دارا در بخودی دار و نهان بیدل
بود آئیند سیرت نقاب بی صفائیا

تا درین کلزار چون شبی گزداریم ما
سهل نبود در محیط و هر پاس اعتبار
چون صدای بر خیزد در دام نفس و امانده ایم
کی بیل گفتگو بنیاد ما گیسو و خلل
کس بر تیغ سرکشی با ما نمیکرد و طرف
شعله ما فال خاکستر زد و آسوده شد
زنک ما از خاکساری بر نمیدار و شکست
از گذاردل توان در کاینات آتش زدن
ماله را ایدل بباد غم ده کین رشته بهیت
فتنهای از دستگاه زندگی گل کرده است
میرسیم آخر همان با نقش پای خویشتن

با دود در جام عیش از چشم تر داریم ما
آبروی چون گهر همراه سرد داریم ما
از شکست خاطر خود بال و پر داریم ما
کوه تمکین خانه از گوشش کرد داریم ما
از زمین گیری چو نقش پا سپرد داریم ما
ای هوس بگذر سری در زیر پر داریم ما
چون علم گردی ز دامن ظفر داریم ما
ساز چندین گلخنم و یک شریم ما
کز پی شیرازه لخت جگر داریم ما
از نفس صبح قیامت در نظر داریم ما
گر سراغ رنگهای رفته برداریم ما

بیدل اندر جلوه گاه چین ابروی ک
کشتی نظاره در موج خط سرداریم ما

آئینه چندین تب و تابست دل ما
عمریت که چون آینه در بزم خیالت
ما نسیم و همین موج فریب نفسی چند
پیمانه ما پر شود آندم که بسبب لیم
آتش زن نظاره بیابانی ما کن
لعل تو بحر آند و دادیم دل ارد
ما جرعه کش ساعر سار که ازیم

چون داغ جنون شعله نقابت دل ما
حیرت نگه کمیزه خوابست دل ما
سر چشمه گویند سرا بست دل ما
در بزم تو هم ظرف جفا بست دل ما
جز سوختن آخر بچه با بست دل ما
یعنی بسوال تو جوابست دل ما
شبیم صفت از عالم آبت دل ما

عمریت که در پامی حسابست دل ما
از بسکه نفس سوخت کبابست دل ما
دشتی که غبارش همه آبست دل ما
سرمایه صد خانه خرابست دل ما
میک پرده تنگ تر ز حسابست دل ما
گر آب شود با دهن تابست دل ما
یار آینه می بیند و آبست دل ما
ای یاس خروشی که نقابست دل ما
در یاب که تعبیر چه خوابست دل ما
خون شو که ز دست تو کبابست دل ما
عمریت که آینه خطابست دل ما
افسوس همان خانه خرابست دل ما

تا چیت سرانجام شمار نفس خسته
حسرت ثمر کوشش بیجا صل خوشیم
باغی که بهارش همه سنگست دل اوست
ما خاک ز جان برده سیلاب خونیم
پیراهن ما کسوت عریانی دریاست
در بزم خیالت که حیا جام بدست است
منظور بتان هر که شود حیرتش ازماست
تا آینه باقی است همان عکس حجابست
تا چشم گشودیم بخوشش آینه دیدیم
ای آه اثر باخته آتش نفسی چند
ب نكشد خجلت محرومی دمای
بدنگ شد آینه و صد قطره گریه بست

آینه همان چشم طوفان خیالی است

بیدل چه توان کرد سرابست دل ما

خشت میگردیم اگر یک ناله برداریم ما
تا بس دردی نباشد در دلم برداریم ما
در خود آتش میسوزیم از بس اثر داریم ما
در شکست بال پرواز دگر داریم ما
نیست جز مرکبان حجابی را که برداریم ما
بچه دل پر آب گردیدیم بیکر داریم ما
از نفس غافل خوابی بودیم برداریم ما
خاک اگر گردیم آبی در طشت داریم ما
بچه دانه لاله شام بی سحر داریم ما

بسکه از ساز ضعیفها خبر داریم ما
عاشقانرا صندل آسودگی در دست است
از کمال ما چه پیرسی که مانده چنان
هر قدر افسرده گردد شعله از خود میرد
شش جهت آینه دار شوخی اظهار است
هیچ آهی سر نرزد که از می کل نبرد
ما و صبح از یک مقام احرام و حشت بتیم
انفعال از هستی ما بر ندارد و مرگ هم
رفع کلفت از مزاج تیره بختان مشکل است

<p>معبود یا لیسنم از سامان را حباب پر همچو اشک خود جبین در بر سر داریم ما</p>	
<p>بیدل از ناتوانان دعوی جرات مخوان کم زدن از هر چه گوئی بیشتر داریم ما</p>	
<p>مگر شکستن دل پر کند ای باغ مرا که شعله نیز بنوسد لب ای باغ مرا شکفتگی همه خمیازه کرد باغ مرا چسان علاج کند کلفت و ماغ مرا مقام فتنه مکن گوشه فراغ مرا زمانه شوخی طاووس داد ز باغ مرا ز حلقه رم آهو طلب سراغ مرا به تیغ شعله بریدن ناف داغ مرا</p>	<p>بنازگی نماند عافیت و ماغ مرا ز برق پاس جگر سوز ناله داریم نشاط باد و مبینای غنچه بیا بود خار شیشه چرخ از گونش پیدا است در ابروی تو شکن پرور تغافل چند بزار رنگ ز بخت سیاه من گل کرد چو میل سرمه نهادم بچشم خوش نگهان فسردگی مطلب از دلم که در ایجاد</p>
<p>مگر ز ناله می گشت سینه ام بیدل که خامشی است سبق عند لب باغ را</p>	
<p>هر بن مو چشم امید می شود و بخی را حرف زلفت کرد سنبل رشته تقریر را خواهی آبادم کنی بر باد و تعبیر را بشکن ای نقاس اینجا خاتم تصویر را داغ حیرت میکند چون نقش باز بخی را تا بمنزل بر دوام سر رشته تعبیر را یک نفس بر باد و و این خاک دامن گیر را میکند بال سمندر جوهر شمشیر را نیست خون گر بیالاید کسی این شیر را تا بدانی بسیچ بیدل قدر دار و گیر را</p>	<p>گر کماندار خیالت در دل آرد تیر را با در خسارت جبین فکر را آینه سخت بر نمیدارد عمارت خاک صحرای خون سخت و شوار است پرواز شکست رنگ گر باین وجه است شور و حشت دیوار چون خوابید وزین خوابی که فیش کم مباد تا کی از غفلت بقید جسم بر دازد دولت موج خون من که آتش داغ گرمیای و صبح عشرتگاه هستی از شفق آبتن است دست از دنیا دار و دامن آهی بگری</p>

	خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا دارد هجوم سجده ما جوش نقش پا	
انگزدہ ایم بار خود از دوشش نقش پا موج گلست بر سر ما جوشش نقش پا افسردہ میکند سر مدہوشش نقش پا چون سایہ ایم خواب و اموشش نقش پا پوشیدش آسمان بر سر پوشش نقش پا بارنگ چہرہ ام بر دہوشش نقش پا خمیازہ فغان لب خاموشش نقش پا رنک جنا بگر می آغوشش نقش پا ایک جہہ سجده است بر دوشش نقش پا		راہ عدم بر جی نفس قطع می کنیم چون جادو ما براہ رضا سر نہاد و ایم ما ہم و آرزوی حبسین سائی وری چشم اثر دیدہ ز رفتار ما نشان ہر سر کہ بخت و گیت خیال رعوتی ستا نہ میخرامی و رسم کہ در رہت در ہر قدم ز شوق خرام تو می کشد گاہ حسرام میچکہ از پای نازکت ست بنایم از خط تسلیم رختند
	بیدل ز جوشش ابد ام در رو طلب گو ہر فروش شد صدف گوشش نقش پا	
دست بر قیدہ اشکل بود بخیر را ایکہ سود اندیشہ سر مایہ کن تر ویر را احتیاطی کن کمند نالہ شبگیر را جوہر اینچہ عین ابرو میشود شمشیر را سر مہ شد بخت سیاہ ہم علقہ زنجیر را بی نیاز از اشک میدان دیدہ تصویر را خواب ما افسانہ فمید این ہمہ تعبیر را برق آہ من میوز و مگر تا تیر را ہم چشم بستہ باید خواند این شکریر را گر برنگت مار ساز از ہم ندانی زیر را		پاس کار خود نہا شد صاحب تدبیر را نفع زمین بازار نتوان بردنی حبس ویر را نیست آسان راہ بر قصر اجابت یافتن را سادہ دل از کبر دانش تر شروئی میکشد بیخوائی بین کہ در ہمراہی درس جنون در بیابان تحیر نم ز چشم ما میخواہ و غلط مردم غفلت ما را قوی ساز کرد در محبت و اغدار کوشش بیجا تسلیم نقش ہستی سر خط لوح خیالی شست نغمہ قانون وحدت بر تو ساز شا کند

راست بازار از حکم کج سرستان چاره نیست
با کمان بیدل اطاعت لازم آمد تیر را

چو شمع کمره و آکن ز پرده دست برون آ
منز هست خرابات بی نیاز حقیقت
قدت خمید و پیری و کمر خطاست آقا
امید و یاس وجود و عدم غبار خیال است
بگیر غنچه زینا فتوح دست برون آ
تو خواه سبزه شمع خواه می پرت برون آ
ز خانه که بنایش کند شیت برون آ
از آنچه نیست مخور غم و ز آنچه هست برون آ

مباش محو گمان خانه فریب چو بیدل
خدا نک ناز سکاری ز قید شست برون آ

نباشد یاد سباب طرب و حشت گزینی را
ز حسان جفا تمسید گردون پیستم این
محبت پیشه از ور و بید و تی بستر کن
حسد تا کی بغفلت چند اگر در دولی داری
درین گلشن چه لازم محو چندین رنگ بو بود
شر در سنگ برق خرمن مردم نمی گردد
ورق گردانده است از کیمیا نسخه گردون
ز دل بر گشته مرگانت تغافل بسته پیمت
خروش ناتوانی می تراود از شکست من
بکتر سعی نقش از سنگ زایم میتوان کرد
نشاط اینجا بهار اینجا بهشت اینجا کار اینجا
شکست خاطر م بر طاق نیان ماند چینی را
که افغان کرد اگر بداشت از آهیم حرینی را
همین داغ است اگر زینند و باشد و نشیمنی را
نیاز را بدان بخیبر کن در و دینی را
ز نام جلوه آئینه کن حیرت گزینی را
غنیمت می شمار از ابدان خلوت گزینی را
مکر از حشمت آموزد کسوف سحر فری را
ببستم چیده و امانت سازم ناز غنی را
زبان سرمد آلوده است سوی خوش چینی را
ولیکن چاره نموان ساختن نقش چینی را
تو گر خود غافل صرف عدم کن دور بینی را

مجو تکلیف عالی فطرت از دون همتان بیدل
ثبات رنگت آخر نیست گلهای زمینی را

تا بکی در پرده دارم آوی تا تیر را
رنگت زرد ما عیار قدرت عشقت
از و داع آرزو پر میدهم این تیر را
این طلا بیزنگت دار و جوهر اکیر را

<p>ما تخریبگان را اضطراب دیگر است آسمان با آن کجی شمع بساط راستی است نیست در بیدار می هوم ما بجا صلاک</p>	<p>پرزون در رنگ باشد بمل تصویر را حلقه چشم گمان نظاره داند سیرا افتد خوابی که کس ز حمت دهد تعبیرا</p>
<p>چو شش حال است بیدل ساز حفظ ابرو بی نیامی میکند چو هر این شمیرا</p>	
<p>جولان با فیر و بزنجیر خواب ما ممنون غفلتیم که بی منت طلب واله ندگی ز سلسله ما نبرود نتوان بسی آبله افسرده گی کسبد اطهار غفلتی طلبیم کار عقل نیست</p>	<p>و اما نده نیست حاصل تعبیر خواب ما مارا بارساند بشبگیر خواب ما چون جادو ایم مکیروز زنجیر خواب ما خشتی نخیده ایم تعبیر خواب ما نقاش عاجز است بتصور خواب ما</p>
<p>بیدل اگر طلب هوس اینک مر نیست ما و شکست پوشش و تعمیر خواب ما</p>	
<p>رفت و لو نیاید صید مقصود می بندد گر از خاک رفته سایه فرقی میتوان کرد سیر برقی تا زان شرر جولان چه پیر تو خوابی پرده رنگین ساز و خوابی چه بگلوک از آن چشم عتاب آلود و ذوق زندگانی کو ز جوش ما و دیبا بد سداغ نشاء پریشان اگر به صالح از صنوع را بی میتوان برود چو شمع از حبیب خود فقیه سزنا و اشغی شکار غیر چو تا درین صوحای بیجا بل نکر و بیچ کا و محو افسون غلط بینی جهان طوفان رنگ و دال جهان ششانی بر کج</p>	<p>مرا از سعی خاموس نفس گیر و نده ما جز اینمقدار توان یافت از پست و بلند ما که بود از خود و شستن اولین کا تم نده ما جدا نشاء به شد سوختن و دره سپید ما غمزه دام تلخی برده شیه خیزد وقت ما جهان نیز ناب چو نیست عرض جوان جده ما چرا و بست نقش ما نماند نقاب بده ما تلاش قش پانی داشت نماند نده ما حریف صید لیرانی نماند نده ما غبار خویش شد و جلوه کا بشن نماند نده ما چه ساز و جلوه با آینه شکل سپند ما</p>

کند ناله داریم در گرد عدم بیدل
ز خاکستر صدای رفته میجوید سپند ما

ای خیال قامتت آه ضعیفان عصا
نشسته صد خم شراب از چشم مستت غمزه
همچو آئینه هزارت چشم حیران رو برو
نیغ فرگانت بآب ناز دامن میکشد
ابروی شکینت از بار تغافل کشته خم
زنگ حالت سرمد و چشم تاشا می کشد
بسته بر بال اسیرت نامه پرواز ناز
از صفای غار صفت جان میچکد گاه عرف
لعل خاموش گراز موج تبسم دم زند
از نگاہت نشسته با بالیده هر فرکان زدن
هر کجا ذوق تاشایت براندازد نقاب
گر جمالت عام سازد رخصت نظاره را
آخر از خود رفتیم را غنی بفهم یار برد

بر رخت نظاره مارالغرش از جوش صفا
خونبهای صد چمن از جلوه نایت یکت ادا
همچو کاکل کجبان جسم پریشان در قفا
چشم مخمورت بخون ناکت می بند و حنا
مانده زلف سرکشت زانده شیشه و لها و تا
میدهد گرد و خطت آئینه دل را جلا
خفته در خون شهیدت جوش گلزار بقا
وز شکست طره ات دل میدمد جای صفا
غنچه سازد در چمن پیراهن از خجلت قبا
وز خرامت فتنها جوشیده از هر نقش پا
کعبت کرد و دیکثره بر هم زد و صبر آرا
مردمک از دیده ناپیش از نگه گیرد هوا
سو ختم چید انکه با خوی تو گشتم آشنا

عمر باشد در هوایت بال عجزی میزند
تا کجا پرواز گیرد بیدل از دست دعا

اگر گلشن ز ناز گردد قد بلند تو جلوه فرما
ز چشم مست تو گر نیاید قبول کیفیت نگاهی
نخود طفل جنون مزاجم خطی زیست و بلند می
رضی زار این دستان رسوخ رنگ این گلشن
بهیچ صورت ز دور گردون نصیب نایت نرنگی
نه شام ما را سحر امید نه صبح ما را دم سفید

ز پیکر سرو موج خجلت شود نمایان چو می زلیلا
هیز رستی بروی آئینه نقش جوهر چو موج صبا
شوم فلاتون ملک دانش اگر شناسم سر کف پا
نگشت نقش و گرنمایان مگر غباری بال غنقا
ز بعد مردن مگر نسیم غبار ما را برد بالا
چو حاصل است ناسیدی غبار دنیا بفرق عشقی

<p> اگر ندیدی طپیدن دل شنیدی داشتی لہ ما بجاست آئینہ تا بگیرد بخار شیرازین ناشا نفس بنگ کند پیچہ موج می در گوی مینا زہر گل بنگ دام چو صید و س شستہ بریا تو و خرامی صد تغافل من و زگا ہی و تمنّا </p>	<p> رسیدی انوید بنی تامل گذشتی آخر تغافل با و لین جلوہ از دہار رسید برو گدخت طا بد پر پیما نگاہست زند لاف می فرو شتہ بسوی کسان مشکباری بخویش پیچہ ام چو بل بہر کجا ناز سر آرد نیاز ہسم پاکمی نداد </p>
<p> ز عارض او دید بیدل بہار خط نظری بمعجز حسن گشت آخر رگ زمر و ز لعل پیدا </p>	
<p> او سپھر من کف خاک او محب و من کجا اینقدر ہا بس کہ در کولش رسد فریاد ما پیش ازین آتش مزین دشت آئینہا نشانیکہ ز خاکش گرد تار و ز جہا نقد خاکستری کایب گیرد جلا می طپد ہر نفس صد کا و ان بانہا زیر بیابان نقش پام نیست آواز پا </p>	<p> دغم از سوای خام غفلت و ہم رسا عجز را گرد جناب سفر از یہا ہی است نیست برق جانگدازی در تفاہلہای یار ہر کرا اُلفت شہید چشم مخور کستہ نیست بنیاد آتش ناز نیرنگ دھر زندگی محسّل کش و ہم دو عالم آرزو است ہر چہ می بینم طپش آمادہ صد جستجو است </p>
<p> آرزو خوں گشتہ نیرنگ قطع ناز کیست غمزہ دارد دور باش و جلوہ میگود بیا </p>	
<p> آب آئینہ محال است کشد آتش را خامہ ہر نکند سخن و لکش را شمع ناچار بخود کوچہ دید آتش را </p>	<p> کے جز امیر سدا ز اہل جیاس بخش را بزبان است سواں از دہر و خطا استخوانم نشود سدرہ ناوک بار </p>

کینه سازی الهی نیست که زایل کردو
از چپ پرواز بزرگی نفروشد زاهد
بگذر از حنقه اگر صافی مشرب خواهی
نالہ کم نیست اگر گریه عنان کوتہ کرد
مژدہ باز کن از چاک کتان سستی

روز و شب سینه پراز تیر بود تر کش
ریش بر تافتہ کم نیست بزنہ خفش را
از نم میگذرانند می بغیش را
ابر از برق چپ را بنی نکند ابرش را
نتوان دید چشم دگر آن مہوش را

دام ما گرم روان نیست تعلق بیدل
خار پا مانع جولان نشود آتش را

چو اشک آنکس کہ میچیند گل عیش از طپیدنہا
ز بس عامست در وحشت سرای دہر بیتابی
محو آوازہ شہرت پذیرد از سبکو جان
نگہ دریدہ حیران ماستوخی نمیداند
دو تا کردیم آخر خویش را در محبت پیری
ز رونق بازمی ماند چو مینا شد زمی خالی
مرا از پچتاب گرد باد این نکتہ روشن شد
ز قطع الفت دلہا سودا سودہ نشیند
کہ از درد نو میدی تماشای دگر دارد
جباب از موج ہرگز صرفہ طاقت نمی بیند
ز ہستی کہ برون تازی عدم در پیش می آید

بود لنگ اگر گوہر شود از آرمش نہا
دل ہر ذرہ دارد در قفس چندین طپیدنہا
صدای بال مرغ رنگ بنود در پردہا
برنگ چشم شبنم در دایم نیست یدنہا
رسانیدیم بار زندگانی با خمش نہا
شکست رنگ ظاہر میشود در خون کشیدنہا
کہ در آہ طلب معراج دامانت چیدنہا
شود خمیازہ مقراعن افزون در بریدنہا
برنگ اشک ناسورم نظر باز چکیدنہا
ز بال ماگرہ وامی کند آہ طپیدنہا
درین دادی مقامی نیست غیر از نارسیدنہا

مجاز طفل خویا فطرت آزادگان بیدل
پرواز خطر کی می رسد اشک از دو دیدنہا

چو سایہ چند بھر خاک جبہ سودنہا
غبار غفلت روشندی نگرود جمع
دمی کہ جلوہ ادا فہم مدعا باشد

کہ رنگ بخت نگرود کم از زدودنہا
بحاست دیدہ آئینہ را غنودنہا
کشودن مژدہ ہم مفت لب کشودنہا

که بیش میشود این رنگ از زود و دنها
زبان نیرسد الماس را ز سودنها
مجوچو کاشتن آسای از درودنها
که ترسم آفت نفرین کند ستودنها
که سرخ رونی چشم آورد غنودنها
همان بکاستنت می برد فرودنها
نهفتنی است اگر هست و نمودنها
کفی پر آبله کن چون صدف ز سودنها
مگر ز کسوت بیزنکست هیچ بودنها
چو غود سوختن با ست آرمودنها

مخواه ز آئینه حسن رفع جوهر خط
گر آبرو بود از حادثات کاهش نیست
کجا ست عشرت اندوختن بخت مرگ
مباش هرزه نوای بساط کج فیهان
تغافل از بد و نیک اعتبار اهل حیات
چو ماه نو مشوا ز آفت کمال ایمن
فریب فرصت هستی مخور که همچو شرار
درین محیط که نقد فسوس گوهر او است
سراغ جیب سلامت نخلتوان دریا
ز امتحان محبت در آتش هم عمر

گره کشای سخن در سخن بود بیدل
بناختی نقد کار لب گشود غصا

بجای نقش پا در پیش پا دارم چکیدهها
درین مزرع درودن میدید پیش از دبدبها
که چون آهم برون می آرد از خود قد کشیدهها
نگاه باز خود رفتن سر شکست ما و دیدنها
ندار و این نفس مش از نفس دارمی طپیدهها
ربی کردیم چون مقراض قطع از لب گزیدهها
نفس ما را بر زبان صبح شد و ام میبدهها
تو در آغوشی و من گشته ام از دور زبدهها
نباشد دامن کوتاه من مغرور چیدهها
که چون گل خواندن این نامه میباشد دریدهها
که در مهتاب دار و ریشه از شکم چکیدهها

چو شمع از خجالت ره نور دار رسیدهها
ز یک تخم شرر صد گشت عبرت کرده ام خبرها
گلستان چون را آن نهال شوق در بارم
در آن وادی که طاقتنا بعرض امتحان آید
چه دست و پا تواند زد کسی در بند جسمها
بسر بردیم در شغل تا شفا مدت هستی
ویم از ساز هستی دست در واک بتیاب
ز نیرنگ نفس پردازی الفت چه میگیریم
ز اوج اعتبار آواره کرد از وادی فقرم
مگردی محرم از محبت بی شکست دل
از حسرت صبح بنا گوش تو میگیریم

درین مجلس که زنگش بختند از گفتگو بیدل
شنیدنها است دیدنها و دیدنها شنیدنها

گر کنم با این سرریشور بالین سنگ را
من بدو نارسا نیایم چنان در دوش
از حسد زنگش که از دل توان دید
چون صدا بر کس برنگی میرو و زین کوه
از شکست ما صدای شکوه نتوان یافتن
ویده بیدار را بخت گوان زینده است
ساز این کهسار غیر از ناله آهنگی نیست
صافی دل مفت عیش است از حسد پریشان
فیض سودا مشربان از بسکه عام فاداه است
ظالم از ساز حسد بیدستگاه عیش نیست
تا نفس دارد و تردد جسم را سرگشتگی است
گر همه بر خاک پیچ عشق حسن آرد برون
عافیتها نیست غیر از پرده ساز شکست

از شرر پرواز خواهد کرد تکمین سنگ را
میکند بیدست و پائی ناله تلقین سنگ را
گر شود دامن بخون لعل ز کین سنگ را
اتشم فمید آخر خانه زین سنگ را
شیشه اینجا میگشا یدلب تجسین سنگ را
ای شرر تا چند خواهی کرد بالین سنگ را
آرمیدن آنقدر با کرد سنگین سنگ را
هوش اگر جامت و در شیشه بجزین سنگ را
همچو محنون میکند دامن گلچین سنگ را
از شرر دایم چراغان در دست این سنگ را
تا نیا ساید فلاخن نیست تسکین سنگ را
کوشش فرما و آخر کرد شیرین سنگ را
شیشه می بیند نگاه عافیت بین سنگ را

خواب غفلت میشود پا در رکاب از موج شک
در میان آب بیدل هست تکمین سنگ را

فلک گشتگی چند از خار آرمیدنها
مخورای شمع از بستی فریب محفل آرا
بمان بهتر که عرض ریشه در خاک عدم باشد
بنا محفل نیزنگ هستی سخت حیرانم
بشی در بخودی نظاره آن بیوفا کردم
مقام وصل نایابست را، سعی ناپیدا

نیایست از خاک اینقدر دامن کشیدنها
که یک گردن نمی آرد بچندین سر بریدنها
برنگ جصع برق حاصلست اینجا دمیدنها
که بض ناله خاموشیت دلست شنیدنها
کنون چشم چو شمع گشته دانع است از ندیدنها
چه میکردیم یارب گر نبود ی بار

<p>کف خاک هوا اسوده ای بجز سر چو اسکم ناتوانی رخصت جرات نمی بخشد سر شکم داشت از شوق که از آلوده تحریری شرارم شعله ام زگم که این طایر مایرب ز شر مگر س مجنورا و چندان عرق کردم</p>	<p>بگردون چند چون صحبت برد بر خوش حیدها مگر از لغزش پاندم اسرام دودیدها بیال موج بستم نامر در خون طپیدها که میخواند شکست بالم افسون پردیدها که سر تا پای من میخانه شد از شیشه حیدها</p>
<p>ز احوال دل غمیده بیدل چه میرسی که هست این قطره خون چون غنچه محروم از چکیدها</p>	
<p>ای ز چشم می پرستت موج می در جاها در تبتم کم نشد ز هر عتاب از زنگست وامنت نایاب و من بیاب غرض اضطرار صید محرومی چون در مرغزار و بنر نیست بسکه بنیادم ز آشوب جنون جزو هم نیست از بلای عافیت هم ایقدر این منم باشد پیشاب شعله دل نانه چیده است این شبستان جز غبار وید و بیاب نیست</p>	<p>حلقه زلف گر بگیرت بگوش داغها کی بشهدقت در یزد تلخی با داغها خواهد از خاکم غبار انگشت این ابرها به زن آغاز من شد کلفت اسخا میتوان از آستانم رخت رنگ باغها آب گوهر طعمه خاکست از آراها میفرستم از نفس سوی عدم بغاها جمع شد دود چراغ و رخت رنگ شامها</p>
<p>بیجالت لبکه بیدل بزم مارانور نیست ناخن از موج می آورد چشم جاها</p>	
<p>عبث تعلیم آگاهی کن اسیر و طبعان بغیر از باد پیمانی چه دارد پنج منعم هر جای عافیت رود ادا نادان در تلاش افتد حسد را ریشه نتوان یافت جز در طینت ظالم در شانرا ملایم طینت های خجسته دارد اگر سوز و نفس از شور محشر باج میگردد</p>	<p>که بیانی چو چشم از سر ممکن نیست مگر از ز وصل ز بهمان کجاست آغوشیت منیر از دویدن ریشه کلهای آزاد است طفلانرا سر و نباله دایم در دل تیر است پیکانرا زبان از زخم گونی سرنگون افکند دندانرا خمش های اینی در گره دارد غیبانرا</p>

کتاب پیکرم از موج می شیرازه منخواه
خغان کین نو خطان سادہ لوح از شق بیتا
وگر کو تھنہ تا گلر خان فہمند مقدارش
چو بوی گل لباس راحت مانیت عریانی
بہ بیما مانیم وقتت اگر شور جنون گرید

غم آبی فراہم میکند خاک پریشانرا
بآب تیغ میشود خط عنبر افشانرا
ز نقش پا چاک افکنده اند آئینہ جانرا
مگر در خواب بیند پای مجنون وصل دانا
اگر دستی کنم پیدائیں با ہم گریبانرا

بچشم خون نشان بیدل توان بگرہ ریزی
کہ لاف آبرو پشت گدازد ابرغیا نرا

گفتگو صد رنگ ناکامی دماند از کاہیا
غیر دیر و کعبہ ہم صد جا تمام می کند
ریشہ نشو و نما از دانه ما گل نکرد
قطرہ ماتا کجا سامان خود داری کند
گل کند گروخت در دسرفرماند ہی
چون با گاہی فدا کار اہل دنیا ناصند
لالہ و گل بس کہ لبریزند از صہبای رنگ
از طیش آوارہ های ریشہ جرات مہاسا

وصل ہم سوہو مماند از شبہ پیغا ہیا
زندگی یک جامہ دارد اینہم احرا ہیا
ماند چون حرف خموشی در طلسم کاہیا
بگرہم از موج اینجا می شمارد کاہیا
چون شرار رنگ ریزد زین نگینا ناہیا
ورنہ در تدبیر غفلت سچتہ اند این خاہیا
در شکستن ہم صدائی سرزوزین جاہیا
در زمین ناتوانی کشتہ اند آراہیا

بیدل از آئینہ رنگار فرسودم میرس
داشتہم صبحی کہ غارت کرد رنگ شاہیا

ہوس مشتاق رسوائی مکن سودای منہا نرا
ز برق مالہ آتش در نہاد رنگت بو فکن
درین محفل نظر و اگر دغم چون شمع می سوز
کفی افشا ندہ ام چون صبح لیک از رنگ بکا
بعرض ناز معشوقی کشید از گریہ کار من
نقاب از آدمی بردارد و چاک دل تماش کن

بروی خندہ مردم کش چاک گریبانرا
چو شبنم آبروی نیست اینجا چشم گریبانرا
تبسم در رنگ خواہا ند این زخم نایانرا
بوخت دستہ می بندم شکست رنگ امکا نرا
سر شک آخر بر انگشت حنائی کرد و قمارا
حجابی نیست جز گردنہا صبح عریانرا

از نشان ہستی ما بسکہ نامی بیش نیست
صد حکم صدا دارد و بگوشت و دما

خباری دیده دیگر ز حال با چه میری ز محو جلوه است شوخی سروئی نمی باله ز گرد زنگ این گلشن نبود امکان جستن ز بیانی است رخسار تعلق و امن افشاندن درین گلشن باین تنگی نباید غنچه گردیدن	شکست آئینه پرواز است رنگ ناتوانانرا نگه در جوهر آئینه خون شد چشم حیرانرا برنگ صبح آخر بر خود افشاندیم دامانرا نگاه آن بکه بردارد زراد خویش ثمرگانرا چو گل بچاک دل و اشوبد امن کش گریبانرا
---	---

محو از هرزه طبعان جوهر پاسبان بیدل
که حفظ بوی خود مشکل بود گلها می خندانرا

پیش آن چشم سخت کوه موج می درجاها زنگ خوبی راز چشم او ثبات دیگر است موج دریا را طمیدن رقص عیش گنبدیت از مذاق ما اگر غافل نباشد کام شوق چون خطیر کار اگر مقصد دلیل عجز نیست از گرفتاری ما با عشق زیب دیگر است شده عالم شدن شکل بودی در دسر سخت دشوار است قطع راه تسلیم عدم مقصد وحشت خزان نفس فمید نیست نشسته عیشی که دارد این چمن خمیازه است	چون زبان خامشان پیچیده سر در کاها روغن تصویر دارد خشن ازین باواها بسمل او را بی آرامیت آراها میتوان صد بوسه لذت برد از دشتاها پای آغاز از چه می بوسد لب اسخاها بال مرغان میشود مژگان چشم داماها روز و شب چین رجبین دارد نگین اناها بچوپیک عمر باید از نفس زد کاها بی سماعی نیستند این بوی گل اجراها بر پر طاوس می بندد مبرات جاها
--	--

همچکس در عالم اقبال فارغ بال نیست
رخش نتوان تا صبح بیدل ز پشت باها

شدی پرو جان در بند غفلت میکنی جان را ریاضت غره دارد از اهلک ازین غافل بود ساز خسته و لازم قطع تعلقات مروت کرد دلیل همت اهل کرم باشد	پشت خم کشی تا کی چو کردون بار اسکانرا که از خود گر تکی گشتند پر کردند بهمانرا که می آرد بعرض بی نیامی تیغ سربازرا چرا بر خاک ریزند آبروی ابرغیا نرا
--	--

<p>جهان از شور و لهانانه زنجیر خوابد بذوق کامرانهای عیش آبا و رسوای دل از سطر نفس بگیر پیام جبهه بخواب مروت کیشی الفت و فاشاق بود اما بضراب نفس آهنگ اسرارم غیبی</p>	<p>میفشان بی تکلف دامن زلف پریشانرا ز شادی لب نی آید بهم چاکت گریبانرا ویراناز بر مکتوب مانوشست عنوانرا غرو حسن رنگت با تصور کردیم بانرا بریدنهای چشم پایی گرفته است ثمر گانرا</p>
<p>بجز تسلیم ساز جرات دیگر نمی بینم خمیدن میکند بیدل گمان ناتوانانرا</p>	
<p>واغ شو قم نیست الفت باتن آسانی مرا بی سبب در پرده او نام تلافی میکشم از نفس برخویش می بید پیای غنچه ام خلعت خونین دلاان شریف دودی بین راز دار بیامنی کوس شرت پوده است پر سبک و حم ز فکر سخت جانی فارغم گرد بیاب از طواف دامن محروم نیست میروم از خویش در اندیشه باز آمدن همچو موجم سودن دست ندامت کار کرد غیر الفت بر نایب صافی آئینه ام این چمن یارب بخون غلطیده ثمر گان جلوه مشتاقم بهشت و دوزخی در کار نیست چون شرارم ساز پیدائی حیا ارشار کرد</p>	<p>چ و تاب شعده باشد نقش پیشانی مرا شده نفس آخر لب انگشت حیرانی مرا نیست غیر از لب گشودن سیل ویرانی مرا بس بود چون غنچه ام زخم گریبان مرا چون حیا از پوشش عیب است عذابی مرا چون شر در سنگ نتوان کرد زردانی مرا ز د بصرای جنون آخبر پریشانی مرا همچو عمر رفته یارب بر بگردانی مرا بعد از نیم کاشش بگذار دیشمانی مرا میکند تا خار و خس در دیده مرگانی مرا کرد حیرانی چو شبنم چشم قربانی مرا میروم از خویش در هر جا که میخوانی مرا یعنی از خود چشم پوشانید سردانی مرا</p>
<p>میرود از موج برباد فنا نقش جاب تنخ خوشوار است بیدل چمن پیشانی مرا</p>	
<p>چو تخم شکت بکلفت سرشته اند مرا</p>	<p>بنا امید می جاوید کشته اند مرا</p>

<p>طلسم حیرتم و کنفس قرارم نیست بفرصت نغمی آخر است تحصیلم کجا روم که شوم امین از لب غما چگونه تخم شرارم بریشه دل بند فلک شکار کند بیت سرگونی من طبعین نفسم بار کسوت شوقم ز آه بی اثرم داغ خامکاری خویش</p>	<p>بآب آینه دل سرشته اند مرا برات رنگم و برگل نوشته اند مرا بعالم آدمیایم فرشته اند مرا که هم بعالم پرواز گشته اند مرا ندامم از خیم زلف که هسته اند مرا که در هوای تو بیتاب رسته اند مرا بآتش که ندارم سرشته اند مرا</p>
<p>چو چشم بسته معمای راحتم بیدل بلغز شش فی مرثگان سرشته اند مرا</p>	
<p>دام کیعالم تخیر گشت حیرانی مرا محو شوقم بوی صبح انتظار می بردوام جوش زخم سینه ام کیفیت چاک و لم ای ادب ساز خموشی نیز بی آهنگ نیست ندعمم بکفلم چون شمع در وحشت گشت عجز هم چون سایه اوج اعتبار می داشت پرده ساز جویم خامشی آهنگ نیست ناله داری سوز جیب دل برون آورده ام اصیاج خود شناسی جوهر آئینه است</p>	<p>عاقبت کرد این در واکرده زندانی مرا سردای حیرت همان در چشم قربانی مرا خرق مفت توای گل گرسخندانی مرا همچو مرثگان ساز موسیقار حیرانی مرا اشیان هم بر نیار و داز پرافشانی مرا کردوش آسانت نقش پیشانی مرا ناله میگردم بهدنگی که گردانی مرا شعله شوقم مبادای یاس بنشانی مرا من اگر خود را نمیدانم تو میدانی مرا</p>
<p>بیدل افسون جنون شد صیقل آئینه ام آب داد آخر بزرگ اشک عریانی مرا</p>	
<p>جلوه او داد فرمان نگاه آئینه را منع پرواز خیالت در کف تسلیم نیست از شکست رنگ عجز اندود خود غافل است</p>	<p>ناله کرد آخر بروی سپهر ماه آئینه را تا کجا جوهر بند بر دیده گاه آئینه را بشکند تمثال تا طرف کلاه آئینه را</p>

بسکه ما آرا و گانرا از تعلق و حشمت است
 امتیاز جلوه از ما حیرت آغوشان بخواد
 فرش نادانیت هر جا آبرنگ عیش
 گفتگو سیل بنای ساده لوحی میشود
 عرض هستی بر دل روشن غبار ماتم است
 انیزمان ارباب جوهر دام ترویرند و بس
 با صفای دل چه لازم اینقدر پروا ختن
 بحر حبیب دل سراغ امن توان یافتن

عکس ما چون آب داند قهر چاه آئینه را
 دور گردد و دید میباشد نگاه آئینه را
 ساده لوحی داد عرض و سنگاه آئینه را
 امتحانی میتوان کردن با آئینه را
 از نفسها خانه میگرد و سیاه آئینه را
 میتوان دانست آب زیر کاه آئینه را
 جلوه بی رنگست اینجا نیست راه آئینه را
 چون نفس از هرزه گوئی کن تبا آئینه را

بیدل اندر جلوه گاه حسن طاقت سوز داشت
 جوهر حیرت زبان عذر خواه آئینه را

عمریت شعله تازی اشک روان ما
 شمشیر آب داده رنگ ملاسیم
 ما را نظر بغیض نسیم بهار نیست
 این رشته تا جگر بینا و کوبی
 چشم ترمی بگوشه دل و خریدیم
 شمع از حدیث شعله نبرد داشت صرفه
 لخت جگر بدیده ما رنگ اشک رخت
 از درد نارسانی پرواز ما میسر
 در شعله زار داغ هوا نیز آتش است
 از رنگ رفته گرد سراغی ندید نیست
 صبح نفس متاع جبهان ندانیم

گو کرد حیرتی که بلیر دغان ما
 باشد درشت گوئی مردم فسان ما
 اشکی است شبیتم گل رنگ خزان ما
 شمع آید در گرفتن نامت زبان ما
 شبیتم صفت ز غنچه بشت ایشان ما
 آتش مزین بخویش و مشورت جان ما
 یا قوت آب گشته طلب کن زکان ما
 چون نی گره شده هست بصد جافغان ما
 ای باد صبح مگذری از بوستان ما
 پی ناخه چو وحشت خون روان ما
 ناچیده رفته است بغارت دکان ما

بیدل ره دیار فنا بسکه روشن هست
 چون شمع چشم بسته رود کاروان ما

<p> نبود بغیسر نام تو ذکر زبان ما چون شمع دم ز شعله شوق تو میزنیم عرض قنای ما نبود جز بنای رنگت گرد ز می بروی شراری نشسته ایم از برگ و ساز قافله یخودان میرس میخو است دل ز شکوه خوی تو دم زد تا معنی مسلسل زلف تو خوانده ایم چون سیل یخودانه سوی بحر میرویم </p>	<p> یک حرف بیش نیست زبان در دهان ما خالی مباد زین تب گرم استخوان ما چون شعله برگ ریزندار و خزان ما ای صبر بیش ازین بختی امتحان ما بی ناله میرود و جرس کاروان ما دو دسپند گشت سخن در دهان ما مشکل که مرگ قطع کند داستان ما اگر نفیم دست که دارد عثمان ما </p>
---	---

مارا عجز و هوس در دوتا کرد از فریب

زه شد بتا رخرخ ز سستی کمان ما

<p> عیش و اندول سرشته پریشانی را شکست در عکده دیده ندارد قیمت باریابی چو سناک در صاحب نظران زیر گردون نتوان غیر کسافت انداخت لاف آزادگی اهل فنا زیباست جاہل از جمع کتب صاحب معنی نشود نتوان یافت از آن طرہ شیرینک سر عشق نبود بعمار تگری عقل شرینک </p>	<p> ما خدا باد بود کشتی طوفانی را در بن چاه مدار این مه کنعانی را چنین دامان ادب کن خط پریشانی را ناخن و پوست رسام مردم زندانی را دامن چیده چه لازم تن عریانی را نسبتی نیست بشیرازہ سخندان را مگر آئینه کنی دیده قربانی را سیل از کف نهد دامن ویرانی را </p>
--	---

باز گشتی نبود پای طلب را بیدل

سیل مانده بود آواز پریشانی را

<p> بنمودستی بی اثر چه نقاب شوق کتم از حیا اگر دم بد خط امتحان هوس کتاب نه آسان چکنم شوخی طبع دون قدحی نزد عرقم بچون </p>	<p> تو بمن نظری کنی دمی که طر عرق کتم از حیا مژده بر بزم آورم از این قیاس همه یلوق کتم از حیا که بوسم آن لب لعل کون سحری شوق کتم از حیا </p>
---	--

ز تخمیلی که براه دین غم باطلم شده و نشین
چو ز خاک لاله برون زند قدح شکسته بخون
ز کمال آنچه بهم رسد ز لوج و فی ز قلم رسد

من این بچکان نبرد یقین که خیال حق کنم از حیا
بوسی اگر بجنون زند بهین نسق کنم از حیا
خط نقش پا بر قم رسد که منش سبق کنم از حیا

بامید وصل تو نازنین همه را نیاز دل است و دین
من بیدل و عرق جبین که چه در طبق کنم از حیا

ستمست اگر پوست کشد که بسیر سر و چین در
چو هوازیستی مسمی بتالی زده ام خمی
نفت اگر نفون دد متعلق بوس حسد
هوس تو نیک و بد تو شد نفس تو دام و دوشه
پی ناقتای رمیده بو پسند زحمت جستجو
غم انتظار تو برده ام بره خیال تو مرده ام
چه کشی ز کوشش عاریت الم شهادت پیدیت
ز سروش عالم کبریا همه وقت میرسد این
نه هوای اوج پسینیت نه خروش عقل سنینیت
کبد ام آینه مایی که ز فرصت اینم غافل

تو ز غنچه کم نه دمیده در دل گشایچمن در
گره حقیقت شبنمی شکاف و در دل من در
زه دامن تو که میکشد که بعالم تو و من در
که باین جنون بلده تو شد که درین رباط کس در
بخیال حلقه زلف او گرهی خور و بختن در
قدمی برپیش من گشای نفسی چو جان بدن در
بهشت عالم عافیت در جستجو بشکن در
که بخلوت ادب و وفاز در برون نشدن در
چو سحر چه حاصل هتیت نفستی شو و سخن در
تو نگاه دیده بسلی مرده و اکن و بکفن در

ردیف

بد برای بیدل ازین قفس اگر انظر فکشت چو
تو بغربت اینم خوش که بگویمت بوطن در

الباء

بس که دارد برق تیغ در گذشتنا شتاب
یا اگر افسون سخناند مانع آنجلو کسیت
بستی مایه ساز تعلقاتی اوست
در عدم بیکاری ما شغل بستی پیش نیست
از گداز من عیار عشق میاید گرفت
رفته از خود آنقدر کا آنجلوه استقبال کرد

زنگ نخر تو میگرد ز پهلوی کباب
در بنای و بزم غیر آتش زن و در خود تاب
سایه مرگان بود هر جامه پوشید آفتاب
صنعت او نام کشتی راند در موج مراب
از جبین دارد عرق تا چشمه خورشید آب
گردش زنگم فکند آخر ز روی او نقاب

<p>زندگی در قد رحمت نفییدن گذشت آه از روزیکه عرض مدعا سایل شود در طلسم حیرت این تحریک دام نیست حسن و عشقی نیست زینجا تا چه بردار کسی</p>	<p>ای شعورت دور باش عافیت لختی خواب بیصد ازین کو بهسارم سنگ می آید جواب موج هم دارد گره بر بال پرواز جواب خانه لیلی سیاه و وادی مجنون خراب</p>
<p>عالم معنی شدیم و داغ جبل از ما ز رفت کرد بیدل علمای بی عمل ما را خراب</p>	
<p>فال تسلیم زن و شوکت شاهی دریاب یوسفی کن گرت اسباب میجانی نیست نام را دمی صدف گوهر اقبال رساست چه وجود و چه عدم بست و گشا و مژده است سبل بنیاد و دو عالم شدی ای آتش عشق خلوت عافیت شمع که از است اینجا</p>	<p>کردنی خم کن و معراج کلاهی دریاب بفلک گز رسیدی بن چاهی دریاب غوطه در جیب که انی زن شاهی دریاب چون شرر برد و جهان اینکاهی دریاب ما گویا همسیرم و ز ما هم پر کاهی دریاب پی خاکستر خود گیر و گیاهی دریاب</p>
<p>و امن دیده بر سر رسید لا بیدل انتظاری شو و گرد سر راهی دریاب</p>	
<p>نگو میت بخطا ساز یا صواب طلب اگر حقیقت انجام در نظر دار نیاز و نیاز جهان در دو صاف یک صدفند توقا صد بوسی از عدم بوسی وجود بر رفع کلفت هر آفتی است تدبیر جهان ز خویش تکی گشت تا تو بالی رجبش مژده در س اشارت اینست</p>	<p>کین گریست ز خود رفتنت شتاب طلب بهر کجا گهرت میرسد جواب طلب چو پای او سر ما هم از آن رکاب طلب حقیقت نفست خوانده شد حساب طلب گر آتشی بدل افتد ز دیده آب طلب بقدر نه فلک از صفر خود حساب طلب که هر زو هست نگه اندکی حساب طلب</p>
<p>بهار می شنوی سیر رنگ کن بیدل ز جلوه آنچه طمع داری از نقاب طلب</p>	

<p>سایه اندازد اگر بخت سیاه من در آب کی توانم در دل سنگین خوبان جا کنم گر چنین ناز و عرق از هرزه نازیهایی من ظاهر و باطن بعرض گردید گیر کم است صحبت روانشایان سر سبز آلود گیت بوالهوس از نثار می میشود طاووس است ز می گشتار ظالم بی فسون کینه نیست هوش میاید قومی با چشم دنیا کار نیست</p>	<p>فلس باهی دیده آهو کند خرمن در آب من که توانم فرو بردن سر سوزن در آب نشو مارا خجالت خواهد افکندن در آب آب در گلشن نمایان است چون گلشن در آب اینکه از عکس مردم میکشد و من در آب میکند ایجا و رنگ مختلف روغن در آب صنعتی دارد جدا از شعله پروردن در آب جز بیام ممکن نباشد زیر پا دیدن در آب</p>
<p>طبع روشن نیست بی وحشت ز اوضاع جهان صورت دام است بیدل عکس پرویز در</p>	
<p>بنجاک راه که گردید قطره زن مهاب بصد بهار سرو برگ این تصرف نیست در آن سباط که شمع طرب شود خاموش سراغ عیش ازین انجمن نمیبایم بگلشنی که چاشنم بهار نو بود</p>	<p>که چون کلاب فشاندم به پیرین مهاب جهان گرفته بیک برگ با سمن مهاب ز پنبه سرسینا برون فکن مهاب مگر چه شمع دمانم ز سوختن مهاب که اخت آینه چند آنکه شد چمن مهاب</p>
<p>مباش خیر از فیض کریه ام بیدل که شسته است جهان را با شک من مهاب</p>	
<p>باز در گلشن ز خوشیم می برد افسون آب بر نمیدارد دورنگی طینت روشندان آرزو گرتشته رفع غبار حیرت است و حدت از خود داری مآهت آلود و بیست</p>	<p>در نظر طرز خرامی دارم از مضمون آب در رک موجش بهمان آبست رنگ خج آب با وجود تیغ او نتوان شدن مضمون آب عکس در آب است تا اساده بیرون آب</p>
<p>صاف طبعانند بیدل سهل شوق بهار جاده رگهای گل دارد سراغ خون آب</p>	

<p>ز درو تشنه لبها درین محیط سراب بجیب ساخت هوس تماش پیش گرفت حصول ریشه آمال سرخسیر پوچ است فسانه دل پر خون شنیدنی دارد بفیض دیده تریح نشه نتوان یافت ز موج پرده بروی محیط نتوان بست فضای بخودیت خالی از بهاری نیست بطبع قطره طیش آر مید و گهر شد</p>	<p>دلی گداخته ایم در سیده ایم آب کمند موج ربحر آر مید و شد گرداب تماش موج چه خرمن کند بغیر حساب بدوش شعله جرس بسته است شک کباب تو ساز میکده کن ما و این دوشیده شراب تو چشم بسته ای خیر کجاست نقاب برون خرام ز خود رنگ رفته را در یاب چه فیضها که ندارد طریقه آداب</p>
<p>ز بس که محو تماشای او شدم بیدل هزار آئینه از حیرتم رسید بآب</p>	
<p>گر درین بحر اعتباری از هنر میدارد آب افت ممسک بود تقلید از باب کرم تا نیری تشنه کام نا امیدی گرین صاف طبعان انفعال از ساز هستی میکشند ظالمان را دستگاه آرد پی کسب فضا زندگانی هم نماند آنجا که اندر و اعتبار در محبت از هجوم گریه بیت درم بدان فقر صاحب جوهر آثار کمال غرقت شرم بیدردی تری در طبع مای پرورد</p>	<p>قطره بقدر مابیش از گهر میدارد آب کاغذ ابری کجا چون ابر بر میدارد آب خاک این وادی بقدر چشم تر میدارد آب بی تربیانیت از خود تا اثر میدارد آب مشق خوزری کند تا نشتر میدارد آب از شکست رنگت گله با بال پر میدارد آب عاقبت چون خشکیم از خاک بر میدارد آب تیغ در هر جا که باشد میتر میدارد آب تا تنی از ناله شدنی در شکر میدارد آب</p>
<p>تخته مشق که در تها مباحش از اعتبار تیغ در شکست بیدل بر قدر میدارد آب</p>	
<p>بر کجایر ویت از چشم برون میگرد آب تا ب خود داری ندارد صاف طبع از انفعال</p>	<p>گر همه در پرده خوابست خون میگرد آب میشود مطلق عمان چون سرگون میگرد آب</p>

عرض خامی میکند اردو جو ہر ماموس فقر دل بضبط گریہ چندیں شعلہ پیدا میکند ہیچو شک شمع سیرم سر بدایان فاقہ کیست از مرکز جد اگر دیدنش رنگی نداشت زین خار آبا و حسرت بادہ پیدا نشد	گاہ گاہی جستیلج طبع دون میگردد آب تا سر این چشمی بندم فرون میگردد آب در گلستان محبت سرگون میگردد آب خون دل از دیدہ تاگرد و درون میگردد آب شیشہ ام از درونو میدی کنون میگردد آب
--	--

دل بطوفان رفت ہر جا جو ہر طاقت گدخت
خانہ سید جیست بیدل گریستون میگردد آب

یا حسن کہ صورت آفاق با نقاب حرف مجاز جز حقیقت نمی کشد معنی بغیر لفظ مصور نمی شود اطہار زندگی عرق خلقت و بس نیرنگ حسن عالمی از پا گلندہ است ای عشق جذبہ کہ قدم بہتر زیم از دور باشی ادب محرمی میرس شاید عدم بطلب نایاب وارسد	فروش است قیاز تو از جلوہ تا نقاب لیک گوشت جلوہ بفریاد تا نقاب افتادہ است کار دل و دیدہ تا نقاب شدیم صفت خوش آنکہ کنم از ہوا نقاب مشکل کہ خیر و از رخ او بی حیا نقاب یعنی رساندہ ایم پی خویش تا نقاب باغیر جلوہ ساز دو با اشنا نقاب ای دیدہ خاک شو کہ فرست با نقاب
--	--

بیدل گمان مسر کہ چہ دارد بہار و ہم
رنگ پریدہ است ز تصویر ما نقاب

بزم مارانیت غیر از شہرت غفا شراب طرف نظروف تو ہم گاہ ہستی جبریت دور و ہی میتوان طی کرد چو اوراق گل عمر با بودیم مخمور سست در شہ ست تا مخمور این میخانہ محتاجت و بس صبح از خمیازہ آخر جام شبنم می کشد	کز صدای جام نتوان فرق کردن با شراب کس چہ بند و طرف ہستی زین پی بی شراب ساغر این بزم رنگست و شکستہا شراب ہست انصاف این اگر ریزی بخاک با شراب و ہم رنگ است این کہ کوئی دارد با شراب حسرت مخمورم از خود میکند پیدا شراب
---	---

ما بزور می پرستی زندگانی میکنم عشرتی گر هست دلها را بهم چو شیدنی است خون شدن سر منم از جستجوی مامرس	چون حباب می نیای ماست سر تا پا شراب کم شود انگور را یکدانه تنه اش شراب تا که میدارد حیا در پیش دارد با شراب
	همیشه سنگد لاند اما در طرب زخده نقش نلین را بهم نیامده لب
زبان عاصد و تمهید راستی غلط است قدح پرستی اسباب فارغ دارد سرا زره تو چنان و انکم که بی تبت بدشت عجز تحیر سماع قافله ایم چو چشمه زندگی ما باشد موقوفست	کجی بدون نتوان برد از دم محرب کتاب در دسری نشسته ایم با غناب رکاب با دل سنگین می کند قالم اگر بر آینه محمل کشیم نیست عجب دگر گریه ما بنحو ادا می پرس سلب
	بیش جلوه طافت که از او بیدل گریه جوهر آینه پشت دست ادا
مسک اگر برض سخا چو شد از شراب اینست اگر سماجت ارباب احتیاج افسانه سازی شرور و برقهای کی است دل آنقدر که اخت که غم هم بسیل رفت خواهی نفس خیال کن و خواه کرد و هم معنی چه و اناید ازین لفظ های پوچ صبح از نفس دو مصرع بر جسته خواند و رفت	دستی بلند میکند اما بر زیر آب رحم است بر مزاج دعا های مستجاب گر مرد این بهی تو هم از خود بروی تاب اتش و آب غوطه زده از اشک این کباب چیزی نموده ایم در آینه حباب بر بسته است جلوه و آینه ها سراب دیوان اعتبار همین پیش انتخاب
	بیدل ز جوش سبز و درین رو فتاد و است بی چشم بچکان مژه تبت پرست خواب
تا زنده فال که بر میاب آهنگ است آب محمل ما با خزان بردوش لغزش بسته	لعل در آتش جستجوی این رنگ است آب صد قدم از موج اگر پیدا کند رنگ است آب

چشمه خضرم بیا و آد عرق کردم و شمع
آبرو نتوان به پیش تا کسان چون شمع تخت
حرف از باب نصیحت بردل گرم فست
عجز پیری جز اتم را در عرق خوابانده است
زندگی از و هم دو هم از زندگی بالیده است

تشنه تیغ فزارا اینقدر تنگ است آب
ای طمع شرمی که اینجا تشنه در چنگ است آب
شیشه چون در آتش افتد اینقدر تنگ است آب
نغمه از شرم ضعیفیهای این چنگ است آب
عالم آبست تنگ و عالم تنگ است آب

از کجا یا بد کسی بیدل سراغ خون من
در دم شمشیر نازش سخت بیرنگ است آب

ای خنده نقش پای تو و کان آفتاب
ای جلوه تو سرشکن شان آفتاب
پیغام عجز من ز غرورت شنید نیست
شب محو انتظار تو بودم و صبح
چون ماه نوز شهرت رسوا نیم میرس
همت بجهد شبم مانا ز می کند

در سایه تو ریخت سمان آفتاب
خندیده مطلع تو بد یوان آفتاب
مکتوب سایه وارم و عنوان آفتاب
گشتم بیاد روی تو قربان آفتاب
چاکلی کشیده ام ز گریبان آفتاب
بستیم شکت خویش بزرگان آفتاب

بیدل بحسن مطلع نازش چنان رسم
مارا چو ذره ساخته حیران آفتاب

گر باین گرمیت آه شعله زای غدلیب
عجز نیم مارا درین گلشن بجائی می برد
مانع قتل ضعیفان جز مروت هیچ نیست
در چمن فرتیم و ساز ناله سیر آهنگ شد
ریشه دبستانکی در خاک این گلشن نبود
ایکه خواهی پاپس ناموس محبت داشتن

شمع روشن میتوان کرد از صدای غدلیب
نیست کم از ناله بال مار ساری غدلیب
ورنه از گل کس نخواهد خونیهای غدلیب
جلوه گل کرد مار آشنای غدلیب
رفت گل هم در قفای ناله های غدلیب
شرم دارا ز دیدن گل برضای غدلیب

آه مشاقان نسیم فوجار یا داو است
زنگها رفته است بیدل در صدای غدلیب

<p>هر که کرد نذر راحت محرم احسان شب لمعه صبحی که میگویند در عالم کجاست گوشه گیر وسعت آباد غبار جمل باش آسمان نشاخت موقع ورنه در تحریر فضا بهر منع شکوه پنجم سر سانی میکند با چنین سختی که خوابم مایه دار نقد اوست الفت بخت سیه چون سایه داغم کرده است</p>	<p>چون سحر بر آه محمل بخت در هجران شب انقدر با خواب غفلت نیست در بران شب پرد و پوشن کجای عیبت هندستان شب بر بیاض صبح بایستی خطر یحان شب لیک ازین غافل که میباشد سحر افغان شب میتوان کردن پر از زردا من تاو این شب شش جهت روز است و من دارم همان شب</p>
<p>رویف</p>	<p>بیدل از یادش بترک خواب سودا کرده ام ورنه جز محمل قاشی نیست در دکان شب</p>
<p>از بس قماش دامن دلدار نازکست مشکل بنفی خود کنم اثبات مدعا و حدت بهیچ جلو و مقابل نمیشود اندیشه در مقابله عشق داع شه اطهار ناز جو صد آخر بعجز ساخت</p>	<p>دستم ز کار گر نرو و کار نازکست آتش سینه و هم خاطر دلدار نازکست بیرنگ شو که آئینه بسیار نازکست آئینه اوست بامریخ اظهار نازکست چند آنکه ناله خون شده منقار نازکست</p>
<p>فرست کفیل اینهم غفلت نمی شود خواب گران و ساینه دیوار نازکست</p>	
<p>بس که برق یاس غیا دمن ناکام سوخت الفت فقر از هوسهای غنایم باز داشت شعله جواله کرد آلود خاکستر نشد وحشت عمر از هوای نامرادم نادی نداشت ای سر بر سنگ جمدی کن رافه دون ترا کرد نو میدی علاج زخم چشم هستیم بیدل از نشن شنید ارما چه عشت ممکن است</p>	<p>مینو ان از آتش شک یلینم نام سوخت خاک این کاشانه در مغرم هوای بار سوخت اگر خود کرد دیدم محمد جامه احرام سوخت زرمی فیتا ر قاصد جوهر غلام سوخت بیش ازین نتوان بداع منت آرام سوخت عظمت به چشم سینه سی در دماغ شام سوخت یعنی آغاز یک مادار میم بی انجام سوخت</p>

سر خط درس کجالت منتخب دانی بس است
از کتاب ما و من سطر ای اگر خوانی بس است

ما درین محفل چراغ عافیت روشن کنی
امتیاز محو او بر آب و گل موقوف نیست
ما توان از جملت اظهار هستی آب شد
رفته از خود اقامت آرزو بهیبت چند
عجز بنیادت گراز انصاف دارد پای
ای جباب اجزای موحی سازت از خود رفت
پرده فانوس رازت چشم قربانی بس است
عنصر کیفیت آئینه حیرانی بس است
از لباس نیستی یک جامه عیانی بس است
نقش مانی گردین ویرانه نشانی بس است
از رعونت اینکه خود را خاک میدانی بس است
ایک تامل وار اگر در خود فرومانی بس است

سر خط تسلیم شو بیدل که مانند هلال
پای سیر آسمانت نقش مثنوی بس است

بس که اجزایم چمن پرورده نیرنگ است
جذب عشقش شرار از رنگ می آرد برو
بی محبت زندگانی نیست جز رنگ عدم
عضو عضو مرا محبت مرغ دست آنور کرد
حسن از رنگ طرف با جلوه پسندید صلح
کر همه خونم بچش شوخی آید رنگ او است
من باین وحشت گراز خود بر نیایم رنگ او
خاک کش بر فرق آن ساری که بی آهنگ او است
گر کند پرواز رنگم چون خنجر خنک او است
خلوت آئینه دل عرصه گاه جنگ او است

کلیت زین گلشن بکوی معنی او وارسد
غنچه ام بیدل نمیدانم چه گل در چنگ او است

جنس ما با این کسادی قیمتی فمیده است
تا کجا انجامد آخر ما جسدای داع و دال
دود دل آخر بچندین شعله خواهد موج زد
کار سهلی نیست بر هستی تماشای عدم
آرزو از فیض عام بجودی نو مید نیست
حلقه زنجیر تصویرم پیرس از حیرتم
بیخ هم در عالم امید می ارزیده است
بر کتاب خام سوزی اخگر می چیده است
شمع این بر هم هنوزم کمره چسبیده است
بر تخم زمار دارد هر که مارا دیده است
من اگر گردش نگشتم رنگ من گردیده است
مانده دارم که جز گوشه کسی نشنیده است

زین گذرگاه نراکت بی تاقل نگذری	عالمی خورد است برهم تاثر لغزیده است
نمیت بیدل حشتم جز پاس ناموس جنون	کسوت عریان تنیبا و امن از من حیده است
خلق را بر سر هر لقمه ز بس سرشکنی است	ناشتاگرشکنی قلعه خیرشکنی است
گذر از ذوق حدا و تکده محفل دهر	ناله پردازی فی عالم شکرشکنی است
نفس از ضبط طیش معنی دل می بندد	گوهر آرائی این بحر نخبه و درشکنی است
سخت کاریست که با کلفت دل ساختیم	رنگ آینه شدن تدسکندرشکنی است
میرد سوی قذنگی آغوشش جناب	وسعت مشرب با مانع ساعرشکنی است
محو کن عرض کمال و دل روشن در یاب	صافی آینه آینه جوهرشکنی است
ترک جمعیت دل سخت ندامت دارد	بحر کیسه عرق خجلت گوهرشکنی است
بیدل از خویش بجز نفی چه اثبات کنم	رنگ را شوخی پرواز جهان پرشکنی است
گل کردن بوس ز دل چاک تمت است	سوج جناب چشم آینه حیرت است
اینست اگر حقیقت اسباب عتبات	بگذشتت ز بستی مو هووم همت است
بر دوش عمر خندش محفل اطل	ای خیر شر چه قدر رام فرصت است
عاست بسکه نسبت بی ربطی جهان	مکان خواب کریم آری عنایت است
عمریت دل بخلت خود گریه میکند	این نامه سیه چه قدر ابر رحمت است
بیدل بیاد محشر اگر خون شود رو است	بازم دل شکسته دمیدان قیامت است
بیتوا امرجایی که جنبش همجانی است	یعنی از ساطرب و دود چرخانی است
عنجه این چمنی کلفت دستنکی چند	ای چمن مجملت سیر چراغانی است
عذر بیدردی ما خجلت ما خواب و خواب	اشک از نیست عرق هم نمغانی است
بظلم نتوان داد و فلک داد و آ...	ارباب از مال بر بندگی خود احسانی است

جراتی کو کہ برویت مژدہ باز کنیم
گر تا تل نفسی بیضه طاوس شود

چشم قربانی و نظار و پنهانی هست
در شبستان عدم نیز چراغانی هست

نشوی سنکر سامان جنونم بیدل
که اگر هیچ ندارم دل ویرانی هست

اقت سرور یک بهوس آرائی جاہ است
مشکل کہ شود وحشی مارا م تعلق
آئینه ام و طاقت دیدار ندارم
آنجا کہ تکبر نشان بادہ فروشنده
ہر چند جہان وسعت یک گام ندارد
ز آنجلوہ بخود ساخت جہانی چه توان کرد
افسوس کہ در غنچہ و بو فرق نکردیم

سرباختن شمع ز سامان کلاہ است
در خانہ دل ہر نفسی مردہ را و است
این بادہ ندانم چه قدر حوصلہ خواہ است
مانیم و شکستی کہ سزاوار کلاہ است
اما اگر از خویش بیانی ہمہ راہ است
شب پر تو خورشید و آئینہ ماہ است
دل رفت و من دلشدہ پنداشتہ ام است

از جلوہ کسی ننگ تغافل نہ پسندد
بیدل مژدہ بر ہم زدنت عجز نگاہ است

حیرت دمیدہ ام گل باغم بہانہ است
درد سر تکلف مشاطہ بر طرف
حسرت کہین مردہ وصل است حیرت
آنجا کہ زہ کنند کجا نہای ہستی
در یاد عمر رفتہ دلی شاد میکنم
ضبط نفس نوید دل جمع میدہد

طاوس جلوہ زار تو آئینہ خانہ است
موی میان ترک مرا بہلہ شانہ است
چشم ہم نیامدہ گوش فسانہ است
منظور این و آن نشدن ہم نشانہ است
زنگ پریدہ ام بخمال اشیانہ است
اگر فال کوتہی زند این ریشہ دانہ است

بیدل ز برق وحشت ازادیم میرس
این شعلہ را بر آدن از خود زبانہ است

شب کہ طاوس عاشق تو بال افشان شد
رزمیرنگی ما قاش شد از شوخی رنگ

یکجہان چشم ہم بر زون مرگان داشت
شیشہ آورد برون آنچه پری نہان داشت

<p>تاز هستی اثری هست محبت رسواست همه جادیده یعقوب غبار انگیز است بهر روشن نشد از هستی با غیر حجاب</p>	<p>جس طبع برنجیر نفس نتوان داشت یار با اقلیم محبت چه قدر کنگار داشت شخص تصویر همین برین عریان داشت</p>
<p>زندگان در جگر خارا است و دریا سوز است رحمت تدبیرش از کلفت و اماندگیت سرکبوتها فرو بردیم و عریانی بجاست میکشد سر رشته کار غرور آخر بجز ماجرای اشک و مرقان تا کجا گیرد قوا ترک هستی گیر و بیرون آتشویش امل</p>	<p>تا نفس باقیست در پیراهن ماسوز است زخم خار این بیابان را مداوا سوز است وضع رسوائی که مادریم گویا سوز است اگر همه امور شمشیر است فردا سوز است ما سراپا آبله عالم سراپا سوز است ورن یکسر رشته باید یافتن تا سوز است</p>
<p>لاف آزادیت بیدل نمت آزادگان شوخی نام تحسیر و برسیجا سوز است</p>	<p>زهر چه رنگ نتوان باختن غبار تو نیست هوس اگر بهر عنقا شود شکار تو نیست شکست هر دو جهان یک کلاه دار تو نیست که این بساط هوس جای انتظار تو نیست بهوش باش که فرصت نفس شمار تو نیست هوای عالم هستی همین غبار تو نیست بجو و مناز ز جمدی که بر کنار تو نیست که هر چه هست نهان غیر آشکار تو نیست تو گر ز خود بروی بیچکس دو چار تو نیست چو شمع کشته کسی جز تو بر مزار تو نیست</p>

شوخی میاکی که زنگ عیش برکاشان ریخت
خواست شمع بر سر روز و آتش در خانه ریخت

شب خیال بر تو حسن تو ز دور آنجس
سر بجز او داده نیرنگ سودای تو ام
سخت پابر جاست و در و نشاء مخموریم
در دمعشوقان ز عاشق بیشتر دارم
ظالم از بیدستگاہی نیست بی تمهید ظلم
حیرتی بودیم اکنون خار خار حسیم
التفات بی غرض سر رشته تسخیر هست

شمع چندان آب شد که دیده پروانه ریخت
میتوان از مشت خاکم عالمی دیوانه ریخت
چون کمانم باید از خمیازه خست خانه ریخت
شمع ما اشکی بنفشاند و پروانه ریخت
در حقیقت از شیرین است چون دانه ریخت
صنعت عشقت ز ما آئینه پروانه ریخت
صید ما خواهی برون از دام باید دانه ریخت

بر کجا بیدل مکافات عمل گل می کست
دیده دام از هجوم اشک باید دانه ریخت

بگردول لیم از ربط قیل و قال گذشت
بباریاس ز سامان بی نیار بیا
خمی بدوشش ادب بند و سیر عزت کن
طریق فقر حسنون تازی دگر دار
عرق ز جبهه مانی فغان شد ز ایل
ز هیچ جلوه تحقیق چشم نکشودیم
خمش نواست موج تکرار لب یا
بعالمی که ز پرواز کار نکشاید

چسان نفس زخم آئینه در خیال گذشت
چه مایه داشت که بالیدن از مثال گذشت
ز آسمان بهین نزد بان طلال گذشت
دلیل حاجت اگر باید از سوال گذشت
فغان که عمر چو شبنم با نفعال گذشت
شهود آئینه در عالم مثال گذشت
اشاره اوست که نتوان ازین لال گذشت
توان چو زنگ بسی شکست بال گذشت

دل ز حجلت بی طرفی آب شد بیدل
بیاد باد و ترهیا برین مثال گذشت

ز جابه مایه عصیان نه مال غفلت رست
جنون پیامی او نام یکس داغ کرد

بهین نفس که تو اش صید الفتی نیست
امید میطیبه و نامه در پر عنقا است

زور و بی اثری فال شکست زد آیم جفا کشان همه مصروف کار یکدگرند بوهم نثار آزاد سکه گرفتاریم عنان لغزش با بخودان که می گیرد کجاست نفی جز اثبات ذات یکتائی ربس گذشته ام از عرض کارگاه و هوس	شراب ساعش بنم کد از عشق بهواست زیافتادن اشک از برای ناله عصاست چو صبح گرچه نفس موج میزند پرماست چو شک و حشت مارا هجوم آبله پاست توئی در آینه دارد منی که از توجده است گرم بخود نظر افتد مکار و رو بھماست
---	---

مکیر دامن اندیشه در کربیدل
که دست باده کشان وقف دامن میناست

بس که اشب بیتوام سامان اعضا هست شمع تصویریم از سوز و کداز ما پیرس غرق وحدت باش اگر آسوده خوابی رستین جز نمکنا می سداغ امن نتوان یافتن بیتو چون شمع می که افروزند بر لوح مزاج شاخ از گلپس جدا مصروف گلخن میشود نثار صبا نمی آرزو بشویش خس خار باد و عالم آرزو نتوان حریف وصل شد گریه کرد بی اثر از ناله ما کن حذر	گرچه اشکی فشانم تا ثریا آتش هست پر توی از رنگت تا باقیست در ما آتش هست ما هیبا ز اهر چه باشد غیر دریا آتش هست ورنه از پرواز ما تا بالی عفا آتش هست خاک بر سر کرد ایم و بر سر ما آتش هست زندگی بادوستان عیش است و تنها آتش هست در گذار امروز آبی را که فردا آتش هست ما بجائی خار و خس بردیم کاخ آتش هست آب ما خون گشت اما آتش ما آتش هست
--	---

میت جز رقص سپند آینه دار و جد خلق
لیک بیدل کسیت تا فهمد که دنیا آتش است

سعی ناپیدا و حیرت باد ویدن آرزوست کیسه گاه زندگی از نقد جمعیت تنی است آتش کویا سپند مژک خود داری کند منزل اینجا نیست جز قطع امید عافیت	شمع تصویریم و شک ما چکیدن آرزوست خاک میباید شدن گریه آر میدان آرزوست ناله داری دارم و خلق شنیدن آرزوست ای شر از نخل بلدرگر رسیدن آرزوست
---	--

وصل ہم بیدل علاج وعدہ دیدار نیست
دیدار چندان کہ محو اوست دیدن آرزوست

فنا مثال و آئینہ بقا اینجا است
کسی نداد نشان از کمال شوکت عجز
دلیل مقصد ما بس کہ ناتوانی بود
پس از مطالعہ نقش پائینیم شد
خوشا کہ سایہ صفت محو آفتاب شویم
چو چشم آئینہ حیرت سراغ نیرنگیم
غبار رفته بباد سحر بگو شمع گفت
کجا روم ز درد دل کہ مدعا اینجا است
جز اینقدر کہ ہمہ سرکشی و توانیجاست
بہر کجا کہ رسیدیم گفت جا اینجا است
کہ ہرزہ تازم و جام جہان نا اینجا است
کہ سخت نامر سیاہیم و عفو نا اینجا است
ز خویش رفته جہانی و نقش نا اینجا است
کہ خلق بیدہ جان میکنند ہوا اینجا است

بوصل بحر شش پانی رسیدہ ام بیدل
بیا کہ داد رس سنی نارسا اینجا است

باز درس خاشاکم نذر شعلہ خواہم است
کیست ضبط خود داری تا کشد عنان من
گوش کر میتا کن نالہ جز خموشی نیست
بہر طرف گذر کردیم ہم بخود نفسہ کردیم
از غرور و ہم ایجا و ہرزہ رفته بر باد
محو یاس کن حاجت ورنہ نزد غیر تھا
آہ بی پروا بالیم شک عجز تمثالیم
ما ز سیر این گلشن عشوہ طرب خوردیم
سازمان شکست دل یار ازین نوا غفل
صفحہ میز نم آتش عذر پرشا نیہا است
خون بسیل شو قم ساز من روا نیہا است
کین نگہ تا شاکن جلوہ بی نشا نیہا است
ای محیط کیمانی این چہ بیکرا نیہا است
ای غبار بی بنیاد این چہ آسمان نیہا است
در طلب عرق کردن نیز تر ز با نیہا است
سرخاک میا لیم سعی نا توانیہا است
ورنہ چشم واکرون عبرت امتحا نیہا است
بہ کہ پیش خود نالیم نالہ بیزبا نیہا است

مایہ خرد بیدل منشاء فصولی نیست
خود فروشی عالم از جنون و کا نیہا است

در وصلم و ہجرم بگریبان خیال است
چون آئینہ پرواز نگاہ ہم تر بال است

<p>بقدری من نیست جز آهنگ غرورش از ماند و بی ناکت حرص می رسید آئینه دل از بغل غنچه جدا نیست جهدی که ز کلفت که و جسم برائی بگذارد برنگی که پر سے داغ تو گردد</p>	<p>تا چینی ما خاک نه گشته است نهال است بر چیزی که جز غصه نخوردیم حلال است گردل شکند سر سبز آغوش خیال است بر دانه که از خاک برون جست نهال است چون شیشه گراز سنگ برای چه کمال است</p>
<p>بیدل دل ما گر چه نبوده است مقابل نقشی که درین پرده نوشتیم خیال است</p>	
<p>دل سعی آب گردیدن طرب پیما است چون حباب آخر نفس آشوب هستی می شود در دماغ هر دو عالم سوختن پر میزند عضو عضوم کرده کیفیت مرگان است مخو رنجیر نفس بودن دلیل هوش نیست از نفس یکسر طیشهای دل باید شمرد غفلت من کم نشد از سرگذشت فرنگان در خراب آباد امکان گرد این معمور نیست نمت الفت بتفش کارگاه دل بلند</p>	<p>خود که ازی ترد ما غیبهای این دیوانه است خانه ماسیل بنیادش هوای خانه است شمع این پروانهها خاکستر پروانه است دست اگر برهم فشانم لغزش ستاره است هر که می بینی بقید زندگی دیوانه است بسجده دارم که سر تا پای او یکدانه است چون ره خوابیده ام آواز پادشاه است نوحه کن بر دل که این ویرانه بهم پریانه است آشنای عالم آئینه پر بیکانه است</p>
<p>گر بخود دستی فشانم فارغ از آرایشتم پر فشانهای رنگت این شمع را پروانه است</p>	
<p>خیالی سدا و غیرت ماست بنوس تعبیری خواب بل چیه درین محفل که از اشک شمعیم سحر در پر تو خورشید مجو است شدم خاک و غبارم هیچ نشیبت</p>	<p>گر این دیوار نبود خانه صحر است ز فرصت غافل امر و ز فردا است نشاط از میر که باشد کاهش از ما است هر جا جمیع روشن شد نفس کا است هنوزم ناله بی درد رعنا است</p>

	برنگت آبله عمریت بیدل ز خجالت دیده ما درت پاست	
آخر از عجز طلب اشک دو اندیم چشم عاقبت کسوت مجنون بعرق گشت بدل تنگی حوصله شد ترک علایق بیدل	پای خوابیده ما آبله در مرگان داشت فصل تاثیر جنون این همه تابستان داشت باد گرد و یکدیم چیدن او دامان داشت	
	بی ادب بنیاد هستی عاقبت در بار نیست غیر ضبط خود شکست موج را معمار نیست	
مفت چشم ما ست سیر این چمن آماج سود دل بدوق و عده فردا ست مغرور مل از کین عیب جویان گاو باید دم زدن بر کس اینجا سود خود در دیده پوشی دیده است حرص خلقی را درین محفل بجموری گدخت اختلاط خود فروشان گرا باین بیجاصلی است غافل از سیر که از دل نباید زیستن بر کجا او جلو و ساز و عرض بستی مفت است	اینقدر رنگی که عیال کم از دیوار نیست عشق گوید چشم و اگر فرصت اینمقدار نیست گوشه های عاجزان جز در پس دیوار نیست خود فروشان غیرت آئینه در بار نیست غیر جام سیر ستر هیچکس در کار نیست خانه آئینه را قفل باز رنگار نیست نیت در خون گشته رنگی که در گلزار نیست عکس را آئینه می باید نفس در کار نیست	
	بس که مردم دامن احسان بهم بر چیده اند بیدل از خست کسی را پشت بردیوار نیست	
خامش نفسم شوخی آهنگ من اینست موج من و آرایش گوهر چه خیال است بیتاب هواسنجی عمرم چه توان کرد با هر که طرف گشته ام آرایش اویم	سرچو شس بهار اوجم رنگ من اینست ناموس جهان طیشم رنگ من اینست میزان خیال نفسم رنگ من اینست آئینه ام و خاصیت جنات من اینست	
	نامحرم آنجلوه ام از بیدلی خویش آئینه ندارم چکنم رنگ من اینست	

<p>زندگی شوخی کین رمی است عجز خویش استقامتی دارد بسر خود که خاک پای تو ایم هم بخود یک نگه تغافل زن پوست بر تن دریدن ممسک هر کجا عشق چهره پرداز است</p>	<p>فرصت گیر و دار صبحدمی است بار نه آسمان بدوش خمی است خاک پای ترا بخود قسمی است اگر آئینه مایل سستی است همچو ماهی دریدن شکمی است سایه هم صورت سیه قلبی است</p>
<p>بیدل از دامگاه صحبت خلق سر کشیدن بحیب خویش رمی است</p>	
<p>چو لاله بیستوز پس رنگ اعتبارم سوخت بعشق نیز اثر کرد شرم ناکسیم ز تخته پار و ام ای ناخدا چه میر بیزم یار جنون کردم ای ادب معذو غبار دشت محبت سراغ غیر نداشت هنوز از کف خاک شرم اثر باقی است دگر میرس ز تاثیر آه سبب اثرم شهید ناز تو پروانه کرد عالم را</p>	<p>خران سیاه فاداد و نو بهارم سوخت عرق فشانی این شعله خاکسارم سوخت فلک کشید ز گرداب و برکنارم سوخت سپند سوخت بوجدی که اختیارم سوخت برق جلو و او هر که شد و دو چارم سوخت که از عشق چه مقدار شرمسارم سوخت باتشی که ندارم هزار بارم سوخت جبان بسوخت چراغی که بر فرارم سوخت</p>
<p>مباد شام کسی محرم بیدل دماغ نشه در اندیشه خمارم سوخت</p>	
<p>آنچه در بال طلب رخصت است در دل آتش است از عدم دوری جهانی را بداغ و هم سوخت میر و م جهانی که جز معدوم گشتن جایز نیست میگد از جوهر شرم از هجوم احتیاج هر دو عالم لیلی بی پرد است اما چه سود</p>	<p>همچو شمع اینجا ز سرتاپای بسمل آتش است مخودریا باش ای کوهر که ساحل آتش است کار و انا فاروخس در بار و منزل آتش است ای کرم معذور در دنیا و سائل آتش است غیرت مجنون مارا نام محمل آتش است</p>

زندگی بیدل بسیل منزل آرام نیست
چون نفس در زیر پا دارم دل و دل آتش است

در ره تسلیم دل بانی که من دارم سر است
خاک ساحل قیمت خود گر شناسد و بهر است
جبهه کم دارد عرق روزیکه مرگانه تر است
هر چه دارد خانه آئینه بیرون در است
کاروان ناله ایم و آتش ما دیگر است
هر قدر افسرده گرد و رنگ سامان تر است
ما لایم تر از آهنگ و فغان خبر است
هر خطی که ز خانه محزون و بدیم سطر است

عمر باشد عجز طاقت سوی جسم بهر است
راحت جاوید فقر از جاہ نتوان یافتن
گاه گاهی گریه منع الفعالم میکند
راز ماضی دلان پوشیده نتوان یافتن
دست بردل نه زینت سراغ ما پرس
ساز آزادی همان کرد شکست آرزوست
هر سخن که برده تسلیم خارج گل کف
سعی ناپیدا نشان گاهی بهیواری برد

بیدل از پرواز خجالت دارم اما چاره است
دُرّه مو بهوم گل کردیم تا بال و پر است

اینقدر طوفان که می بینی نفس بالیده است
ناله دارم که تا فریاد رس بالیده است
پرشانی مفت عشرت نفس بالیده است
عالمی آینه دارد دل ز بس بالیده است
چون تو اینجا حسرت بسیار کس بالیده است

صبح هستی نیست نیرنگ هوس بالیده است
چون نفس عاجز نوای درد نو میدی هم
دستگاہی داری ای متعم زافسردن ترا
نقش و هم وطن تو هم چند آنکه خواهی مانا
با که این دُرّه خواهی تو هم پرواز کرد

یاس مطلب نیست بیدل مانع ابرام خلق
آرزو در سایه بال کس بالیده است

کوس ارباب کرم فریاد سایل بوده است
مرکب همچو زندگانی میتو مشکل بوده است
سایه را در خانه خورشید منزل بوده است
غرق بحری که ما بودیم ساحل بوده است

سوز استغنائی عشق از حسرت دل بوده است
گرفتار خواهم غم قطع امید می کشد
گرد آخر و اصل بزم تو از خود فرستم
تالاب افسرده مادر غبار و هم سوخت

بجو دی کرد از حضور لیلی دل خافلم نیست نیزنگی که نقش اعتبار خاک نیست	ورنه پیرا شکلی که رفت از دیده محمل بوده است نیست گردیدن بعد حسرت مقابل بوده است
امتداد عجز بیدل — سخته از طبعم ر بود گردش حال آسیای دانه دل بوده است	
ز خود در میدان دل بس که شوخی انگیز است هزار سنگ شکر گشت و بال نار افشانند سرموای اقامت درین چمن مفرار دمیده ایم چو صبح از دل گرفتار بطبع سنگ فزون شرار می بندد شکست طرف محیط از حجاب خالی نیست	چو شبنم آبله ما شرار آ میر است بنور سعی که از من آبرو ریز است بهوش باش که تیغ گزشتنی تیز است غبار عالم پرواز ما نفس نیر است هوای عالم آسودگی جنون خیر است ز خود تنی شده از هر چه هست لبریز است
کباب عافیتی مگذر از هو کس بیدل دلیل صحت بیمار سعی پر پیروز است	
بس که بقدری دلیل دستمگاه عالم است در س عشرت های مارا نسو در کار نیست بیش از آفت منت تدبیر آیم می کند دوستان حاشا که ربط ساز الفت بلند سعی آبی از عرق میریزد اما سود نیست از تعلق یکسر موقطع نمودیم حیف آب گردیدن ز مایه انفعالیها نبرد	چون پر طافوس یک عالم غلین بی خاتم است چشم آهورا سواد خویش سر مشق م است خون زخم را چلیدن انفعال مرهم است موجارار فتن از خود همه داغوش هم است چون نفس از سوختن آتش ما مبهم است تیغ تسلیمی که ما داریم پر صاحب م است بلع مارا چون که از ازشیبه رشتن م است
بیدل از عجز و غرور و فقر و جاد ما میر کس تا نفس باقیست این آمنت صدایروم است	
دوش از نظر خیال تو دامن نشان گذشت دار و غمبار قافله نا امیدیم	اشک آنقدر روید ز پی از فغان که نت از پائنتشتنی که ز عالم توان گذشت

دلدار رفت و من بودا عی نسو ختم
تکلیف کجا بعضی خرامست رضا دهم
طی شد بساط عمر بنای شکست رنگ
واماندگی ز عافیت هم بی نیاز کرد
یک نقطه مل ز آبله پاکفایت است

یار بچه برق بر من آتش بجان گذشت
کم نیست اینکه نام تو ام بر زبان گذشت
بر شمع یک بهار گل زعفران گذشت
بال آنقدر شکست که از آشیان گذشت
زین بجز بچو موج کهر میستوان گذشت

بیدل چه شکل است ز دنیا گذشت
کمر ناله داشت که ز بهفت آسمان گذشت

ز بس خلوت وصل تو یار آئینه است
صفای دل طلبی دیده در چشم فرزند
نخ شتیم سرشکی که جلو و بارند
تو هم ز خود برو و چند نقش بند ببار
چراغ انجمن شوق جز بخت نیست
ز زندگی همه کز رنگ رفتن داریم

نخ و پرد و جهان در غبار آئینه است
نمذگر و کدورت حصار آئینه است
که از دل چه قدر آبیار آئینه است
که روی کار جهان پشت کار آئینه است
نهان پرده دل آشکار آئینه است
با متجان نفسی در فشار آئینه است

ز بی نشانی اسخلوه سر مکن بیدل
هنوز رنگ تو صرف بهار آئینه است

شب که حیرت با خیالات رنگ قیاس و قیاس
یک سحر تا نقش بندم صد چمن زنگ شکست
رفته ام از خویش چندان که می آیم هنوز
آیم از سرم سماجت پیشگان این چمن
عمر گذشت و همان با قدر دان تا آیم
کینفس چون سایه غافل گشتم از خورشید
تا پری افشاند ایم از آسمانها بر زیم
کار ما عشق است بیدل دونه در میدان لا

همچو شمع از پیکرم کبیر زبان لال رخت
تا پروازی رسد اندیشه چندین بال رخت
بخودی از ماضی طوفان استقبال رخت
بر یک لب خنده نتوان خم شین برال رخت
هستی آئینه ساخت بی مثال رخت
بر سر ایام سواد نامه اعمال رخت
بسمل زنگیم و نتوان خون با مال رخت
بوالهوس هم میتواند خونی اقیال رخت

<p>محرّم حسن ازل اندیشه بیگانه نیست رنگت میگردد بگردش مع ما پروانه نیست</p>	
<p>هر قدر خواهد دولت اسباب حیرت جمع کن عمر باشد در خیال نقش هستی سرخوشم هر نفس فرصت پیام مژده دیدار است دل باند از غبار غایب از خود رفته است واغ نیز رنگ تغافل سیر نیامی خودم ای هجوم بخودی ز غمی که در طبطب شعور</p>	<p>چون بجان اینجا بجز خمیازه خست خانه باد و ماجر که از شیشه و پیما نیست همه مژه بر خواب میباید زدن افشانه نیست ریش ما هر قدر بر خویش بالددان نیست عالی ما آتشنا میگردد و بیگانه نیست لغزش و اماند ما اینقدر ستانه نیست</p>
<p>جان پاک از قید تن بیدل ندامت میکش گنج را جز خاک بر سر کردن از ویرانه نیست</p>	
<p>شوکت شاهیم از فیض جنون در قدم است ما جنون شیفگان الفت شفتنگیم انقدر نیست درین عرصه نمایان گشتن مرگ شاید دل از اسباب هوس بردارد رحم پرش بنم ما کن که درین عبرت گاه دیده در خواب عدم هم مژده بر بنم نرند نفس صبح پرش بنم با قل زرسد حسن همیشه تا شامدشت از دل پاک</p>	<p>چشم زخمی رسد آبله هم جام جم است وضع ما را بس زلف پریشان قسم است یکسر مو از از خویش بر آبی علم است ورز در ملک نفس صافی آئینه که است آب گردیدن و از خود نگه شستن شرم است گر بداند که تا شامدشت در مغفرت است رشته عسر ز اشکم بکمره شرم است صفی حیرت آئینه عجب خوش قدم است</p>
<p>میچکد سجده ز سیما ی نمودم بیدل شاید حال من آینه نقش قدم است</p>	
<p>هر سوگرم دیده بد نبال حجاب است آسان نتوان چشم بیای تو نهاده پرواز نیاید پرافشانی مژگان</p>	<p>ای تار نظر پریت این چه نقاب است ای گل مژده دید تو بخواب رکاب است ای بیج بکار کی نه اری چه شتاب است</p>

گیرم نشدم قابل پیمان در راحت
ما هیچکسان بیده مغرور خیالیم
تا سر ننگش تیرم بخشش نرسیدیم
خاموشی آن لب بجای داشت سالی

آئینه آیم چه کم از عالم آب است
گرد زه با فلاکت پره در چه حساب است
در بزم خموشان نفس سوخته باب است
دادیم دل از دست و گفتیم جواب است

بیدل ز دوفی چاره محال است درین بزم
پرواز تو هم آئینه چند آنکه نقاب است

رنگ گل خون جوش زخم تیغ گلچین بوده است
غسجه کردیم و گلشن در گریبان بختیم
دل مصفا کردیم و غافل که در بزم نیا
از شرر در آتش افتاده است لعل که حسا
وصل جستم رفتن از خود شد دلیل مقصدم
با همه شوخی خیالش را ز دل پروا نداشت
پشت دست آینه دندان جوهر میگردد

باغ تسلیم محبت طرفه رنگین بوده است
عشرت سر بسته در دلهای غمگین بوده است
صاحب آئینه کشتن کار خود بین بوده است
سنگ هم اینجا مقیم خانه زین بوده است
این وعار در شکست رنگ آیین بوده است
خانه آئینه ام بسیار رنگین بوده است
سایه دیوار حسرت سخت سنگین بوده است

حسرت مخمضیم بیدل بر کجا افتاده ایم
سرگرا نیهای ما آئینه بالین بوده است

شب که شور بیل مار ریشه در گزارد داشت
نغمه جولان صد نیرنگ ازین صحران داشت
چون حباب از نیتی چشمی بهم آورده ایم
گر همه کفر است نتوان سر ز بهوار می کشید
از مروت عزت گل را سبب فهمید نیست
عجز هم کافی است بر جا مقصد از خود رفت نیست
نارسانی صد خیال هرزه انشا میکند
دانه ناکی بچینه بین خط ساغر ریشه کرد

بوی گل چون غنچه رنگین ناله در صفار داشت
نرگس چشم بان فریاد موسیقار داشت
در خرابی خانه ما سایه دیوار داشت
سبحه را دیدیم طوف حلقه زمار داشت
سر شد آن پانی که پاس آبروی خار داشت
سایه پست عدم یک لغزش بهوار داشت
طینت پیکار از کم بشیر در کار داشت
در گداز سبزه ما عالمی زمار داشت

<p>بوی گل صد انجمن بی پرده است اما چو عمر باشد چون کهر تمت کش بیدردیم</p>	<p>التفات رنگ مارا در پس دیوار داشت یا وایا میکده چشم یکدوش بنم وار داشت</p>
<p>آسمانی از کف خاک اخرا ان غفلت است بیدل از فحری که ما داریم باید عار داشت</p>	
<p>راحت کجاست کردلت از خویش رست جز وحشت از ملاح جهان بر بنداشتم دل جمع کن بجا صل اسباب پر منا افسردگی بشعله همت چه می پسند صدر رنگ جسته غنچه دل و کجایم در کارخانه که شکست آب و رنگ یافت</p>	<p>در آتش است نعل سمندی که جسته است بر ما مبنی تمت باری که بنیست گل را حضور غنچه در آغوش دنیست خورشید زیر خاک هم از پانثیست رنگی که مثل الفت دلهای خسته است کار در چو بستن دل دست بسته است</p>
<p>بیدل بطبع خود میت بوس رحمت رنگت شکسته که برنگت شکسته نیست</p>	
<p>باز وحشی جلوه در دیده جولان کرد اخگری بودم میان شعله خاکست رجبار در عالم تسلیم راحت می شود رنگت گردانیدن عبار دست بر هم سوده بود فی قیصری دامن ناز می بصرانی فشانند سعی بیرون نازیت زمین بجز پر دشتوار است خاک عبرت پرور بنیاد این ویرانه ایم بود در طبع کهر رنگ شبنم سازنی</p>	<p>از غبارم دست بر هم سوده سامان کرد خود نمائی زمین لباسم نیر عریان کرد شمع از خار قدم سامان مژگان کرد بخودی آگاهم از وضع پشیمان کرد شوخی اندیشه مارا اگر بیان کرد میتوان چون موج کو بر ترک جولان کرد بر که آمد اندکی مارا پریشان کرد تنکی فرصت نفس را اشک غلطان کرد</p>
<p>جای دل بیدل درین محفل سمندی دشت بس که تنگ آمد پری افشا نذ افغان کرد</p>	
<p>موج جنون میزند شک پریان کینیت</p>	<p>مال بدل میخلد ببل مژگان کینیت</p>

لخت دلی در نظر اینمه چاک جگر
رشته امواج را عقد بگرد جان
دل ز پیش رفت و من میروم از جوشن
حسن بیان انقدر نیست فریب نظر
غیر محبت و گردین چه و آئین که ام

حیرتم آئینه کرد شانه گریبان کیست
آبله در راه شوق مانع جولان کیست
عجب جنونم مکن ناله بفرمان کیست
گر نه توئی جلوه گر آئینه حیران کیست
آمت پروانه باش سوختن ایان کیست

بیدل ازین مانده دست هوس شسته ایم
پهلوی دل خورده را آرزوی مان کیست

سادگی دل را سیر فکرهای خام داشت
عیشها کردیم تا اجزای ما بر باد رفت
ما ز خود داری عجب خون طلبها بختیم
بی پروا بالی طیش افروخته پیغام نیست
در نقاب اسکر آخر حسرت دل قطره بود

تا تخیر بود در آئینه عکس آرام داشت
خانه ما بعد ویرانی هوای نام داشت
در صدای بال سبل عاقبت پیغام داشت
بر کسی اینجا بخت دعا جزی آرام داشت
زنگ صبا پای گردیدن طبع جام داشت

ناله را روزی که اوج اعتباری بوده است
چون جرس بیدل بجای باد و دل در جام داشت

وحشت مدعا جنون شمر است
وضع این بحر سخت بی پرواست
سایه تا خاک پر تفاوت نیست
شک در دامن امید بلند
شوق و اماندگی نصیب مباد
فال راحت مزین کزین کف خاک
اشک اگر دام مدعا طلبی است
همچو آئینه بس که دل تنگیم
بیدل از کلفت شکست مثال

ناله بال فسانده اثر است
ورنه هر قطره قابل گهر است
از بقا تا فنا همین قدر است
فرصت آئینه داری شر است
دل افروخته ناله دگر است
هر چه آسوده تر فرو تر است
چشم ما زین قاش گریه تر است
خانه ما برون نشین در است
بزم هستی و کان شیشه گریه تر است

<p>در بهار گریه عیش بیدلان آماده است اشک مائگل کند هم شیشه و هم بادیه است</p>	
<p>سایه گل کرده است مادیوارا افتاده است قاصد بی مطبعم و نامر ماساده است همچو گوهر طفل اشک باخیز زاده است شرم دار از لاف مرد بهیا طبیعت داده است میرود در یاز خویش و موج ماساده است دور چشم بد بنور آن نو خط ماساده است</p>	<p>در خرابیها بساط خواب نازی چیدیم چون نگاه چشم بسل بی تا تل میرویم تمت آلودگات و پوی هوسهاستیم بر نفس چیدن هوس می زاید از اندیشه است گوهر ماکاشش باز رنگت فسرده چون ناو شد گلبرگ ترا تا لعلها بجا است</p>
<p>بی شکست رنگ بیدل کرد پدم جولان غجر رفتن از خوشیم قدم در هیچ جاننا ده است</p>	
<p>بزدادی تو دست زد نیا کشیدن است از چشم خود همین دوسه اشکی چکیدن است دامن نخیدن تو چه بیگانه چیدن است ای بخیردگر بچه رنگت رسیدن است خار از قدم چو شمع شمرگان کشیدن است اشک که زمان زده نا چکیدن است</p>	<p>بی نقش چین حسن فرنگ آفریدن است مارا برنگت شمع در عافیت زدن از عالمی که شیش جیش گرد و حشت است فرصت بهار رشت چرا خون نمی شو دروادیکه دوش ادب محفل و فاق حیرت دلیل عافیت به چاکس مباد</p>
<p>بیدل بزرعی که امل آبیاراوست بی برگ تر ز آبله یاد میدن است</p>	
<p>چون شبنم گلیم عرق آینه نقاست یعنی شکست قیمتم اجزای تو تیاست آینه گر پیش کنم عکس بر نقاست نظاره در قلمرو آینه مار و است گوهر شکست موج زند حیرتم صده است</p>	<p>عشرت فروز انجمن هستیم حیات کو مشتری که سر زه عبرت کشد بچشم از بس گذشته ام ز فریب خیال رنگ محو جمال رنگ فضولی نمی کشد میجو شرم از طبیعت آفات روزگار</p>

تا چشم باز کرده از خود گذشته
زین بجز تا کنار همین کیت بغل شاست

عمر سیت در طلسم کدورت نشسته ایم
بیدل غبار خاطر ما آستان است

بر طپیدنهای دل هم دیده و اگر نیست
پیکر خاکی ندارد چاره عرض بسیار
سیر کف خاکی جوش صد که راز آماده است
فی نشانی میزند موج از طلسم کائینا
از ورق گردانی شام و سحر غافل مباد
خاک ما خون گشت و خونها آب گردید و
یا بخود آتش توان زد یا دلی باید گذشت
حیرتی دارم سراغ از پرده زنگار چشم
منزل درد تو دارم سیر عالم کرده ام
قامت خم گشته میگویند آشوب فضا
رقص سبیل عالمی دارد تا شاگرد نیست
نسخه مابین که بیرون است اجرا کرد نیست
یک عالم اجرای این میخانه صبا کرد نیست
گر چه رنگست هم پرواز غنقا کرد نیست
زیر گردون آنچه امروز است فردا کرد نیست
عشق میداند که در دنیا چه با ما کرد نیست
گردماغ عشق باشد اینقدر ما کرد نیست
شاید این آئینه در امتضا کرد نیست
گر چه یک قطره خونست دل جا کرد نیست
ما خنی گل کرده ام این عقده را و اگر نیست

شکل تصویریم بیدل از کمال بامیرس
حرف مانا گفتنی و کار مانا کرد نیست

بها سر غنیم وزیر فلک مکس بنم نیست
بو هم خون شوای دل که مطلب غنقا
گذشته است ز هم کرد کار و ان وجود
شرار من بچه است دغال شعله زند
بدر و بیکسیم خون شوای پر پرواز
چه جای کس که درین خانه پیچکس بنم نیست
بعالمی که توان سوخت شست خس بنم نیست
کسی که پیش نیفتاده است پس بنم نیست
که دامنم تیر سنگ آند و نفس بنم نیست
کز آتش بیان بدم کردی و قفس بنم نیست

باین دو روزه تاشای زندگی بیدل
کدام شوق و چه عشق اینقدر هوس بنم نیست

تا جنون نغمه بهار عشرتم در چنک دشت
اطفل اشکی هم که میدیدم بدم بنگشت

<p>دل شکستم شور طوفان بوسه بآید اینم دایم خیالاتی که برهم چیده ایم عمر همچون سایه در اندیشه غفلت گذشت کاش بچران داد من میداد که وصلی نبود عشق هم دارد ملافینا که چون مینازمی سعی بستی صبح ما را بر نیاورد از عدم نیست جوش لاله و گل غیر افسون بهاء شمع را فروختن دارد ز داغ دل بری</p>	<p>سیشه ما خورد پرنگت انجمن رنگت داشت نیست جرم ما و تو معجون هستی رنگت داشت تا نمودی داشتیم آئینه من رنگت داشت شمع تصویرم که از من سوختن بهم رنگ داشت هر قدر خون بود در دل چهره ما رنگ داشت انکس ما هر کجا زد شعله جا در رنگ داشت هر قدر ما رنگت گردانیدیم او نیز رنگ داشت منت صیقل چه مقدار انفعال رنگ داشت</p>
<p>نقش پر تو بر نمیدارد جبین آفتاب غیر او هم بود لیک، از نام بیدل رنگت داشت</p>	
<p>چشم بیدار طرب سایه سامان گلست ای خوش آن دیده که در انجمن ناز و نیاز در گلستان و فاسعی کسی ضایع نیست داغ بی طاقی کاغذ آتش زود و دایم غنچه سان غفلت ما باعث جمعیت است فرست عیش درین باغ نچیده است بساط نشوی بیده و نمت کش جمعیت دل تو هم از ناله لیل نه نشستن آموز</p>	<p>در نظر خواست اگر سوخت چراغان گلست بال لیل بنظر دارد و حیران گل است رنگت هم گر رود از خود پی سامان گلست رفتن از خود چه قدر میر خیابان گلست ورنه بیداری گل خواب پریشان گلست رنگت گردیت زمانی که بدامان گلست غنچه هم بمشکن بستن پیمان گلست صحن این باغ پر از خانه بدوشان گلست</p>
<p>بیدل از یاد خوش غوطه بگلشن زده ایم سر اندیشه ما محو بدامان گلست</p>	
<p>اضطراب نبض دل آینه تهنید فاست سایه را چه بقادر عجز خوابانیده است عافیت خواهی و داغ آرزوی جاد کن</p>	<p>شعله در هر پریشانی اندکی از خود جداست ورنه یک کام از خودت آن سو جان گداست شمع این بزم از کلاه خود بکام اژدهاست</p>

بی حمیدن از زمین نتوان گهر برداشتن
 شبنم این باغ قمرگانی ندارد در نظر
 اوج دولت شعله طبع از آرزوی شبنم
 میکند هر جزویم از شوق تو کار آینه
 و هر خلقی را بزرگ اغنیای می پرورد
 احتیاجت آنچه بیماری مقرر کرده اند
 بیچکس چون با اسیرلی تمیزها مباد
 سایه ایم از دستگاه ماسه بختان میرسد
 قامت پیری ز حرصت شد کمینگاه اول

آنچه بر دار و دولت زین خاکدان قد و دماست
 گر تو بر خیزی ز خود بر خاستنهاست
 خاک اگر امروز بر وقت فردا بر پا
 خاکی تصویرم و بر موی من صورت
 یک ننگ مرده اینجا بهر صد مایه غذاست
 درد اگر بر دل گرانست از تقاضای دواست
 مشت خاکی در گره داریم کین آب بقا
 آنکه روشن از دل شب بر نیاید روزماست
 ورنه خم گردیدنت بر هر دو عالم پشت پا

عجز طاقت سدا را و رفتن از خوشم نشد
 بیدل از و ماندگی سر تا پایی شمع پاست

حذر ز راه محبت که پر خطر ناک است
 توان به یکسی ایمن شد از مضرت
 چه و انما یت از چشم بند عالم و هم
 نیاید است شرابی بعرض شوخی رنگ
 طپیدن آئینه است ورنه این دریا

تو مشت خار ضعیفی و شعله میان است
 سموم حادثه را بخت تیره تر پاک است
 که خود غائی آئینه از دل پاک است
 جهان هنوز سپید است سائیکان است
 حساب موج بیک آرمیدنش پاک است

بغیر و هم در صیت مانعت بیدل
 تو پر فشان و از شش جیت نفس چاک است

یار دور است ز ما تا بنظر نزدیک است
 همه مقصد طلبان دامن لغزش گیرند
 دو و دل مرده خاکستر داد و گذشت
 ای هوس اینده مغرور اقامت نشوی
 دوری آب و گهر برین و دلدار مبد

امتیاز آئینه دوری هر نزدیکی است
 گردانند که منزل چه قدر نزدیک است
 یعنی این شب که تو داری سحر نزدیک است
 نسبت سنگ هم اینجا بشر نزدیک است
 آنقدر نیست که گویم چه قدر نزدیک است

غیر بیدل همه کس حبت و نذاوند سراغ	آشیانی که با فشاندن پیرزد و یک است
بیدل آینه بپرواز غم دوری چند آسمان نیز بانداز نظر نزدیک است	
کو خلوت و چه انجمن آثار جاه اوست از ریشه کاری دل و حشت ثمر میرس تا جرعه شراب غرور است عجز ما با محسوران عجز حوادث چه میکند حسرت شنیدم بهوس داغ کرده است حیرت نگاه شوکت نو میدی خودم	هر جا مژه بلند کنی بارگاه اوست زین عرصه هر چه گرد بر آرد سپاه اوست زنگ شکسته سایه طرف کلاه اوست سرمای جیب الفت مادر پناه اوست در خاک خون سری که ندارم برآه اوست اکنون بخت عرصه یک کف بیدستگاه اوست
امشب غبار حیرت بیدل کوفته ایم هر اشک بوته زکد از نگاه اوست	
شتم ز بند لباس تعلق آزاد هست نه دام دام و نی دانه اینست در دام سپند صرفه شوخی ندید ازین محفل جنون بی ثمری چاک سینه میخواهد بدرد حیرت دیدار مرده ایم هنوز نکرد زندگیم یکدم از فنا غافل مکن بآینه تکلیف نامه پیغامست	بر بنگی برم خلعت خداداد است که دل هر چه کند التفات صیاد است خدر که جرات فریاد سرمه ایجاد است شرار میشه چراغ امید فرماد است نفس در آینه دنبال دار فریاد است ز خود فراموشی ما همیشه دریاد است که در حضور نویسی تحیر استاد است
جنون زنگ مسیحا درین چمن بیدل شراب غنچه شیشه یک پریزاد است	
مست عرفانوا شراب دیگری در کار نیست عالم عجز است اینجا جاو کو شوکت کدام خشت بنیاد تو بر بیم چیدن ترکان نیست	جز طواف خویش دور ساغری در کار نیست تا توانی ناله کن کروفری در کار نیست در تغافل خانه بام و منطری در کار نیست

شعلہا در پردہ سعی جهان خوابیده است
مشت خاک ماسرا پافرش تسلیم است بس
زہد و تقوی ہم خوشست اما تکلف بر طر

اگر نفس سوزد کسی آتش گرمی در کار نیست
سجدہ مارا جبینی و سری در کار نیست
درد دل را بندہ ام در و سری در کار نیست

حرص مانع نیست بیدل در نہ از ساز معائن
آنچه مادر کار داریم اکثری در کار نیست

دل مضطرب یاس و نفس ناله بچک است
آراہ سلامت بری محو عدم باش
برگہ مژہ و اشہ چو شرر رفتہ ام از خویش
از وحشت این بزم بعشرت نہ توان
دل تابکی از ضبط نفس آب نگر در د
ایمن شو از خواهش خون ناشدہ دل
باید تو ام نیست غم از کلفت اسکان
ای نالہ مباد و انجیالم روی از خویش

دریا یکہ خون رگ ساز تو چہ رنگ است
آسودگی شیشہ بمان در دل رنگ است
از چشم ہم بہ شباب تو در رنگ است
ہر چند چراغانش کنی پشت پلنگ است
برنگ ہم از جوش شرفا فیتنگ است
موجی کہ بگوہر مخزید است نہنگ است
کردی کہ بود در رہ کلشن ہمہ رنگ است
چون اشک دماغ طشم شیشہ بچک است

بیدل شرر بال لعلی چہ فروشد
ما و سر تسلیم کہ عمریت بنگ است

یاد آن جلوہ خشم کردہ اشک گشت است
از سر دل بگذشتیم بچندین و خشت
غمرہ نشین بکالی کہ کند ممتاز
آتش از چہرہ زترین اثر زرنہ
اینقدر سعی بآبادی ما لازم نیست
ہمہ و اماندہ عجزیم اگر کار رفتہ
نغمہ انجمن یاس بشوخی نزنند
سجدہ دانہ چمن ساز نہال است اینجا

شوق دیدار پرستان چہ قدر آئینہ رات
نالیہای جرس ما جرس آبلہ پاست
پیشتر قطرہ زکوہ ہر شدن یکدہ پاست
دین بدنیام فروشید کہ دنیا دنیا است
خانہ چشم بامداد نگاہی پر مایست
نفس سوختہ اینجا زہ زیر قباست
سودن دست نہامت زدگان ہمہ جداست
بجز اگر دست تو گیرد سرافتادہ محصا

	یا داو کردی و از خویش ز رفتی بیدل گر عرق رخت بسیت بد به جای جیاست	
در شیشه این رنگ پریزا دشکستی است صور نگار خانه بهزا دشکستی است هر جا است سری در گره باد دشکستی است هر شیشه تنک مشرب بیداد دشکستی است		ساز تو کین نغمه بیداد دشکستی است تصویر بجز رنگ سلامت نفروشد گوهر ز حباب این همه تفریق نداد تنه دل عاشق طیش یاس ندارد
	بیدل نخوری عشوه نغمه سلامت ویرانی بسیاد تو آید دشکستی است	
این مستی آسوده ندانم ز چه جام است فردا است که پرواز تو فرسوده دامن است آسودگی از جاده بسمل دوسه گام است کار تو هم از خفتگی طبع تو خام است اول سبق حاصل ز ترک سلامت است جانی که بد اغی نطیبه دل چه مقام است بتخانه درین راه چه و کعبه کدام است با دام و نفس طایر پر ریخته رام است		عمر بیت بحیرت نفس سوخته رام است بیاب فنا اینهمه کوشش نه پسند ای شعله امتیذ نفس سوخته تا چند مغرور کمال ز فلک شکوه چه لازم گذر ز غمانا نشوی دشمن احباب گویند بهشت است همان راحت جاوید بی طاقت شوقیم و جبین داغ سجود است نویسم از قید جهان شکوه ندارد
	بیدل بگمان محو نیم چه توان کرد کم فرصتی وصل پرستان ز پیام است	
جان کنیبار ریشه در تیشه فرما داشت این عمارت جای خشت آئینه در بنیاد داشت کافر مگر هیچ کافر این قیامت یاد داشت ما توانی در مزاج هم ریشه فولاد داشت آه ازین آئینه کز جوش نفس اماراد داشت		حیرتم عمری بامید ندامت شاد داشت بردوام تا جلوه الفت خرابیهای دل آنچه بردل رفت از یاد برهن زاد داشت عالمی بر باد رفت و ریشه غم سجا داشت دل بکلفت راست مجبور است از قسمت پیر داشت

حیف اوقاتی که صرف کوشش بجا شو بی تو در ظلمت سرای عمر کی بودی فروغ یاس مطلب ناله مارا نفس فرسان کرد	میشه عمر تو بر جان کندن فرما داشت پر تو مهر تو این ویرانه را آباد داشت بی بری این سرور از رشیا م آباد داشت
چنین که نیک و بد ما بجز وابسته است حریف نسخه افتادگی نه ورنه بذوق عافیت آن به که هیچ نمائی مگر بر آتش دل التجا برم چو سپند بکعبه می کشم از دیر محمل آرام چونک چاره نداریم جز ز منگیری چو موج هرزه تلاش کنار عافیت	قضا بدست حنا بسته نقش پایسته است هزار آبله مضمون نقش پایسته است کف غباری و آئینه بر هوا بسته است که بیزانم و کارم بناله وابسته است نفس بدوش من ناتوان چایسته است زدست عجز که مارا بیای وابسته است شکست دل کمر ما هزار جایسته است
چو صبح بر دو نفس آنقدر محن بیدل که تا نگاه کنی محمل دعا بسته است	
دوری از اسباب ما و من بحق پیوستن است تا توانی گاه گاهی بی تکلف زیستن تا کی ای بیدر دل را خوار خواهی داشتن نشه آزادنی دارد غم و رعا شکان سعی بیدردان بباد هرزه کردی میرو	قطره را از خود گدشتن دل بدرباستن است زین تعلقا که داری اندکی وارستن است شیشه داری که بر سنگش زدن شکستن است ناله را گردن کشی از قید مستی رستن است موج خون شوای نفس کربا و لت پیوستن است
همچو دریا بیدل آسان نیست اوج اعتبار در خور امواج ایخار و بناخن خستن است	
ز کمر درین چمن بهوس پر زنده نیست حسرت بنام لوبه عبت فال میزند	یعنی پر شکسته بجائی رسند نیست نقش بستی بنگین تو کسند نیست

<p>گرد نیازم از سر کویت کجارد ای سیکسی بنال بدردی که خون شوی چون صبح این دری که برویت کشوده اند ببار دارقهای هم اجزای کائنات</p>	<p>بسل اگر پری بفشانند پرند نیست عمریت رنگ باخته ایم و پرند نیست پوشیدن غبار نفسهای خنده نیست یکشت خاک و غیر غبار فکنده نیست</p>
<p>بیدل چه انتظار و کدام آرزوی وصل چشم بخواب رفته بختم پرند نیست</p>	
<p>بس که ساز این لباط شفتگیهای دل است چشم و اکرون کفیل فرصت نظار نیست دوره تسلیم بر پی خانان افتاد ایم از سرمستی بذوق گریه نتوانم گذشت نیست از دست تو بیرون اختیار صید ما عصر نیرنگ طپشهای مراد کار نیست اعتیاز حسن و عشق و شوق از دل برده اند</p>	<p>بی شکست شیشه امید چراغان شکل است پرتو این شمع آغوش و داع بسمل است بر سر ما سایه گر هست دست قاتل است تانی در چشم دارم خاک این صحر اگل است پنجه رنگین چو گل تا غنچه میازی دل است اشک بر مژگان ندون در رنگ دیگر بسمل است میرود از کف دل و در چشم مجنون محمل است</p>
<p>تا به بیدری توانی ساعتی آسوده نیست بیدل از الفت سرای ما که الفت قاتل است</p>	
<p>برگ طرم عشرت بی برگ و نوائی است تارنگت قبولی بدل از نقش تما است ای خاک نشین کسب ادب بخت سفالت اندیشه چمن طرح کن سجده شوق است خریاد که یک عمر غبار نفس ما است</p>	<p>چون آبله بالیدم از تنگ قبانی است گر خود همه آئینه شوی کار کدائی است اندیشه چینی مکن این کار خطائی است امروز ندانم کف پای که حنائی است زد بال و ندانست که پرواز کجائی است</p>
<p>مجموعه امکان سخنی بیش ندارد بیدل مروار خویش که این ساز نواست</p>	
<p>عشق از خاک من آنروز که وحشت می رفت کردی ز خود و آئینه مجنون بخت</p>	

<p>اشک بتیاجم و از شوق سجودت دارم چشم عبرت ز پریشانی خاکم روشن زین بیابان سرفاری نشد از من رنگین بزم فرصت سبب قطع امید است اینجا</p>	<p>انقدر صبر که بر خاک توانم آمیخت هیچکس سرمه کیفیت این گردنه بخت پای خوابیده من آب رخ آبله ریخت تا سازم ز پرافشانی این نغمه گسخت</p>
<p>یک قلم عرصه تسلیم فاسم جو صبح بیدل از پای نفس استخوان کرد و آسخت</p>	
<p>گوهر دل رنجن رنگ صفا باخته است جلوه با صفت تو ای ناله چه فرصت طلوع از قمار من و ما صرفه بردیم افسوس پیش از ایجا و نفس قطع هوسها کردیم برد و عالم چو نفس در جگر م سوخته اند</p>	<p>رنگ این آئینه کسر صفا ساخته است کز نفس هم نفس آئینه پروا خفته است رنگ حسی است بان کش همه جا باخته است صبح هستی دم تنگی بخیال آخته است شعله وادی مجنون چه قدر تلخه است</p>
<p>یہج پرواز ز خاکستر خود بیرون میت بیدل این بخت فلک بیضه یک فاخته است</p>	
<p>زندگی سدره جولان است آه بی ناشیر مارا کم گیر خاک کشنیم و همان محو تو ایم در شرر آئینه اشیا گم است این صد فبا یک قلم بی گوهرند یاد روی کیست عید گریه ام</p>	<p>خاک ماکل کرده آب بقا است بر کجا دو دیت آتش دور تھا آئینه رفت از خود و حیرت بجا است ابتدای هر چه دیدی انتها است عالمی دل داد اما دل کجا است طفل اشکم صد چمن رنگین بقا است</p>
<p>بیدل از آئینه عبرت گیر و بس تا نفس باقی بود دل بی صفا است</p>	
<p>تو مست و ہم و درین بزم بوی صہبہ است خیال عالم برینک رنگبہ دارد</p>	<p>هنوز جز بیدل سنگ جای میناست کدام نقش که تصویر بال غنقا نیست</p>

دلت بکشو و عجبی خوشست ازین بهر چه داری از خود گذشته شستی دارد اگر زو هم برآئی چه موج و کوگرداب بنا امید می مارحمی ای دلیل فنا حساب هیچکس با کجا توان دادن چو موج اگر شکستن رسی غنیمت دان باز میدگی شمع رفته ایم از خویش حریر کارگه و جسم را چه تا رو چه بود تو جلوه ساز کن و مدعای دل دریاب	که هر کجا که تو آنجا بغیر و نی نیست بهوش باش که امروز رفت و فردا نیست جهان بخویش فرو رفته است و دریاست که آشیان هواییم و در چمن جانیست بقا که ام و چه هستی فنا هم از ما نیست درین محیط که جزو است عجز بالا نیست دلیل مقصد از خود گذشته گان نیست قماش تا رطافت غیر فرسای نیست زبان حیرت آینه بی تقاضا نیست
---	---

غرق بجز فکر حباب مستغنی است
رسیده ایم بجائی که بیدل آنجا نیست

دی شبم گریه مانو کلی خندید و رفت شمع محفل بر خموشی بست و دنیا برکت عالمی صد ناله پیش آهنگی امیده داشت بیچ شبم بر نیار و سر ز حیب نیستی زان دمان بی نشان بوی سراغی بردایم ای سحر در اشک شبم غوطه دید بید زدن تا بهارت از خزان پر پی تا تل نکذر د	از زبان اشک هم در دلی فمید و رفت بهر کسی زمین آنجنم طرز دیگر بالید و رفت کین نگاه و اسپین ناکاه بر کردید و رفت اگر بماند از چه کل خواهد نظر پوشید و رفت تا قیامت باید مرا و عدم بر سپید و رفت اگر شکست رنگت ما بر عافیت خندید و رفت هر قدر دید باید چون رنگت بر کردید و رفت
---	---

چشم عبرت بر که بر اوراق روز و شب شود
بچو بیدل معنی بی حاصلی فمید و رفت

اشک یک لحظه بر بزرگان یار است نشسته سازم اشک نشوی دل جمعی که توان گفت کجا است	فرصت عمر همین مقدار است عالم از سنگه لان که سار است غنی هم یکسر و صد جا خار است
---	---

نارسانائی نفس شکوہ کیست حسن نادیده تماشا دارد پیش پامیخو رم از کلفت دل بشمار من و ماحر سندیم چون جرس کاش غنبرل بر سیم مردہ ہم فکر قیامت دارد	خامه ام حش صد طومار است مژدہ برداشتنت دیوار است از نفس آسینہ نامہوار است چہ تو انکر نفس بیکار است ناله ماز اثر سبز ار است آرمیدن چہ قدر دشوار است
---	--

بیدل از صنعت تقدیر میرس

زلف یاریم و شب مآثر است

بس کہ راز عجز ما بالید نہبان زیر پو عجب بابی پرده است از کسوت افلاک میر و مچون آبلہ قرکان غاری بر کم تا نگردد قاتل با جر بگلچینی شر گفتم آفتہای امکان برگردونست ایمن از حرف لباس خلق نتوان بستن عضو عضو مہریت دیدار می آرد ببا جیب ما چون غنچہ آخر فال صحر میگذارد	عاقبت چون آبلہ کشیم عریان زیر پو نیست نہبان استخوان ناتوانان زیر پو در ریت تا چند دزد چشم لریان زیر پو ہمچو گل اسباب پر کردیم سامان زیر پو زندگی بالید و گفتم اینچہ نہبان زیر پو بیشتر خونہای فاسد ریت جولان زیر پو نخل بادام سرایا چشم حیران زیر پو بر سر ماسایہ افکنده است دامان زیر پو
---	--

ہیچکس آتش نزد بر صفحہ بیجا ضلیم

ورنہ من ہم داشتم بیدل چراغان زیر پو

بجاست شکوہ مآثر و فغان کشت ز جیب ہر مژدہ اغوش میچکد اینجا فریب منصب گو ہر مخور کہ ہمو جباب تر شخی ہمزاج سحاب و کبر نامہ کہ دام جلوہ کہ گذشت ازین بہا طغرؤ	زمین پر است ز مابین آسمان خالیست بیا کہ جای تو در چشم دوستان خالیست ہزار کیہ درین بحر بیکران خالیست کہ آستین کرمان چوناوہ دان خالیست تو ہم باز کہ میدان امتحان خالیست
---	---

جهان چو شیشه ساعت طلسم فقر و غناست	پرست وقت دگر گر چو این زمان خالیت
برکت نقش نکیں بیدل از سبک روحی نشسته ایم وز ما جای ما همان خالی است	
بس که الفت ماضی فاضل احصار آهین است از حیا با چرب طبعان بر نیاید هیچکس از وداع غنچه آغوش گل انشا کردیم نبض امکان از انداز شور چندین ضطراب مگذرا از اسباب اگر آگاهی از ذوق فنا تغفلت و تحقیق بر ما تار و پود و همیت هیچکس از معنی مکتوب شوق آگاه نیست از امل جمعیت دل وقت غارت کرده ایم این که مجنونم زبان درد من فهمید نیست اتش کارت نخواهد اینقدر گرمی فروخت	چشم زخمی گر هجوم آورد عاصی حشمت است آب در بر جا که دیدم زیر دست و غن است بی گریبانی تا شاگاه چندین دامن است همچو تار ساز در دل هیچ و بر لب شیون است چون شود منزل نمایان کرده افشاندن است ورنه در مصائب احوال کتان بدوشن است ورنه جای نامه پیش یار مارا خواندن است ریشه گرافسون بخواند دانه ما خرمن است در چکیده نهاده تا دامنم یک شیون است ای تو هم خاک بر سر کن نفس بی دامن است
تا توانی ناز کن بیدل که در کیش جنون خواهش صبح قیامت در نفس پروردن است	
دارم ز نفس ناله که جلا دمن نیست چون صبح بگردم وحشت نفسم خست کردی شوم و گوشه دامن تو گیرم با هر نفسی سخت دلی میرود از خویش	در وحشتم از عمر که صیاد من نیست آن سر مرده که شد رهن فریاد من نیست گر بخت بفریاد رسد داد من نیست جان میکنم و تیشه فریاد من نیست
چون اشک ز سر شکستیم نیست رمانی بیدل چه کنم نشسته ایجا دمن نیست	
برق با شوقم شراری بیش نیست ای شرار از بهرمان غافل مباش	شعله طفلم فی سواری بیش نیست فرصت ما تیرباری بیش نیست

<p>دست از اسباب جان برداشتن غرق و همیم ورنه این محیط چون سحر گردیکه در دامن بست چند در بند نفس فرسودنت</p>	<p>سعی اگر مرد دست کاری بیش نیست در تنگ آبی کناری بیش نیست گر بقیانی غباری بیش نیست محو آن دامی که ماری بیش نیست</p>
<p>بیدل این کم بهمتان به غزو جاده فخر ما دارند عاری بیش نیست</p>	
<p>گر جنونم بهوس قطع منازل میشد دیدگر زنگی از آن جلوه برومی آورد پاس آئین ادب گر نشدی مانع شک عقد دل اگر از سعی طیش وامی شد شرم نایابی مطلب عرق ساز نکرد قطع کردیم بهدیر خموشی چون شمع</p>	<p>خوشتراز رنگ روان آبله محفل میشد بیت تحیر بعد آئینه مقابل میشد تا بگویش همه جایا بسر دل میشد جوهر آئینه هم حیرت بسمل میشد تا رو کوشش مقصد طلبان گل میشد جاده را که ادب در دل منزل میشد</p>
<p>داغم از حوصله شوخ نگاهان بیدل کاش در بزم بیان آئینه هم دل میشد</p>	
<p>بر کرا دشتی ز بهت بود جز بر دل نشد انفعالی نیست در او رنه در کیش حیا زندگی در چیتاب سعی بجا مردان است خیر گویای نظر محو حجاب آرزوست همچو شب نم گریه مار راه جولان بسته است سر و گلزار تمنا طوق قمری در پراست اشکم و گم کرده ام از ضعف راه اضطراب</p>	<p>دشگاه بر تو این شمع یک محفل شد سنگت هم گر آب میشد عقده شکل شد از طپیدن عالمی بسمل شد و قاتل شد ورنه هرگز لیلی آزاد این محفل شد چشم ما تا بودی نم این بیابان گل شد گل نکرد از سینه ام آهی که داغ دل شد ورنه این ره لغزش پا داشت گر منزل نما</p>
<p>نقش آواز اضطرابم در نظر صورت نیست حسن را آئینه میبایست این بیدل شد</p>	

دروادئی که قدرتِ عجز کمالِ دشت
سیرابِ نازم از دلِ بید عای خویش
در بحرِ احتیاج که موجش طپید نیست
رازم ز بی نقابی اظهارِ اشکِ تحت
غارِ تکرِ نشاط به سارم شکفتگی است
بیهوده، هیچ صبحِ دیدیم و سوختیم
شورِ طلبِ زوهم فاسدِ حجبِ دشت
اکنون علاجِ شبهه بستی که میکند
یارِ شفوق طراز که دامنِ بهار شد

بالیدگی چو آبله ام پامال دشت
گوهرِ بحیب صافیِ مطلب زلال دشت
آسایشی که داشت لبِ بی سوال دشت
عریانی آفتِ در عرقِ انفعال دشت
تاغخچه بود گلِ چمنی در خیال دشت
فصلِ بهار بی نفسی اعتدال دشت
ورنه بخاک نیز جنونِ احتمال دشت
در سنگ نیز آئینه مامشال دشت
رنگی که چون شکستیم زیر بال دشت

هر کس بختِ در بهمت خود ناز می کند

بیدل غم تو دارد اگر خواجِه مال دشت

صاف طبع از اخبار از خار خار کینه نیست
در محبتِ رو نور و جاو و در دیم بس
چند روزی شد بهشتی ریشه پیدا کرد و ایم
بهر و در بنیوانی صبرِ تسکین است و بس

رحمتِ ثمرگانِ چشم گوهر و آئینه نیست
چون سحرِ جولانِ مایه و ناز چاک نیست
میتوان کند از زمینِ خالی که پر دیر نیست
دستِ بر دل زد که دیگر رونقِ بار نیست

سعد و بخش و هر بیدل کی در تشویش ما

هیچ طفلانِ کار ما با شنبه و آدینه نیست

برگ و سازم جز بهجومِ گریه بیاب نیست
رشته قانونِ یاسم از نوا نایم میرس
از فروغِ این شبستانِ دستِ بایست نیست
حالِ دل پر سیده بی طاقی آماده باش
دست و پا از استن و دامنِ انسویم نیست
بعد کشتنِ خونِ باز نگشت در پرواز و نوا

خانه چشمی که من دارم کم از سیلاب نیست
در کیستنِ عالمی دارم که در مضرب نیست
آبِ گردید است سامانِ طربِ بهتاب نیست
شوخیِ افسانه ما و سگاو خواب نیست
مشرَبِ دیوانگی زندانی اسباب نیست
آب و خاکِ بسلم از عالمِ اسباب نیست

<p>سایه را آینه خورشید بودن شکل است آنچه میگویند عفتای ز خود غافل توانی شوخی مثال هستی بر ندارد و پیکرم ز ابدالاف محبت میزنی غافل مباش</p>	<p>خود بخود در جلو باش اینجا کسی با نیست گر توانی یافت خود را مطلبی نایاب نیست انقدر خاکم که در آینه من آب نیست رخم شمشیر است این خمیازه محراب نیست</p>
<p>بیدل از ارباب دنیا چشم بر سبزی مدار کشت این شطرنج بازان و غل سیراب نیست</p>	
<p>طوق چون فاخته شیراز و مشت پرست شوق غارت زده انجمن دیداریم از دیران جنون تاز و بساط یاسیم راحت شمع باند از گداز است اینجا ما بیک صفحه ز صد نسخ فراغت داریم</p>	<p>حلقه دو دو کند کف خاکستر است بر کجا آینه خون شد و چشم تر است قطع امید و دو عالم پرش خنجر است بر دست در پیکر خاک شود بتر است دل آشفته اگر جمع شود دفتر است</p>
<p>بس که داریم درین باغ که ورت بیدل لاله سان آینه زنگار نشین در است</p>	
<p>گرم رفتاری که سر در را و آن بکجا گذشت گر عروج از دیر خوابی جوش زن بدخود بعد ازین مانند گوهر خاک میباید شدن بی نیازی بی یاس از بهر با سامان نکرد سجده شکر فنا خاص جبین شمع نیست شب ز برق بخودی چون کاغذ آتش زد</p>	<p>کام اول چون شر خود را بجای پا گذاشت می سراپا نشسته شد تا دامن میا گذاشت قطره مار قص شوقی داشت در دریا گذاشت انقدر دستی که نتوان دامن دلبا گذاشت هر که طلی کرد این بیابان سر به پیش پا گذاشت سو ختم خندانکه داغ بر تن من جا گذاشت</p>
<p>هر که زد بیدل بسیر وادی وحدت قدم کام اول جرات رفتن چون نقش پا گذاشت</p>	
<p>دل را گشاد کار ز صد عتده بدتر است بالا و نیست آبله پای بر بساط</p>	<p>آزادی طبیعت این مهره ششدر است اینجا چو شمع گر قدمی هست بر سر است</p>

لیک روی گرم در همه عالم ندیدایم	خورشید هم بکشور ما سایه پرور است
وله ایضا	
گر همه در سنگ بود آتش چرا پدید و خست	وقت انگش خوش که از مرکز جدا گردید و خست
دی من و دلدار ربط آب و گوهر داشتیم	این زمان باید ز قاصد نام او پرسید و خست
خاک عاشق جامه احرام صدر در دست	بر همین زمین در و صندل بر جبین بازید و خست
از تپ و تاب سپند این بساط آگه نیم	اینقدر دامنم که بر یاد کسی ناپدید و خست
شبنم از خورشید تابان صرفه نتوانست کرد عالم آینه بارویت مقابل دید و خست	
بر کجاکل کرد داغی بر دل دیوانه سوخت	این چراغ بیکسی ناسوخت در و پیرانه سوخت
عالم خاکستر از موج ساغر میسزید	چشم مخموری که مارا اینقدر مستانه سوخت
دور باش از زلفش ای ساطع گستاخ دست	آتش این دو دوزدیک است خواهد شایسته سوخت
عشق بر جادو خیال مجلس آرائی نشست	هر دو عالم در چراغ خلوت پروانه سوخت
دور چشم بد زیا نگار زمین افست	مزرعی دارم که باید چون سپندم دانه سوخت
تا سواد رمزی از سطر و فارو شن شود	صد نفس باید تحقیق پر پروانه سوخت
عالمی بیدل بحرف یکدگر آرام یافت غفلت ماهم و داغ خواب و بیم فسانه سوخت	
عرق فشانی شبنم درین حدیقه گواه است	که هر طرف نگر دوید و انفعال نگاه است
حساب سایه و خورشید و صبح رستنیاست	متاع مظهران رنگت حسن آینه کا است
چو در قفس همه پرواز آرزوی تو دارم	بستی که غبار حسرت از قافله آه است
بغیر ترک تماشای نخواه نشسته راحت	بجویم خواب بچشم شکست زنگ آه است
بهر طرف چه خیال است سر کشیدن بیدل پر شکسته بهمان آشیان عجز نپا است	
بستی بزنگ صبح دلیل فنا بس است	بجویم داغ ما نفس آغوش ما بس است

یکدم زدن سناک نشاید سپند زین بجز چون جاب کمال نمود یار بکن بنزد گرامتخان ما واماندگی بجز قدم اینجا بهانه جو است خود بینی که آئینه پیچکس مباد کرد در خور کفایت هر کس نصیب است مارا چو رشت که بسوزن وطن کنست	هر چند ناله هیچ ندارد بابس است آئینه داری دل بید عابس است برداشتیم پیش تو دوست عابس است گر خاریست آبله هم زیر پابس است بر خلق شادی که بود نار سابس است آئینه کو بجز که رسد دل بابس است چند آنکه بگذریم ازین کوچه جابس است
--	---

بیدل دماغ درد سر این آن کر است
با خویش هم اگر شده ایم شتاب است

واژگونی بس که با وضع قرین گردیده است این املهای که احرام امیدش است نارسانیهای طاقت انتظار او مباد جلوه هستی غنیمت دان که فرصت پیش نیست رفتن از خود سایه را آئینه خورشید کرد	سرنوشتم تر چون نقش گلین گردیده است تا بخود جنبی نگاه واپسین گردیده است ایکه در جو لاله از سستی گلین گردیده است حسن اینجا یک آنکه آئینه بین گردیده است زنگ ما بید است و پایان انجمن گردیده است
---	---

بیدل از بیدست گاهی سرنگون جلتیم
دست ما از بس تهی شد آستین گردیده است

بس که در راهت عرق ریز خالت بردیم ابر رحمت آبیار مزرع عشاق نیست برق خورشید است اینجا گریه سر کرده ایم فکر نازک گشت بیدل مانع آسایشیم	گر ز خاک ما نیم آب بردار و وضو است چون رگ یا قوت اینجا ریشه در خون نمواست با کمال آب بازی طفل شکم شعله جواست در سباط دیده اینجا دور باش خواب موات
--	--

و نیز ایضا

شعله بی باور سجده که اخگر است رشته ساز امید در گره عجز سوخت	سعی چو پستی گرفت آبله پاست شوق چو شوخی کند ناله نفس پرور است
--	---

<p>چاک گریبان ماسینه صحر گشاد نیت بساط جان قابل دل بستگی شیوه تغافل خوشست ورنه باین چنین غیر فنا نکلد بند غرور نفس</p>	<p>تنگی خلق جنون اینمه وسعت گریست ریشه ما چون نفس در چمن دیگر هست تا تو نظر کرده آئینه خاکستر است رشته این شمع را عقدہ کشاد دیگر است</p>
<p>بیدل از آشوب دهر سر نکشیدن بحیب ز ورق طوفانیت پیخبر از لنگر است</p>	
<p>نه منزل نه نشان فی جاده تنگ است بصد گلشن دو اندی ریشه و هم درین گلشن سداغ سایه گل طرب کن ای حباب از سار غفلت کمش رنج نگین داری که اینجا پیر سیر از بلای خود مانده بلفتن وارساند فرصت کا عدم هستی شد از و هم من و ما</p>	<p>براهیت پای خواب الوده لنگ است نغمیدی گل مقصد چه رنگ است همان بر ساخت پشت پلنگ است که گروا شد مره کام ننگ است سروامانده نامت بنگ است مسلمانی تو و عالم فرنگ است شتاب آسمان سازد رنگ است خیال آنجا که زور آورد بنگ است</p>
<p>منه بر نقش پایش جبهه بیدل برین آئینه عکاس سجده رنگ است</p>	
<p>زهی مخموری عالم گلی از حسرت جانت که میداند حرف ساغر و صلت که خواب بفکر چاره سودای مایار ب که پردازد نگه را خائ چشم است زنجیر گرفتاری بچشم کم که می بیند سیر و زان لفت را کنون گز پرده رنگم بچندین جلوه عریانی بطوفان بهار نو خطیها غوطه زد آخر</p>	<p>زبانها چون نگین ساغر کش خمیازه است که ما پیمانه پر کردیم از سر جوش بخت دو عالم یکچون زار است از شور و باد نیباشد برون پرواز ما از حلقه دانت بصد خورشید مینازد سحر پرورده شاد چه مقدار آن قبای ناز رنگ آمد بر اند جهان از سایه سرو تو تا پشت لب است</p>

چہ می پچی ز روی جہل بر طول اہل بیدل
کہ موہومست چون تار نظر آغاز و انجامت

نالہ گریہ بال کشد کردن پینای دل است
گرہ آبلہ سیدان طیشهای دل است
ہر کجا از توتی ہست ہمان جایی دل است
عجز امروز من آئینہ فردای دل است
نفس از ضبط من و ما گہ آرامی دل است
شور سازد و جہان اسیم مقامی دل است
شک یکسر قدم آبلہ فرسای دل است
آنچہ دریای جگر آمدہ پنبای دل است
گفت مغذور کہ درد امن من پای دل است

داغ اگر حلقہ زند ساغر صہبای دل است
و ہر گویست گتر از حلقہ نو نم گسید
طرف و مظروف خیال آئینہ یکدگرند
نو بہار عجب از وہم خزان باختہ ایم
ریشہ تخمی است بھر جاز درودن ماند
نیست حرفی کہ ازین نقطہ بیاید بیرون
چون طلب سوخت نفس گریہ روان میگردد
درد مشکل کہ ازین دایرہ بیرون نازد
بھر بر موج گہر حکم روانی میسکند

بیدل احیای معانی بجموشی کردیم
نفس سوختہ اعجاز میجای دل است

رنگ این گلزار خون کردیدن لہا بس است
بحر خجلت گریں باشد حاجت اغنا بس است
اکو ہر مارا گداز عافیت دریای بس است
گرد پروازت ہمان در بیضیہ عفا بس است
دو زخا امروز ما اندیشہ فردا بس است
سوی سرچون کاسہ چینی شکستہ بس است
نامہ احوال مجنون طرہ لیلی بس است
انتقام از ہر چہ خواہی آتش سودا بس است

عشرت موہوم ہستی کلفت دنیا بس است
در بساط دہر کم فرصت چہ پردازد کسی
ہرزہ زین طوفان برای آب نتوان آید
عرض ہستی گریں فرصت گشایدل نا
داغ نیز نگیم تاب آتش دیگر گراست
حاجت سنگ حوادث نیست در آزار ما
حسن بی پرواست ورنہ قاصدی در کار ما
یک شرر برق جنون کار و دو عالم می کند

سلطنت و ہم ہست بیدل خاکسار عجز باش
افسردا چون زمین خوابیدہ نقش پاسبان است

سر شکم نشخواری دوانه کیست خمودی ناله میگرد و میرسد ز خود رستم ولی بوی نبرد سینه آهی کشید و چشم پوشید شرارم تازه خواهد کرد خرس ز چاک دل نوالی می تراود دل عاشق با ستغنا ازرد به پیری هم نفهمیده افسوس	جگر آئینه دار شانه کیست که آن نا آشنایگان کیست که زنگم گردش پیانه کیست باین تکلیف خواب افشانه کیست برون از ریشه چینی دانه کیست که میفهمد زبان شانه کیست خمودی وضع گستاخانه کیست که دنیا بازی طفلانه کیست
---	---

بذوق خودی مردم بیدل
شکست رنگ صورتخانه کیست

عجز بنیش با تعلقهای امکان آشناست دستم از دل بر نمیدارد که از آرزو نیستم که چو گل می چسبم از باغ جنون بزم وصل و هستی عاشق خیالی بیش نیست سوختن فاشاک را هم رنگ آتش میکند بی ندامت نیست اسباب نشاط این چنین در چنین بزمی که سازش پر دویگانگی است شمع گو در دیده ام دکان رخسار محلی	اشک ماما چشم گشودن ثمرگان آشناست سخت جانی بادل صبر از مایان آشناست سیل عمری شد که با این خانه ویران آشناست قشر دست از خود بشوهر خیز طوفان آشناست به قدر بیکانه ایم از خویش جانان آشناست صفت الفسار مرگانه ثمرگان آشناست کل بجز شبنم کف دستی بندان آشناست عشتری دارم که با چندین چراغان آشناست
---	--

بیدل این محفل نماند و در آن شمع است و بس
داغ آن خمی که بالبهامی خندان آشناست

دل از غبار نفس زخم خفته و زنگ است ز عرفش شبهه تی نیست نقطه تحقیق بعالم بشری غیر خود نمائی نیست	ز موج پیرهن این موج پر خشک است تو آنچه کرد و از خویش انتخاب شک است کسی که بگذرد ازو بهم این صفت ملک است
--	---

<p>قد خمیده کند تن پرست را هموا فرود دایم بودت ز شوخ چشمی خوش عسروج آگهیست بر زبان نهی آید اگر ز سوختگانی سواد فست گرگزین</p>	<p>مدار راست رویای فیل از گنج است دمی که محو شد این صخره هر چه است یک است نگاه تا مژه برداشته است بر فلک است که شام چهره زرین شمع را محک است</p>
<p>دگر میرس ز سامان وصل ما بیدل ز شور اشک خود اینجا کباب را نمک است</p>	
<p>تیره بختی چون هجوم آورد سخن مهر لب است جز شکست بیضه تعمیر بر پرواز نیست ناچکیدن اشک را باید بمرگان ساختن احتیاج ما ساجت پیشگان اظهار نیست بچه عکس آئینه دارو هم را سرایام بی نیازانرا ببرد و راختر کلاه نیست</p>	<p>سر ز لاف جهان گل کردن دود شب است گر خود داری دلت و ارست مذہب شراب است چون روان شد درس طفل ما برون مکتب است آنچه ما گم کرده ایم از عرض مطلب مطلب است رفتن ز گم تپی گردیدن صد قالب است آسمان اوج همت سیر چشم کوکب است</p>
<p>ماله ام بیدل بقدر دود دل سر میرند نبض را اگر خطراتی هست در خود تپ است</p>	
<p>فغان که فرصت دایم تلاش چیدن فتن چو شمع سر به واسوخت جوهر تحقیق درین چنین سرت سلیم آفتیم همه ز بس گداز منتنا بدل گره کردیم خیال هستی مو هو م ریشه پیدا کرد مجزو مردم بی معرفت سر تسلیم قضا بر رفع بلاهای آسمان سیر است ز بس بلند فناء آسمان خاموشی مرا به بیکسی شکست گریه می آید</p>	<p>پی گذشتن جسم آن سوی رسیدن فتن چه جلوه ما که نه در پیش پای دیدن فتن گلی که برق خزاننش نزد بچیدن فتن نفس چو اشک بدریوره چکیدن فتن بفکر خواب چنین فصل آرمیدن فتن ز سر و از ره بیجا صلی خمیدن فتن بسوختن ز سر شمع سر بریدن فتن رسیدن ناله بجائی که از رسیدن فتن که در پی تو باستید ما رسیدن فتن</p>

بجهد مسند عزت نمیشود حاصل نمی‌توان بفلک بیدل از دویدن رفت	
در تاشائی که باید صدمه در پا شکست شوق بیاب قدم لبریز جوش آبله است بر فریب نسبه نقد خرمیها جستم باغ امکان یک گل آغوش فضا پیدا نکرد عمر باشد از دعای سحر شرمند ایم صافی وحدت مکرر گشت و کثرت جلوه کرد کیست در یاد عروج و سگاه بخودی هرزه تا کی پیش پیش بگر باید تا ختن	خواب غفلت چون نگه مار با چشم شکست تا کی ما بایدم سینا بر زیر پا شکست ساغر امروز ما بد مستی فردا شکست رنگها در یکدگر از تنگی اینجا شکست چمن آبی داشتیم درد امن شهاب شکست موج شد مثال تا آئینه در پا شکست رنگت ما طرف کلاه ناز بر بالا شکست موج ما از شرم درد امان گویا شکست
پیش از آن بیدل که هستی آشیان برآورد نام ما بال هووس درد امن غمناک گشت	
تا حیرت نگاه تو سامان دیده است از آدم از تو هم نیز رنگ روزگار صورت نگار انجمن بی نیازیم غافل مباش از دل بایس انتخاب من پیچیده است بخودیم و امن حیات کل جام خود عبث بشکستن نمیده این انجمن جنون کده انتظار کیست همچون نفس نیامده از خویش رفته ایم عشق غیور اگر بستم ناز میکند	چندین قیامت از مرده ام سر کشیده است طاؤس این چمن ز خیالم پریده است در شش جهت تعافلم آئینه چیده است این قطره از لعل از دو عالم چکیده است یعنی دماغ گردش رنگم رسیده است صاف طرب بشیشه رنگ پریده است آئینه تا نفس شمر دول رسیده است سامان این بیارز گلهای چیده است دل نیز خون شد و جگری آفریده است
بیدل بطبع آبله پاهفت ایم آسایشی که بر دو جهان خط کشیده است	

<p>غزال امن که الفت خیال سپهر اوست امل کجاست که از فرصت آگهی باشد درین بساط جنون شوکتان عرمانی بهشت خرمی ماست مجمع امکن مروت آب شد از شرم چشم قربانی</p>	<p>بهر کجا که نفس گرد می کند رم اوست قصور فطرت مابیش فہمی کم اوست شکست اندکلاهی که آسمان خم اوست ولی چه سود که شخص مروت آدم اوست کہ عید عشرت آفاق در محرم اوست</p>
<p>بچشم کم منکر بیدل ستم زده را کہ آبروی محبت بدیدہ غم اوست</p>	
<p>صفای حال با معشوق رنگست جهان گرد سویدای کہ دارد سراپا با لم وار عجز طاقت</p>	<p>عدم را نام ہستی سخت رنگست ز جوش لالہ این صحرای ملکست چو گل پردازم از رنگی رنگست</p>
<p>نوامی پردہ عجزیم بیدل درین دریا خم ہر موج چنگست</p>	
<p>شوق دیدار تو ام چشم کسان راہ من است داغ تاثیر و فاتم کہ بآن افسردن عجز ز کم بفلک بال ہما نے دارد حیرتم آبلہ پاکرد کہ چون موج گہر حرف بیزنگ میرسد کہ چون شمع ز جوش محو نیان کدہ عالم گشت تکیم در غم و عیش تفاوت مگر فقیم چو شمع موج گوہر سرموئی بہ بلندی نرسید</p>	<p>ہر کجا گردن کاہی است کینکاہ من است جگر بی اثری سوختہ آہ من است کہ بکشان سایہ اقبال پر کاہ من است ہر طرف گام نہم دل بسر راہ من است رفتہ ام از خود و واما ندگی افواہ من است ہر کہ از خود بتغافل زند آگاہ من است خند و گرہ میان آتش جانکاہ من است شوخی چین نخل از دامن کوتاہ من است</p>
<p>بیدل آن بہ کہ دو دریش من در دل چاک ورنہ چون ناک ہزار آبلہ در راہ من است</p>	
<p>با کمال بی نقابی پردہ دارم شیون است</p>	<p>ہیچو در داز دل برون جوشید غم پیوست</p>

سجدہ ربی دانہ را آسایش نشو و نما عافیت گم کرد و ناچند خوابی تا ختن ره نور و عجز را سعی و کرد کار نیست اعتباری نیست گردش از نظر نا بگذرد وحشی بیاید اسباب جنون آماده است چشم برہم نہ اگر آسوده خوابی زیستن	در طریق سر شیبہ خاکساری ہم فرست ہوش اگر داری دماغ جستجویت ہزن است شمع را سرد گر میان نیز از خود رفتن است در تماشا گاہ عبرت چشم ما پرویزن است صد گر میان چاکیت موقوف چہین نیست در بلاکت گاہ امکان ربط فرگان شدت
--	---

ردیف	بیدل از بس در شکنج عاجزی فرسودہ ایم نالہ داغ دل خون گشتہ طوق کردن است	ثامی مثلثہ
------	--	------------

ہیمغری و داری یمن سوختہ جان بخت از یک نفست اینہم شور من و مانی گر بخر دی ساز کند ہرزہ در آئی از مدرسہ دم نازد و بگریز و گر نہ در معرکہ ہوش کہ خون باد بپاش تا خصم دم تنغ بود صحبت مردان گر درس خموشی سبق حال تو باشد	ای پنبہ یکن ہرزہ با آتش نفسان بخت بر یکت رگ کردن چہ قدر چیدہ کا بخت بگذار کہ چون شعلہ بمیرد بہان بخت بر خاست رگ گردان و آمد بیان بخت تا رنگ نگر داند نگر دید عیان بخت زان شوہر مردیکہ کند ہیچو زمان بخت بیدل نرسد بر تو ز ابنا می زمان بخت
--	--

ردیف	جمعیت کو بہر ناکش ز حمت امواج بیدل بچہوشان نکند اہل زبان بخت	حیم تازی
------	---	----------

مبا و چشمہ شوق مرا نسزدن موج ز بقیراری ما فارغ است خاطر یار فساد ما بختل صلاح میگردود توان بضبط نفس معنی دل افشا کرد و بیدلان مشو امین کہ تیرہ آب حیات چو غنچہ دست بہر رشہ نفس زودہ ایم	چو شکت عرض کہر چیدہ ام بدامن موج کل کہر چہ خبر دارد از طپیدن موج سری ز تیغ کشیدہ است آرمیدن موج جباب شیشہ نفقہ است در شکستن موج بیک نفس گذرد از ہزار جوشن موج شدیدہ ایم شکن پرور است امن موج
--	---

دماغ یاس محیط من آب شد یارب	خط شکسته دمید از بیاض گمدن موج
چو گوهر از سرت سلیم کن سپر بیدل	درین محیط که تیغ است سر کشیدن موج
عمریت سرشکی نزد از دیده تر موج مارا طیش دل نرسانید بجائی مطرب نفست ز مرمره لعل که دارد شکل که نفس بر دل مایوس بر آید تا بر سر خاکستر هستی نه نشینیم وحشت مده از دست با فسانه را فریاد که جز حسرت ازین ورطه نبردم	این بجز نهان کرد در آغوش کهر موج پیدا است که یک قطره زند تا چه قدر موج در ناله فی سینه زنده ام روز شکر موج دارد ز حباب آئینه در پیش نظر موج چون شمع نه ایم امین ازین شکست موج زین بجز کسی صرفه نبرده است مگر موج تا چند زند و امن دریا بکمر موج
ر د ی ف	بیدل دم اظهار حیا پیشه خموشیت از خشک شدن چار و ندار و بجز موج حامی خطی
بی پردا است جلوه ز طرف نقاب صبح از زحم ما و لمعه تیغ تو دید نیست از چشم نو خطان بجای میسد نگاه چون سایه ام سایه ای دل آب کرده است در عرض هستیم عرق شرم خون گرفت رفتیم و هیچ جا نرسیدیم وای عمر	تا کی روی چو دیده انجم بخواب صبح خمیازه کاری لب مخمور و آب صبح گرمی نخوشد آنقدر از آفتاب صبح شبه گذشت و من نکشودم نقاب صبح شب نیم تری کشیده ز موج شراب صبح گم شد شب نیم عمر و آفتاب صبح
تا بوی از قلم و تحقیق و اکشیم	بیدل دو اندامیم نفس در رکاب صبح
نداشت دیده من بی تو تاب خنده صبح بعیش گرفتی میکشی مباحش امین درین قلم و وحشت کجاست فرصت عیش	ز اشک داده چو شبنم جواب خنده صبح که میکشد ز شبنم کلاب خنده صبح مگر کشی نفسی در رکاب خنده صبح

غبار رفته بیا دم نفس شمار فناست درین چمن که امید نشاط نو میدیت	بمن کند عزیزان خطاب خنده صبح ز رنگ باخته دارم شراب خنده صبح
رسیده نشه پیری چو خفته بیدل بگریه زن قدحی از شراب خنده صبح	
بازم از فیض جنون آماده شد سامان صبح تخم شنم ریشه عشرت درین گلشن دانه ما بکلفت قانعیم آماز بس کم فرصتیم تا یکی خواهد جو سس کرد خیال انگشتن بیخودی سرمای ماموس گاه و حشریم فتح بانی آخر از چاک جگر گل کرده است ترک غفلت شاها اقبال فیض بایست آنچه آغازش فنا باشد ز انجامش پیرس نسخه شمع که از بر جستگیهای خیال محو انجامم دماغ سیر آغازم کجاست	میدهد چاک گریبان بر کفم دامان صبح خنده توام میدهد از ریزش دندان صبح شام ماهم میزند پیمانه دوران صبح در نفس رفته است فرصت عرصه جوان صبح میتوان داد از شکست رنگ مائوان صبح سایه جز چشم سفیدی نیست در کنعان صبح چشم اگر از خواب و اشد نیست خبر بان صبح میتوان طومار امکان خواند از عنوان صبح مطلعم برتر گذشت از مطلع دیوان صبح بر فروغ شمع کی دارد نظر حیران صبح
ردیف تخم اشکی می فشانده و از خود میرود غیر شنم نیست بیدل راز بهرامان صبح	خای معجم
باز از پان گشت لعل نو خط دلدار سرخ زین گلستان در کین لاله زار و کیرم آن بهار تازه دارد موجودیت خازام شوق خون شد کز جگر رنگی بدامان آوریم بیکرم از ناتوانی یک رنگ گل خون بدست زنگها دارد خلعت مفرد آسایش بسا اینچنین گر ناله خون آلود خواهد کرد گل	غنی اش آمد برون از پرده رنگار سرخ عالمی محو گل و سن داغ آن دستار سرخ میتوان کردن چو برگ گل در دیوار سرخ لیک که اشکی که باشد یک چکیدن و سرخ تادم تیغ تو میس کردیم این قدر سرخ جامه ات زین خم نمی آید برون بهار سرخ عند لیب ما چو طوطی میکند منقار سرخ

رنگ و بزمی اگر جو شد ز بهستی مفت است | کین لباس تیره نتوان ساختن بهار سرخ

دال مہلہ

عافیت رنگی ندارد در بہار عمت بار
بیدل از درد است چشم ایل این گلزار سرخ

رویف

چہ ممکن است کہ عاشق گل و سمن گوید
بغشق عین طلب شو کہ دیدہ یعقوب
زبان حیرت دیدار سخت موہوم است
بحرف راست نیاید پیام مشتاقان
ز حرف و صوت بآن رنگ محو معنی باش
مال کار من و ما خموشی است اینجا
مگر بیا و تو خون کرد و چسبن گوید
سفید نائشہ سہل است پیرہن گوید
نفس در آئینہ گیریم ناسخن گوید
مگر طپیدن دل بی لب و دہن گوید
کہ دم بگوش خورد گر کسی بدن گوید
ز شمع می شنوم آنچه انجمن گوید

ز بس عشق تو گم گشتہ خودم بیدل
بیا و خویش کنم نالہ ہر کہ من گوید

ہمچو مینا غنچہ زارم بہار آہنگ شد
کوہ تمکینی باین افسردگیہا حیرت است
در طلسم سبتن شرکان فضائی داتم
افتدرو اماندہ ام کز الفتم توان گشت
جوہر خط آخر از آئینہ ات میگون دید
کسب گاہی کہ دہرت خانہ تعمیر است و بس
پرتوی از خون دل بیرون دوید و رنگ شد
بس کہ زیر دل قدم ماند م صد اہم شک شد
تا نگہ آغوش پیدا کرد عالم تنگ شد
اشک ہم در پای من افتاد و غدر لنگ شد
دو دہم از شعلہ حسن تو آتش رنگ شد
ہر قدر آئینہ شد گل زیر شوق رنگ شد

بیدل از درد وطن خون گشت ذوق غریبم
بس کہ یاد آشیان کردم قفس بہر تنگ شد

جمعی کہ دل بفکر بہر در شکستہ اند
باشوکت جنون ہوس تخت جم کر است
گردون غبار دیدہ ہمت نمی شود
در محفل کہ آفت سازش سلامت است
آئینہ ما برینیت جوہر شکستہ اند
دیوانخان در آبد افشہ شکستہ اند
عشاق دامن مژہ برتر شکستہ اند
آسایش از دلی کہ مکرر شکستہ اند

<p>بیماری سواد طمع را علاج نیست پرواز من بدامن نازت نیست</p>	<p>صفرای حرص در جگر ز شکسته اند گلپهای این چمن چه قدر پر شکسته اند</p>
<p>بیدل همین نه ما و تو نو میه طلبیم زین بحر قطر ما همه کوهر شکسته اند</p>	
<p>باین عجزم که از خاک حیا پرورد برخیزد ز ادلک هوس دل نام کلفت مرغی دارم مگو سبست عاشق را علم گشتن بنوید مقصود برد شور یک جرس صد کاروان مجمل</p>	<p>مگر مستی عرق از من بجای کرد برخیزد چو زخم اینجا همه گر خنده کارم درد برخیزد جهان از پالشتیند تا کیت آو سر در برخیزد مباش از ناله غافل رهمه بیدر برخیزد</p>
<p>ز سامان جنون جوش سحر خواهم زدن بیدل اگر بیان میدرم چند آنکه از من کرد برخیزد</p>	
<p>اگر معشوق بپیراست و عاشق وفادار درین دلی که قطع الفتست اسباب محبت سبب کم نیست گر بر بیم زنی ربط تعلق را بجلبتها نباید دام معذوری ادا کردن بدل تا گرد امتدست از ذوق طلب کل جهانی میکند شوخی کدام اظهار کو هستی فنا پروردگانیم از مزاج ما چه پیرسی اگر موجیم با بحریم و گرا بیم با گوهر</p>	<p>تا شامغت دیدنها محبت زلفها دارد بنالده بکسی هر سر که چشم آشنادارد چو مکرگان بر که برخیزد ز خود چندین عجز دارد ناز مهران پیش از قضا گشتن قضا دارد جهانی را گداور سایه دست دعا دارد مینور این نقشها در خامه نقاش جا دارد فضای عالم موبو موم هستی کینوا دارد دوئی نقشی نمی بندد که مارا از تو وا دارد</p>
<p>حذر کن از تاشاگاه ویزنک جیان بیدل تو طبع نازکی داری و این گلشن هوا دارد</p>	
<p>بیدلان چند خیال گل و شمشاد کنید وضع با منفعل سخت خجالت دارد ما هم از گلشن دیدار کلی می پسیدیم</p>	<p>خون شود آن همه کز خود چمن ایجا و کنید کاش از برزه دوی هم عرق ایجا و کنید هر کجا آینه بسینید ز ما یاد کنید</p>

موجم از مشق طیش رفت بطوفان گدا
عمر باشد عرق آلود تلاش سخنیم
بوی گل تا نشو مننگ ربانی نکشم
نرگس یار سجالم چه نظر دارد

یک گهر معنی افسردام از یاد کنید
بنیم نفس سوخته ام یاد کنید
نیم سر و که پا در گلیم آزاد کنید
معنی مخم بر سر من صا و کم کنید

من بیدل سبق مدرسه نیانیم
هر چه گردید فراموش مرا یاد کنید

شیرم آهی دل از حسرت قاتل برون آید
سرع عافیت کم کرده دروشتکامکان
بکوشش ربط نتوان داد اجزای هوایی را
ندارد صرف عزت مقام خود نفهمیدن
ربانی نیست از هستی بغیر از خاک گردیدن
و مانع خاکساری هم عروج نفع دارد

سر شک اندید بهال افشار بسمل برون آید
طلب آرام که خالی زد و من بدل برون آید
دل از خود جمع کردی عقد مشکلی برون آید
سخن صد پیش پا خورد از زبان کز دل برون آید
ازین دریای عبرت هر که شد ساحل برون آید
من امید می دو اندم تا نهال از گل برون آید

که دارد طاقت به چشمی طرف حباب من
محیط از خود تنی گردید تا بیدل برون آید

جمعیت از آن دل که پریشان تو باشد
عشاق بهار چمنستان خیالند
هر نقش قدم خمکده عالم ناز است
پسند که دل در طیش یاس میرد
سر جوش تبسم که باد بهار است
در دل طیشی میخلد از شب بهیستی
نظاره کونین بکونین نبرد اخت

معموری تن شوق که ویران تو باشد
پوشیدگی آئینه عریان تو باشد
هر جا اثری لغزش مستان تو باشد
قربان تو قربان تو قربان تو باشد
چینی که شکن پرور دامن تو باشد
یارب نفسی جنبش مرگان تو باشد
پیدا است که حیران تو حیران تو باشد

بیدل سخت نیست جز انشای تحیر
گرا تینه صفه دیوان تو باشد

نگه ز روی تو نا کامیاب میگردد بفهم نسخه هستی چرا نه ناز کنم کنند گردن آرام نارسائیهاست غور عشرت ما با شکست نزد کیت زعافیت گره اعتبار خوشیتم ز سیل کاری اشک ندامتم دریاب ستخر آتینه آفتاب میگردد که لفظ بنیک وریا آفتاب میگردد شکسته پائی نظاره خواب میگردد دمی که قطره بیالدها آب میگردد چو نقطه بگذرد از خود کتاب میگردد که آرزو چه قدر بدین آب میگردد	
--	--

نفس بیدل ز شعله شوق

چو دود در نفس بختاب میگردد

دمی بد دل اگر پیچی که ورتها صفا گردد طرب وحشی است ای غافل مده پیوده آوار طواف خاک مجنون و مزار کو بکن تا کی نم خجلت ز بهستی بهمت من بر میدارد هوای بر زه گردی میزند موج از دماغ سراغ عافیت در عالم امکان نباشد بخاموشی رساند معنی نازک سخنگو را مکن گردن فرازی تا سازد دهر پالت ببالد شورش از موجی که گوهر شنا گردد نگردد بدست این رنگ آنقدر از خود که وا گردد اگر سودا سری داری بگو تا گرد پا گردد که می ترسم عرق سرایه آب بجا گردد مبادا همچو گردا بم سر و امانده پا گردد من و زنگ امید می ندانم تا کجا گردد چو موز کانه چینی نماید بصد آ گردد که فی آخر بجرم سرشیهها بویا گردد	
--	--

دل آگاه را لازم بود پاس نفس بیدل

بدام ریشه افتد چون گره از دانه وا گردد

بلاکشان محبت گل چه نیرنگند ز عیب پوشی ابنای روزگار میر فریب صلح مخور از گشاده رونی خلق بواد نیکه طلب نارسای مقصد دوست ز و هم بر سر دنیا ی خود چه سیل زری شکسته اند بر نیکی که عالم رنگند یکی گرا آینه پرداخت دیگران رنگند که تنگ حوصله گیهایی عالم جنگند بهوش باش که منزل رسیدگان رنگند بنور شیشه گران در شکستن سنگند	
--	--

حباب نیم نفس با نفس نمی سازد	ز خود تہی شدگان با خود انقدر ننگند
نوامی پرودہ بیابانی نفس این است	کہ عافیت طلبان سخت غفلت اینکند
ز خلق اینمہ بیگانہ نیستی بیدل	تو ہرزہ گردی و این قوم عالم ننگند
عدم زمین پیش بر مانی ندارد	اوجوب است آنچه امکا نے دارد
گشا و بست چشمست عالم آراست	جہان پیدا و پناہ نے دارد
کسی جز شبہ از ہستی نخواہد	سر این نامہ عنوانے دارد
محبت و تسکاہ عافیت نیست	تختہ ربط و مرگا نے دارد
سجذای صبح بر عریانی خویش	گریبان تو داما نے دارد
تظلم دوری از اصل است ورنہ	نفس در سینہ افعا نے دارد
چہ دانشہا کہ بر بادشش ندادیم	جنون ہم کار آسا نے دارد
مروت از دل خوبان مچوئید	فرنگستان مسلا نے دارد
خیال زندگی در دیت بیدل	کہ غیر از مرگ در ما نے دارد
ما ز گرد انتظار مستفیدم کردہ اند	رو سفید الفت از چشم سفیدم کردہ اند
نغمہ ام اما مقیم ساز موہوم نفس	در خیال آباد پناہی پدیدم کردہ اند
ویدہ قربانیم برگ بساط عشرت است	از کفن خلعت طراز بہای عیدم کردہ اند
پاس کوتاہ ہستم سامان آزادی کند	عالمی را دام تنجیر امیدم کردہ اند
آرزو تا نگذر دین کوچہ بی تلقین ورد	طفل اشکی چند در پیری مریدم کردہ اند
حیرت من میدہد ہوش بخش کائنات	در دل ہرزہ صد سہل شہیدم کردہ اند
بیدل از پیری سراپایم خم تسلیم رنجیت	سر و این گلزار بودم شاخ بیدم کردہ اند
روشن دلان چو آئینہ بر ہر چہ رو کنند	ہم در طلسم خویش تاشای او کنند

این مویها که گردن دعوی کشیده عقاست در قلمرو امکان بقای حشیش حیرت سماع گرمی باز او هم باش ای غفلت آبروی طلب پیش ازین میر جیب مرا به نیستی انباشت روزگار آسوده زی که اهل فنا پیش از تمام بر سر کس است حسن بهان به که بیدار تمثال عاقبت نکند گرد ازین بساط شوخی بسیر عالم ماره نمی برد	بهر حقیقتند اگر سر فرو کنند اینجا بهار را نفس از رنگ بو کنند کیسو است آنچه در نظرت چار سو کنند عالم تمام اوست اگر دستجو کنند چاکیت صبح را که به پیش رو کنند از وضع خویش خاک بچشم عدو کنند آئینه داری دل به آرزو کنند آئینه با مگر بشستن غلو کنند چشمی مگر در آبله پافر و کنند
---	---

بیدل باین طراوت اگر باشد افعال
باید چھسانیان ز جینم وضو کنند

بعد از غیت سبزه خط در سیاه می رود کیست کرد مانع رنگ از طواف گنجل جان به پیش طبع بیباکت ندارد فتمتی از هوسهای سری گذر که در انجام کار باقدر خم گشته فکر صید عشرت ابله است شمع تصویرم میرس از درود داغ حیرتم	ای ز خود غافل زمان خوشگاہی می رود خون من تا دامنیت خوابی نخواهی می رود رایگان این گوهر از دست سپاهی می رود شمع این محفل بداع بے کلاهی می رود همچو موج از چنگاٹ این قلاب ماهی می رود اشک من عمر سیت نا کردید و راهی می رود
---	--

بیدل انجام تا شام حیرت گشتن است
اینهمه سعی نگه با سبب نگاہی می رود

زهر مو دام بردوشم گرفتار اینچنین باید من در خاک غلطیدن تو و عالم نرسیدن نکه خواندم شره نم ریخت دل گفتم نفس خون شد بمردن هم نکرد و خواجہ از حسرت کسی فارغ	ز خاطر ما فراموشم سبکبار اینچنین باید بعاشق اینچنان زید بدلدار اینچنین باید بدرس عجز مطلب پاس تکرار اینچنین باید گزار انصاف می پرسی خرد بار اینچنین باید
---	---

<p>ز حال زاهد اگر نیستم لیکت اینقدر دلم ز پانثیت آتش تا نشد خاکستر از پاش هو اهر جابر انگیزد غبار از خاک هجور</p>	<p>که در عرض بزرگی ریش و دستار خچین بآ بعی نیستی بهم غیرت کار اینچنین باید همین آوازمی آید که ناچار اینچنین باید</p>
<p>نفس بر دم ز قصر عمر حشمتی میکند بیدل پی تعمیر این ویرانه معماری اینچنین باید</p>	
<p>ز و نفس فال تن آسانی ولی آراستند خواب راحت ارزو کردم طمیدن بال ساده بود آینه امکان ز تمثال دنی بگر گویند مشاقان یاس اندیشه گان کعبه و تاجانه نقش مرکز تحقیق نیست چون جرس از بس که پیش آهنگ سازو جستم</p>	<p>بید ماغی کرد کوشش منزلی آراستند عافیت جستم دماغی بسملی آراستند مشق حق کردند فرد با طلی آراستند پشیر از خاک گشتن ساحلی آراستند بر کجا گم گشت ره سر منزلی آراستند گرد ما بر خواست هر جا محلی آراستند</p>
<p>دست هرامتید محکم داشت دامن دلی یاس تا بیکس ماند بیدلی آراستند</p>	
<p>مهرم آهنگ دل شو سر بر آواز بند غنج دیوان در بغل از سر برانوسبتن است عاقبت بینی نظر پوشیدنت از عیب خلق ماله میگویند پروازش بجائی میرسد خارج آهنگ بساط کفر و ایمان است دستگاه و ما دمن بر باد حسرت رفته گیر بر طلسم غنچه تمهید شکفتن آفت است</p>	<p>یک نفس از خامشی هم رشت بر ساز بند ای بهار فکر مضمونی باین انداز بند آنچه از انجام خواهی بستن از آغاز بند ای اثر مکتوب ما بر شعله آواز بند بی تکلف خویش را چون نغمه بر هر ساز بند هر چه می بندی بخود چون نگت بر پرواز بند عقده از دل اگر و کرده باشی باز بند</p>
<p>بیدل اینجا یاس مطلب قحطاب مدعا است از شکست دل گشادی بر طلسم ساز بند</p>	
<p>بپستی و اماند هر که از دردی نشان دارد</p>	<p>سحر از چاکهای دل بگردون زردبان دارد</p>

<p>بهر وحشت نیاید اجزای جان گرد تا تل گرگنی هرگز رنگی رفته است از خود دماغ خون من چون اشک رنگی برنمیدارد برنگ آتش یا قوت ناپیدا است دود من در عزلت زدم که خلق لحنی واکشم خود را بصد گلزار رعنائی بچندین رنگ پیدا</p>	<p>چمن از برگ برگ خوش دامن برین دارد طلشها نیکه دارد بحر گوهریم همچان دارد گر استغنا نگیرد دست مفت امتحان دارد بجرت رفته شوق عجب ضبط فغان دارد ندانستم که دامن از هوس چیدن کان دارد همان ناموس یکتائی مرا از من نهان دارد</p>
<p>از خود کامی برون آبی نیاز از خلق شو بیدل که اوج قصر یکتائی همین یکت نردبان دارد</p>	
<p>ابرنگ عشرتی صرف بهارم کرده اند بر که بندم تهمت و انش که جمع خرد هستیم رنگ حنا دارد نمیدانم چو صبح محملم در قطره کی آرایش صدموج داشت با که امین ذره بنجم آبروی عتبار پیش ازین نتوان ز برق کشت هستی که آفت سخت دشوار است چون آئینه خود را یا پرفشانیهای چندین ناله ام اما چه سود من شریرم و ازو عالم دامگاهوستی</p>	<p>نبچه افسوسم از سودن نگارم کرده اند تر دماغیهای مجنون اعتبارم کرده اند تهمت آلود نفس بهر چه کارم کرده اند تا شدم گوهر مدوش خوش بارم کرده اند الفدیه بچم که از خود شر مسارم کرده اند عالمی را در سراغ خود دو چارم کرده اند یکت نگاه واپسین نذر فرارم کرده اند از دل افسرده جزو کو هسارم کرده اند تا دهم عرض پرافشانی شکارم کرده اند</p>
<p>بینوایی میت بیدل شبنم دامنه ام از گداز صد پری یکت شیشه وارم کرده اند</p>	
<p>هر کجا شمع تاشای توروشن میشود بیقراران جنون را منع وحشت مشکل است با همه آسودگی دلها امل آورده اند پای ازادان بر بنجیر تعلق بندیت</p>	<p>از زمین تا آسمان آئینه خرم میشود ناله را از بنجیر هم سامان رفتن میشود شوخی موج این گداز افلاخن میشود نام را نقش نگین کی چین دامن میشود</p>

شیشه و سنگ آتش و آبد و دراز کوها
جامه فتحی چو گرد عجب ز نتوان یافتن
فیض محتاجت اما عجز بریدست و پاست

عالمی با هم جدا وصل دشمن میشود
پیکر موج از شکست خویش جوشن میشود
من نخواهم او شدن هر چند او من میشود

پیری و اشک ندامت همچو صبح و شبند
بیدل آخر حاصل بر شیر روغن میشود

قماش رنگ ز بس سجایا بیافند
درین چمن که هوا داغ شبند آراست
خو هم خون شده کو چمن کجاست بیا
کمند سعی جهان جز نفس درازی نیست
مباش منکر اسرار سینه چاک من
کباب شد عدم ماز تهمت هستی

بروی گل ز دریدن نقاب بیافند
نسبتی هزار اضطراب بیافند
هنوز رنگ بطمع سجایا بیافند
چو عنکبوت بر سر لعاب بیافند
بکارگاه سپهر آفتاب بیافند
بر آتشی که نداریم آب بیافند

به تیغ یا عمر ما بلند شد بیدل
به موج چشمه ما بی حجاب بیافند

که این شمع خموش امشب نگاہی در ندارد
غم مرگان من آرایش صبح و گداز دارد
که هر کس چشم میپوشد ز خود بزم گداز دارد
که بسیار است گردوش هوس آواز بردارد
شب عاشق چو موی کاشه صنی سحر دارد
چو سنگی کا بدار افتد فشردن بشیر دارد
نفس بسوی راحت آنقدر زیروز بردارد
که تیغش گر کند زخمی شب ما هم سحر دارد
من و امانده پروازیکه در هر رنگ پرواز دارد
که فی هر چند صرف بویا گردد و شکر دارد

بیای شعله تادل فال و صلی از تو بردارد
بروی عشرتم نتوان در چاک جگر بستن
تا شاگاه معدومی ز من چید است سبک
باین هستی اگر نامی بدست آری غنیمت دان
نخواهد شد سیاهی از جبین اخترم زایل
بقدر اعتباری هست ضبط خویش مردم را
نباشد گر تلاش عافیت نقد است آراست
نگه در چشم آهوا آب شد از شرم قربانی
بنو میدی هوس پرورده صد گلشن امید
بهم چسپیدن مرگان بکج فقر میگوید

ز ناہنجاری مغرور جاوایمن مشو بیدل
لگد اندازنی در پرده دارد دھسکه خردارد

کامجویان اندکی بر مطلب استغنا زنند
ذوق حال از نام استقبال باطل میشود
کلفت خمیازه از درد شکستن بدست
خانه پروازی نباید سپه آرام جسم
از پر عفتا صدائی میرسد کای غافلان
زان پری جز بی نشانی بر نمیدارد نقاب
عمر باشد قطره ماسرگون خجلت است
خاطر م زیر فلک از جوش و تشنگی گرفت

یک تغافل بر خیال لوح پشت پازنند
نیست فرصت آنقدر امروز بر فردا زنند
تا بکی حسرت کشد سنگی بجایم باز زنند
این غبار رفته را در دامن صحر از زنند
موج بسیار است اگر بیرون این دریا زنند
تا بدگر شیشه اش تحقیق بر خارا زنند
دامن گردیکه دارد اندکی بالا زنند
دامن این خیمه کو تا ه را بالا زنند

بیدل از ساز نفس این نغمه می آید بگوش
کای اسیران خانه زندانست بر صحر از زنند

صفا داغ کدورت گشت سامان من و باشد
گشا و غنچه در اوراق گل خوابانده گلشن را
بخاموشی بخت دادم سراغ بی نشانی را
ز فکر خود گدشتم مشرب ایجا و جنون لستم
چو برگرد و فراج از احتیاط خود مشو غافل
حذر کن از قرین بد که در عبرت گم امکان
ز تمثال فنا تصویر صبح آوازمی آید
ز خود غافل گدشتی فال استقبال زوالت
دماغ در دول داری مبیای طمیعین شو
بنومیدی نشستم آنقدر از خوشترین فتم
بقدر ناز معشوقست سعی بهت عاشق

بسر خالی فشانند آئینه کین تمثال پیدا شد
جهان در موج ناخن غوطه زد تا عقد و شد
نفس در سینه در دیدم صغیر بال عفتا شد
گریبان تا تل صرف دامن گشت و صحر ا شد
سلامت سخت میل زد بر آن شکلی که میثا شد
بجرم رشتی بخت رو هزار آئینه رسوا شد
که در آئینه وضع جهان نتوان خود آرا شد
نگاه از جلوه پیش افتاد امروز تو فدا شد
بگوش عافیت نتوان حریف نازا شد
درین ویرانه چون شمع میان و اما نایا شد
نگاه مابلندی کرد تا سر و تو بالا شد

تامل رتبه افکار پیدا میکند بیدل
بخاموشی نفسها سوخت مریم تا میجا شد

سپند بزم تو تا بقرار کرد و ناله
چه نغمه ما که ندارد ز خود تویی شدن
من قظم الفت کدام دوست چه دشمن
چو طایر که دید آتشیان بغارت آتش
ز ساز جزات عشاق گل نکرد صدای
ز روزگار و فاجستم دارم اینم فرصت
طپیدن از دل من آتش کار کرد و ناله
بذوق آن که نفس نی سوار کرد و ناله
ستم رسیده به کس دو چار کرد و ناله
نفس بگرد من خاکسار کرد و ناله
مگر ضعیفی این قوم تار کرد و ناله
که سخت جانی من کو بیار کرد و ناله

در آتش افکن و ترک ادب خواه بیدل
سپند نیست که بی اختیار کرد و ناله

حسرت زلف تو ام بود شکستم دادند
فال جولان چه زخم قطره گو بر شدم دام
نه فلک دایره مرکز تسلیم من است
بهر تسلیم غبار بهوار فتنه من
بخودی شیوه نازم که بیک گردش چشم
ناوک همتم از جوشن اسباب گذشت
وصل میجو استم آینه بستم دادند
انقدر جلد که یک آبله بستم دادند
دشگاه عجب از بهمت بستم دادند
سجده کم نیست بهر جا که نشستم دادند
نه فلک ساغر از ان نگرستم دادند
بتعافل چه قدر صافی شستم دادند

بیدل از قسمت شریف ازل هیچ میرس
انقدر دامن آلوده که بستم دادند

بخودی آتش پروبال فغانی میشود
عاجزم چند آنکه در عرض ضعیفهای من
چون لطافت همت آلود که ورت شد
بس که گرمیای صحبت پریشان حشمت
گر چنین باشد فشار صحبت بال هما
گر نذارم مدعا باری بیانی میشود
ناله که باله نگا و نا تو افسانه میشود
سایه هر بال و پر کوه گرا افسانه میشود
آتش این کاروان بهم کاروان افسانه میشود
منفر ما آخر ز خشکی استخوان افسانه میشود

<p>راحت جاوید در ضبط عنان آرزوست و محبت بس که میان شکست آمده است</p>	<p>بال و پر چون جمع گردد شایانی میشود اشک بهم برین دل با مهر بانی میشود</p>
<p>اوج عرفان را که برتر از کند گفتگو است هر که برمی آید از خود نزد باسے میشود</p>	
<p>تو کار خویش کن اینجا دنی در من نمی کنجا گرفتم نو بهاری پیش خود نشو و نما سر کن بیکسانی است ربط تا رو پودی نیاز را بساط ماجرای سایه و خورشید طی کردم ز پرواز غبار رنگت و بو آوازمی آید چو بوی گل و دواع کسوت بستی است اطمینان به بند از خویش چشمی جلو مطلق تا شاکن</p>	<p>اگر بیان عالمی دارد که در دامن نمیکند بساط آرائی ناز تو در گلشن نمیکند که در آغوش چاک اینجا سر سوزن نمیکند در آن خلوت که او باشد خیال من نمیکند که بال افشانی عطا درین گلشن نمیکند سرموی اگر بالی پیس راهن نمیکند که چشمی داری و در پرده دیدن نمیکند</p>
<p>دل آگاه از هستی نه بیند جز عدم بیدل بغیر از عکس در آئینه روشن نمیکند</p>	
<p>ضعیفها بیان عجز طاقت بر نمیدارد طرف عشقت غیر از ترک هستی نیست امل را چند سازی کاروان سلاخ خوا دلیل ترک اسبابم مباش ای ذوق آزاد مگر چون نقش پا با خاک محشورم کنی ورنه منی از تو بتصدیع نگه جنس تا شانی</p>	<p>سجود شت خاک اظهار طاعت بر نمیدارد که شمشیر از حریف خود سلامت بر نمیدارد نفس چون محملت بیش از دو عت بر نمیدارد نگاه بید ماغان بار غیرت بر نمیدارد سری افتاده دارم که خجلت بر نمیدارد دو عالم کمره بار است و همت بر نمیدارد</p>
<p>برنگ رسم برداران کلف میکند بیدل و گرنه معنی الفت عبارت بر نمیدارد</p>	
<p>هر که انجام غرور من و مایه بیند زندگیها چه واسودگی عسر کدام</p>	<p>بفلک نیز بمان در ته پامی بیند صبح ما عرض غباری بهوامی بیند</p>

همه ماضی است کجا حال و کدام استقبال چه خطا ما که ندارد اثر کج نظیری به که مانیز چو شبنم ز عرق آب شویم در مقامی که تاشا اثر نیرنگ است شش جهت آب شد و آئینه ساز کرد جلوه شخص ز مثال عیانست اینجا	دیده هر سو نگردد و بقفای می بینند سرور را حول معذور و تاملی بینند کان گلستان حیا جانب می بینند چشم پوشیده معنی همه را می بینند حسن یارب چه قدر عرض صفای می بینند از تو غافل نشود هر که مرا می بینند
---	--

غیر در عالم تحقیق ندارد اثری
بیدل آینه ماصورت مایه منید

گل نکرد آهی که با ما خنجر قاتل شد دام محرومی دریندشت احتیاط الہی است ذوق راحت بادونی در وصل توان یافتن عافیت گریست نقش پرده و اما گمیت فی کداز دل بکار آمد نه ریزشهای اشک در لباس قطره نتوان تلخی دریاکشید	ارزو بر ہم نزد بالی که دل بسمل شد وای بر صیدیکه از صیاد خود غافل شد بخبر محبون مالیلی شد و محمل شد حیف پروازیکه آگاه از پر بسمل شد بتیوشت خاک من بر باد رفت گل شد مفت آن خونی که خاکستر شد اما گل شد
---	---

غیر من زین فلزم گوهر جبابی گل نکرد
عالمی صاحبند اما کسی بیدل شد

مدعا دل بود اگر نیرنگ اسکان بختند سجده گاه همت ابل فزار ابنده ایم شبنم مارا درین گلشن تاشا مفت نیست دست و تنی از ضعفی رنگ قلم بر نداشت از گداز پیکرم درد تو گم کرد و آشیان نقد عمر رفته بیرون نیست از جیب عدم تا تو انم کلف و شش چاک رسوائی شدن	بهر این یکقطره خون صد رنگ طوفان بختند کا بروی هر چه هست این خاکساران بختند صد گه شد آب تا یک چشم گریان بختند خون من چون اشک بر تحریک مگران بختند شد ستم بر ناله کاتش در نیسان بختند هر چه از کاشانه کم شد در بیابان بختند چون سحر بیدل ز بر عضو مگر بیان بختند
---	--

	<p>جگر می آبله زد تخم عسی پیدا شد دلی آشفست و غمبار المی پیدا شد</p>	
<p>خیرگی کرد نظر مار قمی پیدا شد نالہ دزدید نفس زیر و بمی پیدا شد گم شد از خویش و بحیب صمی پیدا شد زندگی زیر قدم دید و خمی پیدا شد خبر از خویش گرفتیم عدمی پیدا شد</p>		<p>صفحه سادہ ہستی خط نیزنگ نہشت نغمہ پروہ دل مختلف آہنگ نہشت رشتک این برہم نہ سوخت کہ در فکر خیال قدیری شمر عافیت اندیشی ماست ہستی و حرف بہمان غفلت و آگاہی بود</p>
	<p>خواب ما برد ما رحمت جولان بیدل مشق بیکاری ما را قلمی پیدا شد</p>	
<p>نگہ باید بخود چید اگر صاحب حیا باشد تقاضائی نگاہی بر صفت مرگان عصا باشد گر این آئینہ خون گردد بیک رو آشنا باشد غریب خانہ دلدار پیر سم کجا باشد اگر رنگی پر افشا نہ شکست کار ما باشد اگر زیر بغل چون تار خنک صد عصا باشد باندوہ کجی خون شو اگر تیری خطا باشد نہ شامی بی سحر جوشد نہ رنگی بی صفا باشد سحر ہر سو خور آید چشم شبنم در قفا باشد کمان حلقہ زنجیر را تیرش صدا باشد</p>		<p>رشوخی چشم مانا کی بروی غیر و ا باشد جہان خفتہ را بیدار کرد امید دیداری ز بید رویت دل را اینقدر مانگ گردانی سراغ جلوہ در خلوت دل میدہ شوقم ز بس چون گل تنگ کردند برگ عشرت مارا چہ امکانست خم بردار داز بنیاد عجز من ندارد غم صادق انفعال ہرزہ جولا مژہ ہر جانہم پای نگاہی خفتہ است آنجا بی ہر آہ از خود رفته دارم قاصد اسکی بغیر از نالہ سامانی ندارد خانہ وحشت</p>
	<p>تا مل کن چہ مغرور اقامت ماندہ بیدل مبادا در نگین نامی کہ در وی نقش ما باشد</p>	
<p>عدم ہم از غبار من عیار نالہ میگیرد جنون شوق راہ انتظار نالہ میگیرد</p>		<p>نہ ہستی از نفس ہایم شمار نالہ میگیرد عدم ہر چند محو سرمہ کرد اند غبارم را</p>

اگر مطلق عنان گردد سپا و ضراب من
فغان شکل که گردد پرده دار ناکیهایم
مندانم کراکم گردد دست آغوش امیدم
ز خاکستر گشت افسانه داغ سپند من
عرق نمکرده ام از شرم مطلب لیک از استغنا

دو عالم شوخی یک فی سوار ناله میگیرد
خس من آتش از رنگت بهزار ناله میگیرد
که حسرت عالمی را در کسار ناله میگیرد
هنوزم آرزو شمع هزار ناله میگیرد
همان موج سرشکم آبیار ناله میگیرد

فلک تازیت بیدل ترک وضع خوشترن دار
که بر کس رفت از خود اعتبار ناله میگیرد

صد ابد عیش طربخانه دنیا بخشند
آرزو داغ امید است خدا را پسند
تا فردن نکش در ریشه جولان امید
گر مزاج کرم آنست که من میدانم
شیشه میجو شد ازین سحر خط نسخ موج
بر پرگاه که بسته است حساب پروا
شرر عافیت آواره دل تنگ مرا
قول و فعل نفس افسانه باد است اینجا

نفسی که بیدل سوخت نام جا بخشند
که جگر خون شود و نشسته صهبان بخشند
به که چون تخم بر آبله صد پا بخشند
عالمی را بخطای من بینا بخشند
جرم ما قابل آنست که فردا بخشند
دارم امیت که بر یکسی با بخشند
ننگ هم دامن صحر است اگر جا بخشند
می ندانم که نه بخشند مرا یا بخشند

پادشاهی بجنون جمع نکرد بیدل
با ج گیرند اگر آبله یا بخشند

دمی که تیغ تو خون مرا بجل گیرد
تخیر است نگاه ادب سرشت وفا
بهار عمر و طراوت زهی خیال مجال
خوشم که ناله ام امروز خصم خود دار است
کفیل و حشت هر ذره ام چو سوز جنون
ز شرم بیدلی خویش آب میگردم

هجوم شوق سراپای من بیدل گیرد
که شمع خلوت آئینه را بجل گیرد
مگر حبس عرق از طبع منفصل گیرد
چو سرو تا یکی آزادگی بیدل گیرد
کسی که بگذرد از خود مرا بجل گیرد
مباد پیش تو آئینه نام دل گیرد

	کسی مخفی بحسب فهمیده باشد که چون موج بر خویش پیچیده باشد	
خیال تو زنگی تراشیده باشد همان به که این عیب پوشیده باشد نداغم بیای که غلطیده باشد دلی داشتیم آب گردیده باشد نگاهی در آئینه بالیده باشد دلی کس درین پرده مالیده باشد مگر انفعال ترا دیده باشد چه فهمیده باشد چه فهمیده باشد	چو آئینه ساده است این گلستان با طهارت هستی شود داغ جملت حنایست زنگت بهار شکر جیا پرور آستان نیازت جهان در تماشا که عرض نازت ز گردی کرین دشت خیر و خد کن طراوت درین باغ زنگی ندارد نداغم دل از درس موهوم هستی	
	اگر بیدل ما دهد عرض هستی بجواب عدم حیرتی دیده باشد	
گل نیست همان لاله عذار است بینید آن دست که بیرون نگار است بینید آن شعله که امروز شرار است بینید امروز که گوهر بکنار است بینید هر چند خطش جمله غبار است بینید ای غیر پریشان همه یار است بینید فرصت چه قدر بسج شمار است بینید دیگر نشنیدین چه مدار است بینید با فرصت نظاره بهار است بینید	کو زنگت و چه بوجلوه یار است بینید این برگ گل چندی که آئینه رنگند زان پیش که بر خرمن ما برق فروشد در بحر جو گوهر نتوان چشم کشودن بر نسخه بستی پسندید تغافل از جلوه چه لازم بجای آئینه چیدن بر صفحه آتش زده عسر منازید حرفیت نقش آمده نیزنگ دو عالم هر که مژده برهم رسد این باغ خزان است	
	هر جا غم اشکی که طپد در کف خاکی انجوش نگیان بیدل زار است بینید	

رم وحشی نگاہ من غبار انگیز جولان شد
 بهاری در نظر دارم که شوخیهای نیش
 بذوق جلود از راه عدم تا سر بر آوردم
 حموشی را زبانی میداد اعجاز حسن او
 ندانم در شکست طرّه مشکین چه پرداد
 بشغل سجده او اگر جبین فرسودگی دارم
 چه امکانست از رنگ تماثلش نشان داد
 بهار صد گلستان مشربم از تازه رونیا
 چو شبنم نشسته در دم با سانی نشد حاصل
 تحیر معنی دارد که لفظ آسجانی کنی
 دو عالم داشت بر محنون ما بازار دلی
 سراغ شعله دیگر ندارد محبم امکان
 طبیعت موج همواری ز دانه نو میدی
 ز کنج فقر نقد عافیت جستم ندانستم
 بزرگان بستنی کوته کنم افسانه حیرت
 سراپا معنی دردم عبارت ختم کن بیدل

طلسم نار معشوقست سر تا پای من بیدل
 غبارم گر زره بر خاست زلف او پریشان شد

هر که حرفی از لبست وامی کشد
 بس که مخمور خیالت رفقایم
 خون دل بی پرده است از انفعالی
 ز پرستی میکند دل را سیاه
 عالمی را میرد فرصت فرو

از کن یا قوت صهبامی کشد
 آمدن خمیازه وامی کشد
 سرگونی می بینامی کشد
 اخرا این صفر ابودامی کشد
 این ننگ تشنه دریامی کشد

<p>عمر باشد پای خواب آلود من خود که ازی طرف پیدا کردن است بسکه مد و خشم شوق رساست میگریم از اثرهای غم و محو عشق از کفر و ایمان فارغ است</p>	<p>انتقام از سعی حیا می کشد اشک دریا با بلینا می کشد فکر امروزم بفردا می کشد اشک هر جا بر کشد پای می کشد خانه حیرت تا شام می کشد</p>
<p>بار ما بیدل بدوش خنجرست سایه را افتاد گریه می کشد</p>	
<p>شب که در یاد است سر پایم زبان ناله بود کس نیامده محرم راز نفس دزدیدم اینقدر ای محفل را از دلم غافل مباش شوخی اظهار ما از وضع خود شرمند است حیرت دیدار نیزنگ عجب در کار داشت با تظم پیشگان خوش دارد استغفای عشق ترک هستی شد دلیل یکجهان رسوا نیم در عشق از بی نیازی فال معراجی زد</p>	<p>خو استم رنگی بگردانم عیان ناله بود ورنه این شمع خموش از دو دمان ناله بود روزگاری این جرس هم آشیان ناله بود گوش سنگین ادا جهان فسان ناله بود هر دلی کو آب شد آتش بجان ناله بود شیشه گریه رنگ آمد امتحان ناله بود عالمی از خود برون چین دکان ناله بود ورنه چون فی بند بندم نردبان ناله بود</p>
<p>بیدلیها گشت بیدل مانع اظهار شوق کردلی میداشتیم با خود جهان ناله بود</p>	
<p>به که چندی دل ما خامشی افشا باشد عشرتی در درک افسرده مارنگ نیست طالب افسرده شود بهمت اگر یک قضا سعی و اماند گیم گشت بمنزل بهدوش زین گلستان مگذر خبر از کاوش رنگ نسخه جسم که بر بزدن آسایش است</p>	<p>جرس قافله بی نفسها باشد خون این شیشه مگر در رک خارا باشد طپش موج باندازه دریا باشد کره رشته ره آبله پا باشد شاید این پرده نقاب چمن آرا باشد کم بشیرازه پسندند که اجرا باشد</p>

شعلہ ہا ز پر نشین علم دود خودند	چہ شود سایہ مہم ہر با باشد
	نو و نظارہ نیرنگ دو عالم بیدل من و چشمی کہ بجزانی خود و باشد
شب کہ طوفان جوشی چشم ترم آمد بیا وزہ را دیدم پرافشان ہوا می نستی سجدہ منصوریم زد جوش از چین چین بیتو عمری در عدم ہم ننگ ہستی دہتم ای فراموشی کجائی تا بفریادم رک تا سحر بی پردہ گردد شبنم از خود رفتہ است حیرتم از خجلت بیدست گامی داغ کرد با کلامی آبرو خاکدشس خواہی شد	فکر دل کردم بلا می دیگرم آمد بیا نقطہ از انتخاب دقلم آمد بیا خاک جو لانی کہ خواہد شد سرم آمد بیا سو ختم بر خویش تا خاک ترم آمد بیا باز احوال دل غم پرورم آمد بیا الوداع ای ہنشینان دلم آمد بیا مالہ شد پرواز تا عجز پریم آمد بیا داغ شوای جیبہ دامان ترم آمد بیا
	بیدل اظہار بحال محو نقصان بودہ است تا شکست آئینہ عرض جوہرم آمد بیا
نشہ یا سم غم خار ندارد نی شر را اظہار و نہ ذرہ فروشم پیش کہ نام زد و رہ باش تحیر کیست کہ رو تا بد از غبار تو ہم خواہ بیاد دم دهند و خواہ بر نش تا نکشی رنج وحشتی کہ نداری	دامن افشانہ ام غبار ندارد ہیچ کس بہای من شمار ندارد جلوہ در آغوش دیدہ بار ندارد عرصہ شطرنج ما سوار ندارد خاک من از ہجر رہ غبار ندارد نغمہ آن ساز شو کہ تار ندارد
	بیدل از آئینہ ایم محو نمودن نیتیم با کس دو چار ندارد
باز خمور است دل با بخودی انشا کند انجمن پرداز و ہم چون حباب از خاک	جام در حیرت زند آئینہ را بیا کند بکہ گشتایم لبی تا از خودم تنہا کند

<p>آسمان دارد زمین سرمایہ تعمیر د زندگانی گوید از نقش موهوم نشان سخت دور افتاده ایم از آبرنگ اعتبار بی طواف خویش در بزم وصالش باریست آن سوی ظلمت بغیر از نور نتوان یافتن برده ام پیش از دو عالم دعوی و اماند کام عیشم تر نشد از خشک مغربهای دهر ای خوش آن سوز طرب جوش خستگان فنا</p>	<p>بشکند رنگم بھر جانالہ بر پاکست عکس باغم غنیت گرائید ستغنا کست زین گلستان ہر کہ بیرون جبت سیر کست در دل دریا مگر گرداب را پروا کست روی درخوبیت ہر کس شبت بر دنیا کست آسمان شکل کہ امروز مرا فردا کست شیشہ بگدازد مگر جامی بنام کست کز گداز من دل ہر ذرہ را مینا کست</p>
<p>بیدل اسباب چهار حاجت مشاطہ غنیت زشتی ہر چیز را نا یافتن زیبا کست</p>	
<p>حاصل عافیت آنها کہ بدامن کردند جلوہ آنجا کہ بہار چمن بی رنگی است ایخوش آن موج کہ در طبع گہ آب شود چون نفس حرارت جولان چہ قدر بیدار است زخم در کیش ضعیفی اثر ایجا در فوست نوبہار اینمہ مشاطہ علی خاک نہاشت</p>	<p>چون خموشی نفسی سوختہ خرمن کردند صیقل آئینہ موقوف شکستن کردند عجز بالیدہ مارا رنگ گردن کردند پاسے مارا کہ دل آبلہ من کردند کشتہ رشکم از آن تیغ کہ سوزن کردند خاک مار بخت بان نہت کہ گلشن کردند</p>
<p>یک سپند اینمہ سامان بفروشد بیدل عقدہ داشت دل سوختہ خرمن کردند</p>	
<p>شب کہ دل را یاس مطلب باؤد و جام کرد انقدر در خوشیستن از ناتوانی ماند ایم دل بیادستی چشم حجاب آلودہ شعلہ بودم کنون خاک تر مفت طلب میرود صبح و اشعارت میکند کای غافلان</p>	<p>یکجہاں حسرت بطوفان داد و آہش نام کرد زنت ما بشکست عشق و خیراع دام کرد آب گردید از جہا چند آنکہ می در جام کرد سوختن عریانیم را جامہ احرام کرد تا نفس باقیست نتوان پہچ جا آرام کرد</p>

چشم باشد پرده نا صورت بیداری نگیرد عشرت ما چون نگه از بس تنگ سر مایه است	غفلت آخر خرقی در کسوت بادام کرد سایه قرغان تواند صبح مارا شام کرد
یک قلم بیدل عبا و حشیت نظاره ایم عشق نتوانست مارا بی تحت سر ارم کرد	
دل بجز سندی اگر ترک هوس میگیرد زندگی شبهه هستی است که مانند حباب سرمه زنگست عبا رگد ز خاموشان ناله پابست در آن شهر که ماقافله ایم طالب بخبری باش که در دشت طلب	کام عشرت ز نشاط همه کس میگیرد هر که هست آینه پیش نفس میگیرد ای نفس ناله بگرد یکدک عین میگیرد سود با مفت رفیقی که جرس میگیرد رفتن از خویش سراغ همه کس میگیرد
بیدل این داکمه از صید ناشایسته مفت چشمی که گاهش بقیض میگیرد	
مطلبی گر بود از هستی بهین آزار بود موی چینی دست ز امید سفیدی بسته است گرد حیرت آنقدر سامان بالیدن بسته است سطر آبی کز جگر خواندم سواد ناله دشت سبحه ز تادرا دیدم بدر آمد دلم شب که بی رویت شر در جیب دل میخیم دست همت کرد از بی جزا تها کوتهی خجلت تردانی شستیم چون اشک از غرق غنچه پیدا نشد بوی گلی صورت نیست روزگاری شد که هم بالین خواب را نیم جلوه در پیشم آمد هر قدر رفتم ز خویش نی هستی محو شد شور و دنی فی در عدم	ورنه دمیج عدم آسودگی بسیار بود صبح ای کجادی که ما داریم شام تار بود ما بهمان کیناله ایم اما جهان صد تار بود مسطر این صفی کسیر موج موسیقار بود مرکز این قوم سرگردان تراز تار بود برق آهیم لعل شمشیر جود دار بود ورنه چون گل کسوت ماکین گریبان دار بود سجده مارا وضوی جبهه در کار بود هر چه دیدم زین چمن یا ناله یا منقار بود تیره بختی بر سر ما سایه دیوار بود زنگ گرداندن عنان تاب خیال بار بود هر کجا رفتیم بیدل خانه در بازار بود

<p>تا پری عرض آمد موج شیشه عریان شد پیرهن ز بس بالید و هر بوسه فشان شد</p>	<p>غنچه با گل این باغ بر من گریبان شد خار پای شمع اینجاد تنگاہ مرگان شد کاشتم نفس در دل ریشه نسیان شد سر جیب درویدم پامقیم دامان شد ہیچو بضیہ طاؤس در عدم چراغان شد</p>	<p>ہر کجا نظر کردم فکر خویش را ہم زد کوشش ز عینگیرم بر عروج بنیش بہت خامشی بدامم شور صد قیامت رخت عشق شکوہ آلود است تاجہ دل فرامو خاک من بیاد آورد چہرہ عرفا کش</p>
<p>داغ و درد شو بیدل کز کد از ہی صل اشک شمع این محفل ریشخند مرگان شد</p>	<p>عرض کلاہ دادہ و گردن شکستہ اند بد مستی کہ ساغر مردن شکستہ اند یاران ز رنگ نصف دشمن شکستہ اند دارم دلی کہ بیشتر از من شکستہ اند کرد مرا چو آب در آہن شکستہ اند مارا بہان بدر شکستن شکستہ اند در پای رشتہا سر سوزن شکستہ اند</p>	<p>این حرصہا کہ دام من صد من شکستہ اند دارد شراب غفلت ابنای روزگار امروز نفی ہم گل اقبال دوستی است یار شکست من کجہ افسون شود و دست در عالمی کہ سنگ شرخیر و حشت است سنگی ز رنگ عجز مبینای مانخورد ما عاجزان ز کوی تو دیگر کجا رویم</p>
<p>بیت گل درین بہار اقامت سراغ نیست بیدل ز رنگت ما ہمہ دامن شکستہ اند</p>	<p>دیگر کے چه صرفہ ز تاج ما برد بگذار تا غبار من آب بجا برد خود را مگر ہلال بشت دو تا برد صد گونہ اشک و میثرہ گو ہر کجا برد پیغام از تو آرد و ما را ز ما برد</p>	<p>خاکستری ماند ز ما تا ہوا برد سیل بنای موج بہان زندگی بس است زین خاکدان دگر چه برد تا توان عشق آخر برد و داغ گرہ گشت پیکرم کو قاصدی کہ در شکن داغ نطفہ</p>

حسن قبول جلوہ کین بہانہ ایست
زا ہد رسی نعل یقینیت در آتش است

کو دل کہ جای آئینہ دست دعا برد
از دیر راہ کعبہ گرفتہ خند ابرد

ہر کس بدیر و کعبہ و لیاش بضاعتی است
بیدل بجز دلی کہ ندارد کجا برد

شکوہ مفلسی مارا بخاموشی علم دارد
تبرک جاہ زن تا در نگیرد ننگ افلاست
نواہی عیش کو خون شود می با در سودا کن
اگر مروی در تخفیف اسباب تعلق زن
نگاہی تا بیاری رفتہ بیرون ازین محفل
بہر ہزای ہوس از اتفاق پنبہ و آتش
پریشان نسخہ ایم از ضبط این اجرا چہ میری
نواہی خامشان در پردہ دود و دل بہت اینجا
صدابزش جبت می چہ از یکدامن افشان
دماغ آرزوی ہمہ از ما چہ میرے
نواہی این میان عافیت آہنگ تصویر

اسفالین کوز درویشان ز بس شکست نم
کہ رنج خود فروشی میکشد ہر کس در دم دارد
نفس با این بضاعت ہر چہ دارد مقتنم دارد
کز انگشت دگر انگشت نزدیک بند کم دارد
چو شمع اینجا ہمین تحریک مرگان بکند دم دارد
مریض حسرتیم و شربت دیدار رسم دارد
تا تلہای بی شیراز گے مارا ہم دارد
نگونی شمع شہا گریہ دارد نالہ ہم دارد
جان صید کند و شست کز خوش رسم دارد
شراب محفل با شیشہ بر طاق عدم دارد
ز ساز خود بیرون نا آمد نہایم فلم دارد

اگر دشمن تو اضع مشیت است این شو بیدل
بخو زیزی بود بیباک شمشیری کہ خم دارد

دل ز براندیشہ بارنگی مقابل میشود
جرم خود دار است از بزم تو دور افتادہ ایم
کس اسیر انقلاب نارسائیہا مباد
در مدار آنکہ بر رویت سپردار دہلاست
انفعال ہستی آفاق را آئینہ ایم
گو نسا ز آہ مجنون بر رخ لیلی نقاب

در خور مثال این آئینہ بسمل می شود
قطرہ چون فال گہر زد باب ساحل میشود
دست قدرت چون تہی شد پای در گل میشود
از تنک رونی دم شمشیر قاتل می شود
ہر کہ رو تا بد ز خود با ما مقابل می شود
شرم میبالہ بخود چہ آنکہ محفل میشود

<p>لب فرو بندیم تا رفع دوائی انشا کنیم قوت پرواز در آسایش بال و پر است مرگ صاحب دل جهانی را دلیل کلفت است شرم حسن از طینت عاشق تا شاکر نیست</p>	<p>در میان ما و تو ما و تو حایل می شود هر قدر خاموش باشی ناله کامل می شود شمع چون خاموش گردد داغ محفل میشود روی او تا در عرق زرد خاک ما گل میشود</p>
<p>نشئه آسودگی در ساغر ریاس است پس راحت جاوید دارد هر که بیدل میشود</p>	
<p>عشق هر جا ادب آموز طبعیدن باشد شوق مفت است که در راه کسی میویم موج این بحر طیش بسمل سعی کهر است اشک چندی گردد دیده حیران خودیم پیکرم مانی صورتکده نو میدی است چشم بندیت بهار گل برنگی عشق</p>	<p>خون بسمل عرق شرم چکیدن باشد منزل مقصد ما گزین پیدن باشد رنجبار در خور راحت طلبیدن باشد تا نصیب که براه تو دویدن باشد بیرخت هر چه کشم ناله کشیدن باشد دیدن یار مبادا که شنیدن باشد</p>
<p>از دلیران جنون جرات یاسم بیدل چون نفس تنغ من از خویش بریدن باشد</p>	
<p>هر کجا عبرت بدرس و عطر رهبری شود چشم حرص افروزد مقدار جهان مختصر راحت جاوید از پهلوی عجز آوده است نیست بر طبع روان ظلمت ز جابر دان حسن و عشق آنجا که با هم جوش الفت میزند قامت خم خجالت عمر تلف گردیده است از سلامت آنقدر آواره گردد خفتم در محبت بیش ازین ناکام نتوان زیستن شب بزم اشکم عرق گل کرده ام تا آبله</p>	<p>صورت بپست و بلند و بر مغبر می شود بچو اعداد اقل از صفه اکثر می شود سایه در بر جابر برای خویش بتر می شود بکر میل زد بران موجی که گوهر می شود نور شمع آبر و پروانه جوهر می شود به قدر مینا تنی شد سرنگون ترمی شود گرد ما کر بشکند سه سکن در می شود از گداز آرزو باز ندگ ترمی شود از سر پایم گداز دل مصور می شود</p>

و عدم هم در حسرت های ما توقف نیست بخاکستان خست تا که از ساغر می شود رخ

بیدل از بیدستگاہی سرگردون برده ایم
بال مارا رختن پرواز دیگر می شود

<p>در کفن نیند بهمان دامن دنیا دارد آنچه نا دیده توان دید تماشا دارد نفس سوخته لاله نممتا دارد که بصرای جنون آبله هم پا دارد خون عاشق چه قدر آب گوارا دارد شعله در بال و پر رخت غنقا دارد خاک ما مرهم نا صور سرا پا دارد پری اسیت که از شیشه ملینا دارد</p>	<p>حرص آن نیست که هر کس رهوس و اوارد همه از جلوه باندا ز تعافل زده ایم پیچکس رمز سواد دل مانسکا فند دست رگت روان صیقل این آئینه است دم تیغ تو نشد منفعل از کشتن ما منکر و حشت ما سوخته جانان نشوی ادب عشق اگر مانع شوخی نشود لفظ گل کرده آئینه معنی در یاب</p>
---	--

بیدل از حیرت آئینه با پنج میرس
چو همه نشسته تحقیق اثر ما دارد

<p>جادو پیچید بخود صورت محل بستند چشم نگشوده ما بر رخ قاتل بستند شش جهت راه من از یک پر بمل بستند این دو آئینه هم سخت مقابل بستند هر یک لبی شوق اینهمه محل بستند آنچه از دانه گشودند بجا صل بستند بار ما بیشتر از بستن محل بستند کشتیم داشت شکستی که بسا حل بستند نامه جاده من بر پر بمل بستند</p>	<p>آرزو سوخت نفس آئینه دل بستند پیش از ایجا و فنا آئینه ما کردند هر کجا میروم آشوب طیشهای دل است ره نبردیم بپر عدم و هستی خویش نذر بیانی دل بر مرده اشکی دارد جو هر شوخی گل جمله در اجزای صرف است شعله تا بال کشد دود برون تاخته است نقص سرمایه هستی است عدم نیستیم عمر چون شمع بوا مانده گیم طی گردید</p>
--	--

دوش از جیب عدم همت هستی گل کرد
صبح آراست نفس بر من بیدل بستند

<p>در گهستانی که چشمم جو آن طنا ز ماند خامشی رو شنگر آئینه دیدار بود وحشت صبح از نفس ایجاد شبم میکند چشم و اگر دیم دیگر یاد پیش و پس کراست صیقل تدبیر بر آئینه مارنگ ریخت شمع یکسر اشک و آه خویش با خود میرد جو بر آئینه من سوخت برق جلوه اش</p>	<p>نخبت گل نیز چون برگ گل پرواز ماند با سواد سرمه پیوست آنچه از آواز ماند در گره گشت تا ز مار پس از ساز ماند فکر انجام ششرا و برق در آغاز ماند شعله این شمع آخر در دمان کا ز ماند هم بریر پای ما ماند آنچه از پرواز ماند حیرتی گل کرده بودم لیکت مجوز ماند</p>
<p>بیدل از برگ و نوای ماسیه بختان میسر رونگار و وصل رفت و طالع ناساز ماند</p>	
<p>و دایع کلفتم تا گل کند داغ جگر ریزد درین گلشن چو شبم از محبت چشم آن دارم نیم فریاد لیکت از دل گرانی کلفتی دارم محبت کشته را سهل است اشک از دیده افتد غبارم ز حمت آن آستان داد از گران جان گریبان چاکلی دارند مشتاقان دیدار</p>	<p>شب از پرچین دامن گریبان بھر ریزد که سر تا پای من بگدازد و یک چشم تر ریزد که تا ز ناله من بیستون را از کمر ریزد که عاشق اشک اگر از دیده ریزد از جگر ریزد گو تا ناله ام بردارد و جای دگر ریزد که تا اشکی بعرض آرند صد چاک جگر ریزد</p>
<p>باند از خرامش کجاست اگر دوزخ نظر بیدل نخالت از غبار نقش پایش بال و پر ریزد</p>	
<p>بشوخی زد طرب غم آفریند جهان جوش بهار بیدماغی است عرق گل کرده ام از شرم هستی چو ماه نو خسم وضع سجودم</p>	<p>مگر شد غسل سم آفریند بیک صورت دو گل کم آفریند مرا از چشم شبم آفریند ز پیشانی من مقدم آفریند</p>
<p>نه مخموری نه مستی صیت بیدل دماغت از چه عالم آفریند</p>	

درین ره تا کسی از وصل مقصد کام بردارد
بتکلیف لبندی خوش مکن شست غبارم را
چو دل بید عا افتاد گو عالم بغارت
گران جان را نباشد طاقت بار سبک روان
درین گلشن زد و درم عشرت فرصت طعیر
بقید مصرع هم توان قناعت بر کس نشین
دماغ پختگان مشکل شود از خلعت هستی
درین بازار سودی نیست جز بربط پستی
برنگی سرگران افتاده ایم از سخت جانیا

ز رفتن دست میباید بجای کام بردارد
دماغ نیستی تا کی هواسد بام بردارد
که ممکن نیست طوفان از کهر آرام بردارد
نگینها میکند قالب تپه تا نام بردارد
که می خمیازه گردیده است تا گل جام بردارد
گرم مشکل که از طمع گدا ابرام بردارد
مگر این ننگ همت از خیال خام بردارد
سحر هر کس دکانی چیده باشد شام بردارد
که دشوار است قاصد همز با پیغام بردارد

هوس شخیر معشوقان بآزاری شو بیدل
کسی تا کی بی وحشی غنزالان نام بردارد

گر نه مشت خاکم از اشک ندامت تر شود
شوخی ز کم بهمان ناموس اظهار است و
یکدو سناعت بیش توان داد عرض احتیاج
صاحب آئینه توان گشت بی قطع نفس
بر شکست هر زیان تعمیر سودی بسته
در گلستانی که رنگ نقش پایت ریختند
بی خموشی نیست ممکن پایش تکلیف دشمن
عافیتها در کمین حسرت و اماندگیت
تینغ موجی بر سرست پیوست تعمیر محیط
عالمی از خود تپه کردیم کاهشها بجاست
مقصد چون شمع از محفل سجد نیستی است
عالمی بیدل بیابان مرگ ذوق اگهیت

شش بیت اجرای بی شیرازه کی دفتر شود
آه می بالد اگر مطلب نفس پرور شود
قطره ماثر آله می بندد اگر گوهر شود
بگذرد از زندگی تا خضر اسکندر شود
فرهی وقت فنا گر آرزو لاغر شود
بال طاؤس از خجالت حلقه سازد شود
موج در گوهر خورد و هر جانفیس لنگر شود
عبر کن ای شعله تا سعی تو خاکستر شود
ای جباب بی سرو پا خانه ات ابر شود
پهلوی مانا تو انان تا کجا لاغر شود
سرزیر پانهم کاین یکقدم رهبر شود
معرفت غول رویت اما کرا باور شود

	<p>دوره تا مهر سزار آئینه عریان کردند تا گشتیم عیان بر چه نمایان کردند</p>	
<p>بس که دامن تپا ماند گریبان کردند بوی گل آئینه بود که نیبان کردند سوخت نظار و باین رنگ که ترکان کردند با هو آئینه ناله نمایان کردند شک شد که شنه دل عرضه امکان کردند داشتم مشت غباری که پریشان کردند چون نگا بهم نفس از دیده حیران کردند دل چه مقدار گران گشت که اندان کردند که دل و دیده یک آئینه چراغان کردند آب شد آتش گبری که مسلمان کردند</p>	<p>سعی و امانده خلق آنسوی خود را نه برد حسن بزرگی او را ز که یا بیم سر غ سعی جوهر همه صرف عرض آرائیهاست نقشبند چمن و حشت با بزرگی است بید ما غی چه گریبان که نداد است بچاک بسر اغم توان جز مرده بر هم چیدن دام من در گره حلقه افلاک نبود جنس بازار و فارنگت نمیکرد اند بخودی حیرت حسن عرق آلود که داشت الفت از خجلت تعبیر و فاعل نیست</p>	
	<p>بیدل از کلفت افسرده دلها چو سپند مشکلی داشتم از سوختن آسان کردند</p>	
<p>جگر بداع که می نشیند نفس آبه که میخراهد رم غزالان این بیابان می نگاه که میخراهد پرده خاک این کتا بنا فروغ ماه که میخراهد نفس بحیب غبار و رو بین سپاه که میخراهد درین کستان ندانم امروز که کجکلاه که میخراهد باین سرورک خلق آواره در پناه که میخراهد اگر بدانند که بچسب با بجلوه گاه که میخراهد</p>	<p>تام شو قم و لیک غافل که دل براه که میخراهد غبار بر ذره می فروشد بجز آئینه طین اگر نه رنگ گل تو دارد بهار و بهار و بهار ز اوج افلاک گرداری حضور اقبال بی نیاز پیرزه در پرده من و ما غبار او نام پیش کردی اگر امید فنا باشد نوید آفت ز دانیستی نگه بهر جارسد چو شبنم ز شرم میاید آبگرو</p>	
	<p>مکرز چشمش غلط نگاهی رسد بفریاد حال بیدل و گرنه این برق بی نیازی پی گیاه که میخراهد</p>	

<p>من و حسی که هر جایادش از دل سوزن آرد کمین گاه دو عالم حیرتم امید آن دارم کهن شد سیر این گلشن کنون فال تخیر زن غم اسباب دنیا چیده اما از آن غافل دامت ساز کن بر جا کنی تمهید پیدا بنومیدی درین گلشن چو رنگ امتداد آن دارم ز فیض آبله دارد جنونم اوج قبالی بگلشن گر کند عرض ضعیفی نا توان او درین محفل سراج عشرت دیگر نمی یابم</p>	<p>بدوش هر مژده صد شمع چشم تریبون آرد نم اشکی که غواش سر از گوهر برون آرد مگر آینه گردیدن گل دیگر برون آرد که آخر تنگی این خانه ات از در برون آرد که بوی گل بصد چاک گریبان سربون آرد که افسردن ز پیرازم پرافشان تیر برون آرد که گر بر خاک ره سایه قدم افسردن آرد بهار از هر گن گل پیلوی لاغر برون آرد مگر خمیازه باله بر خود و ساغر برون آرد</p>
---	--

فریب جاه از باریچه گردون مخور بیدل
که میترسم سر بفریز از افسردن آرد

<p>دلیل شکوه من سعی نارسا نشود چه ممکن است که در بوته که از وفا توان شد آینه بجز عافیت چو حجاب مراز مرگ بجا طرعی که هست نیست چه ممکن است رود داغ بندگی ز چین بساط سایه گل سجده گاه شبیههاست</p>	<p>ز پافتاد کیم ناله را عصا نشود دل آب گردد و جام جهان نانشود اگر غبار نفس سست راه مان شود که خاک گردد مودل محرم و فانشود زمین فلک شود و آدمی خدا نشود سرم بیای بتان خاک شد چرا نشود</p>
--	---

بغیر سرکشی از ابلهان مجوس بیدل
که تخیل این چنین از بی روی تا نشود

<p>فسون عیش که درست زوای نشود خروش عیش جهانگرد سر به پیچیده است درین هو سگده سامان رنگ بیداری بسی بی اثری آتچنان پرافشان باش</p>	<p>نفس بجانه آینهها هوا نشود تغافل تو مگر بتت آزا نشود خجالتی هست که یارب نصیب مان شود که شبنت گره خاطر هوا نشود</p>
---	---

بنای وحشت ناکست ناکست تعمیر امید صندل در دسرهوسها نیست دل شکفته ندارد سراغ جمعیت چو سبزه آفندرم کوته است تار امید طرف اگر همه شوقست ننگ یکتا نیست بهستی این همه رنگ اثر مباحه ایم بحاکت میکشد آخر جنون خرابها	بان غبار که پا مال نقش پاشود مباد دوست تو با سودن آشنا نشود باین گره قدری جبهه کن که وانشود که صد گره اگرش واکنی رسا نشود شکستم آینه تا جلوه بی صفا نشود که هر که خاک شود گل فروش پاشود چو شمع به که سر کس برهنه پاشود
---	--

امید عافیتی هست در نظر بیدل
شکست رنگ مباد اگر گشتا نشود

شب که وصل آغوش پرداز دل دیوانه بود یاو آن عیشی که اندکینی بیداد عشق عشق میجوید هر جا گرد و شوخی داشت جن راز دل از وسعت مشرب بر سوالی کشید جرم از ادیت گزشتاخت مارا هیچ کس اختلاط خلق جز زولیدگی صورت نیست	از هجوم زخم شوق آینه ماشانه بود سیل درویرانه ام چون باده در پیانه بود رنگ شمع پریشان عالم پروانه بود دامن صحر اگر سیبان چاکلی دیوانه بود معنی بزرنگت مارالفظ پر بیگانه بود هر دو عالم پیش یکت کیسوی بی شانه بود
--	--

هر کجا رفتیم سیر خلوت دل داشتیم
بیدل آغوش فلک هم روزن این خانه بود

شوق تا گردد و بالا خوش را حول کنید باید و نیک جهان زین پیش نتوان شد اشنای وحدت از تشویش کثرت امین است سعی دنیا هر قدر کوتاه بهمتبار ساست گرد ماغ آرزو غار دهبوای فیسر نیست خبری صلی عرض مثال ما و من	نیم رخ کم حیرتست آینه متقبل کنید یکت عرق و از حیا آینهها را حل کنید در دسره مفضل را اگر محفل کنید پا اگر نتوان شکستن دست قدرشیل کنید هم بستر تنکی سر غیر خود را گل کنید دست برهم سودن است آینه متقبل کنید
---	--

<p>لفظ هستی نیستی دارد اگر مہمل کہنید بر دو عالم خط کشیدن صفحہ را جڈل کہنید باہو سہا آنچہ آخر کردن است اول کہنید</p>	<p>نہی و تکرار نفی اثبات پیدا میکنند کرد دل گردیدنی سیر کمال نیست و سب صدنگہ از رنگ مژہ بستن تغافل میشود</p>
<p>بجز ایجاد حجاب آیند دار و بزم گشت بیدل ما شکلی در پیش دارد و حل کہنید</p>	
<p>بجنبش مژہ عرض ہزار اغوشند کہ این کہ بود بیان نیل آن نیا کوشند چو شمع تا مژہ بر ہم نہی فراموشند کہ نقش پای ہوا چون رخ نفس پوشند حجاب موج سراپا خمیدن دوشند شکستگان ہمہ تن نالہا می خاموشند کہ خاکساری و آزادگی ہم اغوشند بجنہ گفت کہ این نگہا برون جوشند</p>	<p>جماعتی کہ نظر باز آن برود و دوشند ز حسن معنی دیوانگان شون غافل فریب الفت امکان محو کہ مجلسیان چہ ممکن است حجاب فنا شود ہستی تو بر شکست کہ خواہی حوالت ماکن زبان بخودی رنگ کیست دریابد مرا معاینہ شد ز اختلاط قمری و سرو ز گل حقیقت حسن بہار پر رسیدم</p>
<p>کسی بفہم حقیقت نمیرسد بیدل جہا نیان ہمہ یک نارسائی ہوشند</p>	
<p>جسیم از خود میدرد چند آنکہ دامان میشود سطر این مکتوب را خواندن نیستان میشود گر گریبان چاک سازم نالہ عریان میشود بر کہ میرد خاند آئینہ ویران میشود گردی از خود می فشاند ہر کہ عریان میشود جامہ عریانی مارا گریبان میشود طرف دامانی گرافشا ندید بان میشود مشکل ہر آرزو زین شیوہ سان میشود</p>	<p>با و صحرای جنون ہر کہ گل افشان میشود نالہا در پردہ دو دجگر پیچیدہ ام پردہ ناموس دارم از حجابم چارہ نیست صافی دلار از یار تگاہ عشرت کردہ ام دستگاہ ہستی از وضع سحر مہتا ز نیست شعلہ ماہر قدر خاکستہ انشامی کند ترک خود دار نیست مشکل ورنہ مشت خاک تا توانی بیدل از عشق فنا غافل مہاں</p>

دلدار گذشت و نگه باز پسین ماند از رفتن او آنچه با ماند همین ماند	
دیگر چه نثار تو کند دشت غبارم اگر هوش بود شرت عزت طلبیاست گرد نفس تست پرافشان تو شتم ما منتجی در کشم از نسخه تسلیم هر چند غبارم همه بر باد فنا رفت	یک سجد و جبین دشتم انهم زمین ماند خمیازه خشکی که ز شامان بد فین ماند زین انجمن از شوق نه آن رفت نه این ماند چون ماه نوم یک خم ابرو بجبین ماند امید بکوی تو همان خاک نشین ماند
بیدل بر هوش داغ زینگیری اشکم سر در ره جانان نتوان خوشتر ازین ماند	
از غمت آخر بجای کار بیدادم رسید سینه را از تیرو دل را نیست از زخم سنان گریه گو خون شو که من از یاس مطلبم ختم یار دارد پریشش احوال دور افتادگان قاصد شوق از کمین نارسائی امین است	کز طپیدن سرمه شد هر کس بفریادم رسید بیقصدت آن آفتی کز سرو شمشاد دم رسید تا کنم سامان آب آتش بفریادم رسید کو فراموشی که گویم نوبت یادم رسید ناله دارم که در هر جا فرستادم رسید
شعله افسرده بیدل شهپر خاکستر است در فراق هر که رفت از خود با یادم رسید	
گرنه باد صبح چین طره ات وامیکند سطر ما تا خود نمایان شد دل از جازفته است چون شود بجای اصل معلوم طلب حاجت نسخه هستی ز بس وقت سواد افتاده است آستان الفت دل چون نفس در راه است و امن هستی با سانی نمی آید بدست همت از تدبیر سجا تا کجا خجالت کشد	نسخه جمعیت مارا که احب نمیکند خانه الفت نمیدانم چه انشا میکند حاجت مارا روانو میدی مامیکند چشم بر هم بسته حل این مقام میکند ورنه مارا اینقدر پرواز غنقا میکند باده خونیا میخورد تا نشه پیدا میکند ای جنون رحمی که مارا هوش سودا میکند

سنگ بر تیرزن کار کس اینجا نیست	ایک شکستن صد کلیه قفل انشا میکند
رہبر مقصود بیدل وحشت است از خویش پس سیل چون مطلق عنان شد سیر دریا میکند	
حدیث عشق شود ناله ترجمانش لرزد بخون طپیده ضبط شکسته رنگی خوشیم قیامتی است بر آن طیلی که از ادب گل اگر بخار و ہم عرض دست گاه ضعیفی بعافیت نیم امین ز آفتی که ندارم بوصل و حشتم اردل نمیرود چه توان	چو شیشه که کشد تیغ از میانش لرزد چو مفلسی که شود گنج زر عیانش لرزد پر شکسته شود خار آشیانش لرزد زبان رشته کشد مغز استخوانش لرزد چو آن غریق که آرند بر کرانش لرزد که نست مشق رسد تیر بر نشانش لرزد
غبار هستی بیدل ز شرم نا کسی خود بخاک هر که کند یاد آستانش و لرزد	
هر که از جای موهوم نفس دفت شود ناسراغی و اکشم از وحشت موهوم خلق شمع ما را سوختن محرومی نشود ناست رو ندارد سرکشی در مطلب صاحب دل هستی ما را تفاوت از عدم جستن خطا از شکست خویش دریا می کشد سعی جاب خدمت دلها کن اینجا کفر و دین منظور نیست	گر همه چون تیر بر چرخش بر نذا تیر شود آتش این کار و آنها کاشش خاک تر شود عافیت در مزرع ما آفت دیگر شود میزند موج رضا آبی که در گوهر شود سایه آخر تا چه مقدار از زمین بر تر شود نشسته کم ظرف ما هم کاش ازین ساغر شود اینکه از میر که باشد مفت و شکر شود
انحراف طور خلق از غفلت بیجا و کیت کج نیابی سطر ما بیدل اگر مسطر شود	
بهر کجا خیزد زنگ خواب میریزد بهر که دیده کشادیم رنگ ویر نیست مباش بخیر از درو بی ثباتی عشم	که از شرم برویت گلاب میریزد ولی که زنگ جهان خراب میریزد که بر نفس ورق زین کتاب میریزد

صفای خاطر ما آبیاری ریشه دوست زبان نکمت گل از سواد خود خجل است ذخیره دل روشن نمی شود اسباب	کتان شیشه همان ماهتاب میریزد لبش زبس که بزمی جواب میریزد که هر چه آئینه گیرد در آب میریزد
بر آتش که نهادند پهلوی بیدل صفای اشک شرر زین کباب میریزد	
ماول دیوانه و اماند از طپیدن داغ شد پیکس چون نقش پا از خاک راهم برداشت از جنون پانی طاؤس بیایم میرس غیر عبرت شمع من زین انجمن حاصل نکرد عاقبت گردنکش از طوق گردن پرست آب در آئینه آخر فال حیرت میزند	خطر آب این سپند از آرمیدن داغ شد این گل محرومی از درد پنجه شدن داغ شد پر زدم چند آنکه در بالم پریدن داغ شد آنچه از دیدن گلش بود از ندیدن داغ شد شعله هم اینجا بجرم سر کشیدن داغ شد انقدر از پائنتم کارمیدن داغ شد
نالہ کردم بگلشن بیدل از ذوق کلی لالہ مارا پنبه گوش از شنیدن داغ شد	
نه فخر میدا اینجا رنگت میبارد وداع فرصت برق از شرار خرم کن دلیل عشرت دل صبح نادیده بس است بهار انجمن از بس که وحشت اندود است بجیرتم که بگاه از چه جزات آب دهم بچشم شوق نگاهی که در بهار نیار خطاست نهمت جزات بعجز ما بستن بذوق پرورش و هم آب میگردیم زبس کشت چمن خرم است آفتها ز دام حادثه بیدل نمیتوان رستن	برین نشان که تو داری خدنگت میبارد بزرعی که شتاب از درنگت میبارد که ضبط آه بر آئینه رنگت میبارد ز داغ لاله جنون پنگت میبارد ز خار و گل همه حسن فرنگت میبارد شکست حال ضعیفان چه رنگت میبارد هزار آبله بر پای لنگت میبارد سحاب ماهمه بر کشت رنگت میبارد دمی که تیر نباشد تفنگت میبارد که قطره تو بکام نهنگت میبارد

	<p>حال دل از دوری دلبر نمیدانم چه شد ریخت اشکی بر زمین دیگر نمیدانم چه شد</p>	
<p>مشت خاکی داشت من بر نمیدانم چه شد نالہ ہم داشت این سلف نمیدانم چه شد ای زمان این چرخ و این اختر نمیدانم چه شد سو ختم چنداں که خاکستر نمیدانم چه شد عیشی بر چرخ چارم خرم نمیدانم چه شد اورقم کم کرد و من دق نمیدانم چه شد تا چو اشک از پاقا دم سر نمیدانم چه شد</p>	<p>از دمیدن دانه ما کوچ گرد یکی است از شکست دل نه تنها آبرنگ عیش نخت گروش رنگی و چشمکهای اشکی داشت پاس بستی برد از صد غیبتی آنسو ترم جان پاکم فارغ از تیمار جسمم کرد و اند دی من مصوفی بدرس معرفت پرداختیم بیدماغ طاقت از سودای هستی فارغ است</p>	
	<p>بیدل کنون با خودم غیر از ندامت هیچ نیست آنچه بخود داشتم در بر نمیدانم چه شد</p>	
<p>داغی بغبارالم آسود زمین شد پاشید غباری نفس آه خیزن شد اندیشه معنی نظری کرد و یقین شد تا چشم گشودیم پر نیانه چین شد برگشت نگاہم ز خود آینه بین شد یعنی چو عالم خم مہراب جبین شد رخشی که ندارم بخیاں نیمہ بین شد کین شعله خار و خس من خاک نشین شد آخری گسائی من نقش ندین شد</p>	<p>آہی ہوا چہ زرد و چہ سرخ بین شد شکست طلسمی دل و زد کوس محبت نظارہ بصورت زرد و نیزنگ کمان نخت آن آئینہ کز عرض صفائز حیا داشت غفلت چہ فسون کرد کہ در خلوت تحقیق دل کرد ز سجودی من سجد فرو شد ہر لحظہ ہوا نیست عنان تاب و داغ وقتست کہ بر یکی عشق بگریم عنقا نیم از شہرت خود گشت فرو ن</p>	
	<p>در غیب و شہادۃ من و معشوق تا میم بیدل تو بر آنی کہ چنان بود و چنین شد</p>	
<p>بعض سر مرگ و چشم مست خواب میکرد</p>	<p>سہ مستی بدور ساعست بیتاب میکرد</p>	

<p>که چون اشک تابی پرده شد گرد آب میگردد گریبان هم بستم مطلب نایاب میگردد شکست رنگ چون بی پرده شد محراب میگردد نفس از پرده نهای عالم اسباب میگردد هجوم اشک اگر نبود عرق سیلاب میگردد جهانی را سر به غیر ازین دهلاب میگردد کتان می سوزد و خاکسترش مهتاب میگردد بچشم بسته قرغان و ستگاه خواب میگردد درین ره هر قدر گساخت است آداب میگردد</p>	<p>که از آلوده کم فرصتی در دلی دارم بزمیاتی بلند افتاده از بس مدعی من ضعیفی مایه ذوق سجودم در بغل دارد بگویش ریشه را میتوان ساز چمن کردن بطوف بحر رحمت یبرم خاشاک عجبانی فلک می آورد در بر دماغی شور سودا که از م آبیار جلو و معشوق میباشد شد از برگ تناسخ را هم بستر مخمل در غم شکست خویش آن گرجاتی داری</p>
--	---

بهر حرارت حریف همت قاتل نیم بیدل

بگویش می برم خونی که آنجا آب میگردد

<p>هر ذره اجزای من آینه نمکین شد دل سوخت بزنگی که کباب نمکین شد آینه کهن نمکی بود چسبین شد چون سایه نباید کلف روی من شد ای آینه دل شو که نخواهی با زین شد</p>	<p>شب حیرت دیدار تو ام دام کهن شد خاکستر از انگرچه شد در شور بر آرد از عالم حیرانی من هیچ میرسد موهومی این لنگر اوبار چه سود است حیرت مده دهر ز بس خصم تملی است</p>
---	---

بیدل عدم هستی با هیچ ندارد

جز کرد خیالی که نه آن بود و نه این شد

<p>خیال مدت موهوم سکه خوانی بود بهار شمع درین انجم جزیانی بود که بار ما همه بر دوش ناتوانی بود بزبات ناله می دردم استخوانی بود بطلع آفت خاک من استخوانی بود</p>	<p>بنظم عمر که مرا سرش روانی بود چه رنگها که ندارم بسا دنیانی پس از غبار شدن گشت اینقدر معلوم فغان که چار و بیچاریم نیافت کسی من از فرده دلی نقش پاشدم ورنه</p>
---	---

طراوت گل اظهار شبی نیست نیافت چرخ جاپیش قابل سستی ملاش موج درین بحر هیچ پیش زلفت جهان گذر که آئینه است و ما نفسم	زخجلت آب گشتن چه زندگانی بود همیشه بسمل این تیغ آتشی بود گهر و میدان مایاس بیگرافی بود تو همچو ما نفسی باش اگر توانی بود
---	---

فرب معرفتی خورده بود بیدل ما
چو وار رسید یقینها همه گمانی بود

بهار حیرت است اینجا گل نه جام میخیزد کرم در کار است ای خیر ترک فضولی کن نه شک من بین فرساست نی ای هوا درین مزرع که دارد ریشه از ساز گرفتاری هوای سختگی داری کلاه فقر سامان کن سخن در پرده خوشنمایی هست از عرض ظاهرا رسیدن بر نمیدارد هوای عالم الفت نفس در دل شکستم شعله زد و دوزخ داغ جنون آنکس صید کیت یارب بر بیتابی	ز بهستی تا عدم یکدیده ما دام میخیزد که از دست و عابد داشتن ابرام میخیزد غبار بعضا نیها باین اندام میخیزد اگر یکدانه افتد بر زمین صد دام میخیزد که از تاج سرافرازان خیال خام میخیزد که از تحسین این بیدانشان دشنام میخیزد ز جوش سبزه گرد این بیابان دام میخیزد هوا در خانه میدزد غبار از دام میخیزد که چون بخیرشور از حلقه های دام میخیزد
---	--

نفس سرمایه بیدل ز سودای هوس بگذر
سحر هم از سر این خاکدان نا کام میخیزد

شور اشکم گر چنین راه پیش بر میکند حسرت جاوید هم عیب است محمود ترا بخود از احرام گلزار خیال کیستم از جنونم عالمی پوشید چشم قناری راحتت فرشت اگر از و هم طاقت بگذری فقر هم در عالم خود سایه پرورد غناست	ترد ما غیبه در باند کوهر میکند جام میگردد اگر خمیازه لنگر میکند گردش رنگم ره معشوقی سر میکند هر که عریان میشود این خانه در میکند تا توانی هر چه آمد پیش بستر میکند از میدانهای ساحل بار کوهر میکند
--	---

<p>ہیچکس یارب خجالت مند بید روی مباد جو ہر آئینہ عرض حیرت احوال ماست اینکہ میگویند غفا نقش و ہمیشہ نیست</p>	<p>دیدہ مارا غیبی باری نمی تر میکند نالہ را فکر میانت سخت لاغر میکند ماہمان گفتیم اما کیست باور میکند</p>
<p>کار دنیا بس کہ مہلت بود عجبی ریختند عیش این محفل نمی از دو بانہ و شکست قاتل ما چون سحر دامن ناز افشا نہ رفت این گلستان قابل نظارہ الفت نبود بانم مطلب غبار انگیز چندین جستجو است بوی یوسف از طپیدن پیرین آمد بعض بارش ابر کرم در خورد استعداد ماست زنگ تحقیقی ز بستم زمین حسای نقش پا تا نفس باقیست همچون شمع باید سوختن عاقبت بوی نبردیم از سراغ عافیت</p>	<p>حسرت ساحل ہر بیدل کہ در دریای عشق کم کسی بچاک گشتن خاک بر سر میکند</p>
<p>فرست امروز خوشد زنگ فرو ریختند بید ما غان ہم بطبع سنگ مینا ریختند خون ما چون گل ہمان درد امن ما ریختند آبروی شبنم ماست بجا ریختند آرزو ما خانہ ویران گشت دنیا ریختند شد پری بی بال چندان کہ مینا ریختند گشت بسمل تا شود سیراب خونہا ریختند اینقدر دامن کہ خونم را چو صہبای ریختند گر افسون ہستی آتش بر سر ما ریختند ساحل کم گشتہ مارا بد ریختند</p>	<p>اشک ما بیدل ز درد نارسائی خاک شد ریشہ پیدا نکرد این تخم ہر جا ریختند</p>
<p>جہان خون ہا غفلت ز کس سر ریختند گشاو بند نقاب مکان سعی ہنیش گیر آسان اگر وہم بوی شکوہ بیرون از زنگ تقریر میچکد خون چو شد قبول اثر بر ہم ز خاک گل میکند نگاہم بگرد صد دشت در شبانی کہ قدر عرض رسانیا نشستہ ایم از لباس بیرون کردہ لفظو کہ نام مضمو</p>	<p>ز برین سوخواب نازم کہ محفل او فاش دارد کہ زنگ ہر گل درین گلستان تیز دور باشد میرس از یاس حال مجنون دماغ غشخراش فلک دوروزی غبار ما ہم بر پانی فاش سر از نفس سوختن تنالی بخور رسیدن فاش بنامشی نیز ساز مجنون ہزار آہن فاش</p>

سخن سرمی ادا نمودن عرض نیاز خطا نمودن
حذر ز تر ویزد کیشان مخور فریب صفای ایشان

ز وضع شوخی روان نمودن کلام نرمی معاش دارد
و ضو نمک و زخم خام ایشان هزار شام برایش دارد

خطاست بیدل زنگدستی فکر روزی الم برستی
چو کاسه مهر کس نخوان هستی هنر گشودست آتش دارد

راحت دل ز نفس بال فشان می باشد
سادگی جنس چو آئینه دکافی دارد
ایمن از فتنه نگر دی بدارای حسود
کج رویان به باب مطالب سر کن
غفلت منتظر وصل جبابیت محال
بلبل طفل مزاج بسم بچا دل بندم
چشم تا واکنی از خویش برون تا خدایم
خاطر نازک ما ایمن از آفات نشد
سر تسلیم سبک مایه بقدر ریاست
ذوق خود بینی ما هم نشود محو فنا

آب این آئینه چون باد روان می باشد
ز بیت مایه متاع دگران می باشد
زخمی تیغ ترا آفت جان می باشد
راستی بر دل این قوم گران می باشد
چشم اگر بسته شود دل نگران می باشد
گل این باغ ز رنگین قصان می باشد
صورت آئینه دامن میان می باشد
سنگ در کارگاه شیشه گران می باشد
جنس مارا کف دست دکان می باشد
بیتوان یافت که آئینه چنان می باشد

صاف شرب نه پسند و بیدل
هر چه در دل بلب آب همان می باشد

بیقراری در دل آگاه طاقت میشود
بر شکست موج تنگی میکند آغوش بحر
غفلت ما شاهد کوتاه بینیهایی است
مجمع امکان که سوز انجمنها سازاوست
بس که تقدیر صفت از پرواز عشرت برود
شعله گردارد مقام عاقبت خاکستر است
بیدل این گلشن بغارت داده جولان کسیت

جوهر سیاه در آئینه حیرت میشود
عجز اگر بر خویش باله عرض شوکت میشود
گر رسا باشد نگه صیاد عبرت میشود
چشم اگر از خود توانی بست غفلت میشود
بال تا برهنی دست ندامت میشود
سعی ما از خاک گشتن خواب راحت میشود
کز غبار رنگ و بو هر سو قیامت میشود

<p>سیل غمی که داد جهان خراب داد خاکم بیاد داد برگی که آب داد</p>	<p>گردون میم بسا غراشکی کباب داد امروز میتوان بقیامت حساب داد تذییر راحت اینقدرم اضطراب داد جان داد اگر بقاصد جانان جواب داد مخل اگر شوی نتوان تن بخواب داد شب نم نمیتوان بکف آفتاب داد گردون بنقطه شرم انتخاب داد خمیازه های جام میم این شراب داد خاکم غبارهای طبع بدین آب داد</p>	<p>یار ب چه شرم که درین شعله انجمن اینست اگر شارب و تاب زندگی بر موج آفتیم و امید کنار نیست و اغم ز اشک منتظری که هجوم شوق راحت درین بساط هوس خیز مشکل است تامی بلبل اورسد از خویش رفته است از بس که معیوم رقمی جز فنا نداشت انجام کار باد و کشان جز خار نیست پرواز شوقم از عرق شرم گل نخورد</p>
<p>بیدل سوال چشم باز اطراف شو یعنی که سب بر نماند و باید جواب داد</p>	<p>پرافشان نشسته ما کلفت اسباب میانه در آتش نیز این مایه همان آب میانه ترهیلای هوس گشت مرا میراب میانه سر پیروی من از بوریا سنجاب میانه گداز انگور را آخر شراب ناب میانه نگاه میدمانان بیشتر در خواب میانه که اجزای غرور خلق را آداب میانه</p>	<p>نفس با یکجهان و حشت بجان و آب میانه بهران شوق و صلی دارم و بر خویش سلیم برق همت از ابر کرم وضع نظر دارم چنین کز سوز دل خاکستر ایجا دست اعضای دل بی نشسته واری نثار و دالفت کن درین محفل ندار و بوی راحت چشم و آرد ندارد برزم امکان چون ضعیفی کیما سازی</p>
<p>تو اضعبای ظالم مکر صیادی بود بیدل که میل آهنی را ختم شدن قلاب میانه</p>	<p>خود را ندید آئینه ما چشم باز کرد</p>	<p>اگابهی از خیال خود مبی نیاز کرد</p>

نعل جهان در آتش فکر سلامت است بر زندگیت بارگران جانیم هنوز گامی نبود پیش ره مقصد فنا زین گلستان بحیرت شبنم رسیده ام	آن شعله آرمید که مشق که از کرد قد و قامت مرا جسم ابروی ناز کرد این رشته را نفس بکشا کش دراز کرد بایدوری بجائے خورشید باز کرد
--	---

معنی نای چهره مقصود نیستی است
بیدل مرا گداختن آئینه ساز کرد

از رضا بر خوان مسک کر کسی نان بشکند بی مصیبت گرنه بر طبع درشت خوب نیست با ورشتان ظالمان هم در حساب عجزند زیر چرخ آراجهایکسر کنیگا ورم است ساغر قربانیاں از دست می افتاد کاش بر تو غفلتی ابروی او دل بسته ایم میچکس در بزم دیدار انقدر گستاخ نیست بر نمیدارد تا تل نشو دیوانگی عجز بنیادی بر اسباب تحمل بار چند کم تا تل کر شود صرف خیال نیستی	تا قیامت منتش بی سنگ دندان بشکند سنگ بر آتش بنه تا آتش آسان بشکند سنگ اگر مرد است جای شیشه سندان بشکند گرد ما آن به که بیرون بیابان بشکند دور مرگان خمار چشم حیران بشکند یارب این مینا همان در طاق نیسان بشکند ایچا در دیده آئینه مرگان بشکند کم کسی اندیشه بر مضمون عریان بشکند رنگ میباید کلاه ناتوانان بشکند ای بسا گردن که از بار کریبان بشکند
--	---

بر سر بزم بیدل تا بلی لرزد دولت
حور لوح آن به که هم در دست طفلان بشکند

ناله ام در دل از اغوش اثر میگذرد خط مسطر نشود مانع جولان قلم چون نفس خانه پرستیم و نداریم آرام سوج مابی غم ازین بحر پر آشوب گشت نیست در گلشن اسباب جهان نکت ثبات	بیضه شکافه پرواز پر میگذرد تغ را جاده کند هر که ز سر میگذرد عمر آسودگی ما بفر میگذرد بچه نظاره که از دیده تر میگذرد همه از دیده ما بچه نظر میگذرد
--	---

<p>در مقامی که قناعت بلد استغناست رغبت جلو و چه و نفرت اسباب کد عشق شد منفعل از طینت بحاصل ما خود غالی چه قدر رحمت دل خواهد بود انجمن در قدمی هرزه بهر سو مخرام</p>	<p>کاروان طیش از موج کهر میگزد زمین هوسها بگذریا بگذریا میگزد برق ازین مزرعه سوخته بر میگزد اخرا این جلووات از آینه در میگزد بر کجا پافشده دتغ ز سر میگزد</p>
<p>بہوس ترک تلاوت سمانی بیدل نیست بی ناله اگر فی ز شکر میگزد</p>	
<p>بهریز از حسد تا وصل یزدان بهترین باشد کف دست توانانی بسودن بهانی باز ز چشم تیزبال انتظار شوق رسیدم بصدق مرگان کسان گرداسکی رفته ام ز دل بخود چیدن مانیت بی انداز پروازی نایا غم برنگ سایه از حیب سیه روی محال است اینکه عجز طینت من رخت بپزد درین معبد قمارا مایه توفیر طاعت کن گرت سمعت دامن زان گر شکست بر فکین</p>	<p>که مر جوست آدم هر قدر شیطان لعین باشد مکن کاریکه بجامش ندامت آفرین باشد جگر خوکشت گفت احوال مشتاقان چنین شد من و نقد یک بیرون انده صد استین باشد کمند موج مار ایک نفس کمداب چنین باشد چه باشد رنگ من یارب اگر آینه بین باشد سحر گر یک فلک باله بخود آه خیزن باشد که چون خاکت دو عالم سجد و بکشف چنین باشد محبت حرفهای مانینخوا به چنین باشد</p>
<p>ز سیر آبرنگ این چمن دل جمع کن بیدل که هر جا غنچ گردیدی دلت در آستین باشد</p>	
<p>از بهجوم کلفت دل ناله بی آبنگ ماند در خراباست بهوس تا دور جانم رسد عجز طاقت در طلب مارا دلین عجز بیت منت صیقل کش در دسرا و نام چند سوختیم و مشت خاکی هم ز مار روشن شد</p>	<p>بوی این گل از ضعیفی در طلسم رنگ ماند بیدماغی از شراب و نکستی از رنگ ماند منزلی کوتا بیاید سرب پای لنت ماند عکس بعد و مست اگر آینه ات و رنگ ماند شعله ما چون نفس در دام این نرنگ ماند</p>

از حیا موجی نزو هر چند دل در بهم گداخت نام را نقش نکیفیا پال پرواز رست	آب شد آئینه ما حیرتش در رنگ ماند ماز خود رفتیم اگر پای طلب درنگ ماند
یک قدم ناگروه بیدل قطع راه آرزو منزل آسودگی از ما بعد فرنگ ماند	
ز بعد ماند غزل فی قصید و میماند ز بلبل و گل این باغ تا دهنده سراغ زیاس شیشه اشکی مگر ز نیم سنگ که اخت حیرتم از نارسائی اشکی کجا بریم غبار جنون که صحرا هم بر چه وانگری سر بدامن خاکست مرا نیزم ادب گلغفتی که هست اینست آب چشم صدف نیست موج بیابانی	ز خاها و دوسه اشک چکیده میماند پر شکسته درنگ پریده میماند و گرنه صبح طرب نا دمیده میماند که آب میشود و محو دیده میماند ز گرد باد بدامن چیده میماند جهان با شک زمرگان چکیده میماند که شوق بسمل دل نا طپیده میماند سر شکست ما بدل آرمیده میماند
خوش است تازگی طبع دوستان بیدل که خطت شراب رسیده میماند	
مشاق تو گر نامه بری داشته باشد ما خود رسیده ایم ز همتی به شایسته عمریت که ما کشد گان گرم سراییم افسانه تسلی نفس عشرت ما نیست غیر از عرق شرم مقابل نه پسند ای اهل خرد منکر اسرار نباشید زین فیض که عامست لب مطرب مارا عالم همه گر کیدل بسیار بر آید چشمیت که باید برخ برد و جهان بست	چون اشک هم از خود سفری داشته باشد این آئینه شاید دگری داشته باشد شاید کسی از ما خبری داشته باشد این منبر مگر کوشش کرے داشته باشد هستی اگر آئینه گری داشته باشد دیوانه ما هم هنری داشته باشد خاکتر ما هم شردی داشته باشد مسکلی که زمین خسته تری داشته باشد گر رفتن از نیخانه دری داشته باشد

بیدل دل افسرده بجالم نتوان یافت هر سنگ که بینی شوری داشته باشد	
یا و شوقی کز جفا بیت دل ماشاد بود وانگرو آینه کردیدن گره از کار ما زندگی را مفتنم میداشتم غافل این بلبل ما افسردن ناز گلها می کشد عالم نیان ماساخانه عبرت سراسر است سرما کنون نسخه خاموشی از من میرد شدگار سان چین تا بخودی طی کرده ام مفت ماگر سعی ناکامی بستغنا زدم	در سکست این شیشه را جوش مبارکباد بود بند حیرت سخت تر از بقیه فولاد بود کز نفس تیغ دوم در دست این جلا بود گر پری میزد چو رنگ از خویش بهم آید بود عکس بود آینه تا آن جلوه هم در یاد بود یا دایمی که بر مو بر تنم فریاد بود لغزش پایم براهست خامه بهزد بود ورنه دل مستقی و عالم همه آباد بود
پیریم خبر سافرخ کلیف جان کندن نداد قامت خم گشته بیدل تیشه فرماد بود	
توان اگر همه دوران آسمان کردید چه حرصها که نشد جمع تا بخود چیدیم ز خود برآمدگان یک قلم فلک نازید گبر غفلت خوداری از محیط جد است بهار چشمک زمین نیاز و حشت داشت چو طفل اشک میرس از رسائی تبسم دلی بدست تو افتاد مفت تو خیم خوشم که عشق بخرد استخوان پروم	یگر و خوابش یکدل نمیتوان کردید هوس متاعی ما عاقبت دکان کردید نفس دو گام گذشت ز خود و فغان کردید نباید این همه بر خطبه گران کردید شرار کاغذ مایه کلهشان کردید ز خود گذشتم آردس من روان کردید بروی آینه صد رنگ میتوان کردید شکسته بانی من و نفس بهسان کردید
عدم سراغ جهان نیت می بیدل غبار من بهوای که ناتوان کردید	
وحشت ما را تعلق را م نتوانست کرد	باد و ما به چرخ در جام نتوانست کرد

<p>در جنون زار یکدما حیرت کمین را ختمیم اگر دولت صافست از گمراهی دنیا چه پاک آرزو خون شد ز استغنائی معشوقان پس موج گوهر با همه خشکی نشد محتاج آب در عدم هم قسمت خاکم همان آواکسیت اخگر با سوز خاکستر دماند از خوشیستن ناله ها در دل فسر دانا زبست احرام لب</p>	<p>آسمان هم یک نفس آرام نتوانست کرد قبح شخص آئینه را بدنام نتوانست کرد من دعا کردم و او دشنام نتوانست کرد طمع استغنا نظر ابرام نتوانست کرد مدک آغاز مرا انجام نتوانست کرد این کمین شد خاک و ترک نام نتوانست کرد اگر داین کاشانه سیر بام نتوانست کرد</p>
<p>آب زد بیدل بر ایش عمدا چشم ترم آن ستم کز یکت نگه انعام نتوانست کرد</p>	
<p>چون شفق از رنگ خرم هیچکس گلچین نشد داغم از وارستگیهای عای بی اثر بالباس فقر از آلاش دنیا چه پاک سینه صافی بهم نیک کرد و علاج بد تاز بهستی در تماشاخانه دل عیب نیست سفله را بیدستگاهی خضر راه راستی است خواب راحت بود وقف بخودی اما چه سود</p>	<p>ناخنی هم رین جنای بی نمک رنگین نشد کز فسون مدعامت کش آمین نشد این نه هرگز باب آئینه شکنین نشد تیغ قاتل را و داغ رنگ دفع کین نشد کیست در سیر بهار آئینه خود بین نشد این پیاده کج روی گرفت تا فرین نشد رنگ ما پر با شکست و قابل مالین نشد</p>
<p>بس که آزاد است بیدل از غبارات دولی ناله بهم این مصرع بر بسته را تضمین نشد</p>	
<p>تا ساز نفسها کم مضرا ب نگیرد غفلت کمین دم پرست خدر کن با تشنه لبی ساز و مخور آب ازین بگر دل مست جنونیت مگو شب خردا اندل که طپیدن فکند قرعه وصلش</p>	<p>آهنگ جنون دامن آداب نگیرد کز پر تو صحبت بشکر خواب نگیرد تا خلق ترا تنگ چو گرد آب نگیرد کامروز سراغ من بیاب نگیرد حیف است که آئینه بسا ب نگیرد</p>

بی کینه ام از خلق بزرگی که چو یاقوت	موازا اثر آتش من تاب نگیرد
بنیاد تو تا چند شود سذر و عمر بیدل کف خاکی رو سیلاب نگیرد	
صبحی بگوش عبرتم از دل نذار رسید دریاست قطره که بدریا رسیده است قابل اثر نه ز فلک شکوهات خطاست برق شرار دیده ام از وحشتم پیرس تا وادی غمبار نفس طمی نمی شود چون ناله که بگذرد از بند بندنی قانون خیر باد جهان ساز مغلسی است تنهانه من چون اثر بوی وحشتم از خود که شن است فلک تازی نگاه رنگت پریده قابل گرد سرانغمیت	کای بخیر ما بر رسید آنچه وار رسید جز ما کس دیگر نتواند ما بر رسید غم نیز نعمتی است اگر اشتها بر رسید بالی فشانده ام که ندانم کجا رسید نتوان بمقصد دل بید عار رسید صد جانشینت حسرت ما ما بر رسید بر جا رسید از کف خاکی و عار رسید کل نیز زین چمن بد ما غش هوار رسید تا گذری ز خود نتوان هیچ جا رسید جانی رسیده ایم که نتوان ما بر رسید
بیدل من آن سر شکست ضعیفم که از مرده تا خاک هم بلغزش چیدن عصار رسید	
شب که از شوق تو پروازم بیار آبنگ بود خواب راحت کرد دل آخر با فسون صفا هر بن مویم به پیری آشیان حیرتست نوحه طوفان کرد بر جانم سر کرد ایم بی نشان بود آنجن گرو سعتی میداشت اشکم از لغزینی بردوش صد مرگان گذشت	استخوان هم در تنم چون سمع مغز رنگ بود داشت مرگان بهم آینه تا در رنگ بود یکسر و چندین گریبان لغز این چنک بود ساز ما را خیر و باد عیش پیش آبنگ بود رنگ ما بیرون دوید از بسکه مینا رنگ بود قطع چندین جاده پا انداز پای لنگ بود
قید دل بیدل نفس را هر زونج و هم کرد شوخی نماز پری در شیشه بی سنگ بود	

قدح می گرفت و شمع گل در آستین دارد
 اگر در طبع فی هر چند افزون ناله رعنا تر
 ربانی نیست مارا از فلک با خاک گردید
 بحیرت کوشش کز پر و دودل و اکشی حرفی
 نینخواهد کسی خود را غبار آلود بیدری
 تو هر رنگی که خواهی جلوه کن در سنگهای هر
 اثرهای تعلق نیست مانع وحشت مارا

درین محفل عرق می پرورد هر کس چنین دارد
 کند مارسانی در خور سامان چنین دارد
 بهر جا دانه هست آسیا زیر نگین دارد
 زبان جوهر آئینه آینه است خرمین دارد
 اگر مادر دول داریم زاهد در دین دارد
 سر اسر خانه آینه ام یک گل زمین دارد
 نفس تاناله دامن پرزند صد رنگ چنین دارد

سر شکم دو دانه هم شعله ام داغ دلم بیدل
 چو شمع از حاصل هستی سرایم بهین دارد

عقل اگر صندل بنماید بر روشن میکند
 انتظار فیض عشق از خامی خود میکشم
 از عرق بر جنبه افسون چراغان اندام
 بگذر از صیادی مطلب که صحرای امید
 عالمی چشم از فرار ما عبرت آید
 چون بنای موج پر داز شکستم داده اند
 داغ نو میدی ولی داریم در هر دم زدن
 گرمی بنگامه امکان جلال عشق است
 ای شرمفت نکابت جلوه زار عفت

فکر مجنون طبری از زنجیر روشن میکند
 چوب تر اسعی آتش دیر روشن میکند
 بزم مارا خجالت تقصیر روشن میکند
 خانه برق از رم تجیر روشن میکند
 خاک ما فیض هزارا گیر روشن میکند
 معنی ویرانه ام تعمیر روشن میکند
 شمعها از آه بی تاثیر روشن میکند
 آتش این بیشه چشم شیر روشن میکند
 روزگار آئینه ما دیر روشن میکند

پیچکس بر در نزد بیدل ز زندان گاه چرخ
 غنچه با این خانه دلگیر روشن میکند

مگو صبح طرب در ملک هستی دیر می آید
 من و نیست غیر از شکوه وضع گرفتاری
 بنعمت غره این گرد خوان نشین که هتای

در اینجا موی پری هم بصد شکر می آید
 ز ساز هر دو عالم ناله زنجیر می آید
 دل خود میخورد و چند آنکه از جان سیر می آید

<p>مبندای دهم بر معدوم مطلق تمت قدرت جراحت پرور عشقم بکلزارم چه میخوانی بحیرت رفته ام از سیر گلزارم چه میبینی بغفلت تا توانی ساز کن از آگهی بگذر صفا کیشان ندارند انتظار رنگ گردین</p>	<p>ز خدمت بی نیازم گزرم تقصیر می آید که در گوشم ز بوی گل صدای تیر می آید نگاه بخودان از عالم تصویر می آید که از تمکین محسنون ناله زنجیر می آید سحر سحرگاه می آید بعالم پیر می آید</p>
<p>ندارد صید بیدل طاقت رحم لغافلها خند نک امتحان ناز برد و لکیر می آید</p>	
<p>بی یاس دل از هر چه ندارد و کله دارد ز نهاری مشرب فجنون روشن گیم بر جباروی از برق فنا جان نتوان برد یک غنچه بصد رنگ گل افشان خیال است دنیا الم غفقت و عقبی غم عمال بگذشته سر راه بجائی نتوان برد</p>	<p>نا سودن دست تو هزار آبله دارد گر عافیتی هست همین سسله دارد عم نیست که آتش پی این قافله دارد یکمائی او نیست در موده دله دارد آسودگی از مادی و جهان فاصله دارد بشدار که پای تو همین آبله دارد</p>
<p>ورد سر گل چند و چه ناله بلبل بیدل غزل مانده شنیدن صله دارد</p>	
<p>اشب غبار ناله دل سر مرده رنگ بود عالم بخون طپیده نو میدی من هست از بس که بیدار غم تا شای من حسرت حسن از غبار شوخ نگارمان میدید است در دل برون دل دو جهان جلو رنگ بخت از گشتن نشد شفقتی طرف دانی بوس کفش بستم صبح امید کیست صبری مگر تلافی آزار ما کند</p>	<p>یارب شکست شیشه من از چه رنگ بود جستن ز صید گاه مرادم خند نک بود مارا بخود نیامده رفتن در نک بود اینجا هجوم آینه پشت پلنگ بود این جامه برق تو چه مقدار تنگ بود خونم درین ستمگاه نو مید رنگ بود اینجا همین بهار حیا گل بچنگ بود مینا شکست آنچه بدل بست سنگ بود</p>

ای نکر و گل که دمی از خودم نبود	رنگ شکسته ام پر چندین خدنگ بود
	بیدل بحیب خویش فرو برد حیرتم چشم بهم نیامده کام نهنگ بود
داغ نیرنگ جنونم نیست آسان شکفت تنگنای عرصه مو بهوم اسکا ز کجا است آبیار ما ادب کاران گداز حیرت است زین چمن محروم دارد چشم خواب آلوده ام اشک مرگان پرورم از حیرتم غافل میباش تا قیامت در کف خاکی که نقش پای است نیست غیر از شرم حاجت ابر گلزار کرم	خون خورد صد شعله تا داغی لبها مان شکفت انقدر وسعت که یک زخم نمایان شکفت چشم با مشکل که بر رخسار جانان شکفت بی باری نیست حیرت کاش مرگان شکفت ماله اندود است آن فی کر نسیان شکفت دل طبع آینه باله گل و مد جان شکفت میکنه سایل عرق تا دست احسان شکفت
	بر دل مایوس بیدل پشت دستی میگزیم غنجی این عتقه کاش از زخم دندان شکفت
نقش دو فی بر آئینه من نه بسته اند افاق نیست مرکز آرام هیچ کس ابنای روزگار برای گلوی بسم بیگانگی ز وضع نفس بال میزنند	رنگ دل است ای که برویم شکسته اند زین خانه کمان همه بیتیر بسته اند خبر شدن اگر نتوانند دست بسته اند وامانندگان در آبله دامن شکسته اند
	بیدل بخته است کبر او طلسم آب نقدیست دل که در کبر اشک بسته اند
دلدار رفت و دیده بحیرت دو چار ماند مرگان ز دیده قطع تعلق نمی کنند پیری سراغ نخلت عمر گذشته است استخاکه من ز دست هوس عجز می کشم یا سمند او رخصت اطهار نماند	با ما نشان برگ کلی زان دیار ماند مشت غبار من برو انتظار ماند مزدور رفت و دوش هوس زیر بار ماند دست بنزار رنگ بزیر شدار ماند چندان شکست دل که نفس در غبار ماند

خود داریم بعبده محسرومی آید زنهار خوش کن مگر ایجانی نیست در	در بجز نیر گوهر من در کسار ماند شد سنک ناله که درین کو هسار ماند
بیدل ز شعله که نفس بر قبا ی اوست داغی چو شمع گشته بلوح مزار ماند	
از چرخ بهر ابله و نادان گله دارد زنهار بجو د نیز تر رحم تنائی اظهار عرق خجلت و بیایه شرم است ای بخیر از کم خردان شکوه چه لازم محمور رضا را چه خموشی چه تکلم در نسخه کیفیت این باغ و فانیست	جای گله نیست که انسان گله دارد امروز درین انجمن احسان گله دارد مکتوب من از شوخی عنوان گله دارد انسان نبود آنکه ز حیوان گله دارد چند آنکه نفس میزند انسان گله دارد مضمون گل از بستن چاین گله دارد
بیدل بهوس داغ محبت نفروزی امشب که تو داری ریح را غمان گله دوز	
شب که در بر مآدب قانون حیرت ساز بود صافی دل کرد لوح مشق صد اندیشه ام عشق بی پروا داغ امتحان مانداشت نو نیاز الفت داغ محبت نیستیم دوری و صلت طلسم اعتبار است در خور کسوت کنون خجلت کش رسوا کاش تا بهم یکدوم با سوختن می ساختیم یکت گهر بی ضبط موج از بحر مکان کل کرد	خطرات نکت بر هم خوردن آواز بود یا دایمی که این آئینه بی پروا بود ورنه مشقت خاک ما هم قابل پروا بود طفل اشکم چون شر در سنک تشباز بود ورنه این عجز یکیه می بینی غرور نماز بود عمر یا عریانی ما پرده دار راز بود شمع در انجم داغ حسرت آغاز بود بر سر می انداخت جمعیت گریبان ساز بود
بستی مانیت بیدل غیر اظهار عدم تا خموشی پرده از رخ بر فلند آواز بود	
به جاساز خجلت خطرات آهنگ میگردد بوج میعرق صد آبیای نکت میگردد	

بسی خود نظر کردن دلیل دوریست اینجا
فریب آب نتوان خورد از آئینه ہستی
وماغ وہم سرشار است در میخانہ ہکا
نمیدانم ہوا پروردہ شوق چہ گلزارم
ز الفت مای دل بگذر کہ با آن پرفشانہا
جنونم جامہ واری دارد از شریف عرانی

شمار گام ہر جامع شد فرنگ میکرد
کہ امروزش صفائی نیست فردا رنگ میکرد
می تحقیق تا در جامہ ریزی رنگ میکرد
کہ ہچون بوی گل رنگم برون رنگ میکرد
نفس اینجا ز لب ناجستہ عذر رنگ میکرد
کہ گر یکرشتہ بر رویش فزائی رنگ میکرد

دل آن بہتر کہ چون اشک از طہیدن بگذرد بیدل
کہ این گوہر یکدم آرمیدن سنگ میکرد

ناگرد ما با وجہ شریا نمیرسد
دیوانگان ہزار گریبان بدیدہ
در جستجوی مانکشی ز حمت سرخ
عبیرت نگاہ عالم اینجا ہم شمع شش
زابد وماغ تو بہ بگوثر رساندہ
آخر رنگ نقش قدم خاک گشتن است

سعی طلب با بلہ یا نمیرسد
دست ہوس بدامن صحرا نمیرسد
جانی رسیدہ ایم کہ غنما نمیرسد
ہر جا سریت جز بہتہ یا نمیرسد
معدور کہین خیال صیبا نمیرسد
آئینہ پیش ما و کسی یا نمیرسد

بیدل غریب ملک شناسائی خودیم
جز ما کے بہ یکسی یا نمیرسد

رہرا شنای معنی بر بخیر نباشد
غفلت بہانہ مشاق خوابت نہاید
خلق ہزار سودا و ما و جنون و
مارا بزرگ شبنم تا اشیان خورشید
برقی ز دور دار دہنگا نہ تجلی
ہر چند کار فرود است امروز بخت خود
پیدا است از ندامت عذر ضعیفی ما

جمع سلیم فیضت ارث پدر نباشد
بر دیدہ سخت ظلمت گر گوش کر نباشد
لین جاز یکسیہا خاکی بسر نباشد
باید بدیدہ رفتن گزینہ پر نباشد
ای بخودان بہ بیند دل جلوہ کر نباشد
شاید وماغ طاقت وقت گر نباشد
شبنم چہ و اناید گر خیم تر نباشد

	خواهی بخلق رو کن خواهی خیال او کن ای عالم تماشا بر خود نظر نباشد	
جز مژه کردی نشد از کوشش بجل بلند نیست جز گردن نفس از شخص مستعجل بلند نیست ممکن گردن موج از سر ساحل بلند هر که رفت از خویشتن کرد آتش در دل بلند سایه داری بزم گردیدیم آب و گل بلند موج بی تکین چرا زین بجز شد غافل بلند گرد مجنون نارسا و دامن محمل بلند		عجز نپسندید از ماست کوه قاتل بلند نامه شکر و شکایت های ماکم فرصتی است جاده را با آبروی خاکسار یباسبخ کاروان یاس هستی را سرخ حیرتم هستی موهوم ما در حیرت انجام سوخت پای از خود رفتن ما بود سر برداشتن باعث دور نماز او مشکل برآمد عجز ما
	ما ز صد دیوان بیک مصرع قناعت کردیم نشسته صبا چه دارد فطرت بیدل بلند	
چون آبله بالیدم از خویش برآرد تنها نیم از برود جهان پیش برآرد امید که آن نو خط ما ریش برآرد و اما ندگنی نیست اگر پیش برآرد		گر شوق براهت قدمی پیش برآرد آنجا که خیال تو در عرض تجمل نومیدی سودا زوگان تیرد عایت با برق سواران چه کنند سعی غبارم
	بیدل همین آرای گریبان خیال است یارب نشود آنکه مرا از خویش برآرد	
بدانش ناز کن چند آنکه سودانی بر سر چه بگو تازی هست مایل رشته بر خود بر سر چه که دل یک قطره خان کرد و و چشم بر سر چه چو قمرگان برود عالم را بر سر چه که صد عمر ابد در فرصت قرص شو چه دعای ما کنون خود را بطومار دل بر سر چه		جنون اندیشه بگذار تا دل زیر سر چه تغیث بر چه باشد مجلت و دن بستی در آنکه محو خیال دوست اما چشم آن دارم چه امکانست طمی گردد بساط حیرت عاق خوش طبع امید پر فشانهای اندامش نفس بر بزم نیدارد و مانع صبح نومیدی

<p>برنگت شمع مجنون گرفتاری دلی دارم ز اسباب هوس بر هر چه چچی فال کلفت زن جنونم داغ شد در کسوت ناموس خود داری</p>	<p>کز بنحیرش گراز پاوا کنی چون موبس پرچید گره پیدا کنند در هر کجانی بر شکر و چید اگر بیانی چو گل دامن کنم تا بر کمر چید</p>
<p>کسی بیدل بسی وحشت از خود بر نمی آید ز غفلت تا کجا گرداب باز بنحیر سر چید</p>	
<p>مشرّب عشاق بر وضع هوس تنگی کند بید ماغی دستگاه مشرب یکماتیم انتظار بخودی ما را جنون پیانه کرد و اصل مقصد ز خاموشی ندارد چاره عالمی را الفت جسم از عدم دلگیر کرد دیده بی رویت ندارد چاره تشویش غیر</p>	<p>عالم عنقا پر و از مکتب تنگی کند خانه آئینه ما برد و کس تنگی کند خلق مستان از شراب دیر رس تنگی کند چون نمرل آمد آواز جرس تنگی کند بر قفس پرورده بیرون قفس تنگی کند آنچه بر گل و اشود بر خار و خس تنگی کند</p>
<p>چون سحر بیدل من و هستی همین پیراهنی گر چیا بر خویش می باله نفس تنگی کند</p>	
<p>از روز که پیدا شدم ما را اثری بود نقشی ندیدیم بصد رنگ تامل دل رنگ امید می ندانید که شکست از جرات پرواز بجائی نرسیدیم نگذاشت فلک با تو مقابل دل ما را آخر بخودم برد براه تو نشستن دل گشته یکتائی حسن است و گرنه افسوس که دامان هوایی نگر فتمیم</p>	<p>در آئینه ذره غباری نظری بود نقاش هوس خانه موی کمری بود عجز کند دام کار که شیشه گری بود جمعیت بی بال و پری بال و پری بود فریاد که آئینه بدست دیگری بود اسودگی تعدد کمین سفری بود در پیش تو آئینه شکستن هنری بود خاکستر ما قابل عرض سحری بود</p>
<p>نیک و بد عالم همه عنقا صفات مند بیدل خبر از هر که گرفت تم خبری بود</p>	

<p>که شتگان که ز تشویش ناومین بستند ز ما هتایب گذشتت مَدِ ابرویت چه جلوه ما که چو شبنم هوا نیان گلست نمی توان بکجا نماند فلک آسود ز ساز عافیت خاک میرسد آواز کدام موج ندامت خروش طاقت نیست</p>	<p>مقیم عالم یارند میر کجا بستند کجا نکشان زره ناز پرز برد بستند شدند خاک و غبار نگاه شکستند کجا گذشته چه آینده تیریک شستند که ساکنان ادب گاه غیتی هستند شکستگان همه آواز سودن دستند</p>
<p>درین زمانه سخن محو یاس شد بیدل دمیده عقد دل معنی که می بستند</p>	
<p>هوش با عافیت آئینه هستی نشود با خبر باش که نگذشته از عالم و هم ضعف سرمای ام از لاف غرور آردم خون عشاق وطن در رگ بسمل دارد عشق اگر عام کند رسم خود آرایها نهی خود کرده ام آن جوهر اثبات کجا خامشی پرده برانداز هزار اسرار است</p>	<p>نیست ممکن که کند کاری و عاصی نشود نقش فردای تو با آئینه دی نشود من و آبی که رگ گردن دعوی نشود نیست این آب درین جوی که جاری نشود محمی نیست درین دشت که لیلی نشود تاکی این لفظ رو و از خود و معنی نشود در غم سرو تو و اسوز و قمری نشود</p>
<p>پا بسیلاب فنا و انگذاری بیدل با خبر باش که رخت تو ناری نشود</p>	
<p>نبال وحشت ما خالی از اثر نبود درین محیط که هر قطره نقد با ختنی است بعالمی که ادب محو بی نشانهاست غبار برد و جهان در سراغ ما خون شد ز بسکه الفت مردم عذاب روحانیت بغیر ساز عدم هر چه هست رسوائیت</p>	<p>ز خود بر آمدن ناله سبب اثر نبود خوش آن جناب که آیش بر جلز نبود بوس اگر همه عنقا ست نامه بر نبود ز رنگ باخته در هیچ جا اثر نبود فشار قبر چو آغوشش یکدگر نبود مباد سانی شب بر سر سحر نبود</p>

زبان عاقبت اندوز از سخن بیدل
ز عرض نغمه خود ساز صوفی بر نبود

نیمی کوئی از گلزار الفت ساز می آید
من و نظاره شوخی که از بیگانه خوئیها
چه حاجت مطرب دیگر ادبگاه محبت را
فسون ساز عشرت گر نگردد و پذیرگشت
ز دریا بازگشت قطره گوهر در گرد و دارد
هنوز از سخت جانی آنقدر طاقت گمانم
که مشت خاک من چون چشم در پروا می آید
در آغوش است دوز از یک نگه انداز می آید
که از یکدل طعیدن کار چندین ساز می آید
بقدر دست بر هم سوده هم آواز می آید
نیاز من ز طوف جلوه او ناز می آید
که از خود میتوانم رفت اگر او باز می آید

دل هر ذره خورشید است اما جدم کن بیدل
منه آینه از دستت اگر پروا می آید

هر نفس دل صد هزار اندیشه پیدا میکند
دل و قابیل نوا و اعطافسون عاشق جوان
اقتضای جلوه دارد اینقدر تمهید رنگ
در زوال عمر وضع قامت پیری بست
عرضه آفاق جای جلوه یکناله نیست
جنش این دانه چندین ریشه پیدا میکند
هر کسی در خورد همت پیشه پیدا میکند
تا پیری بی پروه گردد و شیشه پیدا میکند
نخل این باغ از خمیدن ریشه پیدا میکند
فی کره از تنگی این پیشه پیدا میکند

بیدل از سرمای میخانه دل نکذری
نقشها این پروانه شیشه پیدا میکند

اگر از گدازم نمی گل کند
محیط است چون موج گردد حباب
کمش سر ز پستی که آواز آب
چه سیل است یارب دم تیغ را
ز بیداد آن چشم نتوان گشت
ز بس لطف و قهرش همه خوش ادا
دو عالم ز من شیشه پر گل کند
ز خود کم شدن جزو را گل کند
ترقی بقدر تنزل کند
که چون از سرم بگذرد گل کند
ولی ابر و خون کند گل کند
نگه میکند گر تغافل کند

	دلت بیدماغ است بیدل مبادا بتعطیل حکم تو گل کند	
ندارد برگ راحت هرگز در دیده خس باشد نفس بهم کم خروشی نیست گرفتار درین باشد درین گلشن طلال از میوه مای نیرس باشد شکج دل بیان مضمون که نتوان بست بس باشد نگاه عاجزان را سایه مرگان نفس باشد مقیم خانه آینه باید بی نفس باشد نفس پا برفشاند شاید آواز جرس باشد		تسلی کو اگر منظور اسباب بیوس باشد درین محفل جیا کن تا گلوی ناله سخر اشی کلی پیدانشد تا غنچه کمشود از آغوشش بنالیدیم بر خود ذره در عرض پیدانی نه امکانست یا وحیرت پرواز گلزارت چه لازم تنگ گیر و آسمان ارباب معنی را مکن ساز اقامت تا غبار خویش شکافی
	شکست زنگ امید است سر تا پای من بیدل زیرامشو غافل اگر عبرت بیوس باشد	
ناله بهم غیر صدای کف افسوس نبود اشک بهم اینقدرش کوشش محسوس نبود ورنه بیابانی دل نیز کم از کوسس نبود شمع از آن رنگ نیفر وخت که فانوس نبود عکس در آینه بهم چو کف افسوس نبود ورنه آزادی ما اینهمه محبوبس نبود		شب که خریاس بکام دل مایوس نبود سعی پرواز من آخر عرق ریخت بخاک کوشش ارباب تمیز انجمن سیاب است جلوه در محفل ماحمل نقاب آرا نیست دل به رنگ که بستیم دامت گل کرد سیر آینه دل ضبط نفس میخواب
	در نظم کده دیر محبت بیدل ناله فریاد دلی داشت که ناقوس بود	
از نفس بیدل پریشان تر پریشان میشود دانه ریزی ریشه موی سه پریشان میشود چون بدون افتد خط از سطر پریشان میشود خاک ما گرم کشد کمتر پریشان میشود		طره او در خیالم لر پریشان میشود میدد سر سبزی این مزرع از نام نشان جاده سر منزل جمعیت ما راستی است هرزه گردی شاید بی انفعالیهای است

چون نفس زنها ترک آشیان دل نخواه	هر که پایرون نهذین در پریشان میشود
خاکدان دهر بیدل مرکز آرام نیست	خواب ما آخر برین بستر پریشان میشود
دل پر سید چرا سوخته یا میوزد	بر که شد باب و فاسوخته یا میوزد
تاکی از لاف کند گرم دماغ آهت	نفسی چند که واسوخته یا میوزد
نور انصاف گرامیست که شامان دارند	سایه در بال بها سوخته یا میوزد
شش جهت سوز سپند است ندانم بیدل	دل آواره کجا سوخته یا میوزد
نفس با پریشان است از تو دمن بر نمی آید	نسی زین خجالت و در آتش افکن بر نمی آید
بهر یانی چو گردون باید م ناچار سرگردان	باین رازیکه من دارم نهفتن بر نمی آید
گدازی از نفس گیر انتخاب نسخه هستی	که چون شبنم ز شیر صبح روغن بر نمی آید
زمانی غنچه شوا ز گلشن صحرایه میخوابی	بسامان گریبان هیچ دامن بر نمی آید
چو آه بی اثر و سوختم از رنگ بیکاری	اگر از خود بر آیم دیگر از من بر نمی آید
ادب فرسوده تر از اشک مرغان پروریم بیدل	من و پانیکه تا کوشش ز دامن بر نمی آید
از تعافل سبب ترک ادب باید کرد	روز خود را بفبار مرثه شب باید کرد
گردوار استگنی بوی وفا باید بود	خاک در دیده اندوه و طرب باید کرد
دیده را که چمن پرور دیدار تو نیست	بماشای گل و لاله ادب باید کرد
انقدر شیفته ز گس خمار تو ام	که ز خاکم بقدر آب عنب باید کرد
چیت بر چرخ ادبگاه حضور در است	فکر خود کن گرت اندیشه رب باید کرد
غم آب و کف خاک کی بهسم آمیخته	هر چه آید ز تو کاریت عجب باید کرد
یک تحیر و جهان در نظرت میوزد	اتش از خانه آینه طلب باید کرد
باعث گریه درین دشت اگر چیزی نیست	الم بیکسنی هست سبب باید کرد

ترک لذات جهان مفت سلامت
این شکر قابل آن نیست که تب باید کرد

بیدل این انجمن و هم گران بتوان یافت
در و هم مفت تماشاست طرب باید کرد

مکورند از می و زاهد ز تقوی گفتگو دارد
عدم در سرمه خوابانده است شور محفل میکان
زبس برداست افسون امل از خود جهان
ندارد صرفه غیرت بجنگ سایه رو کردن
نفس و حشت نگار گرو از خود رفتن است اینجا
اثرهای کمال و حدت افسانه کثرت
دماغ عشق سرشار است هر جا گفتگو دارد
تا تل کن خموشی تا کجا ما گفتگو دارد
گراز امروز میرسی ز فردا گفتگو دارد
خجالت نقد پیکار یک با ما گفتگو دارد
حریر خامها در لغزش پا گفتگو دارد
برای خود خیال شخص تنها گفتگو دارد

غبار گردش چشمی است سر تا پای ما بیدل
زبان در سرمه گیرد هر که با ما گفتگو دارد

گذشت عمر دل از حرص گریستاب
درای محفل فرصت فروش صور گرفت
طلسم خویش شکستن علاج کلفت است
خروش دهر بلند است بر تفاعل زن
نگاهم از کمر یار فرق نتوان کرد
چو اشک در گره خود طپیدنی دارم
کسی عنایم ازین راه بر نمیتابد
هنوز گوشش من بخیر نمیتابد
که شب نمیکند و تا سحر نمیتابد
که این فسانه بجز لوش گریستاب
کسی دورشته بهم اینقدر نمیتابد
دماغ آبله زین بیشتر نمیتابد

از خویش میروم اینک تو هم بیا بیدل
که قاصد آمد و بهوشم خبر نمیتابد

دلدار مقیم دل باشد چه بجاشد
چشمش بغلط سوی دل انداخت نگامی
چون سایه سر راه دورنگی نگرستم
چون سرو علم کرد مرابی بری خویش
جایش بهین آینه جاشد چه بجاشد
تیرگی از آن شصت خطاشد چه بجاشد
روز سیه ماثب ماثب ماثب چه بجاشد
دست تپی انگشت ماثب ماثب چه بجاشد

زین کید و نفس عسریان من و دلدا	گیرم که ادا نامی بجاشد چه بجاشد
در کرد و سحر و جادو پروا زد و کرد بود	بیدل نفس آئینه نداشتد چه بجاشد
حیرتی در دل از آن لاله قبا می چید	که چو دستار چین بر سر می چید
نالہ تحریر مضامین متناسی تو ام	خامشی کسیت که مکتوب مرا می چید
چه زمین و چه فلک گوشه زندان دل است	شش جهت جانب این تنگ مضامی چید
استخوان بندی او نام زبس میغیر است	آرزو ما همه بر بال هم می چید
وحشتی نیست درین شت که چون شت شمع	جادو بر شعله آواز در می چید
نالہ ما بیکه تدبیر تواند برخاست	بچونی صد گره اینجا بصد می چید
عبرت مرکن کسان سلسله خجلت است	رشته از هر که شود باز می چید
قدرت افسانه ابرام نخواهد بیدل	نفس اثر بی اثر هیا بدعا می چید
اگر نظاره گل میتوان کرد	وطن در چشم بیل میتوان کرد
محیط بخودی منظور خویش است	بستی جزو را کل میتوان کرد
نظر بر خویش و اگر دن محال است	اگر کوئی قافل میتوان کرد
اگر اینست عیش خاکساری	زیستی هم منزل میتوان کرد
عرق داری اگر از شرم کردیم	بجام عالمی کل میتوان کرد
پراسانت زین دریا گدشتن	زیستیا اگر کل میتوان کرد
و مان یا زنا پیدا است بیدل	بفکر خود تا تل میتوان کرد
لعل لب او یکدم بر عالم اگر خندد	تأخیر غبار من بر آب کهر خندد
یک شبنم ازین گلشن بی چشم تا شایست	چند آنکه حیا باله سامان نظر خندد
یاد دم شمشیرت هر جا چین آراید	چون شمع سراپایم یک رفتن سر خندد

<p>افسردگی دل را از آه گشایش کو از چرخ کمان بگریا و هم تلی شو بر شبنم ازین گلشن تمیید گلی دارد آنجا که زبهریزد خارا نیستد مژگان از جلت بید روی داغ است مرا بام سامان طلب سهل است زین نقد که ما ورزیم</p>	<p>سنگست همان کلفت بر خنجر خند کم نیست از نجان یک حلقه در خند با گریه مدارا کن چند آنکه اثر خند یک جبهه تسلیم صد کل سجده خند مژگان بعبق گیسوم نادیده تر خند صبح از دو نفس فرصت بر خود چه قدر خند</p>
<p>از سعی بهوس بگذر بیدل که درین گلشن گل نیز اگر خندد از چپسلوی زر خندد</p>	
<p>گر جنونم ناله داری نذر طلبسل میکند غیر خاکستر دلیل اضطراب شعله نیست انتظار بیاز استغنا گاهی می کشم منزلت خوابی مدارا کن که در فواره آب گریه طوفان وحشت است یا بچرخ دست از خود بر لب ما خنده بکسر شکوه در دول است</p>	<p>شور محشر آشیان در سایه گل میکند هر قدر پر میزنم افسردگی گل میکند گر غبار سرمه چشم تعافل میکند اوج دارد آنقدر که خود تنزل میکند میل ما خلیال پا از حلقه پل میکند هر قدر خون میخورد این شیشه قلقل میکند</p>
<p>موج چون بر میخورد بیدل همین بجز است بیدل کم شدن از و هم هستی جزو را کل میکند</p>	
<p>چشمی که بر آن جلوه نظر داشته باشد مارا با دو نگاه حضورت چه پیام است ما و من حیرت گمان غیر دینی نیست افسانه هنگامه او یا م پر سید ای خیر از عشق جو ساز سلامت ما کام فسر دیم چو خون در رگ یا قوت از وحشت ما بر دل کس نیست غباری</p>	<p>یا رب بچه جرات مژده برداشته باشد قاصد مگر از خویش خبر داشته باشد این رشته محال است دو سر داشته باشد شامی که ندارم چه سحر داشته باشد جز سوختن آخر چه هنر داشته باشد رنگی ندیدیم که برداشته باشد یکذره طپیدن چقدر داشته باشد</p>

	بیدل خلف سلسله نسبت امکان جز مرگ چه از ارث پدر داشته باشد	
زین گرد خوان که سیری هیچ آرزو نشد و هم ظهور سیر گریبان عجلت است در گشت زار و حشت امکان نگاشتند محو بدل گشت مزار شرم سجده ات پاک آمدیم و خاک شدیم این چه دولت است اینها مثال آئینه بی مشالی اند سیر بهار غیر تماشای رنگ نیست شرم طلب بسیر قناعت زما ز رفت	جز لقمه نخورده فشار گلو نشد فکری نداد و رو که سر ما فرو نشد تخمی که پایال غسر و رنو نشد آه از جبین ما که در ابرو فرو نشد انجام کار به چاکس اینچا نکو نشد نکشت زین چمن گل رنگی که بو نشد ما را کسی ندید که حیران او نشد خون شهید مادیت آبرو نشد	
	بیدل چو شمع سوخت جبین نیاز ما یا سجده که خیر گذارش و ضو نشد	
کیست از جید بان انجمن ناز رسد در خور غفلت دل دعوی پیدانی نیست خدا را ی شمع ز تشویش جهان آرائی ما و من آئینه دار چمن رسوائی است و امن فرصت هر چیز که داری مگذار کار آتش همه جا آئینه سوختن است خاکساری اثر چون و چرا پسندد	سر مه کردیم مگر تا بتو آواز رسد همه محویم که آئینه به پرواز رسد که مبادا سر حرفت بلب گاز رسد هستی آن عیب ندارد که بغاز رسد مرد و اشک محال است بهم باز رسد آه از انجام غرور یک با غاز رسد نخبر بر هر چه زند سر مه با واز رسد	
	مدعی در گذار از دعوی طرز بیدل سحر شکل که بکیفیت اعجاز رسد	
بوالهوس از سبک سری حفظ سخن نمیکند از عرقی بطبع خود جمع مکن غرور رنگ	در قفس جبا بهایا دو وطن نمیکند خواهر خویش میشود مرد که زن نمیکند	

<p>نیست بعالم جنون گردش رنگ عافیت زخم تو آنچه میکند بر دل خستگان عشق منع عتاب و لبران نیست بجهد عاشقان سایه دور از آفتاب مغنم خود است و بس</p>	<p>یہج کس از برہنگی جامہ کہن نمیکند صبح نکرد با ہوا گل بچمن نمیکند بلبل اگر بخون طپد غنچہ سخن نمیکند طالب وصل او شدن صرف من نمیکند</p>
<p>نیست دمی کہ شانہ وارد در خیم فکر زلف یار بیدل سینہ چاک ما سیر ختن نمیکند</p>	
<p>تا ز عبرت سر مرگان بجمیدن نرسد شرک کا غدم آوازہ صد پروا نہ است نبود حکم قضا مانع تدبیر کسی بی طلب ترک دو عالم ہمہ ساز است اینجا شرح حال دلم از عالم تجرید جداست ہر کجا پای نبی خاک بریز قدم است چکنم باد و جهان بارندامت بیدل</p>	<p>آنچہ زیر قدم تست بدیدن نرسد صفحہ آتش زن اگر متقی پریدن نرسد بجان فلک افسون کشیدن نرسد حرص مشکل کہ برنج طلبیدن نرسد آہ اگر نامہ عاشق بدیدن نرسد ما بر فتمیم بجائی کہ رسیدن نرسد قوت من کہ بیک نامہ کشیدن نرسد</p>
<p>جو ہر لازم این آئینہ عسریانی نیست دامن کسوت دیوانہ بچیدن نرسد</p>	
<p>شب کہ یاد جلوات چشم خیالم آب داد در محبت خود گدازی ہم نشاطی بودہ است استقامت در مزاج عافیت خون کردیم خواب امنی در جهان بی تمیزی داشتیم غفلت ہستی است اینجا نشہ پیدا کجا است شش جہت راہ من از گرد تظلم بستہ شد تا توانی لب فرو بنداز فسون ما و من اگر ہمہ در بزم خاک تیرہ بارت دادہ اند</p>	<p>حیرت بیتابیم اینسہ بر سیاب داد ہر قدر دل آب کردم یادم از مہتاب داد رشتہ امید ما بکستہ نتوان تاب داد چشم واکردن صرم در عالم اسباب داد بچو فخل ما بیدم با مرک داد خواب داد بر در دل می برم از مطلب نایاب داد رشتہ بی ساز است نتوان زحمت مفراب داد سایہ وار از کف سخوابی دامن آداب داد</p>

پیش خود باید جواب خاطر احباب داد	پاس ناموس و فایم دل بدر آورده است
بی طراوت بود بیدل گرچه باغ آفتاب	گریه نو میدی آخر چشم مار آب داد
ورق لاله بیک نقطه چه رنگین آمد بار ناسته این قافله سنگین آمد پهلوی من چو کوه در ته بالین آمد هر شد محرم این اینسند خود بلین آمد رفتم از خویش ندانم بچه آئین آمد بی جمال تو چهار من مسکین آمد عالمی رفت به سیرنگی و رنگین آمد دامن ماتیه سنگ از دل سنگین آمد	فال از داغ زدم دل چمن آئین آمد پیشکس از غم اسباب بنیاد بیرون چه محال است سر از خواب گران بردام صفحه سادّه هستی رقم غیر نداشت سایه از جلو خورشید چه اظهار کند خون بدل خاک لبر آه بلباشک بچشم در خزان غوطه زن و عرض بهاری دریاب صبر کردیم و بوصلی نرسیدیم افسوس
بیدل اسوده تر از موج کبر خاک شدیم	رفتن از خویش چه مقدار تمکین آمد
بگواز بهر زاده یکد و تا مسواک بنشانند ز خود برخاستن شاید غبارم پاک بنشانند چو گل تاکی سپهرم در دل صد چاک بنشانند کمان چون تیر را در بر کشد بر خاک بنشانند برون چون رنگت از آئینه ادراک بنشانند مباد اوجوش خورم الفت قراک بنشانند	بهر جا باغبان در یاد مسان تاک بنشانند بسیار آفت چون شعله تدبیر میارم دمی چون صبح میخوایم قفس پر دوش بردار اگر چرخ نوازش کرد از مکش مباحث بنشانند صفای باد و تحقیق اگر صیقل زند ساع شکار حتم بلیا بیم دارد تا شانی
بشوخی مشکل است از طینتم رفع هوس بیدل	مگر آب از صفا گشتن غبار خاک بنشانند
جز بیدار تو چشمی هیچکدام نشا ده اند عاجزان چون سایه بر جای پانی افتاده اند	دوره تا خورشید امکان جمله حیرت زده اند پیشش احوال ما وقف خرام تبت

<p>رازستان کیست تا پوشد که این حق شربان مطلب عشاق نافهمیده روشن میشود بیکدل اینجا فارغ از تشویش توان یافتن جلوه او عالمی را خود پرست و هم کرد چون جاب آراوه طبعانم دیدن دریای هم شمع سان داغ و گداز و اشک و آه خن</p>	<p>خون منصو زند و بالا جوش چندین داده اند در پر عفت است مکتوبی که نفر سادده اند این منازل یکسر از آشفتگیها جاوه اند خن پرگار است این آینه با پر سادده اند در ته باریکه بردل نیست دوشی داده اند هم نهایت بار با بختسته و اساده اند</p>
	<p>بی سیاهی نیست بیدل جلوه ایجاد خلق یک قلم معنی طرازان تیره بختی زاده اند</p>
<p>همه راست ز انجمن آید که بکام دل شری رسد چند ز منت قاصدان بکداز و م دل ناتوان بکدام آینه جوهری کشم التفات از آن پری ز سعادت جهان کد بر دگر آینه داد و داد</p>	<p>من و پرستانی حیرتی که زمانه گل ببری رسد بر تو نامه بر خودم اگر م چو رنگت ببری رسد مگر انفعال گداز من بقبول شیشه گری رسد عف عف سگی بسگی خورد لکد خرمی بخری رسد</p>
	<p>ز کمال نظم فسون اثر بکد اخت بیدل بی خبر چه قیامت است بر آن هنر که بهیچ تو بهتری رسد</p>
<p>بطراز دامن ناز و چه ز خاکساری ماری رسد بفشازنگی این قفس چو جاب غنچه نشسته ام ز خا فرصت پریشان بیمار دیدم فی خزان بکشا دست کرم قسم که دیدن زیانکده ستم دل بنیوا بجا برد غم تنگدستی و مفلسی مکد ز خاصیت سخا که سیاح مرزغه وفا بدعانی از لب عاجزان نگشوده در امتحان بقبول آن کف نازنین که کند شفاعت خون کن سرشته طرب آگهان بیمار میرسد از خزان</p>	<p>پرد آن مژه به بلندنی که ز گرد سمرمه داری رسد پر صبح میکشم از اجل همه از نفس بهواری رسد همه جاست نشسته بشرط آن که دماغ ما بهواری رسد نرسد به بیت بشکلی ز در یکمان بکداری رسد مژده بر همه آورم از حیا که بر مینه بقبار رسد افتادگی شکند عصا که فتاده بعضا رسد که ز آبیاری یک نفس اثری به نشو و ناری رسد در صبر میزنم آنقدر که بیمار ز منت حناری رسد تو خیال بیدل اگر کنی ز تو بکد زو بخداری رسد</p>

زجراحت دل ناتوان بخیال او ندیم نشا
شده مبتلای زنگت و بونبر آمدم ز خود کلام

که مباد آن کف نازنین بفسوس ساید و خون کند
مگر آتش غم عشق تو بخر در سیده زبون کند

ردیف

چمن تخیل بیدلم که سحاب رشنه خامه اش
بآئل گهر افکند سر قطره که نگون کند

الذال

ای ساز بردوش تو پیراهن کاغذ
کس نیست برین خشک طبیعت نستیز
در نامه بی مطلب ما جای رقم نیست
فریاد که در مکتب بجا صل امکان
چون خامه خجالت کش این مزرع حکیم
بر فرصت هستی مفروشید تعین

تا چند پر شعله زنی دامن کاغذ
مگر آتش و گر آب بود دشمن کاغذ
قاصد نفسی سوخت در بردن کاغذ
یک نسخه از زید بگردیدین کاغذ
چیدیم نم جبهه با فیشردن کاغذ
کو یکدوش شر چین که کشد دهن کاغذ

ردیف

بیدل سرفراز این باغ نگون است
تا کی بقلم آب دهی گلشن کاغذ

الراء

غبار فرصت ازین خاکدان و بزم گیر
بجاست با بزم وحشت تعلق او نام
بعالمی که توفی نارساست کوششها
زمین طینت مانیت کینه خیر نفاق
ز حال ما بغافل گذشتن آسان نیست
درین چمن نفسی میکشیم و میگذریم
زمان فرصت دیدار سخت موهوم است
اگر فتم اوج پرست اعتبار غنایت
همین کشاکش او نام تا ابد باقی است
نفس درازی او نام خرات آهنگ است
ز ساز عجز بر جان نفس زدم بیدل

که پر گشت سحر تا دهن گشود شیر
بناله نیست میتر گستن بخیر
و گرنه ناله عاشق نمیکند تقصیر
باب آتش با قوت کرده اند خمیر
چو آب آئینه داریم خاک و آئینه
مهر گمان بجا خانه آرمیدن تیر
بسایه مرثه نظاره میکند شبگیر
بنار سانی بال بکس کلاغ گیر
فما بجاست تو خواهی بزی و خواه بمر
بسر ما نرسد عذر ناله را بپذیر
بقدر جوهر آئینه شد بلند صغیر

	در طلسم و راز ما میستوان بر دین اثر گرد ما چون صبح دارد دامن چاک جگر	
موج آرا میدهد دارد چین و امان گهر زین ره آخر میری خود را در گز حمت بر ایخراست موج کو هر سر اندکی آئینه بر قاصدی هم از تومی باید زما گیرد خبر اشیان خمیازه گشت از دسگاه بال و پر هر کرا ذوق نمایش بیش کلفت بیشتر بر حلاوت بسته دل تا در گره شد مشک هم تو خواهی بود صبح خویش تا صبح دیگر سر هم ای غافل نمی از رد بچندین درد سر گر پری خواهی تا شاکن دکان شیشه گر	زین محیط آخر بچام عاقبت خواهم رفت عالم امکان نمی از رد بچندین جستجو بیش ازین بر نماز نتوان خفت تکمین کجاست سایه گم گشته را خورشید میسازد سرا عاقبت مخمور شد تا ساغر جرات زدم بر ندارد دست زنگار از کین آئینه را گر فلک بی اعتبارت کرد جای شکوه نیست عکس فردا چند ازین خاک غبار آما دهات چند باید شد هوس سر سوده کسب عیب و دود سودای تنه از دماغ خود بر آرد	
	در دکان و بهم وطن بیدل قماش غیر نیست خود فروشیهاست اینجا غیر را از ما خبر	
هر چند ربت قطع شود باز سر گیر دستی که نیایی بگریبان لم گیر ای شعله دمی با نفس سوخته در گیر آئینه شود هر چه بود عیب بسز گیر سروقت گریبان کن و دریا بهر گیر دل را بطیش آب کن و آئینه بزر گیر خمیازه بهار است نفس جام سحر گیر ای شمع ز آتش پرواز بزر گیر کوهر سر مویم ره صحرای دگر گیر	در عشق به پرواز نفس آئینه بر گیر بیجای صلی است آنچه تحصیل جنون نیست تا چند زبان گرم کند خجلت یافت حیرت خبر از رشتی آفاق ندارد آئینه اسرار دو عالم دل جمع است خود داری و اندیشه دیدار نال است در محفل هستی نبود جاس اقامت مزد طرب اهل وفا وقف طلب نیست امید بکوی تو بمان خاک نشین است	

از نامه من در پر طاووس خبر گیر	حرفی ننوشتم که دلی خون نشد اینجا
	بیدل بره عشق زمین نزل اثری نیست با آبله گر بر سر مفت فخر گیر
<p>ز مارنگی تراش و در کف پایش جانا بنگر درین رو تا ابد از خود رو و رو بر قفا بنگر گریبان چاکلی و عربانی من در قبا بنگر سر پای خود ای غافل بحشم نقش یا بنگر که ای غافل زمانی خویش را از نا خدا بنگر ز رفارت قیامت میرود بر دل بیا بنگر قیامت دستگانیهای آن شرکان عصا بنگر که عرض هر چه خواهی چون نگه از خود برآ بنگر بعبرت استخوان کن سر و بال یا بنگر با آن چشمی که خود را دیده باشی سوی ما بنگر</p>	<p>گل غجری تصور کن نیاز کس بر ما بنگر ز حیرت خانه اسباب سامان گذشتن کن چه لازم پرده بردارد حجاب از ساز مو هوس بسیار رفتن آماده است همچون شمع اجزایت حجاب بمیر و پایت پیامی دارد از دریا خرام سیل در ویرانه ها دارد تماشائی نگاه ناتوانش سرمه کرد اجزای امکا زبان بخودی افسانه تحقیق میگوید سواد انتظار جاه تا چشمت کند روشن با نضاف حیاتا پرده بر روی جدل بندی</p>
	که دورت خیز او نام اندا بنای زمان بیدل دم حاجت دماغ این عزیزان را صفا بنگر
<p>چو انگریم عرق چسب و بود خاکستر نموده اند مرا در شکست رنگ اثر نمیر و و بفتانند غبار دامن تر نمک زدند کباب مرا ز خاکستر چو عکس پرور آینه احتیاج مبر بجز نفس نتوان رفت از بساط سحر خبر گیری که از ما گرفته اند خبر خمار خواب گلش گر کنند ازین بستر</p>	<p>دمی که شعله شوق تو داشت سیر جگر سراغ صبح مهربای عرض کم شد نشت طپش که در تم از طبع منفعل پرور نداشت مائده عمر بی فنا مرثه گرفتم اینکه بخود و ارسی چه خواهی کرد فروغ محفل بی آبروی عمر هوست در ای قافله رنگ سخت خاموش است ز نیک و بد مرثه بستان هجوم عافیت است</p>

تظلم تو بختی نمی رسد بیدل درین بساط بامیت بخیه حب	
سیر کلزار که یارب در نظر دارد بهار موبو از حسرت زحمت بستم میکند نیست در بار و مانع آشفنگان این چنین	کز پر طاووس دامن برآمد بهار هر که گردد بسلط بر من نظر دارد بهار آنقدر صبری که بار زنگ بردارد بهار
زخم دل عمریست در تار نفس خوابانده ام در گریبانی که من دارم حسرت دارد بهار	
این بحر ایک آبله دشت سراب گیر کچینی خیال بامیت و اگزار کیفیتی به نشئه عرفان میرسد خبر خاک دل نشین عشق نیست خاموشیت نظر بقیقین باز کردنت بیدری از خیانت اعمال زندگیت قاصد سواد نامه عشاق نیستی است	گر تشنه چو آبله از خویش آب گیر چون یاس از گدازد و عالم گلاب گیر چشمی بخویش و اکن جام شراب گیر چون صبح گر نفس شده آفتاب گیر اینکه بضبط نفس چون جاب گیر از بر نفس که ناله نداری حساب گیر بردار مشقت خاک ز راه و جواب گیر
از تشنه فیض نقد نبوده است بیچکس بیدل تومی خورد دل زابد کباب گیر	
خاک مانا مه بجانب یار دوق آینه سازنی داریم عیش مردم خیال نومیدیت شاد آیند بهار آمد چون گبر کسب عزت آسان نیست طایر گلشن قناعت ما فرستی نیست نقد گیری صبح	می فرستد ولی ببط غبار از عقیقه های خجالت دیدار حیرتی خون کن و ببار غبار تخم اشکی بیاد جلاوه بکار سر کعب گیر و آبرو بردار وانه دارد زبستن منقار ای هوا مایات نفس بشمار

حیرت قدر این و آن چشمی است	زنگ تاشکنی مژه بردار
	سخت نتوان گرفت دامن دهر بیدل از برج بگذری بگذار
نه جام باد و شناسم نه کاسه طنبور سفال خشک غنیمت شمر که مذهب است وجود عاریت آئینه دار تسلیم است اگر نه کوری غفلت گرفته مژگان است زنگ زاده با بگذرای برودت طبع اگر رهی باد بگاه در ددل میبرد خلاف قاعده اصل آفت انگیز است مروت است گهبا ن عاجزان و نه کشیده اند درین معرض شبیانی زیاد دورم و صبری ندارم ای ناصح سر بریده بخوشد چرا ز میکر شمع منی بجلوه رساندم که در تونی کم شد	جز اینقدر که جهان یکیه است چندین شود شکست کاسه و مور بخت از سر مغفور خواه غیر خمیدن ز پیکر مزدور کشاده چشم بدان جز تبسم لب کور بحق ریش و دوشاخی که نیست کم ز شور شکست شیشه ما خجلی نداشت ضرور حذر کنسید ز آبی که سر کشد ز تنور دیت نخواسته هرگز کسی ز کشتن مور عسل طافی نیش از طبیعت زنبور دل شکسته همین ناله میکند معذور بغفلت اگر آئینه میباید منظور نداشت آئینه عجز بیش ازین مقدور
	ز سر دهمی ایام دم مزن بیدل مباد چون سحر است از نفس دمد کافور
چشم و اگر دم بخوش اما در آغوش شرار داغ نیز نگم که در اندیشه رمز فنا کسوت دیگر ندارد خلعت عریان تنی کو و داع الفتی با این و آن پرداختن	غوطه خوردم در دل خجلیت فراموش شرار منظر من بودم و گفتند در گوش شرار میداد پوشیدن چشم از برودش شرار کز و داع خویش لبریزم چو آغوش شرار
	نیست آسان از طلسم خویش بیرون آمدن بیدل اینجا محمل سنگ است بر دوش شرار

<p>سیر گلزار که یارب در نظر دارد بهیا ای خرد بوی گل دیگر سداغ ناگه کهنه درس فطرتیم ای آگهی سرمایگان ساعتی چون بوی گل از قید پیراهن برآ زندگی میباید اسباب طرب معدومست</p>	<p>کر پرتاوس دامن در کمر دارد بهیا در جنون سر در دمارا بنجبر دارد بهیا چند روزی شد که مارا از چه بر دارد بهیا کز تو چشم آشنائی اینقدر دارد بهیا رنگت هر جا رفته باشد در نظر دارد بهیا</p>
<p>چند باید بود مغرور طراوتهای و هم شبنم اسباب است بیدل چشم تر دارد بهیا</p>	
<p>خیال زلف که وا کرده آه در زنجیر نشاند ام بر راه انتظار جنون امل بطبع نفس صبح وحشتی دارد چه ممکن است ز سودای طره ات ستن به تنگای سپهرم فریب نتوان داد</p>	<p>که عجز ناله ما کرده راه در زنجیر هزار چشم تنی از نگاه و در زنجیر هنوز ریشه نهفته است آه در زنجیر نیشته ایم پروزیایه در زنجیر شکسته ناله مجنون کلاه در زنجیر</p>
<p>هجوم ناله ام از راحتم کمو بیدل کشیده ام نفسی نگاه و در زنجیر</p>	
<p>تا کنم از هر بن موزنگ مستی آشکار سوختن میباید آخر از کف افسوس من غم نوانی کو که از مادر کشد در دلی سر مستاب از چاک جیب و دامن دیوانی دل بذوق وصل نقشی میزند بر روی آب ای که هوشت نغمه از بال پری وامیکند انتقام از دشمن عاجز کشیدن کار نیست باتن آسانی ز ما کم فرصتان نتوان گذشت از نفس چون صبح نتوان بخیزد بر جیب</p>	<p>جام میخوابم درین میخانه کین طاوس وار دامنی بر آتش خود میزند بر کت چنار آب هم در ناله می آید بذوق کوهسار شانه در کار دارد در شینخت روزگار ایهوس آینه بشکن سخت بیرنگست یار بر شکست نشسته ما هم زمانه کوشدار گرت مردی این خیال بویچ از خاطر برآر برق بزم دارد حسابی با خس آتش سوار روزن این خانه بیدل تا کجا بندد غبار</p>

	از بس که زو خیال تو ام آب در نظر مژگان شکسته ام زرگ خواب در نظر	
جز لفظ نیست معنی نایاب در نظر یک نقطه یوچ و این همه اعراب در نظر ایام و تخیل و اسباب در نظر گر باشد رعایت اداب در نظر سر تا سجود مایل و محراب در نظر		ای جلوه انتظا رپری شیرین خون شد دل از تکلف اسباب زندگی بیچاره آدمی به تکلف کجا رود مکها چو شبنم بس و چشم جاوید بند دیگر ز ساینه دم تیغ کجا رویم
	آسوده ایم در کف خاک ترا امید بیدل کراست بستر سحاب در نظر	
صبح شد بی پرده از خواب گران بردار سر بست بی سعی بریدن پای و بی رفتار سر کای حریفان نیست اینجا عافیت درآر چند باید داشت باب کو فتن چون بار سر غنی را بعد از دمیدن میشود دسار سر شمع سان چندا که مقدارت بود بردار سر همچو شمع کاش بودی یکت پریدن وار سر چون گهر بی گردن اینجا میدم بسیار سر		تغ در دستت یار از جیب بیرون آر سر فال آهنگ شهادت زن که در میدان عشق از زبان بی نوا می آید بگویش از گرد خلق دل فارغ کن و آسوده باش حاصل وارتگیهای دلم آشفنگی است در جهان بی نیازی جز شهادت با نیست با که امین آبرو گردن توان افشرد ختن جوش بگری نیازی بشه اسباب نیست
	اشک و مژگانست بیدل برکت و ساز این چنین می نهد بر غنچه بر بالین چندین خار سر	
ز پری پیامی اگر کشی بکان شیشه گران گذر که بکام حاصل مدعا بتلاش ریشه رسد سر چو سحر چاک دل آمده بگلی که خنده رسد سر ستم رنج قدم بری بخرام آینه در نظر		چه رسد ز شیشه معنوی بدماغ پیش پنجر در اعتبار اگر زنی بگذر سازش دوستی نکه تو در چمن هوس ادب انتظار چه عبرتی چو سر شک تا نخشی سری بگذر جاوید خودی

بشمار عیب گذشتگان گشای لب تر ز بان بوس حلاوت این چنین بسر و بجهه گره ز بان	اگر از حیا نگذشته بفسانه پرده کس مدر بهوا چه خط که نمی کشد تری از طبیعت شیشه گر	
ردیف	نرسید دامن تپتی بتپلم غم سیکه زده ایم دست بریده بر زمین چو بیدل پی کمر	المراء
نرگش و امیکند طومار استغنائی ناز از غبارم میکشد دامن تاشا کرونیت گرچه رنگ شوخ چشمی بر نمیدارد حیا سرو او شکل که گردد مایل آغوش من بس که آفاق از اثرهای نیاز من پرست گر تغافل دامنست گیر و بدل خون کن نفس	یعنی از مرگان او قد میکشد بالای ناز عاجز بیای نیاز و بی نیاز هیای ناز در عرق یکسر نگه می پروردیهای ناز خم شد نه بار برده اند از گردن مینامی ناز در بساط جلوه و نتوان یافت عالی جای ناز با تغافل تو ارم افتاده است سر پای ناز	
چشم کو تا از قماش حیرت آگاهت کند سخت یرنگست بیدل صورت دیبای ناز		
بی پرده است و نیست عیان راز من هنوز خاکستری ز آتش من گل نکرده است یک جلوه انتظار تو در خاطرم گذشت چون شمع خامشی که فردزی دوباره اش ای محو جسم دعوی آزادیست کجاست اندوه غربت آب نکرده است پیکرت مگرم نکرد این از آشوب زندگی از بی نصیبی من غفلت بهوا میرس	از خاک میدمد چو گلیم پیر من هنوز دل غافل است از رنگ سوختن هنوز آینه میدمد سر پای من هنوز میسوزم سپهر چراغ کهن هنوز یعنی ز پرده نیست بدون پرزدن هنوز گل نیست ای ستم زده را و وطن هنوز جمع است شتهای اعل در کفن هنوز در خون طمید شوق و نلشتم چمن هنوز	
بیدل غبار قافله سر زده تا زیم مقصد گم است و میروم از خویشتن هنوز		
بویج است سر بر فلک بیمار مغز	چون شیشه زین که و مطلب زینبار مغز	

سختی کشند چرب سرستان روزگار
اصرار در طبیعت کم طرف آفت است
راحت کند سختی ایام نرم خوشی
ذوق خوار طبیعت پاکان نمیدارد
نقد است انتقام شکفتن درین چمن
بی معرفت بفتوی تحقیق گشتن است
عمریت آسمان بهو افسرخ میزند
کو سر که فال عشرت سامان کند کسی
ناصح بکش طرائد عشرت بگوش من

از زخم سنگ چاره ندارد چهار مغز
از استخوان بسته برآرد و مار مغز
از استخوان بخویش برآرد و حصار مغز
چون پوست شکل است و مد آشکار مغز
جوش شکوفه می کشد از شاخار مغز
از هر سر یک مغز ندارد و برآر مغز
گردش زلفت از سر بی اعتبار مغز
نبود حباب قابل یک نقطه دار مغز
دارم سر یک کاشسته در پنبه زار مغز

بیدل دماغ سوخت طرز فکر ما
مانند نال خامه و مدبار بار مغز

زنگ طاقت سوخت اما و حشت آغازم نبود
زین چمن عمریت گلچین تاشای توام
زندگی وصل است اما کوسه و برکت تمیز
کی برم چون صبح کام از عبرت جان بختن
رفته ایم عمریت زین محفل بغزم و رستم
سوختن از شعله من خامی حسرت نبرد
یک نفس عمریت از سوز جنون خاکستم
مشت خاکم تا کجا چرخم به پستی افکند

چشم بر خاکستر بال است پروازم نبود
دور از اغوش خیالت یک گل اندازم نبود
چون نفس صیدم فقر اک است میانم نبود
من که چون گل از ضعیفی رنگت میانم نبود
ساده لوحان رشته می بندند بر سازم نبود
دیده ام انجام کار و داغ آغازم نبود
چون نگه در سرمه هم میبالد آوازم نبود
نقش پاگر افرم سازد سرافرازم نبود

شب نیم رم طینتم بیدل افسردم چه باک
میرسد گر کجایان بی طاقی تا زرم نبود

هر کجا آئینه ما گردد از زنگار سبز
جز و ما را مانع کیفیت کل بودن است

گر همه طوطی شوی توان شد اینمقدار سبز
سنگ هم در شیشه میخلطد چو شد که سار سبز

<p>کسوت ما هر چه باشد ناله خون آلوده است صورت خاکیم و دام اعتباری چیده ایم برق حسن نو خطی در گل گرفت آئینه را زنگ می بند دولت چندان عزلت خون عالمی را دستگاه از مرگ غافل کرده است چون خط پرگار هستی حلقه در گوشم کشید</p>	<p>طوطیا نرا کم شود چون بال و پر منتقا رسد ریشه مارا دمیدن میکند ناچار سبز جلوه گر اینست گرد و تشنه دیدار سبز آب هم میگرد و از آسودن بسیار سبز خشک گرد و هر چه می بینی درین گلزار سبز کرد آخر گرد خود گردید غم زنگار سبز</p>
<p>آبروی مرد بیدل با هنر کوشیدنت نیست از شمشیر با خنجر تیغ جوهر دار سبز</p>	
<p>از جیب هزار آئینه سر بر زده باز هشدار که پرواز غرورت نرساند بی تیره دلی کس نشود محرم خویش خون کرد دولت سعی فردن چه خیالست از خاک دمیدن بجا صرفه ندارد</p>	<p>ای گل ز چه زنگت اینمه ساغر زده باز دل بیضه و بهم است ته پر زده باز ای سرمه درین حلقه بی در زده باز خاک دل مارا ته بستر زده باز ای گل ز گریبان که سر بر زده باز</p>
<p>بیدل چه خیال است درین راه تلفری اشکی و قدم بر مرده تر زده باز</p>	
<p>ای بخودی ز آئینه هم زنگت ریز شورشکست شیشه درین بزم قفل است روزی دو دروفا که فقر صبر کن ای جستجو اگر هوس آرمیدن است مفت است اگر تو هم بغیا مشتم شوی زنگ ادب بر بختی از سرم آب شو آرامگاه وحشت زنگد غنچه ها غار ت سرشته نگه کافر تو ایم</p>	<p>یعنی غبار من بسر نام و ننگت ریز چندی بجام و هم شراب برنگت ریز بر شیشه خانه هوسی چند سنگت ریز خو را بجای آبله در پای لنگت ریز چون مار ساز آنچه نداری ز چنگت ریز کوهر نه بسته چو عرق بید زنگت ریز خو هم بر آستانه کلهای زنگت ریز یاد از غبار ما کن و طرح فرنگت ریز</p>

ما وعده گاه خجرت کشیدایم	خون فسرده که نگویم چه رنگت ریز
رویف	بیدل مال هستی موهوم ما فاست این قطره را همان بدان نهنگ ریز
درین بساط هوس پیش از اعتبار نفس شرار آتش کاغذ زده است فرصت عمر هزار صبح درین باغ بار حسرت بست بجای که من از دست زندگی داغم غرور هستی ما را اگر انتقامی بود اشاره ایست تا مل یقین چشم حباب	همان بدوش هوا بسته گیر تا نفس خشا ندن پرمانیست جز شمار نفس گشاده گبر تو هم کید و دم کنار نفس نکرد دانش افسرده هم دوچار نفس بس است اینکه خمیدیم زیر بار نفس که دیده وانشود تا بود غبار نفس
	فلک بسا غم خمیازه سرخوشم دارد چو صبح میکشم از زندگی خمار نفس
ساز هستی اقتضای دوری تحقیق داشت جز بزیر خاک نتوان گرم آوازی شنید گر نیاید باورت از حیرت آئینه پرس	موج هم آخر بر آورد از دل جیون نفس اغصیا از بس که در دیدن چون قارون نفس صبح ما آهی است شام ما میدن چن نفس
	در دانشا میکند کسب کمال عاشقان مصرع آه است بیدل گر شود موزون نفس
چند نشینی بکلفت دل مایوس کل بکف و در غم بهار فسرودن ساز حجابی نداشت محفل هستی تا نکند خجالت انفعال تریا صد چمن امید و لیک داغ شکفتن ناله در اشک ز در عجز رسانی چیت مجاز انفعال در حقیقت	همچو دویدن بطبع آبد مجوس مرد تخیل پرست جلوه محسوس سوخت دل شمع ما بجهت فادوس شبم ما را هواست پرده ناموس نامه رنگم که بست بر پردهاوس آب شد این شعله از ترقی معکوس جلوه عرق کرد و گفت آینه مجوس

بیدل ازین مزرع آنچه در نظر آمد دانه امل بود و آسپاک فوس	
کاروان باندارد گردی از صوت نفس از هوس بایچ قانع شو که اینجا عنکبوت باغ امکان را شکست رنگ میباشد کمال بی غباری نیست هر جامشت خاکی دیده ایم لذت در محبت هم تا شاگرد نیست چون با گابی رسیدی گفتگو با محو گیر	صبح بروش شکست رنگ می بند و جرس میکند صید بجا در سایه بال مکس ای کجایم فرصتی داری بکام خویش رس شد یقین کز بعد مردن هم نمی سپرد نفس دل بذوقی میخورد و خنم که نتوان گفت بس کشت چون منزل نمایان ماند از ناتس جرس
تا توانی صبر کن بیدل در بن کلفت سرا چون سحر آخر پر پرواز خواهد شد نفس	
زندگی محروم تکرار است و بس از عدم جوئید صبح ای غافلان ای سرت چون شعله بر باد غرو کاری از تدبیر نتوان برد پیش	چون شهر این جلوه یکبار است و بس عالمی اینجا شب تار است و بس اینکه گردن میکشی دار است و بس هر که در کار است بیکار است و بس
رویف سین	
شکست خاطری دارم میسر از فکر تدبیرش نفس می بست بر عماد ساز حباب من سراز سودای بستی اینقدر نتوان تهی کرد درین صحرای حیرت گردن رنگ که می باله نفس با سوختم در عرض مطلب آب شد زنجبت تیره عاشق را چه امکانست آسودن جوانیهای او نامت باین خجالت نمی آزد غبار دل بتابراج طپشهای نفس دارم	که موی چینی آنسوی سحر برداشت شبگیرش بیک بست و گشت چشم آخر شدیم وزیرش که شست این کاسه را یار بآب موج خمیرش که مرگان در پناه و سس دارد گردن خجیرش عرق کرده آه من آخر ز خجالت های تاثیرش که چون مرگان بهم آرم سیاهی میکند پیش که چون نظاره خنم گردیدن مرگان کند تیرش صدائی داشت این دیوانه در آغوش نجیرش

نگاهش تا سر مرغان بچندین ناز می آید	باین تکین چه امکانست از دل بکند و تیرش
نخندین سیهها کردم که از خود رفته ام بیدل	رساند این شمع را با نقش پای خویش شبگیرش
از آنکه ز خود بردم تنای سر غش	چون اشک پر از رفتن خود کرد ایا غش
هر چرب زبانی که بشوخی علم افراشت	کردند چو شمع از نفس سوخته داغش
رحم است بر آن خسته که چون آوند است	در گوشه دل نیز ندادند سر غش
فریاد که در گلشن امکان نتوان یافت	صبحی که بشبها نکشد بانگ کلاغش
حیرت چمن مستی و مخموری و بهیم	تمثال در آینه شکست ایا غش
خاکسترش از دود نفس بال فشانست	اتش قفس فاخته دارد پر ز غش
در مملکت سایه ز خورشید نشان نیست	ای خیر از ما نتوان یافت سر غش
از شیوه رنگین و فایه چ می رسید	دل آنمه خون گشت که بردند بیاغش
بیدل من غزلی که ز کلماتی الفت	
خاکستر پرواز بود با و چراغش	
دل بکام تست چند اینجومی اظهار باش	ساغری داری شکست زنگ را معمار باش
فیضها دارد سخن بر معنی باریک هیچ	گردل آسوده خواهی عقده این تا باش
هیچکس تست نشان داغ بی نفعی باش	چتر شابی گریه باشی سایه دیوار باش
بی نیاز بیای عشق آخر بهیچت می خرد	جنس موهومی دور روزی بر سر بازار باش
بر قدر مرغان گشائی جلوه در آغوش تست	ای نگاه مفت فرصت طالب دیدار باش
یک قدم راه است بیدل از تو تا دامن خاک	
بر سر مرغان چو اشک اساده هشیار باش	
جفا جوئی که من دارم هوای تیر مرغانش	بود چون شبنم گل و نشین بر زخم پیکانش
بگردش هر نفس باد بیاری دست دیار و	چه لازم آشنایانت کند وضع پریشانش
گناه دل گذار جوهر تدبیر میخوابد	گره باقی است در کار گهر تابست و دندانش

<p>جهان هر چند در چشمت بساط ناز می بیند ادب ابرام را هم در نظر همواری سازد برنگ بیهوده طاووس چشم بسته دارم ندام و اصل بزم یقین کی میشود زاده</p>	<p>تو بیرون ریز خون را در فشرده های مرگش بخشکی عینیت مکر و از بر شیم وضع جسمانش که یک مرغان گشودن میکند صد رنگ جیرانش هنوز از سبزه می لغزد بعد جا پای یانش</p>
<p>شخص معدومی پیش هم خود موجود باش مال و جاهت شد مکر بعد ازین دل جمع کن جوهر قطع تعلق تاب هر نامرد نیست شکوه و رونا رسانی را نیسازد علاج راحتی گریست در آغوش سعی بخودست</p>	<p>چمن زار جرات بیدل از تیرش دلی دارم که حیرت غنچه می بسند و بقدر یاد پیکانش</p>
<p>خانه آینه بیدل نیست بر تمال تنگ حلقه بر در زن و گوشش جیت مسدود باش</p>	<p>ای شرار رنگ از انعام توان دو دوش یکدور روزای خنجر کو حرص ناخشنود باش ای امل جولا به فطرت محو ناپود باش اگر همه صد رنگ سوزی چون نفس بید و باش ایکلم لغزش چو مرغانهای خواب آلود باش</p>
<p>جوانی دامن افشان فت پیری همزدن باش بدوش زندگی چون سایه دارم بار اندوخی وداع ساز هستی کن که اینجا هر چه پیدا شد قفس شکسته تا وانا پیر رنگ پروازت مزاج ناتوان عشق چون آتش تری داد</p>	<p>گذشت از قامت خم گوش بر آواز خنجرش که نتواند چنین برداشتن از خاک خنجرش نفس گردید بر آئینه تحقیق تمثالش که هر کنج شک پرور دست خفا در ته باش که چون خاکستر بنیاد هستی نیست تجالش</p>
<p>بهر کلکی که پردازند احوال من بیدل چو تار ساز ناله تا قیامت ناله از نالش</p>	
<p>اگر چو غنچه میسر شود شکستن خویش چو گل نه صبح کنیم و نی بهار پرست برنگ شمع درین انجمن جبهانی را</p>	<p>توان شنید صدای زو دام جستن خویش شکفته ایم ز پهلوی سینه جستن خویش بسروداند هوای ریانشستن خویش</p>

نہیستہ ایم چو مضمون بفکر بستن خویش	کمند صید حواس است گوشہ گیر بہا
	شکجہ دام بود مفت عافیت بیدل چو بوی گل بگنی آرزوی رستن خویش
عالمی در پردہ است از شوخی پیراہنش دل بیاد آورد تا دل ہمہ بام آوردنش چون نگہ ربطی ندارد دل بمرگان بستنش مُحَرَّہ زن این صفحہ را چند آنکہ سازی شنش عالمی با گردنہاں کرد از خود رفتنش شمع رنگ رفته می بیند بہان پیراہنش	بی نشان خشنی کہ جز در پردہ نتوان دیدنش مزد چندین قدرت عجز است اگر وامیری نقد عاشق از دو عالم قطع سودا کردن است ہمت زنگار غفلت می بری چند از دولت یک نگہ پیش از شرار بوش نگشودیم چشم در غبار فوت فرصت داغ خجلت میکنم
	جز عرق بیدل زموی پریم حاصل نشد آہ ازین شیری کہ خجلت میکند در روغنش
کہ ز کم می پرد کہ می پد خاک سر کوشش نگاہ ہم کاش سامان عرق میکرد بر رویش دو عالم معنی بار یک قربان سر مویش کہ ہر جا سر بر آرد شمع در پیش است ز آتش تغافل رفت بر طاق جمال ماہ ابرویش چو ماہ نو بہان روزی خور عجز است پہلویش سر غلطید فی زمین عرصہ بیرون میبرد شویش کہ گر سیر گلی در خاطر افتد میکنم بوشش	صبا ای یک مشتاقان قدم فہیدہ نہ شویش درین باغ اتفاق شب نم و گل کرد حیرانم ز برفش بستہ ام دل از مضامینم چه پیری نہ خلوت مایلم فی انجمن سیر نہت در دامن شکست شیشہ من تا کجا فریاد بردارد غبار آلود ہستی گر ہمہ بر آسمان تازد کہ باب وحشت اشکم کہ چون بہیست و پاگرد بہار آلودہ رنگ تمنایت دلی دارم
	بوصل از ناتوانی رنج بجران میکشم بیدل نذارم آنقدر جرات کہ چشمتی و انکم شویش
تا رفتن دل پای تقاضا نہد پیش آن کیست کہ چون شمع سراز پانہد پیش	اشکم قدم آبلہ فرساتہ بہ پیش انجا کہ بود تیغ تو خضر رہ تسلیم

مفتست غما چشمی اگر سیر توان کرد حرصت همو که قطره تقاضاست خدکن ما و غم اشکی و سجد سر را می	زین بیش کسی نعمت دنیا نهد پیش تا کاسه در یوزه دریا نهد پیش تسلیم وفا تحفه برب جان نهد پیش
بیدل بشمر بند گریبان ندامت آمدست که در خلوت دلها تنهد پیش	
مناع هستی دارم پرس از بود و نابودش توان از حیرتم جام دو عالم نشسته پیودن ز سر تا پای من در حسرت دیدار میکا بد بتقلید سر شکم ابر شوخی میکند اما جہانی در تلاش آبر و ناکام می میرد	بعد آتش قیامت میکند گروا کنی دودش نگاهی سوده ام مشب بلبهای می آلودش بآن ذوقی که بر آئینه دل باید افزودش که از کم نالکی آخر فشاری میکند جودش نمیداند بغیر از خاک گشتن نیست بهبودش
درین محفل رموز بیچس سپیان مینماید سیاهی خورون بر شمع روشن میکند دودش	
هر که روم از خویش بسودای خیالش از کلفت آئینه عشاق خدر کن سرگشتگی ذره خورشید عیان است بر چند پروان جستن ازین باغ محال است عمر که از جستن شر حسته نخندد	طوفان کند از گرد ریم بوی جالش بر جلاوه اثر میکند افسون کمالش ای عامل ظالم نظری کن بجداش دامن بوامی شکند سعی نباش بگذار که پا مال کند گردش سالش
بیدل تقفس کرده ام از گلشن امکان رنگی که نه پرواز عیانست نه بالش	
بیار وضع جهان دیدم و سر کارش با سمان مژده من منسرو نمی آید رانی از کف حیات عشق ممکن نیست بگیرم که چه مضمون در آستین دارد	برنگ رفته نوشتم برات کلمه اش بلند ساخته حیرتست دیوارش کمند جای قفس میکند گرفتارش نگاه بجز نه شست فخر طومارش

ز شیخ مغر حقیقت مجو که همچو حباب
چو شمع ببل این باغ بسکه عجز نواست
نوضع دهر سراپا از خلق گوشه گزین
خرام یار ز عمر ابد نشان دارد
ادب ز شرم نگ آب میشود ورنه

سری ندارد و اگر وا کنند دستارش
شکستن پرنگست سعی منتقارش
گهر سرسیت که دریا نمیکشد بارش
در آب خضر نشسته است گرد رفتارش
شنیده ایم که بی پرده است دیدارش

ره جنون کده دل گرفته بیدل
بیا چو آبله نتوان نمود هموارش

چه لازم جوهر دیگر نماید پیکر تنغیش
در نحیف که یک خواب فراموش است رختها
بجنون بیدلان گویند ابرویش سری دارد
کنند گرد از کد امین کوچه خون بسلم یارب
درین میدان مشو منکر تلاش ناتوانان را

بست از موج خون بیگنا مان چو تنغیش
کجا پہلو نهد کس گر نباشد بستر تنغیش
سر سودائی منہم قبربان ستر تنغیش
سراغ نقش پائی کرد و ام با جوهر تنغیش
مه نویم سری می آرد آخر بر سر تنغیش

بقطع زندگی بیدل نفس مهلت میخواهد
رموز بی نیامی روشن است از پیکر تنغیش

عمر باشد بی نصیب راحت از چشم خویش
زین چمن صد رنگ عریانی تا شاکر دهم
خواه دریا نقش بندم خواه شبنم گل کنم
نه فلک را یک نفس می بندد انداز نگاه
شوق دیدارم بر آئینه طوفان کرده ام
غیر موبومی دلیل مرکز آرام نیست

چون نگه پا در رکاب و خشم از چشم خویش
همچو شبنم در گداز خجسته از چشم خویش
رفتنی پیدا است در هر صورت از چشم خویش
تا کجا باد فشار و سبقت از چشم خویش
عالمی دارد سراغ حیرتم از چشم خویش
میگشاید ذره راه خلوت از چشم خویش

ردیف

امتحان الکی بیدل سراپایم که اخت
همچو شمع افکنده آخر بستم از چشم خویش

صدا

گرفته است مرادیده تا بد امان رقص

چنین که داد ندانم بیا وستان رقص

<p>ز خود تپی شو و شور جنون تا شاکن ممکن تغافل اگر رخصت نگاہت هست با عتقاد نفس اینقدر چه مینازی مگر بیاد فروشی غبار ماورنه باین ترانه صدای سپند میبالد</p>	<p>بکام خویش کند شعله آتیشان رقص شرار کاغذ ما کرده است سامان رقص که اشک صرفه ندارد بدوش مرغان رقص ز خاک راست نیاید هیچ عنوان رقص که تا خود نتوان ست نیست امکان رقص</p>
<p>رویف</p>	<p>طپش ز موج کبر کل نمیکند بیدل نگر و اشک من آخر بچشم حیران رقص</p>
<p>مباد و امن کس کسیرم از فنون غرض نداشت ضبط نفس نیز عافیت منظور دل از امید پرواز چهل مفت غناست حرف پیشه ابرام بودن آسان نیست ز بحر پیر و سیری نبرد چشم حباب سراغ انجمن کبریای دل جستم</p>	<p>کف امید حنا بسته ام بچون غرض شنیدم از لب خاموش بزم فنون غرض جهان تمام فلاطون شیخ از فنون غرض حذر کنسید ز فرما و بیستون غرض راست منفصل از کار نگون غرض طپید و گفت همین یک قدم برون غرض</p>
<p>بروی کس مژه از شرم برنداشته ایم مباحث بیدل ما اینقدر زبون غرض</p>	
<p>ای بخت مسوز نفس در هوا فیض صبح از نفس پری بتکلف فشانده رفت بخت چه ممکن است کشدنک انتظار چشمت ز خواب باز نگرویده صبح رفت حسن از سوا و حیرت الفت نمیرود عمر سیت در کمین که ساز خموشیم</p>	<p>بی چاک سینه نیست چو صبح آشنای فیض یعنی دین شکله تنگست جای فیض مردن ازین باست که باشی گدای فیض ترسم ز گریه و انکس خونهای فیض لغزیده است در دل آینه پای فیض چین کرده است ناله کند رسای فیض</p>
<p>رویف</p>	<p>آغوش صبح میکند اینجا و داع شب بیدل بقدر نفی تو خالی است جای فیض</p>

گشتم از بیدست و پانیها بختک در محیط چون بغزلت خو گرفتی فکر آزادی خطاست غیر بکاری چه می آید ز دست مغلان عالمی را میکنی زیر نگین اعتبار قابل تحریر اشکم نیست طومار دیگر محرم او نیست گرد خویش میگردیده باش	کشتی از تسلیم پیدا کرد ساحل در محیط آب گوهر گشته نتواند شدن دیگر محیط نیست شیر نایوان را بیکر لایع محیط گر شوی بر آبروی خویش چون گوهر محیط صفحه واری شاید از طوفان کند محیط حلقه گردا بسا دارد برون در محیط	
رویف	دشگاه هستی ارباب معنی باده نیست بیدل از چشم تر خود میکشد ساغر محیط	ظاء
دارد از ضبط نفس طبع هوس پرور چه خط ای که میخوای چراغ محفل امکان شوی چون کمان بیابایت با گوشه تسلیم ساخت داغ محرومی همان بند غرور سرعوریت جام قسمت بر تلاش جستجو موقوف نیست لذت دنیائی اند بختیهای مرگ حسن بزرگی اثر پیرایه تمثال نیست	جز گرفتاری ز تار رشته با گوهر چه خط غیر ازین کردیده ات آتش دیگر چه خط خانه دار و هم را از فکر بام و دود چه خط شمع را غیر از غم جانکاهی دیگر چه خط از نصیب خضر خضر حسرت با سکنه چه خط کام ز بهر اندود را مرغیب از شکر چه خط گر کنی آینه از خورشید روشن تر چه خط	
رویف	بیدل از تولیده مونی طبع مجنون ترا گر نباشد دود سودای کسی در سر چه خط	عین
هر چه در دل گذرد وقف زبان دار و شمع زنگ آشفته متاع هوس آرائی ماست سوختن مفت تماشای بازنه باز کنید صنعت جرات عبرت نگبان هوش بخت خامشی صرف جمعیت آسوده دلی است بی تمیزیت حیا حسن چو سرشار افتد	سوختن نیست خیالی که نهان دارد شمع در تماشای پرواز دکان دارد شمع کز فسردهن یکمین خواب گران دارد شمع حلقه چشمی است که بر نوک سنان دارد شمع ناله در بسته منقار نهان دارد شمع رنگ خود را پر پرواز گمان دارد شمع	

یک قدم رہ ہمہ شب تا بہ صبح میپودن چشم عشاق فنا میکند شوخی دوست	بی تکلف چقدر ضبط عثمان دارد شمع در لگن ناوک دیگر بجان دارد شمع
بیدل از سوختنم رنگ سر اعش در یاب کیست پروانه که گوید چه نشان دارد شمع	
هر کجا کردم بیا و سجده ات ساز رکوع پیچ و تاب موجها یکسر گهر گردیدن است اگر منافق از تواضع صاحب دین بشود راست میآزم چو اشک از دیده تا او مان	چون مہ نو بر فلک رفتم بہ پرواز رکوع سجده انجام بہت ہر جا دیدم آغاز رکوع تبع ہم خواہد نازی شد بہ پرواز رکوع بر نمیدار دو ماغ سجده ام ناز رکوع
پیکرت خم کرد پیری از فنا غافل مباحث سخت نزدیکیست بیدل سجده تا ساز رکوع	
سوختن یک نغمہ است از ساز شمع مدعای جستجو روشن نشد فکر انجام و گرداریم ما سعی خود را خود تلقانی کرده ایم	پروہ نتواند نہفتن راز شمع پر بلند افتادہ است انداز شمع دیده باشی صورت آغاز شمع ہم سر خویش است پا انداز شمع
رویف	خامشی ہم ترجمان حال ماست بی سخن پیدا است بیدل راز شمع
یارب از سر منزل مقصد چه سان بایم سراغ عجرت بیدست و پانیہای شخص ہمہ تم بی طہیدن نیست ممکن وضع ایجا نفس سوختن آمادہ باش آگاہیت غفلت مید از تو ہر مہرگان زدن کم میشود همچون تو	ویدہ حیرانت و دل بیدست پامتن باغ ہر کر اسوز و نفس میباید مگر دید و باغ ای ز اصل خویش غافل زندگی و الگہ فراغ صبح خود را شام کردی شام میخوابہ چراغ گر نداری باد را از آئینہ روشن کن چراغ
عمر ما شد شستہ ام چون بردست از خرمی بیدل از من گریہ میخوابد چہ صحر او چہ باغ	

عالم همه داغ است و ندارد اثر داغ دل قابل گل کردن اسرار جنون نیست عمریت بحیرت که عجز مقیمیم از ناله بیدار بجای نرسیدیم از بیج گلی بوی وفائی نشنیدیم مارا ببلای ستمی کرد مقابل	در لاله ستان نیست کسی را خبر داغ در زیر سیاهی است هنوزم سحر داغ در نقش قدم سوخت دماغ سحر داغ چون دود به چیم کنون بر کمر داغ دل داغ شد و حلقه زد آخرید داغ یارب که بسوزد کف آینه گر داغ
---	---

در رنگ خوشست آینه سوخته جانان
بیدل بکنی جامه ماتم زبرد داغ

شمع من گرم حیا گر نکرد سوی چراغ یاس بر عافیت احرامی دل می خند آب گردید دل و ناله همان عجز نواست پیری و عشرت ایام جوانی غلط است برق آن شعله که حرزدل بیا بم بود عجز من رنگ اشارت که ناز تو رخت غافل از مرگ با فسون ابل توان نیست داغ ایجا و نفس سخت عقوبت دارد	میتوان کرد شناور عرق روی چراغ من و خاصیت پروانه تو و خوی چراغ رشته فرو نشد از خوردن پهلوی چراغ صبحدم رنگ نه بند گل شبوی چراغ مجلس آرا غلط بست بیازوی چراغ بال پروانه شد آخر خم ابروی چراغ شانه دارد نفس صبح بگیسوی چراغ برهمم آخر بدماغت بزند بوی چراغ
--	---

هر کجا کرد کند شمع خیالت بیدل
شعله از شرم نشیند پس زانوی چراغ

سزد که بچو دیم بخشد از بیار سداغ بعالمی که سخن داغ میروا جیهاست چه کوریت ز خفا س لطیفان دلیل فضولی تو مقابل پسند کیانی است در آفتاب یقین چشم انجش عدم است	بی شکستن رنگی رسیده است بباغ چو غنچه بر لب خاموش چیده ایم داغ بسیر خانه خورشید برده اند چراغ مباد جلوه کش آینه بخت داغ چو شب کمان تو طافوس بسته از پرز داغ
---	--

گذشته است ز بهستی غبار حوشتها	از رنگ رفته همان در عدم کنند سراغ
دوروز در دل خون گشته جوش زن بیدل نه باغ در خور جولان آرزوست نه زراغ	
ما شهیدان را وضوئی داده اند از آب تیغ هر سری کز فکر ابروی کجست گردید خم بیدم تسلیم مگذر پیش ابروی خم مایه گردن کشی غارت کمین افست خون مادر پرده بلی میسزد آماج جوهر مردی نداری بخت بامردان خط	سجده آموز سرمانیت جز محراب تیغ از گریبان غوطه زد در صدف گرد آب تیغ سر گیسواخی کش گردیده آداب تیغ همچو شمع اینجا سرنی سجده با تبه آب تیغ شوخی این نغمه موفوفست بر مضرب تیغ سینه داران بسط زخمی خوانده اند آب تیغ
روایف	بیدل از مکتوبان خواب الود او این بیتش منگشت بد غسها سر از کمین خوب تیغ
تا منگر دوتب و تاب نفسها بر حرف دل معصفا کرده باید بحیرت ساختن شش جیت آئینه مثال خوب و زشت است سایه را از بچکس اندیشه تعظیم نیست عافیتها در جهان بی میسزی بوج جمع قطره و گوهر کدام افسون خود بینی خطاست	مهدود اجزای موج خون با بر برف کس نماند دیده است اینجا با کس دیگر برف بیشتر آینه میگردد بروش سرد برف تا توانی عالمی دارد تکلف برف کرد آدم گشتنت آخر بکا و زرف جمله دریدیم اگر این عقده کرد و برف
بیدل از بس شش جیت جوش بی غفلت است سبزه خوابید و میبالد چو مژگان برف	
جای آنست که بالذکر هر شان صدف نیست در عالم بی مطلبی اسباب وونی ترک مطلب کن و از کلفت این بچه برآ بقناعت کده ام ره نبرد صحبت غیر	بحر و قطره کی اینجا شده همچو این صدف دل مصافحت جهان دیده و چنان صدف نیست جز بستن لب چیدن امان صدف ضبط آغوش بود غفلت احسان صدف

<p>اینقدر حاصل آرام درین بحر کراست کام تقلید ز نعمت نبرد بهره ذوق عرق شرم بهمان فخر لب اظهار است ظرف پیمانی یک قطره ندارد این بحر بر میتیان چقدر سایه فلک خواهد بود صحبت مرده دلان سخت سراسر است دارد</p>	<p>ای گهر آب شوار خجالت بهمان صدف غیر ریشش نبود در خوردندان صدف بنجیه دارد ز گهر چاک گریبان صدف موج کوهر شود میتاز بیدان صدف قد دیوار نگوخت آنه ویران صدف آب گوهر همه وقتست بزدان صدف</p>
<p>اشک شوخ است بضبط مژه گیرم بیدل طفل چندی بنشانم بدستان صدف</p>	
<p>ای ز عکس برگشت آینه جام تل کف یاد رخسار تو سامان چراغان میکند حسن چون شد بی نقاب از فکر عاشق غایت قامت پیری نشاط رفته را خمیاز است از چمن تا انجمن میاب تسخیر دل است</p>	<p>شاد از زلف تو نبض یک چمن سنبل کف هر سر مویم کنون خواهد میدان گل کف گل بهان در غنچگی دارد دل بلبل کف چشم حیرانست اگر سیلاب دارد دل کف بوی گل باد و دود مجر میرود کاکل کف</p>
<p>ردیف</p>	<p>نیت بیدل در ادبگاه خموشی مشربان شیشه راجز سرنگون گردیدن از قفل کف</p>
<p>بر خود از ساز شکستن کی گمان رود عقیق محو علت را فردن نیز آب زندگیت جای آن دارد که باشد باب دندان طمع لعل یار از بهر مشاقان تبسم پرور است حرص بر جان غالب افتد بر جگر دندان فشا بس که بی آفت این دریای شهرت اعتبار اعتبارات جهان پری نسق افتاده است نیست بیدل کاهش ایام بر دلخستگان</p>	<p>در خونامت تبسم در دمان دارد عقیق همچو گل بازنگ خونی هست جان دارد عقیق نسبت دوری بلعل دلبران دارد عقیق آب بازنگی بذوق تشنگان دارد عقیق در هجوم تشنگیها امتحان دارد عقیق روز و شب نقش نگین زیر زبان دارد عقیق جان کنیا بهر نام دیگران دارد عقیق در شکست خود بهمان حرز امان دارد عقیق</p>

رخ شرمکین تو پیچکه بخیال مانکند عرق به نیاز تخته یکدلی المی نکشیده ام ز وفا تب تاب بستی منفعل سر شمع بسته بدوش من الم تر دوسرنگون ترئی ز جان بروم برو	که دل از طیش نگدازد و نگدازد از جاکند عرق که ز گرم جوشی خون من بکفت خا نکند عرق نگشاید از دم تیغ بهم گرمی که و انکند عرق چو قلم نمی سپرم ربی که نشان پا نکند عرق
--	---

روایف کاف

ز خود فروشی پرواز پس که دارم تنگ تو ما خدای محیط غرور باش که من سواد الفت ایندشت وحشت اندوشت باعث بهار اگر و اری منی از زد بقدر شوخی تدبیر خجالت است اینجا هنوز شیشه نه نشه عالم دگر است بهار حیرتم از عالم تقدس دوست خیالت اینم دام غرور غفلت است بقدر همت خود کسوفی نمی بینم	چو اشک شمع چکیده است خاتم رنگ ز جیب خویش فسر و ز قلم بکام رنگ نگاه آبد و از سرمه دان داغ پلنگ گشاده رویی گو سر خجالت دل تنگ عصا مباد شود دستگاه کوشش رنگ تفاوت دو عدم کم بدان پری با سنگ بگلشنی که منم رنگ بهم ندارد رنگ صفا و دیعت ناز است و طبیعت رنگ مباد جامه عریان تنی بر آرد رنگ
--	--

چونامه تکیه نقش نکین مکن بیدل
که جز شکست ندارد سر رسیده رنگ

گر جنون جوشد باین تاثیر احسانش ز سنگ بر سر مجنون کلاهی گر نباشد گو مباحش اعتبار است اینکه مارا دشمن ما میکند سر بر سوانی کشد ناچار چون نقش نگین حسن کز جوش نراکت یک قلم رنگست پس بهیچو کندم میکشد هر کس درین بفت آسیا شوق من بیدل درین کبصار پرافسوده است	شیشه شکسته باید خواست تا وانش سنگ عزت دیگر بود همچون نیکند انش سنگ سنگ اگر میانگردد نیست نقصانش سنگ گر همه مجنون ما باشد گریبانش سنگ بوالفضولی چند یخا بنید پیمانش سنگ انقدر رنجی که نرمی آوردانش سنگ نالہ دارم که میبالد نیستانش سنگ
---	---

گرم نوید کیست سروش شکست رنگ
کز خوش رفته ایم بدوش شکست رنگ

ای صبح گز محمل غم بزم چاره نیست
مانند دو شمع درین عبرت انجمن
غیر از خزان چه کرد کنید رفتن بیا
شاید پیام بخودی ما باور رسد

باید نفس کشید بدوش شکست رنگ
بالیده ایم لیک ز جوش شکست رنگ
خجالت نیار بپیده گوش شکست رنگ
حرفی کشیده ایم بگوش شکست رنگ

بیدل کجاست فرصت کاری درین چمن
چون رنگ رفته ایم بدوش شکست رنگ

در یاد گلشن تو که دارد هزار رنگ
از خود چو اشک جرات پروا رشتیم
افراط در طبیعت عشرت کدورتست
خونم بمان بدشت عدم بال میگرد
تا چشم آرزو بر میت کرد شد سفید
کوهانی که قابل غارت شود کسی
قسمت درخمن ز بهاران قوی ترست
سیر بهار ما ز تو موقوف جلوه نیست
عمدیت رنگ باخته وحشت دم

چون گل گرفته است مراد کنار رنگ
یار ب مکن بخون نیازم دو چار رنگ
بی داغ گل نمیکند از لاله زار رنگ
گر بسلم کنی چه نفس صد هزار رنگ
چندین سحر شکسته ام از انتظار رنگ
ای صورت شکسته غنیمت شمار رنگ
افاق غرق خون شد و گرفت خار رنگ
ای بوی گل بجلوه در آو بر آرزو رنگ
چون کرده هو شمع این گل بی اختیار رنگ

بیدل کجاست ساغر دیگر درین بساط
گردیده ام چو رنگ برقع خمار رنگ

ایندم از شرم طلب نیست بان خشک
مذت چشمه خضر آئینه پرداز نیست
مگذر از حاصل امکان که درین مزرع هم
اشک مجنون چه قدر خوش قلم پرداز است

تصدف بود لبی در جگر دریا خشک
دم شمشیر تو یارب نشود با ما خشک
سبز بار بخت تا بال و پر عفا خشک
سطری از جاده ندیدیم درین صحر خشک

<p>عش برینک ازین وسوسه نامستغنی تیمست غیر از عرق شرم شفاعت گیر زین بضاعت نتوان رنگ فضول لال مانده است ز بانم جواب ناصح</p>	<p>دامن ماو تو آلود و بر آید یا خشک یارب این چشمه رحمت نکنی فردا تا رسد نان تری میشود آب ما خشک همچو برگی که شود از اثر سر ما خشک</p>
<p>بیدل از دیده حیران غم اشکم خون کرد خشکی شیشه مبادا کند صهبا خشک</p>	
<p>کهر محیط تقدسی مکن ابروی حیا سبک بغور منند سیم و زر بوقار غر و شستنت ز ترغم فی وار غمون بدل گرفته محوان فسون کند احتیاجت اگر برف گشای لب مفراز مخروش خواجه بکروفر که ندارد اینهمه نقد اگر تهنطری نشان دم هستی نکشد غنا</p>	<p>چو حجاب حیف اگر شوی غرور سر بهو سبک که زمانه میکشد آخرش چو کلیم از ته پاسبک که زنگت دامن میسون نکند کسی بصدای که وقار کو بر این صدف نکنی بدست دی دو سه گام آخرا زین گذر تو از ان قدم و سبک چو سحر جنبش مکنفس ز هزار زیند بر سبک</p>
<p>زگرانی سر آرزو شده خلق غره مای و هو تو اگر تکی کنی این کد و شود اتفاق شاسبک</p>	
<p>غیر خاموشی ندارد گفتگوی مانک جاود ما چون زخمی جاک گریبان نمیند بی تعافل امین از آفات نتوان زیستن جسم راحت خواه و دل جمعیت عمر مهتد ای خرد خجسته یاری بچوش آورد</p>	<p>تا بکی بر زخم ما پاشد لب گویا مات گرد مجنون تا کجا با ریخت و حیران مات دیده ما راست زخم و صورت و بیانات با چنین طوفان حاجت دارد تعفانات باش تا شور جنون ما کند پیدان مات</p>
<p>ردیف طبع دریا میخورد خون از نشاط غافلان خند و موج است بیدل بر دل بیانات</p>	<p>لام</p>
<p>زین باغ کند شیر با حسان تعافل مغرور مباحثید که این یکد و نفس عمر</p>	<p>دل بر سر مار خیت گریبان تعافل وارسته نخابی است بزندان تعافل</p>

عمر لیت که وابسته لب دو پنج نیست گوهر دو جهان تشنه دیدار میرد	یارب که نگر دو سر مرگان تغافل ایجان تغافل مشکین شان تغافل
بیدل مرثه کشای که در عالم حیرت کس سود ندید دست بنقصان تغافل	
زخم تیغی ز تو برداشته ام همچو هلال قانعم زین خم بستان برگ و برگ گلی عاقبت سر کشیم سجده فرو شیها کرد سقف کو تا و فلک معرض عنانی نیست نشود عرض کمال کلف چهره عجز تا توانی چه قدر جوهر قدرت دارد	ریشه دار نظری کاشته ام همچو هلال از تبسم لبی انپاشته ام همچو هلال در دم تیغ تو سرداشته ام همچو هلال از خمیدن علم افراشته ام همچو هلال در بغل آئینه نگذاشته ام همچو هلال آسمان بر مرز برداشته ام همچو هلال
بیدل از هستی من پابر کاست نمود شام را هم بچرخ کاشته ام همچو هلال	
نوبهار آمد باده من بیمار گل خلوت آنجلو و غیر از حیرتم چیزی ندا ای شرور رنگ رنگ آرزو گردانده در گالستانی که رنگ و بونمایا ز بیم در بهارم داغ کرد آخر چندین رنگها بر نفس بسته است محل فرصت فیض اینقدر طوفان نوای حیرت دیدار نیست	تا بجای رنگ گردانم بگرد یار گل بر قدر بنی پرده شد آئینه کرد اظہار گل چشم و اکرون نمی ارزو باین مقدار گل عالمی را از تکلف سرخ شد بیم دار گل ساغر بی باده یعنی بخیال یار گل ناله شوای اشک ناچشمی کند بیدار گل از شکست رنگ مینا لبصد منقار گل
بلبل با خنجر بر شعله آواز ساخت بیدل ایجاد داشت از رنگ آتش بهوار گل	
بلبل الم غچه کشد شیراز گل پرواز عروج اثر در و ندارد	ظلمت بعاشق چه دارا چه تغافل بر ناله به بندیم برات پر بلبل

آئینه درویم چه عجز و چه رسائی خجالت ثم فرصت پرواز شراریم	شبنم تہ دندان نگر قد است گل اشک است اگر ناله کند ساز تنزل
خجالت ثم فرصت پرواز شراریم بیدل بچہ امید تو انکر و تغافل	
عمریت چون گل میروم زین باغ حریان نی غنچه دیدم فی چنین فی شمع خواندم فی لکن مجنون ساز بلبلان لیلی و ناز گلستان تنہا نہ خلق حیرد بر حرص محل میکشد کو خلوت و کو انجمن در فکر خود دارم وطن چشمی اگر بالید و ام زین باغ بیرون دید و ام خلق ازین گرد و ہوس یعنی زافسون نفس می آمد آن لیلی نسب سرشار کی عالم طرب کام دل حسرت کدا حاصل نشد از اسوا	از رنگ دامن بر کمربو گریبان در بغل گل کرد و ام زین انجمن دل نام حریان در بغل من بادل داغ آشیان طاووس نالان در بغل خورشید ہم تک میزند زرد کرمان در بغل چون شمع سر تاپای من دارد گریبان در بغل دشت کین خوابید و ام چون غنچه دامن در بغل شور قیامت و نفس آشوب طوفان در بغل می در قدح تا کنج لب گل تا گریبان در بغل عمریت میخواد ترا انجانہ ویران در بغل
بیدل ندارد بزم باز دستگا و عافیت چشمی کہ گیرد یکدش چون شمع مرگان در بغل	
زمن عمریت میگرد و جداد دل ز خاک ما قدم فہمید و بردا سہرا پانالہ میجو شیم چون موج ز اشک و آو مشاقان میرسد درین محفل کسی محتاج کس نیست اگر فگارم گرفتارم گرفتار	ندام با کہ کرد و آشناد دل مباد و اشکند در زیر پا دل طیش خون کرد در ہر عضو ما دل ہجوم بجل است از دید و تا دل ہمیشہ کارول افتادہ بادل نمیدام نفس دلم است یا دل
فسردن بیدل از سپیدائیم نیست چو موج گوہ سرم در زیر پا دل	

<p>پروانه گرفته است شکن در پر بسمل عمریت که داریم وطن در پر بسمل طرز تو و من گشت کهن در پر بسمل سر تا قدم من شکن در پر بسمل ای عافیت آتش بفکن در پر بسمل باید قدمی چند زدن در پر بسمل</p>	<p>تا بست ادب نامه من در پر بسمل شبگیر فنا یم قدر داشت رسائی فرصت نفس افتاده ام آهنگ شرم ای شوق کرا نیست طیشهای محبت بیابانی ساز نفس از دود خموشی است ای راهروان منزل تحقیق کدام است</p>
<p>بیدل بوس آرائی پرواز که دارد محو است غبار تو و من در پر بسمل</p>	
<p>چون چشم تو سر تا قدم جای تغافل از گوشه چشمی تو بصر ای تغافل دنبال دوانده است به پهنای تغافل ای آینه خون شو بتماشای تغافل کیفیت نظاره سراپای تغافل نقشی که توان بست به بیای تغافل</p>	<p>ای جوش بهارت چمن آرای تغافل عمریت که آواره امید نگاهیم آن سرمه که در گوشه چشم تو مقیم است از حسن درین بزم امید نگهی نیست از ساغر چشمت چقدر سحر فروخته است در کار که هستی موهوم ندیدیم</p>
<p>خوبان همه تن شوخی انداز نگاهند بیدل تو نه محرم ایامی تغافل</p>	
<p>دستگاه رنگ او بیند همان خواب گل در چمن شگل اگر آید بروی آب گل شام ما هم میتواند چیدن از هتاب گل ای خود غافل بهین در غنچگی در آب گل از طراوت خانه دارد در ره سیلاب گل آتشی در طبع زگست و ندارد تاب گل میکنند در چشم ما بیدل همان سیاب گل</p>	<p>گر کند ظاوس حسرتخانه اسباب گل بس که خوبان از حجاب غرق خجلت بوده موی چینی گر بسان سفیدی میرسد فیض خاموشی بیا دل بگشود نهاده آفت ایجاد است ساز زندگی هشیار باش شوخی اظهار آخر با مزاج مانناخت عو باشد شوخی طرز خرامی دید و ایم</p>

ای فرش خرامت همه جا چون سدا گل در راه تو صد رنگ چنین ریخته پا گل	
در شیشه هر رنگ شکسته است صد گل غیر از عرقی چند درین باغ حیا گل اینکه خود اینجا بر از حیرت ماکل اینکه گرفتت بعد نشو و نا گل	گلشن چه قدر حسرت دیدار تو دارد شبم صفت از عجز نظر هیچ نخدیم عالم همه یک بست و گشاد مژده دارد بیدل سدا حرام تا شامی تو دارد
ردیف میم	
اغمره طرف نقاب هر دو عالم بزم بر کجا رنگی شکست آینه گشتن بزم نگی همچون ماه نو بر پیلوی لاغر بزم چشم پوشیدم شب خونی باین اشکر بزم آرزو تا بر قد خون گشت من ساغر بزم از خجالت نقش آبی دشتم کمر بزم از شکست رنگ اگر چون صبح دامن بزم تا بحیب دژ و فستق آفتاب سر بزم اینقدر باشد که قناری بیکی گیر بزم سو ختم چند آنکه بر آینه خاکستر بزم آب گریه دیدم ز شرم و فال چشم تر بزم	چشمم بگشادم باغ هجوی ساغر بزم برک برک این گلستان پرده ساز من است آسمان بی بضاعت ساز یک بستر است پر صف آرای تعلق بود اسباب جهان پای تا سر نشاءم از فیض ناکامی میر شبم من ماند خلوت پرور طبع هوا کردم از اوج کلاه بی نشانی بزم گشت معرفت در فکر کاینستی افتادن است صغحه آهستی ورق گردانی دیگر داشت خود گذار بهاسیم مژده دیدار بود قابل درد تو گشتن داشت صد دریاد
بیدل از افه دکان حیرت پذیر صیت گر همه دریا کشیدم ساغر گوهر بزم	
بس که دامن چیدم از خود زیر پا آمد سرم زخم دل تا چرخ دارد زو بان منبرم میکنند خلقی جنون تا من گریبان میدم	همچو سمع از خویش بر انداز و حشت برترم واعظ هنگامه این عبرت آبادم جو صبح و حشت آفاق در گرد سحر خوابیده است

تا بکی بسینم بچشم بسته داغ ختن نیستم اگر مقیم خلوت اندیشه کیست رشته تبیخ از لگت تکیه پایوست مستی طاؤس من تا صد قدح مخمور تا هستی من بر عدم میخندد از پیجی صلی دعوی دلدارم و دل نیست و ضبط نفس سیر گلشن چسبیت تا دامان دل گیر دیو	همچو مرغ گان کاش انکروا کند خاکسرم اینقدر دانه که فریاد است بیرون درم تا سری از خود بر آرم صد گریبان میدرم ظلمت من بر نمیدارد چراغان پریم خاک را تر کرد خشکیهای آب گوهرم عمر باشد ناخدای کشتی بی لنگرم میکند یاد تو از گل صد چمن رنگین ترم
--	--

کاش بیدل از غم آهنگ خود در خود سری
خجلت پرداز چین ریز از عرق ریز دیرم

بحسرت غنچه ام یعنی بدل تنگی وطن دارم وداع آماده شوگر شوق استقلال میخواها درین صحرای بس فرشت اجزای شیشه گراگام هم و گر غافل نگردد حیرتم زایل نفس پرورده رنگم باین ساز است تنگم ز اسبابم ربانی نیست جز مرغ گان بهم بستن	خیالی در نفس خون میکنم طرح چمن دارم که من چون برق از خود رفتنی در آمدن دارم غباری هم گرازین چشم میپوشد کفن دارم تو بر آئینه مرهم نه که من داغ کهن دارم چه عریانی چه مستوری بهین یکت پیرن دارم باین محفل بچندین شمع یکدا من زدن دارم
--	--

بهر افسردگی بیدل مباش از گریه ام غافل
که من برقی بجان عالمی آتش فکن دارم

تجیر آئینه عالم مثال خودم بهر چه بینم گرم آرزو تقاضا نیست ز چینی آفت پیراهنم شمای ص بهار نازم و کس محرم تا شایست وداع ساز نموده است ضعف پیکر من تجیر آئینه بی نیاز هستی بود	بها نه کردش رنگست پایال خودم چه احتیاج سراپا لب سوال خودم که من طراوت لب خشکی مثال خودم بصد خیال یقین شد که من خیال خودم خم اشارت از ابروی من بلال خودم تو جلوه کردی و نگذاشتی بجال خودم
--	---

<p>درین الم کده بیدل چه مجلس آرائی است چو شمع سوخت المهای انفعال خودم</p>	
<p>چشم پوشیدیم بر ما و من استغنا زدیم لشخه اسباب از مضمون دل سبتن پئی است بیچ آثوبی بدر و غفلت امروز نیست حسرت اسباب برق بی نیاز عالم است ای تمنا نسجها نذر تو تهمسم کن که ما</p>	<p>از بیم مرگان زدن بر هر دو عالم باز دیم انتخابی بود نو میدی کزین اجزا زدیم شد قیامت آشکار آندم که بر فردا زدیم یاد آن موجی که ما بیرون این دریا زدیم مستطری بر صفی از موج پر غنقا زدیم</p>
<p>شام غفلت گشت بیدل پرده صبح شعور بس که عبرت سرمه ماوردیده بلینا زدیم</p>	
<p>چون کاغذ آتش زده همان بقائیم شوخی سرو برکت چمن آرائی مانیم کم نیست اگر گوش دلیل خبر ما است و اما ندو عجزیم سرو برکت طرب کو بی سعی جنون راه مقصد نتوان برد چون نخل علاج هووس مانوان کرد پرواز سعادت چقدر سر خوش ناز است ایینه اسرار عیان پرده خاک است کو ساز نگاهی که بیک سیر گریان فردا است که بکنا فی نیزنگ خیال است</p>	<p>طاووس پرافشان چمن زار فنا نیم یکسر چو عرق جوهر سیرایجاد حیا نیم از دیدن ما چشم به بندید صدائیم چون آبله با هم تن آبله پائیم بگذار که یک آبله از پوست بر آیم چندانکه رود پای بگل سر بهوانیم عالم قفس ظلمت و مابال همانیم ما سرمه نگشتن همه آواز در آیم ولدار نقابی که ندارد و بکشائیم امروز که در سجده دو تائیم دو تائیم</p>
<p>بیدل تکلف اثری صرف نفس کن عمریت تنی کا سه ترازد دست دعائیم</p>	
<p>شرار سنگم در فکر کار خویش میوزم نیخواهم نفس سار دل پیدا باشد</p>	<p>بچشم بسته شمع انتظار خویش میوزم هو انا صاف تر کرد و غبار خویش میوزم</p>

نمیدانم چه آتش در جگر دارد شرار من	که هر جا میشود جسم دو چار خوش میوم
نه نور خلوتی ساز محفل شعله شمع	بهر جا میفروزم بر مزار خوش میوم

نوامای دل افسرده بر گوشم مزن بیدل
که من از شرم سنگ بی مزار خوش میوم

اشک شمع نور یک عمر واسار دانه ام	سوختن خرمن کند از حاصل پروانه ام
ذوق چتر شاهی و بالها منظور نیست	کم نکرد سایه مو از سر دیوانه ام
رفته ام عمر بیت زین محفل بیاد جلوه	گوش نه بر بوی گل تابشوی افسانه ام
کلفت دل هیچ جا آغوش الفت و انکد	از دو عالم بر دیرون تنگی این خانه ام
مزرع آفاق آفت خرمن نشو و ناست	همچو موز از ریشه ترسم بر پر آرد دانه ام
بس که بر هم میزند چو سری اخرای من	چون دم شمشیر مرگان سرسبز دیوانه ام
رخمی ایجادم از تدبیر من آسود و باش	در شکستن گشت کم چون موی صنی شایه ام

صبح بودم گر سبک روحی بدادم میر سید
سخت جانی کرد بیدل خشت این ویرانه ام

چو دریا یک علم موجب شوق بخودی جوشم	تمنای کناری دارم و دریا در آغوشم
قبای همت شکلی که باشد طلس گردون	دو عالم میشود گرد عدم تا چشم میوشم
بحیرت رفته جوشیدم بیک افسردن مرگان	من آن آینه ام که ز شوخی جوهر ند پوشم
نفس عمری طپید و مدعای دل نشد حاصل	چراغی داشتم بمطلبیها کرد خاموشم
کنند صید نازم هر قدر از خود برون آیم	برنگ شمع اشک رفته می پرواز آغوشم
برنگی ناتوانم در خیال سر مرگون چشمی	که چون تار نظر آویزه نتوان کرد بردوشم
به بیدردی بیابان هوس تا چند طی کرو	در ای محفل شوقم کجا شد دل که بخروشم

شکستن اینقدر نایست در رنگ خزان بیدل
درین ویرانه کروی کرد بشت رفتن بهوشم

باز دل مست نوانست که من میدانم	این نوانیز ز جانیست که من میدانم
--------------------------------	----------------------------------

چشم واکردم و طوفان قیامت دیدم حیرتم سوخت که از دفرکیانی یار طلب یاس نمودن هوس عشق و وفا دل ز کویت چه مجال است قدم بردارد	زندگی روز جزائست که من میدانم جیل بسم نسخه نائیت که من میدانم کار دل نام بلا نیست که من میدانم آخر این آبله پائیت که من میدانم
	بود عمری بستم و لبر و نکشود نقاب بیدل این نیز ادائیت که من میدانم
برنگ خامه ز بس ناتوانی اجزایم درین محیط مقیم تغافل و حساب حریف مطلب شک چکیده نتوان غرور خود سری آینه نمودم نیست هزار رنگ ز من پریشان بیرنگ است	بسودن مژ و فرسود شد سراپایم مباد چشم گشودن تنی کند جایم صد اشکست نفس و شکست بینایم چو انفعال عرق کرده است پیدایم اگر غلط نکنم آشیان عنقایم
	نگاه چاره نداشت ز مردمت بیدل نشاند و است جنون در دل سویدایم
آرزو بیتاب شد ساز بیانی یا فتم خاک رانفی خود اثبات چمنها کرد و است چون بس زین سار موبهومی که خجلت عرض وحشت غم از کمین بیکر خم چو شش زد چون همار قسمت منحوس ما باید گریست همچو آن آینه کر مثال میسباز و صفا	چون جرس در دل طپید نهان زبانی یا فتم اقتدر فروم بر او که جانی یا فتم اگر همه دامن ز خود چیه م و کانی یا فتم تیر شد سار نفس تا من کانی یا فتم شد سعادت و تضمان تا استخوانی یا فتم کم شدم از خویش و از هر کس نشانی یا فتم
	زندگانی هرزه تاز عرصه تشویش بود بیدل از قطع نفس ضبط فغانی یا فتم
دوش گساخت بخت سار و جانان رفتم سیر این انجمن آمد و رفت سحر است	اقتدر جلو و عرق شد که بطوفان رفتم یک نفس تا بد و صد زخم نمایان رفتم

بی نشانی اثرم آنیسنه بوی گلیم عجز رفتار چه مقدار بلغریش بچید چپ قدر کاغذ آتش زده ام داغ تو دشت طپش دل سحر م بوی گلیم می آورد نگه دید و قربانیم از شوق می پرس جرات مانه پسندید طواف حسنت خجالت نشو و نمایم بعد م یاد آمد	زنگ شد کسوت من کاین بزمیان فتم که بطوف قدم آبله پایان رفتم که ز خود تیزبها مان چراغان رفتم رفتم از خویش ندانم بجه عنوان رفتم سیر آنجلوه ره می داشت کینیان رفتم چیرم زنگ ادب رخت برگان رفتم زنگ ناکرده و از چهره امکان رفتم
---	--

پای پر آبله شد دست تصرف بیدل
بس که از وادی امید پریشان رفتم

چو شبنم تا نقاب اعتبار خوش شوق کردم گفت پامیشدم ایکاش از بی اعتبار بها چو صبح یک تا تل و برس جمعیت ز حال میرسد از قناعت شره های جباب من بهر جا فکر مستی نیست مخموری نیباشد	ز شرم زنگی گفتم کفن پوشتم عرق کردم چنین گردیدم و صد زنگ خجالت طبع کردم بسطری کر ز خود خواندم ز خود رفتن سبب کردم بسا غر آبروی داشتم سدره منق کردم بوشهای غنا بود این که خود راست حق کردم
--	--

دل از وقت فکرم بچوم شعله شد بیدل
نشتم آنقدر در خون که صحرای شفق کردم

در تیر و تهمت دیگر بد روی میزنم در دستان تامل پیش خود شرمندام با که گویم گر گویم کیست تا باور کند قید الفکاه دل را چاره نتوان یافتن دور کرد عجزم اما در شهادتگاه شوق سعی بزرگ نفس هر دم پیام میبرد رفت آن فرصت که ساز شوق گرم هینگ بود	غیر من تازی ندارد چون نگه پیراهنم معنی مو هو م یعنی دل بد نیابتنم آن پر برونی که من دیوانه اویم منم عمر باشد چون نفس در آشیان پر میزنم تیغ او نزو یکتر از رگ بود در گردنم میرسد گردم منزل پیشتر از رفتنم چون سپند از سر مه کیر اکنون سراغ شیونم
--	---

بیدل از بس ماند و ام چون کوه زیر بار درد نالہ جای گرد میگردد بلبند از دامنم	
سودیم سراپا و بیانی نرسیدیم آن بی پروا بالیم کہ در حسرت پروا شدیم ہمہ تن آب آش از یک نظر اینجا افسانہ ہستی چقدر خواب فسون داشت مطلب نفسی سرمہ شد از در و طہیدن	از خویش گذشتیم و بجائی نرسیدیم گشتیم غبار و بهوائی نرسیدیم با ہرزہ نگامان بجائی نرسیدیم مردیم بتعبیر فسانائی نرسیدیم فریاد کہ آخر بصدائی نرسیدیم
بیدل من و گرد سخن و قافلہ رنگ رفتیم بجائی کہ بجائی نرسیدیم	
تحرکت نقابش کہ شود مایل سر انگشت مہر سید از اثر پیمائی حسن عرفان کش بسیم و زرقہ امکانست فقرم سر فروان نمیدانم چہ کل دامن کشید از دست من باز چو ماہ نو بان مستی شکست امشب کلاہ	ز چہ دین جهانی رشتہ می بندد در آستین اشارت گر کنم از دور میگردد تیر آستین گلوی حرص می افشارد از انگشت آستین کہ فریاد است چون منقار بلبل در ہر آستین کہ خاتم ہم قبح کج کردہ می آید در آستین
بچشم استیازم اینقدر معلوم شد بیدل کہ در دست ضعیفہا جسم لاغر انگشت	
بہ بین بساز و میرس از ترانہ کہ ندارم بسی بازوی تسلیم در محیط تو کل ہزار چاک دل آغوش چید و ام بہ تخیل بچارہ سازی و ہم تعلقم تختہ و گر چہ پیش توان برد در ادبکہ نازش فغان کہ بست بہالم ہزار شعلہ طہیدن زیاس بیدل ما گل نکرد شعلہ آتش	توان بدید و شنیدن فسانہ نہ دارم شناورم بامید ترا نہ کہ ندارم ہوا پرست چہ گیسوی شانہ کہ ندارم مگر جنون زندانش بجانہ کہ ندارم بغیر آینہ بودن بہانہ کہ ندارم نشینی کہ نبود آشیانہ کہ ندارم نفس چہ ریشہ دو اندزدوانہ کہ ندارم

باین طاقت نمیدانم چه خواهد بود انجام
نگین بی نقش میگردد اگر یک کس برد نامم

درین گلشن بهار حیرتم آئینه ما دارد
شکوه حیرتم دیدار قاصد بر نمیدارد
جنون دارد ز مغز استخوانم برق سودا
سراغ تیره بختی بهم نمی یابم با سانی
مگر از خود روم تا مدعای دل بعرض آید
اگر طایر شوم طاووسم و در سخل باو امم
مگر در محفل جانان برد آئینه پیغامم
بطوف سوختن بهم کسوت شمع هست احرامم
بسوزم خویش را چون شمع تا روشن شود نامم
صدائی در شکست خویش میدارد لب جامم

ز بس بار خجالت میکشم از زندگی بیدل
نگین با خود فرو رفتت از سنگینی نامم

صبح است تا دماغ تنهار ساندو ایم
گل میکند ز شعله خاکستر آشیان
ترک طلب بعمر طبیعی مقابلی است
طاووس ما بهار چراغان عبرتست
آئینه جهان بلطافت کدورتست
از بس که بی بضاعت درویم چون گهر
گر مستیت شکست دو عالم بشیبه کرد
چون شمع بوسه مرده تا پار ساندو ایم
بال شکسته که بعنقار ساندو ایم
آئینه نفس بمسحار ساندو ایم
آئینه خانه بتماشا ساندو ایم
رخت پری ز شیشه بخارا ساندو ایم
یکقطره اشک بر همه اعضا ساندو ایم
ماه مهلی به پهلوی عیار ساندو ایم

بیدل ز سحر کاری طول امل پیرس
کا مروز نار رسیده بفر داور ساندو ایم

سر خط ما راست امشب زخمهای سینه ام
مدعی گو جمع دارد دل رداغ انتقام
حیرت احکام تقویم خیالم خوانده نیست
بس که شد آئینه ام صاف از کدورت های هم
خرقه ناموس رسوائی کشید از اعتیاد
جوهر تنغی که گل کرد و است از آئینه ام
روشنست از آتش یا قوت دود کینه ام
تا مرده واری ورق گردانده ام پاپینه ام
راز دل تمثال می بندد درون سینه ام
به بختی از روی کار افتاد لیکت از غنیمت

تا کجا از خود بر آیم چو سر سیم که خست	بر هوا بسته است تشویش نفسها زنده ام
بیدل از افسردگی با صمیم آخر بخیه رنجت ابر نیسانی بر آمد خرقة پشمینه ام	
از بهوس چون شمع گرم در هوا برداشتم زندگانی جز خجالت مانده دیگر نداشت تا توانی درد مانع غنچه ام پرورده بود خواهشتم آخر بر بار منت پیر کرد هر کجا رفتم غبار زندگی در پیش بود بار هستی پیش از نایجادم دلیل عجز بود شبم من این حمل تا یک عرق آمد بعجز	چون تامل شد گریبان نقش پا برداشتم تر شدم چون اشک تا آب بقا برداشتم پایمال عطسه گشتم تا هوا برداشتم پیکرم خم شد ز بس دست عا برداشتم یارب این خاک پریشان از کجا برداشتم چون بلال اول همان پشت دوتا برداشتم بار صد ابرام بردوش حیا برداشتم
طاقتم از ناتوانیهای مرگان بازداشت یک نگه بیدل بر ورصد عصا برداشتم	
ز بس ضعیف مزاج جهان تدبیرم هنوز جلوه من در فضای برنگی است اثر طرازی اشک چکیده اینده نیست زیاس قامت خم گشته ناله ام نفس است من آن ستم زده طفل که مادر ایام رمید فرصت هستی و من ز ساد و دلی	چو صبح تا نفس از دل لب رسد پیرم خیالم و بنگه کرده اند زنجیرم توان بجنبش مرگان کشید تصویرم شکسته ند بزور مکان پرتیرم بجام دیده و شتر بانی افکند شیرم چو صبح میروم از خویش تا نفس گیرم
چنان به ضعف عنان رفته از کفر بیدل که من ز خویش روم گر کشند تصویرم	
چون نگه عمر بیت داغ چشم حیران خودیم شیشه مارا درین بزم احتیاج سنگ نیست نقد ما با فلس مایه هم رواج افتاده است	زیر کوه از سایه دیوار مرکان خودیم از شکست دل مقیم طاق نیسان خودیم در هم جیاصلی بیرون بهمان خودیم

را از خالی عمر صرف سخت جانی کرده است
چشم میاید گشودن جلوه گو مو هووم باش
سیر دریا قطره را در فکر خویش افتادنت
نعمت فرصت غنیمت پرور تو قیراست
همچو مرگان شیوه بی ربطی با حیرتست

همچو سومان پای تا سر وقف دندان خودیم
هر قدر نظاره می خند و گلستان خودیم
دامن آن جلوه در دست از گریبان خودیم
میزبان عرض بهار تست مهمان خودیم
گر بهم آریم بکسر دست و دامن خودیم

گو بر شکیم بیدل از لدا ز ما میرس
آنقدر آب از حجاب وضع عریان خودیم

داغم از کیفیت آگاہی و او نامم هم
آنقدر از شهرت بسی خجالت نامم
بس که فرصت بهار پر افشان هوای حشمت
محمل موج نفس دوش طپیدن میکشد
زین شیمین نغمه شوقی بسامانی کرده گیر
آنچه مادر حلقه داغ محبت دیده ایم
و عطر را نتوان به نیزنگ غرض بدنام کرد

جنس بسیار است نقد فرصت نامم هم
کز نگین من چو شبنم می فروشد نامم
از وصالم داغ دل میجو شد از پیغام غم
عافیت در کشور ما دارد از آرامم
سایه دیوار دارد دزیر و پشت بامم
فی سکندر دیده در آئینه فی در جامم
این فسون با هر که میخوانی برون نامم

بی لب نوشین او بیدل بزم عیش ما
گشته میا و قدح با ده در اجسام هم

فرو برد از غبار غیر چون آئینه زنگارم
چه مقدار آنجمن پرداز خجالت بایدم بودن
زبان عالم از انصاف عذر ناله میخواهد
بهم آورده بودم در غبار نیستی چشمی
باین رنگی که چون گل در نظر دارد بهار من
جنون صبحم از اشتگیهایم شو غافل
زا کیر قناعت زاده من گنجه دارد

بجواب ای دیده اکنون سایه میگردویورم
که عالم خانه آئینه است و من نفس دارم
گر آنجان ترز چندین کو بهم و دل میکند بام
برنگ نقش پا آخری پا کردند بیدارم
بگرد خویش گردیده است پا و او چه مقدارم
جهانی را ز سروا میتوان کردن بدستارم
کم در چشم خلق اما برای خویش بسیارم

ندامت شعله جواله ام یا بال طاووسم	محبت در قفس دارد به نیرنگی گرفتارم
ز شرم عیب جو چشم هنر برداشتم بیدل بدر خار پا داغ است چون طاووس گلزارم	
تینغ آهی بر صف اندوه امکان میکشم خاک میگردم بصد بطن قیبا چون سپند بامروت تو ام افتاده است ایچا دم خیم کس ندارد طاقت زور آزمایهای من سائیدست و پائی از سر من کم مباد کلفت مستوریم در بی نقابی داغ کرد در غبار خجلتم از تمست آزادگی از غبار خاطر مای خیر غافل مباش	خامنه یاسم خطی بر لوح سامان میکشم غیر نپندارد عمان ناله آسان میکشم خارجم گر میکشم از پا بگرگان میکشم بازوی عجزم کجای نا توانان میکشم کز شکویش انتقام از بر چه توان میکشم بار چندین پیر من بردوش عریان میکشم من که چون صحرابنوز از خاک دامان میکشم گرد باد آه محسنوم بیابان میکشم
لفظ من بیدل نقاب معنی اظهار است هر کجا اوسر بر آرد من گریبان میکشم	
محو دلم پرس از تحقیق عنصرم پستی درین محیط گهر کرد قطره را دانش ز پیکرم عرق انفعال ریخت گرد هزار جاد و بنزل شکسته است حیرت بنا توانی من ناز میکند در دلم گذار غبسم داغ حیرتم	اینه چیده است دماغ تحیرم کسب فروتنی است عروج تفاخرم مکل کرد از گذار خجالت تحیرم چون موج کوهر آبله پای تحیرم زنگ شکسته ام چه قدر ما بهادرم فریاد از خیال و آه از تصورم
نقد گر نمی شمرد کینه جباب بیدل من از هوس شدن خویشتن پریم	
حسرتی در دل نماند از بس که ما و اسو غلیم نشسته بختیق ما را شعله جواله کرد	یکدماغی داشتیم آن هم بسود اسو غلیم کرد خود گشتیم خدائی که خود را سو غلیم

<p>وصل ہم آبی نزد بر آتش سعی طلب در دیار ما چو شمع از بس که قحط درد بود از نشان و نام ما بگذر که ما بجا صلا حال ہم و ہم است از استقبال انجام در کره یارب سپند بیوای ما چه داشت</p>	<p>ہمچو خواب دیدہ ماہی بدریا سوختیم تا شود یکداغ پیدا جملہ اعضا سوختیم دفتر خود یکقلم در بال غفا سوختیم آتش باشد بلند امروز فردا سوختیم بی تا تل ناگشودیم این مقام سوختیم</p>
<p>شب کہ شمع جلوه ات آتش فروزماز بود ما و بیدل تا پرواز نہ یک جا سوختیم</p>	
<p>چکیدہ بای اشکم یا شکست شیشہ ز گم باین مستی قیامت طرفی او نام را نامم بحکم عشق معدومم گر از دل بشنوی شوم نہ دنیا مسکن الفت نہ عقبی ما من رحمت بیکاری نفس با سوختنم تا دل سپہ کدم بنا ہنجاری از خود رفتن صورت نمی بند بہیم تا کجا منزل کند سعی ضعیف من</p>	<p>نفس در دیدہ مینا ہم نمیدانم چه آہنگم بدور نہ فلک باید کشیدن کاشہ تنگم نفس در دیدن شور قیامت دارد آہنگم بدوق امتحان یارب نیفشارد دل تنگم زدود شمع آخر سر نہ دان شد کلبہ تنگم پر طاووسم و پر کار دارد گردش زنگم باین یک آبلہ دل چون نفس عمریت می تنگم</p>
<p>دہد منشور شہرت نام را نقش نگین بیدل پرواز دارد کرد در آید پای در سنگم</p>	
<p>در جگر صد نگہ طوفان کردہ ایم تا نفس بر خود طپیدہ آئینہ است حیرت از طاووس ما پر میند ما و شمع کشتہ نتوان فسق کرد تا ہم فرصت ز حیرت روشن است عشق از محرومی ما داغ شد ای توانائی بزور خود مناز</p>	<p>تا سرشکی نذر مرغان کردہ ایم چون جباب این جلوه سامان کردہ ایم وحشتی را از گستان کردہ ایم آن قدر سرد گر بیان کردہ ایم جای موثرگان پریشان کردہ ایم بی جنون چاک گر بیان کردہ ایم ما ضعیفان آنچه نتوان کردہ ایم</p>

نالہ حیرت خانہ دیدار اوست	در نفس آئینہ پنهان کرده ایم
از جوم اشک ما بیدل میرس	یار می آید چہ راغان کرده ایم
صفیہ بستی شر را راج آہی میکنم گر بہستم مدعا میس بود تقوی کم نبود بسکہ چون صبح تنک سر پای افتاد و ہست ہیچکس را جز حیا در جلو گاہش باریست دوستان معذور کز سر منزل عرض غرور انقدر و اما ندہ عجزم کہ مانند بلال قامت پیری سرم در دامن زانو نکست	یکت نگہ سیر چراغان جلوہ گاہی میکنم امتحان رحمتی دارم گناہی میکنم میدرم صد جیب تا اظہار آہی میکنم چشم میگردد عرق تا من گاہی میکنم بسکہ دورم یاد خود ہم گاہ گاہی میکنم سیر برو تا جبین در عرض ماہی میکنم شوق بندارہ خیال کج گاہی میکنم
بیدل از سیر بہارستان امکا نم میرس	بس کہ رنگم می برد و ہر سو گاہی میکنم
چہد فکر خجلت عرق افشان کردیم تا زہ رونی ز دل غنچہ ما صحرارخت نتوان کرد بعرض دو جہان رنگت لبان سوج پاکشکن از خاک بخوشید لبند در بساطی کہ سرور بگ طرب سوختنی است اشک تا آبلہ باشد ہمہ دل یغلطد دل ہر ذرہء ماتشند دیدار تو بود حاصل سینہ بر آتش زدن ما جو سپند وسعت آباد جنون و حشت شوقی میخوابست	در شبستان خیال کہ چراغان کردیم انقدر چہرہ گشودیم کہ دامان کردیم چشم بندیکہ باین پیکر عریان کردیم بحر عجزیم کہ در آئینہ طوفان کردیم فرض کردیم کہ ما نیز چراغان کردیم آہ جنبی کہ نداریم بدامن کردیم چشم بستیم و ہزار آئینہ نقصان کردیم اینقدر بود کہ یک نالہ بسا مان کردیم و امن چیدہ فشانیم و بیابان کردیم
فکر خویش است سر انجام دو عالم بیدل	ہمہ کردیم اگر سر گریبان کردیم

<p>لب حرف طلب وز دم بل شور بوسم دلیل کاروان وحشتم افسردگی تا کی زیاس مدعا تا چند باشم داغ خاموشی خزان رنگ مطلب اینقدر دارد بام</p>	<p>خیال خام من تا پختگی کیرد نفس سوزم خروشی گل کنم شمع بی فانوس جرس سوزم مدوکن ای نفس تا بردر فریاد رس سوزم که عالم در فروغ شمع غلطه تا نفس سوزم</p>
<p>جهان چون صورت آئینه رفت از دیده ام بیدل تحیر امتیازم سوخت از داغ چه کس سوزم</p>	
<p>ز سوز ماتم این انجمنها کی خبر دارم حیا چون شمع می پروازدم آئینه عبت نشد سعی غبارم آشنای طرف دانی سرانغم میتوان از دست برهم سوده پرسید شبستان عدم یارب بخندد بر شرار من ادب پیامی دشت بحر مکرگان بر میبارد بهار بی نشانم دستگاه در دسیر کتر به نیزنگ لباس از خلوت رازم شو غافل</p>	<p>چراغ خاموشم سر در گریبان سحر دارم درین دریا بقدر آب گردیدن گهر دارم چو مکرگان بر سر خود میزنم دستی که بردارم رم وحشی غزال فرصتم گرد و گرد دارم که با صد شوخی اظهار یک چشمک شر دارم تو سیر آسمان کن من به پیش پا نظر دارم چو گل دستی ندارم تا شکست رنگ بردارم که من طایوسم و این حلقها بیرون در دارم</p>
<p>نگردد گوشه گیری دستگاه و خشم بیدل اشارت مشربم در کنج ابرو بال و پیر دارم</p>	
<p>حیرت دید از شوخی گل کردن رازم چون غنچه سر زانوی تسلیم که دارم تا سجده بهواری خاکم نرساند وسعت که انداز تغافل چه فسون داشت خواب عدم افسانه تعبیر ندارد آزادی من عرض گرفتاری شوق است شبم بهوایا چه قدر گردنشانند</p>	<p>در آئینه چو هر شکند نغمه سازم صد چهره بخون میطپد از وضع نیازم دارد گره ابروی محراب نیازم بر روی دو عالم مژه کرد و فرازم آئینه خاکم چه حقیقت چه مجازم چون دیده حیرت زدگان عقده بازم عمریت ز خود میروم و آبله سازم</p>

	بیدل اعلیٰ اندیشیم از عجز سانی است و اما ندگی افکند باین راه در ارم	
روز اول طعم از جزو نمکین کرده است نام غیر خاکستر خیال شعله هم خام است خام صبح بهر عالمی صبح است بهر شام شام نیت غیر از خامشی چون صاف میگردد کلام استخوانها محو شد تا تیغ می بندد و نیام قدردان بوی گل بودن نینخواهد ز کام کز زمین و اکنند آغوش و گوید ارام وای بر مغرور و همی کز نفس جوید دوام	سنگ را هم بخورد و حرصی که دارد احتشام نچنگی نتوان بدست آورد بی سعی فنا فکر استعدا و خود کن فیض حریفی بیش نیست تا سخن باقی بود و دست صهبای کمال هر عمل آئینه دارد جوهر تحقیق نیست خرمی میخواهی از افسرد و طبعیها بر آ سو ختم از برق سیرنگ بر همین زاده یکتامل و ارم هم کم نیست سامان حیات	
	نام را نقش نگین بیدل دلیل شهرت است بیشتر سرواز و اردو ناله مرغان دام	
دل در کف تغافل گل بر سر بستم صبح کدام شامی ای پیکر بستم پر بی نمک دیدیم از منظر بستم	آمد ز گلشن ناز آن جوهر بستم شمع کدام بر می ای نسخه تغافل از صبح هستی ما شب بستم کرد و اشکی	
	از فیض خنده او غافل مباش بیدل بی گردن نه نیست این لشکر بستم	
آن شعله نیم من که بهر خار و خس افتم از شرم شوم آب و بفکر نفس افتم ای وای که دور از تو بیکناله رس افتم عالم همه نار است بی پای چه کس افتم	کی در نفس دام هوا و هوا کس افتم چون صبح اگر دم زخم از حیرت بستی فریاد نفس یافتگان عجز سانی است هر تا قدم نیست بجز ناله و اشکی	
	طاؤس ز نقش پر خود دایم بدوش است بیدل چه عجب کز هنرم در نفس افتم	

<p>چنین آفت نصیب از طبع راحت برون خوشم چو گل در پیکرم یک غنچه جمعیت نمی خندد سراغ رنگ هستی و طلسم خود نمی یابم چه مقدار آب گرد و صبح تا شبم بعرض آید تیزی گریه بود و اینقدر عبرت نبود اینجا چو مژگانم ز وضع خویش باید سرنگون بود چو شمع از ضعف آغوش و داعم در قفس دارد</p>	<p>اگر یک دانه دل جمع کردم سر من خوشم بعد آغوش حیران لب بهم آوردن خوشم درین محفل چو شمع کشته داغ رفتن خوشم باین عجز نفس حیران مضمون بستن خوشم تجیر نامه در دست از شره و اکرون خوشم بضاعت بیج و من مغرور دست افشاندن خوشم شکست رنگ بر هم چیده پیراهن خوشم</p>
<p>سجاک افتادم اما در زمین عاریت بیدل مگر بباد رفتن و انامید مسکن خوشم</p>	
<p>امشب آن مست ناز میرسد موبویم طپیدن آهنگ است صبح شبم کمین این چمنم گر رموز حقیقتم این است سوی دنیا نه برده ام دستی گر همین نفی خویش اثبات است نیم از حشمت آفتد محروم عمر با رنگ بایدم گرداند</p>	<p>رفتن از خویش باز میرسد مگر آن دلنواز میرسد از نفس هم گداز میرسد هر کجا یم مجاز میرسد گر کنم پا دراز میرسد رنگ ناز فقه باز میرسد مره داری بناز میرسد بیخودی هم نیاز میرسد</p>
<p>نرسیدم هیچ جا بیدل تا کجا امتناز میرسد</p>	
<p>چو اشک امشب بسا غرابه ناب گردم غرور و حشتم بار تجیر نمیدارد لب تر کرده ام گر سیر چشی باج میگردد چو شمع از خجلت هستی عرق پناست جام</p>	<p>ز مژگان تا بدامن سیر مهتاب دگر دارم چو شبم در ول آئینه سیاب دگر دارم بجام بی نیازی چون گهر آب دگر دارم نه مخمورم نه مستم عالم آب دگر دارم</p>

کدام آسودگی چون حسرت دیدار میباشد	تو قمرگان جمع کن غافل که من خواب دگر دارم
گر میان زار و مرار نیست بیدل هر سر مویم محیط فطرتم طوفان گرد آب دگر دارم	
نه تنهانا امید از وصل یارم دورم دل تنم غباری نیست بیابانی کزین وحشت سرچشمه مباد افسردگی دامان جولان طلب گیرد غور کیست سرشوق دیرستان نومیدی بتصور خیال آینه ز انجمن بلوه قانع شو نگه را ربط حیرت مانع جولان نمی باشد ز بی آرامی ساز نفس آوازمی آید	ز بس حرمان نصیبم پیش من لیلی است محفل هم هر کم فرصتی اینجا دماغی داشت بسمل هم درین وادی ز پادشاهین که در رایت منم که دارد کجکلا بهیاشکست فرد باطل هم همان مثال خواهی دید اگر گشتی مقابل هم گذشتن گر بود منظور همین است حایل هم که جای یک نفس راحت ندارد گوشه دل هم
ترحم نیست بیدل غافل از حال شهید من ز جوهر در عرق خفته است اینجا تیغ قاتل هم	
رنگ پر رنجش الفت گلزار توایم خاک ما جوهر و هر ذره اش آینه گراست مرکز دیده دل غیر تنهای تو نیست اشک و آهست سواد خط پیشانی شمع پیش ازین ساغر الفت چه اثر بنما دامن عفو حمایت کده غفلت ماست جنس موهوم نفس شیفته زارش نیست مست کیفیت نازیم چه هستی چه عدم خورده بر پیش و کم ذره نگیرد خورشید	جسته ایم از نفس رنگ گرفتار توایم در عدم نیز همان تشنه دیدار توایم از نکه تا بغض یک خط پرگار توایم همه واسوخته سیمه و زنگار توایم میرویم از خود و در حیرت رفتار توایم خواب راحت نفس سایه دیوار توایم قیمت ما همه این بس که بیازار توایم هر کجا ایم همان ساغر سرشار توایم ای تو در کار همه ما همه در کار توایم
ناله سامان جبین سانی اشکست اینجا بیدل از در و دل خود ادب اظهار توایم	

ازین حیرت نفس روزی دوپسندیدارم
نفس را دام الفت خوانده ام چو نصیح زینجا
و مانع نکبت گل از وداع غنچه میبالد
خبر از خود ندارم لیک دروشت تمنایت
غبار نا توانم بسته نقش دست امید
فلک شکل حریف منع پروازم تواند شد
ز پرواز دیگر چون بلبل تصویر محروم
زمانی در سواد سایه مرگان تجمل کن
نفس از شش جیت باز است اما سار حشمت کو

که آن نا آفرین صیاد خوش دارد بخرم
که از خود پیردین خاکدان آخر همین یادم
محبت بچو آه از دامن دل کرد ای بجا دم
دل گمگشته دارم که از من میدهد یادم
که نتواند ز دامنانت کشیدن کلک بخرم
چو آواز جرس گیرم نفس ساز و ز فولادم
پری در رنگ می افشانم و حیران صیادم
مگر از سرمه دریایی شکست رنگ فریادم
منم آن بی پروایی که توان کرد آزادم

شکو و فطر تم فرش است هر جا میروم بیدل
ز بهستی تا عدم یک سایه افکند است شمشاد

شب که آینه آن آینه رو کردیم
خجالت سجده خاک در او کرد مرا
چون سحر سیر جهان تهبت جولان من است
فرصت سلسله زلف دراز است اینجا
گل شبنم زده بی روی تو داغم دارد
ترک جولان بوس موج کهر کرد مرا
نا توانیست پر نیانه صد رنگ امید

جلوه کرد که من هم هم او کردیم
انقدر آب که سامان وضو کردیم
نفسی بود که در پرده او گردیدیم
من و یکت موی میان تو دو مو کردیم
از کجا مایل این آبله رو کردیم
جمع در جیب خودم گریه سو کردیم
مفت نقاش خیال تو که مو کردیم

پیکرم غوطه بصد موج کهر زد بیدل
خوش غبار بوس آن سر کو کردیم

سحر کیفیت دیدار از آینه پرسیدم
بذوق وحشتی از خود تهی کردم جهانی را
بهریانی خیالم بار چندین پیرین دارد

بحیرت رفت چندان که من هم جو کردیم
جنون چندین نیش کاشت تا یکبار نالیدم
تو اد فقر پرورد است یکسر و شب عیدم

<p>بشوخی گردش از رنگ تصویرم نمی آید ز چندین پرین بر قامت موزون رعنا مرا ازو هم عفتی سخت میترسانی ای زاهد نه آهنگی هست فی سازی نه بجامی نه آغازی چراغی حیرت دیدار خاموشی میخواهد</p>	<p>که من در خامه نقاش پیش از رنگ گردیم لباس عافیت چسبان ندیدم چشم پوشیدم باین تهدید اگر مروی بر آرا ملک آمیدم بفهم خویش مینازم نمیدانم چه فهمیدم تجیر ناله بود اما من بیوش نشنیدم</p>
<p>ندانم سایه سرور روان کیتم بیدل برنگی رفته ام از خود که پنداری خرامیدم</p>	
<p>نفس را بعد ازین در سوختن افسانه میام سراپا خار خارم سینه چاک طره یارم محبت در عدم بی نشئه پسند و غبارم دماغ طاقی کوتا توان گامی ز خود رفتن عقوبت ها گوارا کرد بر من بی پروایی سرو برکت تسلی دیده ام وضع عبارت</p>	<p>چراغی روشن از خاکستر روانه میارم بحسبم استخوان تا صبح گردد شانه میارم همان گرد سرت میگردد و پیمان میارم سر شک ناتوانم لغزش ستانه میارم نفس چند آنکه تنگی مینماید وانه میارم برای یکمیزه خواب اینقدر افسانه میارم</p>
<p>مبادا بیدل آن گنجی که میگویند من باشم مرا هم روزگاری شد که باویرانه میارم</p>	
<p>ز چاک سینه آهی می نویسم غبار انتظار کیست اشکم برنگ سایه مشق دیگر نیست نیاز آئینه امرا را زان است ز دل نقش امیدی جلو گرفته دو عالم نسخه حیرت سواد است</p>	<p>کتابم حرف ماهی می نویسم که بر سطر برای می نویسم همین روز سیاهی می نویسم شکست کجکلاه می نویسم برین آئینه آهی می نویسم بر صورت نگاهی می نویسم</p>
<p>چو صبحم صفحه بی نقش است بیدل در و گرد سیاهی می نویسم</p>	

عجز طوفان کرد محو الفت امکان شدیم
ای بسا نقشی که آگاهی بیاد ما کشید
پیکر ما را چو گردون بی سبب خم کرده اند
بی تمیزی داشت ما را باز پرورد غمت
بی حجاب سبزه نتوان دید عرض نو بهار
پشت دستی هم نشد ریش از زنده تهای ما
بس که ما را شعلهبای درود داغ از هم گشت
مشت خاک تیره را آئینه کردن حیرتست

رنجیت قدرت بال و پیرا گرد این دامن شدیم
ماکنون زیب تعافل خانه نسیان شدیم
در میان گونی نبود آدم که ما چو گمان شدیم
آخر از آدم شدن محتاج آب و نان شدیم
پیرهن کردیم سامان هر قدر عریان شدیم
طبع ما وقتی پریشان شد که بی دندان شدیم
آب گشتیم و روان از دیده باران شدیم
جلوه کردی که ما هم دیده حیران شدیم

بیدل از ما عالمی با درس معنی آشاست
ما بفهم خود چرا حرف خط نادان شدیم

پروانه شوم تا پر طاووس گشایم
با موج کبر باخته ام دست و گریبان
تا غره با قسوت سعادت نتوان رست
از صنعت مشاطگی بایس می رسید
ذرات جهان چشمک اسرار و صفت
کوین غبار رست گزائینه من رنجیت
جیب نفسی میبدرم و میروم از خویش
تحقیق ز موهومی سازم چه نماید
ساقی قدحی چند مشو مانع تکلیف

از عالم عنقا چه خیال است بر آیم
از دامن خود نیست برون لغزش بایم
بر سایه خود بال فشانده است نه ایم
کز خون مراد و جهان بست حایم
انگوشش من اینست که چشمی گشایم
کو عالم دیگر که من باز خویش بر آیم
کس نیست بفهمد که چه رنگست قبایم
تمثال دوئی نیست بهر آئینه جایم
شاید روم از یاد خود و باز نیایم

بیدل کمن آرام تنها که در ایجاد
بر باد نهاده اند چو پرواز بنایم

کهی بر صبح پیچیدم کهی با گل جنون کردم
شرار کاغذ من محل شوق که بودا شب

بچاک صد گریبان خویش از خود برون کردم
که بهر جا جلوه کرد آسودگی و شست فزون کردم

<p>شکستم تا برون جستم من از توشش بدانی بقدر هر نفس بیایم از خوشیتن رفتن نسیم بر زه ناز من عرق آورد و شبنم شد چه خواهد خواست عذر ما ز پروا زیکه رنگش را</p>	<p>برای چشم بند هر دو عالم کیفون کردم غبار بر ابرو بقدر جا نکینهای سستون کردم درین خجلت سراکار یکم بیاید کنون کردم بتکلیف خرام سایه گل نیلگون کردم</p>
<p>حنای دست او بیدل هو اپجای سودن شد من از شمشیر بیدادش ز مردم بلکه خون کردم</p>	
<p>عافیتها بر مزاج پرستان دزدیده ام دم زدن با چرخ بر می آردم زین خاکدان همچو عمر از وحشت حیرت سراغ من پرس یکفلک جنس و کان ما و من شور و شر است چون منوگر همه بر چرخ بروم داغ شد در کتاب فهم غنائی نتوان یافتن در گره دارد تعافل نقد و جنس کائنات</p>	<p>چون شر در جیب پرواز آشیان دزدیده ام در نفس چون صبح خدین زرد بان دزدیده ام روز و شب میازم و از خود عثمان دزدیده ام مفت راحتها که خود را در میان دزدیده ام جبهه کز سجده آن آستان دزدیده ام لفظ آن نامی که از رنگ نشان دزدیده ام بسته ام چشم و زمین تا آسمان دزدیده ام</p>
<p>بیدل از ناموس سرار تمنایم میرس سینه از آه و لب از جوش فغان دزدیده ام</p>	
<p>بباغی که چون صبح خندیده بودم جنون میچکد از در و باغ امکان اگر سبزه رستم و گل دمیدم کس آینه دارت نشد و ز من هم چرا آب گوهر نباشد غبارم ادب نیست در راه او پانهاون</p>	<p>ز برکت گل دامنی چیده بودم دماغ خیالی تراشیده بودم شرکان نازت که خوابیده بودم بحیرت امیدی تراشیده بودم براه تو چون اشک غلطیده بودم اگر سبزه نبود لغزیده بودم</p>
<p>نداغم کجا رفتم از خویش بیدل بیاد خرامی خرامیده بودم</p>	

بقدر آخر سرو برکت فدای خوشتن گشتم
بقدر گفتگو بر کس درینجا محلی دارد
ندام شعله افسرد و دام یا کرد و نمائیم
سواد نسخه عشق بمدرس حسن روشن
سراغ مطلب نایاب همچون کرد عالم
خطر سمایی جام بخودی معذورنی باشد

سراب موج نقش بوزیای خوشتن گشتم
دوروزی منم آواز درای خوشتن گشتم
که تا از پانزدهم نقش پای خوشتن گشتم
گشودم بر تو چشم و آشنای خوشتن گشتم
بذوق خویش من هم در قهای خوشتن گشتم
بیاد گردش چشمت فدای خوشتن گشتم

کباب یک نگاه گرم بود اجزای من بیدل
برنگ شمع از سر تا بیای خوشتن گشتم

ز عشقت گر همه یکداغ سامان بود در دهم
درین گلشن نگل دیدم نه رمز غنچه فهمیدم
پرافشانی ز موج گوهرم صورت نمی بندد
سواد عجز روشن کردم و درین دعا خواندم
هر بیدستگای بی گرفت نیست بشدم مانع
چون آواره دیر و حرم عمریت میگردم
کف صیقل برد سودن درین هنگام غریبت
چو صبح از کسوت هستی نبردم صرفه چای

همان انگشته ملک سلیمان بود در دهم
ز دل تا عتده یک چشم حیران بود در دهم
سراپ رشته تا لودم بریشان بود در دهم
درین مکتب همین کج خط شیخو ان بود در دهم
کف خود دامن صحرائی امکان بود در دهم
شکایت نقش بر هر ذره غلوان بود در دهم
بحیرت مردم و آئینه پنهان بود در دهم
چه سازم جیب فصاحت دامن افشان بود در دهم

شیم آمد کف بیدل حضور دامن وصلی
که ناخن بهم ز شوقش چشم حیران بود در دهم

گاه خرد مشربم گاه جسون خودم
تا بشرای رسید آبله پانی من
خلوت آئینه ام موج پری میسند
قطره این بحر اظا برو باطن کیست
گر نبود زندگی رنج هو سهوا کراست

انجمن جلوه بوسلمون خودم
اینقت در افسرده همت دون خودم
این که توام دیده نقش برون خودم
هم ز برون دید نیست آنچه درون خودم
در خور آب بقا تشنه خون خودم

<p>در خور ظرف خیال حوصله دار و حباب بیدل در پاکش جام نگون خودم</p>	
<p>چراغ خامش حیرت نگاه محفل خویشم منیخواهم که پیمان طلب یا بد شکست ازین بچشم آفرینش نیست چون من عقد و سگی نخالت بایدم چون گل کشید از دامن قاتل ز رویای قناعت سیر چشمی گو مبری دارم اگر عهد عمر کرد و صرف پروازم درین گلشن</p>	<p>سپند پای تا سر داغم آما بر دل خویشم و گرنه میر کجا از پانستم منزل خویشم چکیده نها اگر دستم نگیرد مشکل خویشم که من واقف ز اجر خونبهای بسمل خویشم بمه اگر قطره باشم قلم بی ساحل خویشم همان چون گل قفس پرورده چاکل خویشم</p>
<p>کباب عاقبتم بیدماغ فیسرده جابم چو شمع خواب فراغت پس است ترک کلامم</p>	
<p>بجیرتم جرس کاروان شوق که دارد غرور حسن تو زیر قدم نکره و گاهم عبث درین چمن نیست یرفتانی الفت قدم بدامن تسلیم بشکنم بچه جرات کفیل عاقبت من پس است دفع غصه یعنی بقطرگی ز محیطم بهاشش اینهمه غافل بصفحه که نویسد حرفی از عمل من چه آفتاب قیامت چه تاب تش دوزخ چه ممکن است بناله به عجز ریشه دردم</p>	<p>که شور حسرت گل میچکد ز تارنگاهم بوادینی که دل برق سوخت عجز گاهم چو تبیح بوی گلی دارد آشنائی آیم دل شکسته شکست تیشه بر سر راهم ز رنگت رفته همان سر بهالش پرگاهم اگر چه موج که نیستیم حباب کلاهم خلمی است نقد اش از انفعال باز گاهم تری نبرد فتنی که کرو نامه سیاهم شکست آید می افکنده چو تخم راهم</p>
<p>بجلوه تو لدام چه سان رسم من بیدل بخود منی رسم از بس که نارساست ستاهم</p>	
<p>باز بر خود تهمت عیشی چو میل بستیم از که ضبط عمان موج در یاروش بستیم</p>	<p>آشیانی رسوا دسایه کل بستیم جزوی از دل دارم و شیرازه کل بستیم</p>

از هجوم مالو اینبای جوش آبله گروش رنگ شرارم شعله جواله رخت نسخه آینه دل جای درس حیرت است نیستم دلکوب این محفل چو مینای تہی چون صد اسیرم برون از کوچه زنجیر نیست میدهم خود را بیا دشن تا فراموش کنم یا دشوخیبای نازت دارد ایجا و بہار	باز روی قطره آبی بکیرم پل بستہ ام نقش جام دیگر از دور تسلسل بستہ ام چون نفس ناچار پیمان تامل بستہ ام بیشتر از رفتن خود بار قفل بستہ ام گر ز گیسو برگرفتم دل بجا کل بستہ ام مصرعی در رنگ مضمون تغافل بستہ ام محو دستار تو ام گل برس گل بستہ ام
--	---

اوج عزت نیست بیدل لکشن ہستم
پر تو خورشیدم احرام تو کل بستہ ام

میرسد گویند باز آن آفتاب صبحدم آسمان گریہ حید میبود برابنامی فیض این زیارت گاہ وحشت قابل نظاہ نیست فیض ہم در خورد استعداد می بخشداثر آبرنگ باغ فیض از عالم افراط نیست	صبح کی خواهد دیدای من خراب صبحدم دیده های آخرش میداشت تاب صبحدم عزم کلزار و گردار و شتاب صبحدم تکمه نتوان بست در بند نقاب صبحدم بر کہ جز شبنم نیفتا نہ سحاب صبحدم
---	---

عظمت ایام پیری از سر من وانشد
سخت دشوار است بیدل ترک خواب صبحدم

نسخہ پیچیم وستی از عدم آورد دایم ایفلک از ماضی فغان بیش ازین طاقت مخو بر درت پیشانی خجلت تیغ مابس است صبح ماروشن سواد نسخه آرام نیست عمر با ما محرم جیب با تل جستم سعی ما و ماندگان سرنیزل دیگر نداشت ایقدر رقص سپید ما با متید فناست	ما و من جرفی کہ میگردد رقم آورده ایم چون مہ نو خوش را بر پشت خم آورده ایم سجدہ در بار ما گرنیت غم آورده ایم سطر گردی و خیال از مشق رم آورده ایم تالون ما و خیالت سر بہم آورده ایم ہمچو لغزش روی بر نقش قدم آورده ایم نالہ در باریم اتا بند ہم آورده ایم
---	---

ہمت ما چون سحر منت کش اسباب نیست	اینقدر نیستی کہ داریم از عدم آورد ایم
حاصل جمعیت اسباب جز عبرت نبود	مفت ما بیدل کہ مرگانی ہم آورده ایم
بدل کردی زہستی یا فتم از خویشتن رفتم درین گلشن کہ سیر رنگ بوی خود سری داد ز بزم او چہ امکانست چون شمع برون رفتن با گاہی ببرد م صرفہ تدبیر عسریانی پر طاوس دارد و محل پرواز شمشادان ادافہم رموز غیب بودن و فتنی دارد صدای ساغر الفت جنون کیفیت است اینجا چو شمع مانع وحشت نشد بیدست و پانیبا با شبانش جگر خوردم نفی خود دل افشردم	نفس تا خانہ آئینہ روشن کرد من رفتم جھسانی آمد اما من بیاد آمدن ز رفتم اگر از خویش ہم رفتم بدوش سوختن رفتم ز غفلت چشم پوشیدم نفکر پرین رفتم بیاد ت بر کجا رفتم بسا مان چمن رفتم عدم شد جیب فطرت تا نفکر آن دین رفتم لب او تا بحرف آمد من از خود چون سخن رفتم بلغر شبہای اشک آخر برونین انجمن رفتم ز معنی چون اثر بردم نہ او آمد نہ من رفتم
چو گردون عمر ما شد بال وحشت میز نم بیدل	ز رفتم آخر از خود برتدر از خویشتن رفتم
رفت فرصت ز کف اما من جبر ت تو ام کو مقامی کہ تو ان مرکز ہستی فہمید عشق ہر جا فلکد مائدہ حسن ادب آبروئی کہ بود عاریتی رو سیہی است عجز رفتار بہان مرکز جمعیت ہست طالب صحبت معنی نظران باید بود قدر احسان اگر نیست کہ من میدانم عجز طاقت چہ قدر سر نہ عبرت دادم بچہ امید کنم خواہش و صلش بیدل	انقدر دوست ندارم کہ تو ان سودا ہم از زمین تا فلک آغوش کشید ہست عدم ہم پایت کہ پایت نہوان خورد قسم جملہ رنگست اگر آئینہ بردارد نم قدم آبدہ کہ بدزد و دستہبر خاک در صحن ہشتی کہ ندارد آدم لب زخمی نہوان بست شکر مرہم بس کہ خم قدم داشت نہ ہم محو قدم من کہ آغوش و داغ خودم اقامت خم

شب چشم امتیازی بر خویش باز کردم آنکس نو دیدم چندان که ناز کردم	
صبح جنون ترا دم شوق بهج شادم ممنون سعی خوشیم کز عجز نارسائی آسوده ام در بندشت از فیض نارسائی در دشت بی نشانی شبنم نشان صبحم اسباب بی نیازی در رهن ترک دنیا است مینای من ز حیرت در سنگ خون شد آخر	گر دی بیاد دادم افشای راز کردم کار نکرده دی امروز باز کردم کز دست کوته خود پائی دراز کردم عشقت ز من اثر خواست اشکی نیاز کردم کشتن و گرچه لازم چون احتراز کردم تامی بخاطر سر آمد یاد که از کردم
جز یک طپش سپندم چیزی نداشت بیدل آتش ز دم بهستی کین عقده باز کردم	
نه فکر غمخ فی اندیشه گل میکند شبنم درین گلشن که راحت برده اند از بستر نگین تو هم از خود برون آمو خورشید حقیقت شو طرب خواهی دمی بر سنگ زن چایانه عمر تو محرم نشسته اسرار خاموشان خوش	بمضمون که از خود تا قل میکند شبنم بامتد ضعیفها تو گل میکند شبنم بیک پرواز جزو خویش راکل میکند شبنم قد حبا از که از خویش پر قل میکند شبنم درین گلزار بیش از شیشه قلقل میکند شبنم
ز سامان عرق بیدل خطش حسن و کردارد گهر در رشته موج رگ گل میکند شبنم	
دوش چون فی سطروردی میچکد از خامه ام تا بکی پوشد نفس عریان تنی های مرا دیگ زهدی در ادبگاه محبت پنجه ام مشق راحت نیست ثمرگانی که می آرم بهم	ناله ما خواهد پراختاند از گشا و نامه ام بیشتر چون صبح رنگ چاک دارد خامه ام زیر سر پوشش حباب گنبد عمامه ام بیرخت خط میکشد بر نقش هستی خامه ام
بیدل از یوسف و ماغ بی نیاز من پر است انفعال بوی پیراهن ندارد شامه ام	

یا د آن فرصت که عیش را یگانی داشتیم یا د آن سامان جمعیت که در صحرای شوق یا د آن سرگشتگی که نسبتش چون گرد با یا د آن غفلت که از گرد متاع زندگی ای بر همین بخیل از کیش بیدردی مباش هر قدر او جلوه می افروخت مایه سوختیم در سر او خیالش از طپید نهایی دل دست ما محروم ماند آخر ز طوف و دمنش	سجده چون آسمان بر آستانی داشتیم بس که میرفتیم از خود کار و آفرینی داشتیم در زمین خاکساری آسمانی داشتیم عمر دامن چیده بود و مادکافی داشتیم پیش ازین هم مانت نامهربانی داشتیم در خور عرض بهار او خزان داشتیم تا غباری بوده ما بر خود کجانی داشتیم خاک نم بودیم و گرد ما توانی داشتیم
---	---

جرات پرواز را جانیست بیدل ورنه ما
در شکست بال فیض آشیانی داشتیم

پرافشانم چو صبح اما گرفتاری هوس دارم ضعیفی کسوفم از دستگاه من چه پیری تظلم یاس دارد ورنه من از صبر ناکامی دل نالانی از اسباب امکان کرده ام حاصل نفس تا میکشم فردوس در پرواز می آید	بقدر چاک دل خمیازه شوق نفس دارم پری چون مور اگر پیدا کنم حکم مکس دارم نفس درویدی سرکوب صد فیه ورس دارم هوس گو کاروانها سازن من کجیر من دارم برنگت بال طاوس آرویا و نفس دارم
--	---

بجوم نشسته در دم میرکس از عشرتم بیدل

چو مینا خون دل میریزم و عرض نفس دارم

چنین از گردش چشم نومی آید بجان انجم عرق جوش است حسن ایستوق چشم حیرتی و کن از گردون مایه عشرت طمع دارم ازین غافل تسار می چند سامان کن اگر بر خود زوی آتش تو از غفلت بصدامیده سودا کرده ورنه مخور بیدل فریب تازگی از محفل امکان	مزد کز تیرم بریزد چون عرق آسمان کج قدح باید گرفت آندم که بد ورمیدان کج نه اینجا همه ان شمت می آید و نه آن می آید بجا به پیوایان به پیوایان کج بغیر از چشمک خشیل ندارد و نه کج که من عمر بیت می بنویسم جان چرخ و جهان کج
--	--

<p>چون غنچه در خیال تو هرگاه زرقه ایم راه سفر اگر همه ابروست تا جبین فرصت زرنگ ماست پرافشان نیستی بانگ دراست قافله بفتد ارا</p>	<p>محل بدوش بخودی آه رفته ایم از ضعف چون طال بیک ماه رفته ایم غافل ز ما به باش که ناگاه رفته ایم یک گام ناگشوده بصدر راه رفته ایم</p>
<p>بیدل بیدلی گری نیست نارام آزاد و ایم اگر همه در چاه رفته ایم</p>	
<p>بحسرت خویش را بیگانه ادراک یسارم ز استغنائی نومیدیت با من دست فکرم همای لامکان پروازم و از بی پروایی شکار افکن چون صیدم از جا بر نمی دارم غرور اعتبار از قصر و بام و درغی سازد بحرانی تظلم نیز از من چشم می پوشد</p>	<p>جنون نا توانم جیب مرگان چاک میسارم که گر برهنم نقش دو عالم پاک میسارم به پستی مانده ام چندانکه با افلاک میسارم ز نومیدی بخود می چیم و قراک میسارم باه سرگردانی که دارم چاک میسارم اگر باشد گریبان تاز و درون چاک میسارم</p>
<p>درین ماتم سرا بیدل پرس از کسوت شمع ز من تا آستینی هست مرگان پاک میسارم</p>	
<p>کو جبه که چون بوی گل از بهوش خود افتم کو لغزش پانی که بناموس وفایت ای سجت سپه روز چرا سایه نکردی بهر دگران چپند کنم و عطر طرازی</p>	<p>یعنی دوسه گام آنسوی آغوش خود افتم بار دو جهان گیرم و بردوش خود افتم تا در قدم سه و قبالوش خود افتم ای کاش شوم حرفی و در کوش خود افتم</p>
<p>بیدل همه تن بار خودم چون نفس صبح بردوش که افتم اگر از دوش خود افتم</p>	
<p>نور جهان در ظلمت آباد وطن گم کرد ام وحدت از بار دوی اندوه کثرت میکشد اگر عدم حایل نباشد زندگی مویوم نیست</p>	<p>آوازمین یوسف که من در پیرهن گم کرد ام در وطن ز اندیشه غربت وطن گم کرد ام عالمی را در خیال آن دهن گم کرد ام</p>

موج دریا در کنارم از تنک و پویم میر چون نم اشکی که از مرگان فرویزد بجان چون نفس از جستجوی ندعا که نیم	آنچه من گم کرده ام از نایافتن گم کرده ام خویش را در نقش پای خویشتن گم کرده ام اینقدر دانه که چیزی هست من گم کرده ام
اگر دریایانگیر و خورده بر شیش و کم شبنم تو هم بر اشک ماقوت گیر از عالم شبنم	
بچشم محو گلزار است نگه شوخی نمیداند درین گلشن که شخص از شرم پیدائی عرق دارد طلسم حیرتست آینه دار کسوت مهتی	تجیر میکند همواری از چرخ و خم شبنم سحر گل کردن با گشت آخر محرم شبنم مدان جز حلقه چشمی نگین خاتم شبنم
طربها خاک است آنجا که دل پیدعا گردد درین گلشن چمن و شست بیدل بی نام شبنم	
زین گونه اگر باد برد حاصل خاکم از بسمل شمشیر و فاحش میر سید دل شمع خیالی است که نا حشر نمیرد تر نیستم از خجلت آینه هستی	چون صبح چکد شبنم از اشک دل چاکم دارم نطفه رزوق بلاکی که بلاکم ز نهار تکلف مفروشید بخاکم تتمثال کشیده است تا دامن پاکم
بیدل بخمال مژده چشم سیاهی امروز سیه مست تر از سایه ماکم	
نه خط شانس امید من در رسد واقف بیم بغیر سجد و رسیمای عجب زما مطلب چه ناله ها که زیاد تو بردم خوان شد عجب مناز که خونت بجان میریزند نشست شعله ام از باد سوختن بر فاخت زنسبت و همت بسکه لذت اندوز است درون پرده هستی ترود و انفاس	بجیر تم که محبت چه میکند نفسی جبین آینه و سجد و ادای تاسیم مذکر که صورت منقار ما و لمیست نیم سه شک راقه و از جرات خود است و نیم نفس که اخته را از تن میکند تفتیم هم دو بوسه ز فدا لب که هر تکلم میم اشاره و ایست که اینجا مسافر است نفیم

ز شو و حدت و کثرت بدر و سرزوی	صدیث ذره و خورشید مبحثی است قدیم
چو ابر دست بد امان اشک زن بیدل مگر زگریه بر آید سیاهیت ز گلیم	
قیامت کرد گل در پیرین بالیدنت نازم تغافل در لباس بی نقابی اختراع است این عتاب از چین پشانی تر خرمین است اینجا ز شور قطره جز در یا کسی دیگر چه میداند نفس در عرض وحشت باز آزادی نمخواهد	جهان شد صبح محشر زیر لب خندیدنت نازم جهانی را بشور آوردن و شنیدنت نازم تبتسم کردن و تیغ غضب نامیدنت نازم دل در دست و من از حال دل پرسیدنت نازم قبا عریانی و انشکاء و اسن چیدنت نازم
تغافل صد نگه میرسد از احوال من بیدل مژه نگشوده سوی خاکساران دیدنت نازم	
ناله عجز نوای لب خاموشش خودم با سیران وفا آفت دوران چه کینه نقد کیفیتم از میسکده یکینائی است عضو عضو مچین آرامی پر طافوس است انتظار بهوس کردن خودمان تا چند چه خیال است کتم حسرت دیگر چه جواب شمع تصویرم و از داغ نیم انیسوده	نشسته شوقم و دردمی سرچوشش خودم جوشنی در نظر از بال قفس پوشش خودم میکشم جرعه ز دست تو و مدپوشش خودم بخیال تو هزار آینه آغوشش خودم کاش صبحی و مدار طرف بنا گوشش خودم من که از پاس نفس آله بردوشش خودم انقدر سوخته آتش خاموشش خودم
بیدل از فکر غم و غمیش گذشتن دارد امشب دارم و فرصت شمر دوش خودم	
بعد مردن نیست پنهان نیز داغ بسلم دستگاه و راجتم منت کش اسباب نیست جنس دیگر چیست تا از دوستان بشدور زنگ دارد آتشی از گار و ان بوی گل	روشن از دیدن حیران چرخ بسلم در پر خورشیم پس بالین فداغ بسلم تیغ قاتل هم ز خون گرمی است داغ بسلم میتوان از موج خون کردن سراغ بسلم

پرفشاینها ی یاس آخر تکمین میکشد	عافیت مفت است اگر باشد دماغ بسلم
چشم تر با فی ندارد احتیاج مروک باده پر صافست بیدل در ایام بسلم	
تا گشته بر حدیث لبیت آشنا لبم چون گل بباغ دبر ز جوشس هجوم زخم می چیدم زبان تننا برنگت موج نام ترا که گوهر مقصود گفتگو است میرسم از فراق برنگی که گاه حرف تا چند پرسی از من شفت حال دل چون بگرز حباب برون آورد نفس	چون ساغر نگه ز تحیر لب لبم بهر شنای تیغ تو سر تا بسپا لبم خشک است همچو بکر ز شوق تو لبم بگرفته چون صدف بدو دست و عالم در خون طیمم اگر شود از هم جدا لبم چون ساغر شکسته ندارد صد لبم تبخاله میشود سخن از سینه تا لبم
ردیف	بیدل خموشیم ز فامید بدیشان اگر نیم که این لب گور است یا لبم
در خور گل کردن فخر است استغنائی من نیستم وحشت کمین الفت پرستم در لباس مکا و آه یاس گاهای ناله عریان میشود سیر دید و کعبه جز آوار و گیسویم نخواست دستگاه و غیرت آنجا جز تعلق هیچ نیست تا قیامت بایدم مگر گشته پروا از بود از غبار شیشه ساعت قدح پر میکشم سر کشیده نهایی اشکم غافل از عجزم مباش فرصت از کف رفت دال کاری نکرد افسوس میکشم چون صبح از اسباب این وحشت مرا سایه ام بیدل ز زینک غم و عیشم میرس	نیست جز دست تهنی صفر غره را فرای من چشمکی دارد پری در کسوت بینای من خاعت دل را چه کوتاهی است بر بالای من شده هوا لیر فشار این مکانها جای من میکشای چشم من چون شمع خار پای من دام دارد در بهو اعتیاد بی پروای من خشی این بزم غم نگذاشت بر صبا ی من استان سجده می آراید استغنائی من کاروان بگذشت من خواب بود و زانی من تهمت زبلی که نتوان بست بر اجزای من نیست ممتاز از قدر روز من از شبهای من

	روانی نیست محو جلوه را بی آب گردیدن سزد کز اشک آموزد نگاه ناخرا میدان	
درین دریا که عریانیت یکسر سازا مویش ز خواب عافیت چون موج گوهر خستیم غل اگر فرصت نقاب از چهره تحقیق بردارم ز خود داری تیرا کن اگر آرام میخوای ادب پرورده تسلیم دیرستان انضام تو بر خود جلوه کن من هم کین حیرتی دارم نملد آگهی جز حسرت وضع حباب اینجا	حباب مایه پیراهن رسید از چشم پوشیدن بهم می آورد فرکان من بر خویش بالیدن شمار کار کاغذ ما و هزار آئینه گردیدن که چون اشکست اینجا عافیت در رهن لغزیدن دل آتشخانه دارد که یلبا بد پرستیدن نداند عکس راه خانه آئینه پرسیدن سر پا چشم باش اما ادب فرسای نادیدن	
	در آن محفل که لعل او تبسم میکند بیدل اگر یاس ادب داری نخواهی خاک بوسیدن	
چنین کشته حسرت کیستم من نه شادم نه محزون نه خاکم نه گردون نوائی ندارم نفس می شمارم بخندیدای قدر دانا من فرصت درین غمگد کس مبادا بحالم جهان گو بسا مان هستی نه ازرد	که چون آتش از سوختن رستم من نه لفظم نه مضمون چه معنیستم من اگر ساز عبرت نیم چیستم من که بچند با خویش بگریستم من برگی که بیدرد دل ز ریستم من کالم همین بس که من نیستم من	
	باین یک نفس عمر مو هو م بیدل بقا تبسمت شخص فانیستم من	
آخر از بار تعلقیهای اسباب جهان گر نمی در مجر بسنگامه آفاق نیست صبح این بنگامه از سر خود غافل مباش ای تمام کام بوس از ما نخواهی یافتن	عبرت بستم بر دوشش نگاه و ناتوان آتش این کار و انهارفت پیش از کاروان یک نفس پیدایت از عالمی دار و نشان مغر داران حقیقت فارغند از استخوان	

<p>هر قدر از خود بر آئی دستگاه عزتی جو هر پرواز من پستی نشان افتاده است بیروا جیبهای عرض احتیاجم داغ کرد عیشها دارد عدم فرسائی اجزای من نیست غیر از احتیاج طراکی دشوایم</p>	<p>منظر قدر تو دوزیده است چندین نردبان کاش رنگم بر پر طاوس بند و آشیان آبرو چند آنکه میریزم منیگر و روان جوش همتا بست هر جا پنبه شد بار گران زیر کوه از بار مرگانم چو چشم پاسبان</p>
<p>عمر باشد بیدل از بیچارگی پر میزنم چون نفس در دام کیعالم دل نامهربان</p>	
<p>افتست از دوستان خویش سر برداشتن چون نگه تاکی ز مرگان بایدم زحمت کشیدن رنگی از عشرت ندارد نوبهار اعتبار از صداوت بگذرای فی قدروان دور باش نخل هستی از علایق ریشه محکم کرده است نیست عذر ناتوانی باب اقلیم فنا</p>	<p>میکشد مرگان دو صف از یکدگر برداشتن یک طپش پرواز و چندین بال و پر برداشتن زین چمن باید چو شبنم چشم تر برداشتن مار ناپیدا است گر خواهی شکر برداشتن چون نفس میباید از یکسو تبر برداشتن زخم بسیار است میباید جگر برداشتن</p>
<p>شش جهت بیدل غبار رنگ سامان چیده است احتیاجت نیست دیوار دگر برداشتن</p>	
<p>چون ریشه درین باغ با فسون دمیدن هر جا است سری نیست گریزش ز گریبان بر پستی ما چند به نیزه نکش بایم یا هیچ کسان فارغ از آرایش نازیم سر رشته و محملش ز کف جبهه بر پشت در باغ خیالم که گذشتن ثمر دوست طاوس من احرام ناشای که دارد بی ساخته ناز تو پرست غرور است</p>	<p>سر بر بکشی تا خنجر پای دویدن در چاه نه افتید ز رفعت طلبیدن چون شمع کاهفتت سر انگشت مکیدن نمنا ل ندارد بس آئینه خریدن کس پیش رخساره نمیرویده یان انگار که من نیز رسیدم بر سیدن دل گشت سرا پای من از آئینه چیدن می میکشد از رنگ حنا دست کشیدن</p>

زین مزرعه نخلت ثمر حاصل خوشیم پیری هوس جرات جولان نه پسندد	تجالد چه بار آور و از شوق دمیدن مارا دوسه گام آنسوی خود برد خمیدن
بیدل همه معنی نظم در آن پنبه بگوشند من نیز شنیدم سخنی از نشنیدن	
ترشح مایه نازی دلی را محو احسان کن بهار جلوه گر اندکی از خود برون آئی اگر در سایه مرگان مورت جاد و دقت بهار بنیش انداز پر طاووس میخواب ندارد قدر دانی جز ندامت کوشش و نفس در دیدنت کیفیت دل نقش می زند بتمثال حباب از سحر تا کی منفعلی بگوشم از شبستان عدم آواز می آید	بستم میکنی آئینه بر گیر و نمکدان کن چو تخم از ریشه مردن دادن تحریک مرگان کن براحت واکش و آرایش خیر سلیمان کن بیکرگان گشودن سپیدین چشم حیران کن بدست سوده چندین خدمت طبع پریشان کن گهر انگاره داری بضبط موج سومان کن دوئی تا محو گردد خانه آئینه ویران کن که چون طاووس اگر از بویضه وارستی چراغان کن
چو صبح از صنعت و ارشکی غافل مشو بیدل بچین دامنی طرح شکست رنگ امکان کن	
آئینه وصل چیت حیرتی آراستن مفت تماشا ست حسن لیکت بشکر نگا جلوه رنگ دوئی خون حیا میخورد به که به پیش کریم ناز کنی وقت جرم	دراثر ما و من یکد و نفس کاستن از سر خود بایدت چون مژه بر جاستن سخت ادب دشمنست آئینه آراستن ورنه ز کم بهمتی است عذر گنه جاستن
بیدل اگر محرمی جلوه میرنگ باش دام تماشا مکن کلفت پیراستن	
بی نشان حسنی که درس جلوه میخواند ز من نور غیر از کسوت عریانی خورشیدیت آبیار مزرع خاموشیم اما چه سود	عالمی برهم زند تا رنگ گرداند ز من چشم بند است این که او خود را پوشتانند ز من شوق میکار و نفس تا ناله رویاند ز من

<p>در طلب ضبط عنانم صرفه عجز است و بس شهر غمناست موج جوهر آئینه ام چون جباب آئینه ام چشمی است بی تدبیر سایه وار آن به که دیگر سر نه بردارم نه پاک داغ شده از خجالت من سیل بنیاد فنا</p>	<p>ترسم از خود رفتنم ناگه که گرداندم من مغت آن صیقل که تمثالی بگیرد از من آه از آن روزیکه حیرت دامن افشاند من تا توانائی دل موری نرسد از من آنقدر گروی نمی یابد که بنشاند من</p>
<p>بیدلم بیدل ز شرم سخت جانیهام پرس دور از آن در خاک هم آبت گرماند من</p>	
<p>حیرت آهنگم که میفهمد زبان راز من چشم تا بر هم زخم زین دامگاه آزاده ام حسن اهلها حقیقت پر زراکت جلو بود داغ شوای پرش از کیفیت حال سپید گوش گو محرم نوای پرده عجزم مباحش شمع را در بزم بر سوختن آورده اند</p>	<p>گوش بر آئینه تابش نوی آواز من در خم شرکان وطن دارد پر پرواز من تا بزم ایم ز خلوت سوخت رنگ نار من نغمه دارم که آتش میزند هر سا ز من اینقدر یابس که نادل میرسد آواز من فسر انجام مکن گردیده آغاز من</p>
<p>آنقدر بیدل ندارم حیرت و دل میطپد ره ز من بیرون ندارد فکر گردون ساز من</p>	
<p>تغافل دارد از اسباب امکان اقدار من که برداری صدف را از شکست این فیضارد چه سازم تا شوم از آفت نشو و نما این پریشانی ندارد موج اگر دریا عیان کرد تا سازند عا چون سحر جز کلفت نمی آید کنیگاه خیالت گریبان زگست سمانش چو اشکم خود فروشی بی عرق نگذاشت دروا براهت نمدم و اما زیارتخانه اشکم</p>	<p>جبینی را بچشم بسته می بیند کس از من بضا عتبادل است و دل نمی آید بکار من چو شخل شمع خیمه ریشه امان دست تار من گواهی میدهد بد عالم که بی پرواست یار من بجای نغمه میسره عقده پرورد است تار من پر طاوس خواب شده سفید از انتشار من نهانها آب شده آخر ز شرم آشکار من تومی آبی و من آسوده آتش پرمار من</p>

ہلا کم کرد و پند از ان قراک محروم
هنوز این آرزو رنگست در خون کارمن

برنگ نماندانی محل اسیر و ام بیدل
کہ گراز خود روم بر رنگ نتوان بست بارمن

باز چون جادہ بیانی کہ ندارد رفتن
خاک گشتیم و هوای تو ز رفت از سرا
گا و جولان تو چون شعلہ فانوس گہر
از سقیمان زیارت کہ عجزیم چو شمع
پنبہ گوش گرفته است جہان را چون صبح
الفت آہ مقیم در دل ساخت مرا
رفتم از خویش بجائی کہ ندارد رفتن
چہ کند کس بہ بلائی کہ ندارد رفتن
مرو ددل بادائی کہ ندارد رفتن
سجد و است بیانی کہ ندارد رفتن
مرو ای نالہ بجائی کہ ندارد رفتن
دارد این خانہ ہوائی کہ ندارد رفتن

بیدل آن کمیت کہ با سبیل خرامش امروز
ہیچو دل مست بیانی کہ ندارد رفتن

سرمایہ اظہار بقا هیچ کسی کن
افروختنت سوختنی بیش ندارد
تا محو فنا نیست نفس نالہ فشان باش
کثرت ز تخیل کہ وہم حسابی است
ہر جا رسد اندیشہ ادبگا حضور است
چون شمع نگاہ نفس شعلہ خرد نیست
پرواز ہمارا پرواہاں مکن
گر رشتہ شمع نتوان گشت خست
تا قافلہ آرام پذیرد جرے کن
یک را بر صفر عدد آورده وے کن
تا باد چراغی نشوی بی نفس کن
ای سرمہ بچوش از من و فیاد وے کن

بیدل چونکہ رام تعلق نتوان بود
گوا شک فشان دانہ و حیرت نفس کن

وارستگی ز حسن دگر میدہ نشان
بگذر ز سر بلندی اقبال این بساط
ہمغز خربشکست ز دولت نمی شد
پرواز بندگی بجنہائی غیر سد
عالم غبار دامن ناریست برفشان
تا آبرو چو شمع نریزی بناوہ دان
از سائے ہماچہ برد صرفہ استخوان
ای خاک خاک باش بلند است آسمان

<p>عاشق کجا و آرزوی خانان کجا هر چند دستگاه بود حرص بیشتر خون شو فقر و بار دل دوستان مباش یوسف توان خرید ثمرگان گشودنی آواره سراب شعوریم و چاره نیست</p>	<p>پروانه در کمین فنا دار وستان از موج بجز تشنه لبی میکشد زبان در حرص احتیاج نفس میشود گران آئینه باش جلوه متاعست کاروان ای بخودی قدم زن و مارا بخود رسان</p>
<p>محمل بدوش اشک ازین عبرت انجمن بیدل چو شمع می بردم چشم خونچکان</p>	
<p>رہبت سگی ندارد ای شرر و جد رمانی کن نکاحه عبرت از درو ز بسنگیری چه غم نمیر نام و نگست آشیان عزت و خواری نفس تابی نشان گشتن کمین زندگی دارد حوادث با طبیعت کار ما دارد و ملائم نکاحه پای بوشن تنحه دیگر منخواه</p>	<p>پری افشاندہ بسم اللہ بخت آزمائی کن مژده بردار و رفع شکوه مای بی عصابی کن اگر زین دام و آریستی مکس باشی بمانی کن عبارت را بزرگی که میخواهی بمانی کن شکست زنگ بسیار است فکر و مینائی کن بخون برد و عالم صفه شوقی حنائی کن</p>
<p>فریب اعتبارات است بیدل مانع صحت غبار نیستی شو خاک در چشم خدائی کن</p>	
<p>صفای دل بچراغ بقاء و بدروغن کجاست نفی چه اثبات جز فضولی و ہم لباس و ہم نه ارزو به خجلت تغییر بوحشت من و تورا ه شبه نتوان یافت به پیله را اگر راه برده دریا ب فروغ خانه خورشید گر نمایان است بقسمت ازلی گردلت شود قانع جنون اگر سپید و بخت مہم بیدل</p>	<p>نفس گیر و آئینه تا شود روشن پری پرست تو مینای خود عبت شکن مباش زنده برنگی که بیدت مردن منم من و تو توانی فی منی تو و نه تو من که زیر خاک چه مقدار ریخته است کفن عبث ز خانه نقاشی و امن و زن بس است اقمه بی در و سر زبان بپهن که چو ناله زنجیر بندم از آہن</p>

زرد ہوس تو کی رسم نفسی ز خود نرمیدہ من
ہمہ حیرتم بجا رسم بہت سری نکشیدہ من

بچہ برگ ساز طرب کنم ز چہ جام نشہ طلب کنم
چہ بلا شکش عبرتم چہ قدرت شانہ حیرتم
تو بجنلی نمودہ رو کہ ز تاب شعلہ عبرتش
تو و صد چمن طرب نمود من و شب نیم گم آبرو
بکہ ام نغمہ دل گسل ز نو اکسان سوختم و مجمل

گل باغ شعلہ نچیدہ من می داغ دل نکشیدہ من
کہ شہید ناز تو شدہ عالمی و بخون طہیدہ من
ہمہ شک گشتہ رنگ شمع در چشم خود نکشیدہ من
بہیار عالم رنگ و بو ہمہ جلوہ تو و ہمہ پیدہ من
چو جرس بغیر شکست دل سخن ز خود نکشیدہ من

من و بیدل و غم غفلتی کہ ز چشم بندہ فسون دل
ہمہ جاز جلوہ من پرست و بیچ جان رسیدہ من

سر طرہ ہوا فشان ختنی ز شکست تر آفرین
سر زلف عربدہ شانہ کن نگہی بقلندہ فسان
ز سحاب این چمنم مگو بگذار عشو و رنگ و بو
ز حضور عشرت بیش و کم بہشت خوابم و نام
بکمال خالق انس و جان زمین سید آسمان
حذر از فضولی و ہم وطن تو چہ میکنی بجان
نشین چو مطلب دیگران بغارتت قاصد
چمنی بہت عالم بی بری ز طرب شکاری عادت
سر و برگ راحت این چمن بخیال با نکند وطن

مژدہ بر آئینہ باز کن گل عالمی دگر آفرین
روش جنون نہ بیانہ کن ز غبار من سحر آفرین
بتوالنمائی گریہ ام دورہ خندہ گل بہ آفرین
بخیال داغ توقا نغمہ تو برای من صحر آفرین
لصاف کسی نہ بد نشان حقیقت گہ آفرین
در احوالی ہوس مزین زد و چشمہ مکی طر آفرین
رقم حقیقت رنگ شور شکست نامہ آفرین
چو غبار روزگف ہی ہمہ بہیکہ بر کمر آفرین
چو غبار نم زدہ گو فکات سر با ہر پر آفرین

بکلام بیدل اگر سی کند ز جاوہ منصفی
کہ کسی نہ طلبد ز تو صدہ دگر مگر آفرین

ز شوخی با قدح میگرد آن بیداد مست من
خیالش نقش امکان محو کرد از صفحہ شوقم
بتحقیق عدم افتادم و بر خود نظر کردم

بچینی خانہ افلاک می خند و شکست من
بصورت می پرد آئینہ محو می پرست من
گرفت آئینہ لیک از اتیاز نیست بہت من

سلامت منم دارد بکمر فی جابم را بهر جا پایشردم ز وحشت صرفه کم بردم	محیطی میکند صبر اگر باله شکست من نگین نقشم گشاد بال پر دار و شکست من
باین سستی که می بینم ز بخت نارسا بیدل کشند نقاشش پر شکل بد امان تو دست من	
از چرخ بار منت تا کی توان کشیدن بدگو مری محال است کم گردد از ریاضت طوفان کن و بر انگیز گرد از بنای هستی آه از هجوم پسری را د از غم ضعیفی ضبط نفس چه مقدار با مقصد آشنائی است گر تحفه نیازی منظور نماز باشد	باید بپای مروی دست از جهان کشیدن روی تنگ دهد آب تیغ از فسان کشیدن و امان مقصد آخر خواهی چنان کشیدن همچون بکمان ز خوشیم باید بکمان کشیدن مارا بارسانید از خود بکمان کشیدن در پیش ساوه رویان خط میتوان کشیدن
عرق دارد عمان احتیاج بی نقاب من درین گلشن که شبیتم کاری خجالت جنون دارم بخود تا میگشایم چشم از شرم آب میگردانم ندام باند امین ذره بنجم هستی خود را درین محفل ندارد هیچکس خون گرمی الفت بغیر از نفی خود اثبات وحدت شکست بخا بزم وصل نام هستی عاشق نمی گنجد	بیدل زلی از آهمن باید درین بیابان تا کیت جرس تو انم بار فغان کشیدن
رو صد ویر و آتشخانه و اگر دست آب من تکم آتا خیال رنگت میکشد گلاب من تنگ رویست پر بیکانه وضع جباب من له و روزن کم بسیار پیش آمد حساب من لمرا ز بیکسی بر آتشی چسبیده کباب من کدام منبیه آرد و تا ببالد ما همتا ب من ز فکر سایه بلند آفتابست آفتاب من	
از خود آرائی بجنس جاودان لنگر مکن درد سر بسیار دارد نسخه تحقیق خوش	به بیمغزی کشید آخرتی از خود شدن بیدل درین دریا بر آ از خود که خوان کرد و حساب من
آبرو از سنک ساز و صنعت لو بهر مکن جز فراموشی اگر بهوش است سبق از بر مکن	

ای سپند از سرمه بهم اینجا صدوا می کنند تا بکی چون خانه موجیرتست باید کشید هر کس اینجا قاصدا سرار پیغام خود است از محیط رحمت اشک ندامت مژده است	تا توان بر باد رفتن یاد خاکستر مکن این قدر خود را بدوق فریبی لاغر مکن از زبانم حرف او گر بشنوی باور مکن یارب این نومید را محروم چشم تر مکن
---	---

تا کجا بیدل با فسون امل یابی نوید
قصه ماد و دستان تاثیر دار و سر مکن

به بنیم تا کیم زین خاکدان آرد جنون بیرون بیزم کبریا یا راجه امکان است پیدانی میرسید از نسیم تا توان پرواز ایجادم گشا ددل با غوشش تعلقها نمی ارزد سواد آگهی گردیده هوشست کند روشن جانی را شهید بی نیازی کرده ام اما بخود صد عقد بستم بازادی علم گستم	پری افشاند و دم در رنگ یعنی میطیم در خون مثال خاک نتوان دید در آینه گردون دم صبح ازل بودم نفس گم کرده ام اکنون چو صحرا و سقم افکنده است از خانه بیرون بیزخیمه لیلی رواز موی سر مجنون طرب خونی ندارد ما کنم رخت هوس کلگون بچندین نکته چون فی مصرعی را کرده ام نورون
---	--

با بن عجز که در بنیاد طاق دیده ام بیدل
مگر کوهی شوم تا ناله پردازم من مجنون

ای اثرهای خرامت چشم حیران در کین جلوه اسباب منظور تغافل خوشتر است گرچه میدانم دل بهم منظر ناز تو نیست در بساطی که هوس فکر اقامت کرد و ایم اعتبارات غرور عجز ناپید است صیت بندگی آخر کجی از طینت مای بر د زندگانی دام گاه و اینقدر تزویر نیست چند خواهی حسرت دیدار پنهان داشتن	بر کجا پامی نمی آئینده می پوشد زمین سخت مکر و بست دنیا چشم اگر داری پسین اندکی دیگر تنه ندل کن چشم مانعین خامه را پا در حنا نتوان گرفتن همچو زین از نفس یکت پیرهن بالیده تر آه حزن می تراود راستی در سجده از نقش جبین از شمار سجد زاهد عرق ریز است دین چشم منورید درین محفل جوشم از آستین
--	--

<p>یکفلم شوق است بیدل کلفت و ارستگان موج عرض تازه رونی دار و از چین جبین</p>	
<p>خواه غفلت خواه تنگی خواه آزادی گزین و زه تا خورشید امکان گرم از خود رفته اند هر قدر غفلت فرون تر لاف هستی بیشتر جاء اگر باید همین شایب است اوج عزت برود و عالم شوخی هست و بلند نازاوست در تماشاگاه هستی کور نتوان زیستن</p>	<p>ای عدم فرصت دور روزی ہرچہ میخواہی گزین یکقدم با ہرچہ جوشد شوق آگاہی گزین ای طلم خواب ازین افسانہ کوتاہی گزین از کمال یا بس اگر آگاہی تہی گزین گر ندہ قاصر نباشد ماہ تا ماہی گزین محرر آنجلوہ شو یا مگر ناگاہی گزین</p>
<p>اعتبار اندیشہ بیدل نہ امت ساز کن شمع محفل بودن آسان نیست جگاہی گزین</p>	
<p>خوشا ذوق فنا و روست ساز شر کردن عرو را زو آنکہ خاک گردید چنگست برنگ توام با دام دلہا را درین محفل ز فیض اغنیا با تشنہ کا میبا قناعت کن و داع لذت دنیا ست ہل رستگا یہا درین دریا کہ از ساحل تیمم میکنند خوش و اہم تا شود سر رشتہ آغوش تحقیقت عرق غواص شرم از غبار تہمت بستی</p>	<p>ز سر تا پای خود محویت انداز نظر کردن چنانکہ از دم تنگی کہ میباید سپر کردن وطن باید ز تنگی در فشار یکہ کر کردن ندارد چشمہ خورشید غیر از چشم ترک کردن گرہ در کارنی کہ کرد و از ترک شدہ کردن باب دید و دید باید وضوئی چون لبہ کردن چونما رسبہ از صد جیب باید سر برد کردن مرا افکند و در آب از این بل کہ کردن</p>
<p>ہد ریای شہادت غوطہ گر نتوان زدن بیدل گلکونی میتوان از آب جوہر تیغ ترک کردن</p>	
<p>چہ در داین کیر و دار بستی کہ از صد و نکتہ خود خوشیست ترک خودی نانی و می و دامہا پس با شہ رماہ خود ہار و نہ روز بید نہ شب شہار</p>	<p>شکست آیندہ چی کردن فریب تمان زنت خود بکسوت ریش و ستائی چو شانہ چند چنک خود و مانع کفرستان نمار و غم شتاب و زنت خود</p>

ستم تلاش هوش شمر دم قدم بجز طلب فشر دم طمع بر جافش و دندان آفتش بک نیست چندان چسان بتدبیر حرص خامت خمار حسرت روز جا اگر جهان جمله لقمه زاید ز فکر جوع تو بر نیاید بسعی تحقیق پر ویدی بجاقبت هزاره خط کشیدی بکعبه امن راه بروم ز میشه برای لنگت خوردن باشتهای غرض پسندان زیان ندارد تو لنگت خوردن که در نگین هم بقدر نامست فرو و خمیار سنگ خوردن اگر چو آماج لب گستاخ عضو عضوت خدنگ خوردن نه اوشدی بخود رسیدی چه لایست بود بنگ خوردن
--

بکیش آن چشم فتنه مایل بفتوی آن نگاه قاتل
بجل گرفتند خون بیدل جوی بدین فرنگت خوردن

بجز با جولا نکه تدبیر نتوان یافتن بس که این صحرا پرست از خون حیات گشتن کاشه انعام گردون چون جاب از بس بیست عالم تقلید یکسر گفت کومی پرورد حرص و یکت عالم فضولی خواه طاقت خواه بجز نامه گرد کشی با دوستان خصم کیش	پای چندین سبزه جز در قبر نتوان یافتن با هوای خاک دامنگیر نتوان یافتن چشم گوهر هم در اینجا سیر نتوان یافتن جز صدا در خانه زنجیر نتوان یافتن جز جو اینها ازین بی پیر نتوان یافتن بیج مرغی نامه بر جزیر نتوان یافتن
---	---

بر چه هست از الفت صحرای امکان خسته است
بیدل اینجا گردی از نخبه نتوان یافتن

بدل گر یکسر از شوق تو پنهان میتوان کردن برنگت غنچه گردان جمعیت بچنگ افتد توان ممتاز عالم شد ز ترک اختیار خود طلب چون چشم قربانی تسلی بر نیاید متاع زندگی هر چند می آرد و ببا و آخبا شب حرمان فرو برد است عصیانگاه شای بوخت و امن بهمت اگر یک چنین بلند فتنه برنگت شمع دارم رفتنی در پیش ازین محفل	چراغان چشکی در پرده سامان میتوان کردن دل از اندیشه یک گل گلستان میتوان کردن که در بیدست و پائی آنچه نتوان میتوان کردن نگه گو جمع شو مرقان پریشان میتوان کردن بهمت اندکی این قیمت ارزان میتوان کردن اگر اشکی بدو آید چراغان میتوان کردن جهانی را عبار طاق نسیان میتوان کردن بیا جیدی که نتوانم مرقان میتوان کردن
--	--

<p>شدم خاک و جهان آئینه دار و چشم من بیدل بنو زاز گرد من طوف غزالان میتوان کردن</p>	
<p>درس کمال خود گیر از ناله سرکشیدن چندین گهر درین بحر افسرده خاک گردید یکت نخل این گلستان از اصل با خبر نیست جفاست محرم دل کرد و فسانه مایل رنگت به پروه شوق آرایش و گرشت تا جلوه کرد شوخی حسن نو در عرق زد طاؤس این بهاریم ساعسر کنش خایم</p>	<p>تا بر نیانی از خویش نتوان بخود رسیدن موج اینقدر ندارد بر عافیت دودیدن سر بر هواست خلقی از پیش پانصدین آئینه در مقابل و آنکه نفس کشیدن چون دل زدیم آخر کل بر سر دمیدن دار و حیا باین رنگ آئینه آفریدن در راه انتظاریم صد چشم و یک غمخودن</p>
<p>چون تخم اشک بیدل نو میدی بیاریم بی برگ این گلستان می باید دمیدن</p>	
<p>میروم هر جا بدوق عافیت انداختن شعله گر ساغر زنده از پیلوی خار و خس است اضطراریم عالمی را کرد پا مال غبار تا روپود بستی مانیت روپیوندن</p>	<p>همچو شمع زاد را بی نیست غیر از سوختن بیش ازین روز سیه نتوان زخم انداختن خاک مجنون را نیبایست وجه موختن خرقه صبحیم بر ما بخیه نتوان دوختن</p>
<p>بیتو باید سوخت بیدل را به زنگی که هست داغ دل گر نیست آتش میتوان افروختن</p>	
<p>از دیده سراغ دل دیوانه طلب کن عمر سیت بیادش همه تن یکدل چاکیم عالم همه تن بر تو یک شمع نهان است سر جوش تا شا کده محفل رنگیم بی کسب قناعت نتوان یافت دامن جمع تیمت نفس الفت و همی است دل ما</p>	<p>نقش قدم نشسته ز پیانه طلب کن چون صبح ز آئینه ما شانه طلب کن این سرمه ز خاکسته مروانه طلب کن ما را ز همین شیشه و پیانه طلب کن از بستن منقار طلب دانه طلب کن این شیشه هم از طاق پر پیانه طلب کن</p>

	<p>بیدل رقم صفحہ ماہیخبر ہیا ست و سر خط تحقیق ز فرزانہ طلب کن</p>	
<p>حق شمشیر تو رنگین ترا و اخواہد شدن خاک اگر کردیم چندین چشم و اخواہد شدن دامنہ گر بشکنی تعمیر ما خواہد شدن سنگ این کہسار یکسر آسپا خواہد شدن</p>		<p>موج خونم ہر قدر طوفان ما خواہد شدن سرمہ صد گرگیستان عبرت است اجزای ما نشہ آب و گل شوخی بنای وحشتیم گر چنین دارو کمین عافیت گشتگی</p>
	<p>در جنون سامان جیب و دامنہ در کازیت جامہ عسریانی از رنگم قبا خواہد شدن</p>	
<p>باید ز شرم دیدہ بی غم گریستن باید دور و ز چون مژدہ با ہم گریستن اینجا ست ناگاہ مقدم گریستن دید بایدم برنگان جینم گریستن ما چشم دارم آئینہ خواہم گریستن</p>		<p>ہر چند نیست بی سبب غم گریستن شیرازہ موافقت آخر گسستن است شبہم ز وصل گل چہ نشاط آرزو کند گر شد دل از نشاط و لب از خندہ بی نصیب شاید کلی زگلشن ویدار بشکند</p>
	<p>بیدل ز شیشہای نگون بادہ میکشند زیبا ست از قدی کہ شود خم گریستن</p>	
<p>پرافشانت ہمت آشیان و چشم غماکن نسیم امتحان شو گوشہ این پردہ بالاکن جمہ بمقطرہ خون باش اما در دلی جاکن بیک آئینہ دیدن چارہ معدومی ماکن غبار ساحلم را ای حیا بگذار و دریاکن ز باغ رنگ و بو بیرون نشین و سیر کلہاکن اگر خواہی بنای رنگ ریزی نالہ بر پاکن سراپا دیدہ شو چون اشک عالم را تماشاکن</p>		<p>بسی بی نشانی آنسوی امکان رہی و کن ز رفیع گردستی میتوان صد صبح بالیدن گرفتہ کلشنی ای خیر رنگت قبولت کو غرور سرکشی در آفتابت چند بنشانہ ز سار پرشتانہا عرق میخواد افشردن اگر چشمیت ز اسرار محبت سرمہ دارد عمارتہای آب و خاک نتوان بر فلک برآں کنار عرصہ امکان تماشا بیشتر دارد</p>

کمینگاه تعلقهاست خواب غفلت بیدل بیکت واکردن شرکان جیبانی راز سرواکن	زین درو مند حرفی باید شنیده رفتن در رنگ ریشه دارد تخم رسیده رفتن را و فنا چو شبنم باید بدیده رفتن کز تنگنای هستی باید خمیده رفتن بر آمدن نه بند و رنگ پریده رفتن در منزل بست رهرو از آرمیده رفتن تا عالمی ز خود برو مارا جریده رفتن	از ناله دل مائگی رسیده رفتن همدوشش آرزو مادل میرو و نفس نیست آهنگ بی نشانی زین گلستان ضرور است قد و نای پرست ابروی این اشارت زین باغ محل مابردوش تا امید نیست رفتار سایه هرگز و اماند گے نداند بال فشانده آه بی گرد حسرتی نیست
تعجیل طفل خویان ساز خطاست بیدل لغزش به پیش دارد اشک از دودیده رفتن	نرفت و امن عریان تنی بغارت چین بیار هم ز پر رنگ میکند بالین بعالمی که منم سایه نیست سایه نشین نفس ندارد و دل ناله میکند تلقین خوشت پابرکاب از مقیم خانه زین نشانده ام ز هوس رنگها بزی رنگین شکست در ره من شیشه دال شکنین	شکست حادثه بر نیافت دست کین درین حدیقه سرو بگ خواب ناز کر است ز سر بر آرهو نای عافیت طلب طپیدن از چه جرس و ام باید م کردن درین طپشکده الفت کین راحت باش براه حسرت پرواز چون پر طاووس چو کوه غیر زینگیرم علابه نیست
نه عیش و انغم و غم جز اینقدر و انغم که چون جرس همه تن ناله بخیتیم ز جبین	توان سیرد و عالم در شکست رنگ ماکردن شر و دامن خس بی آب نتواند ماکردن مدورای و هم بر پیرا بن مجنون قبا کردن	مذار و موج جز طومار رمز بکروا کردن حیا نگذار دم تا از هوسها دست بردارم بهرمانی کربان چاکی از سازم نمی خندد

<p>گداز یاس در بارم مکن تکلیف اظہارم بوس فرسوده بوس کف پانیت اجزایم طپیدم ناله کردم آب گشتم خاک گردیدم پروا ماندگی زین خاکدان برخاستن دارد</p>	<p>سپندم سرمه بہت سرمہ نتواند صبا کردن وطن میبایدم در سایہ ترک خاک کردن تکلف بیش ازین توان بعرض نہ عا کردن دمی چون گرد باد از خویش میباید عصا کردن</p>
<p>اگر روشن شود بیدل خطر پرگار حقیقت توانی بی تاقل ابتدا را انتہا کردن</p>	
<p>دوری مقصد میدارم رشید نہای من پادامن دارم و جولان حرص آسودہ نیست ریشہ و ماندہ رنگت و بوا اگر گم کردہ ام بس کہ اجزایم زور و ناتوانیہا گداخت آبیارم ز عجم یارب تب سودای کیست و حشم غیر از کلاہ بی نشانی نشکند</p>	<p>نقش پاکم کرد پیش پانید نہای من خاک افسردن بفرق آرمید نہای من تارک یا قوت میجو شد و دید نہای من چون صدا شد عینک دیدن شنید نہای من درو میجو شد چو تچال از دید نہای من دامن رنگم بلند افتادہ چہد نہای من</p>
<p>چون ترمیدل بچندین ریشہ جولان امید باشکست خود رسید آخر شکست نہای من</p>	
<p>تاکی عنبر و انجمن آرائی زبان در محفل شعور بلائی نیافتم موجی کہ بال شوخیش آسودہ گوہریت اھل سخن غریب جہان حقیقتند ہست از حباب و موج و لیلی کہ بحر ہم ای مست حرف ضبط نفس کن کہ ہیچ صبح</p>	<p>گردن کش چو شمع ز رخسائی زبان جانکا و تر صحبت غوغائی زبان دل طرح میکند و بانثائی زبان باید گریست بر غم تنہائی زبان سرمیدہد بہا و شکیبائی زبان دارد می از گداز تو مینائی زبان</p>
<p>بیدل بحر و صوت حقیقت نمیخزند معنی شناس جرات سودائی زبان</p>	
<p>چارادستگاہ خود پسند بہای طاقت کن</p>	<p>عرق درسی ریز و صرف تعمیر خجالت کن</p>

<p>زشت خاک غیر از سجد کاری برسنه آید و رایج سعی غواض از صدف و میکش گوهر و ماغ گلشن گزینیت نیر گزیستانی گذشتن از جهان بوج داردنگ استغنا زوستت هر چه آمد مفت قدرتهای موبوئی</p>	<p>عبادت کن عبادت کن عبادت کن عبادت کن تو هم ببری دل بارشکاف اورا زیارت کن ز قطع گل نظر پیا و جزو پیرا عمارت کن حمیت گر بود معراج بمت ترک بمت کن و ماغی چند صرف قدر دانیهای فرصت کن</p>
<p>کس از باغ طمع بیدل ندارد حاصل عمری چو شبنم زین چین با سیر چشمی قناعت کن</p>	
<p>اگر باین و اماندگی مطلق عنان خواهم شدن جبهه من در کمین سجده فرسوده است اشک مجنوم شلی در مراجم بمت است بید ماغ فرصتم سوای استقبال کمیت ز گش را اگر چین با تیره روزان الفت است با چنین ضعفی که سازش جز شکست زنگ نیست</p>	<p>کام اول در بمت سنگ نشان خواهم شدن عالمی را قبله ام گر آستان خواهم شدن از چکیدن گرفتار و ماغ روان خواهم شدن تا بهما آید پرواز استخوان خواهم شدن بعد ازین با مردم یک سر مردان خواهم شدن اگر بگردون هم برآیم که بشن خواهم شدن</p>
<p>من که از خود دستم دشوار می آید چشم در عرق مانند شمع حشر بنیان خواهم شدن</p>	
<p>بس که ناموس و فادار و کمین خال من بخودی در بار حیرت میرسد آینه ام و رول بر ذره گرد و حشتم پر میزند در جهان خاشاک را ز آتش نیل باشد گریز جز فنا و هیچ جا امید را آرام نیست گوهرم از سفتنی افسردم غافل مباش</p>	<p>هر که بسمل گشت می بندد طیش بر بال من میتوان کردن برنگت رفته استقبال من گر بجه آینه لردی نیست بر مثال من میتوانی بدخو چه سان خوابدشان جوان من آتشم خاسته افتاد دست درویشان من سگته میخواند تپ دریای از پخال من</p>
<p>همچو گل بیدل کی از خار انفعالی میکشم شمع یار است آبیاریش سال من</p>	

<p>گر قناعت را توانی داد و سامان نگیین ای حباب از خود فروشی شرم باید داشتن صحبت ارباب دنیا مخلصان را می گرد غیر مخموری چه دارد ساغر اقبال و جاه کاش رسوائی بهم اینجا در خور همت دهند جوهر اقبال نقد هر تنگ سرمایہ نیست نستی طالع زبس افسردگی در بار داشت اعتبارات جهان گیرنگ پرواز است و بس ای نفس سرمایہ اقبال فریبی بیش نیست تا کجا وسعت کند پیدانشان عمت با با همه شهرت فروشید بضاعت بیخ نیست</p>	<p>نسبت تدبیر دارد و در کفشان نگیین یک نفس فرصت نمی آرزو به بهتان نگیین ظاہر است از روحی کاغذ نقش دندان نگیین یکفتم خمیازه می بالد ز عنوان نگیین رشته داری میکشد نام از گریبان نگیین فلس مایی از کجا نازد با سامان نگیین نام ما هم سرنگ آمد ز دامن نگیین در پرتاؤس کن سیر چرخان نگیین چون هواگر شبی بند ندیمان نگیین ما قصان گو شهر و چپسند و کان نگیین خون همان نامست در زخم نمایان نگیین</p>
بیدل از گل کردن نامش گریبان میدرد	نقش چون مار نظر در چشم حیران نگیین
<p>از تپشوق که دارد اینقدر تاب استخوان ز اشتیاق زخم تیغ کیت یارب پیکرم مزم خویا ترا بزدان در شتی رحمت پرده دار عیب منعم نیست خبر سباب جا این سکان از قعر دریا هم برون می آورند در مقام آرزو ما بسمل رحمت بسی است آسمان بیگانگان را قابل سختی ندید</p>	<p>کز پیش چون اشک شمع میشود آب استخوان عمر باشد شمع میچند بجز آب استخوان از برای مغز دارد پرده خواب استخوان میشود از فریبی در گوشت نایاب استخوان گر همه چون کوه براندازی بگرد آب استخوان ای بجا کم نیست در یک عالم اسباب استخوان جز بدست آشنا فروخت قصاب استخوان</p>
صبح تا دم میزند بیدل هجوم شبنم است	گر نفس برب رسام میشود آب استخوان
دست جرات دید آخر مغنم در آستین	پیشو شمع کشته خواباندم علم در آستین

بس که چون شمع تنگ سرمایہ است این سخن پیرگشتی غافل از قطع تعلقیها مباحث بی قناعت کینه حرصت نخواهد پر شدن مانع الفت چو موج از یکدگر پهلوتی است باطن این خلق کافر کیش باطن مسیح دعوی کاذب گواه خویش پیدا میکند شوق بیاییم مارا رهبری در کار نیست سرکشی در تنگدستیها ما و او میشود	یک کلم هم در گریبان است بهم در آستین صبح دارد از نفس تیغ دو دم در آستین تا بکی چون مار میگردی شکم در آستین عالمی زین بگر جو شیده است نام در آستین جمله قرآن در کنارند صنم در آستین چون زبان شد بر زو گو دار و قسم در آستین اشکات هر جا سر کشد او قدم در آستین سودنت انگشتها را بر هم در آستین
---	--

بس که بیدل عام شد افلاس در ایام ما
نقش ناخن بهم نمی بندد درم در آستین

باین حیرت اگر باشد خروش ناگزیر من بچندین جان کنی موی سفیدی کرده ام حاصل اثر از خم تخم و بالامیزند ساغر ازین مشت غبار آرایش دیگر نمی آید باین آثار موبومی تمیزی گر کنم حاصل بهروا ماندگی ممنون بخت تیره خویشم المرورده یا سم میرس از بیکسیه ایم	بقدر جوهر از اینینه بیباله صغیر من توان فهمید سعی کو بکن از جوی شیر من برنگ آواشکات است آب پیکانهای تیر من مگر ریز و جنون از جام پردازی بخیر من بچشم ذره مژگانی کند جسم حقیر من که همچون سایه بای کسی نه چیده است قبر من اگر از خویش میباشد چو طفل اشکات تر من
--	--

بکنج بخودی بیدل دماغ اتفاق کو
که شور حشر از افسانه گیرد کوه تیر من

کرد حرف بی باغم عالمی را تر زبان راز کمطران میپوشد بجوم احتیاج بگر بر خود میطپد از خود و شیبای موج در عشق و ساز ستوری زهی فکر محال	همچو عنقا تشنه بی بسته آمد در زبان میکشد در پستکیها از صد اسرار زبان عالمی بی طاقت است از مردمان تر زبان خار پا چون آتش اینجا میکشد از سر زبان
---	---

<p>مطلب دیدار حیرانم چنان گردد و ادوا غیر خوانی ندارد و ساغر جانها و ظلم</p>	<p>خاص این عالم تحیر عام این کشور زبان به که باشد همچو قمر گانت برون در زبان</p>
<p>رویف</p>	<p>هر که دارد قوت روحانی از کاهش تپی است بیدل از ضعف بدن کم میشود لاغری زبان</p>
<p>مه نوینماید اشبم از آسمان ابرو نه گلشن زرگسی دارد نه دریا موج می آرد و م تیغ تغافل تا کجا خواهد تنگ گردد خط پشت لبست بر جابرات تازگی دارد بیاد چین ابروی تو هم دریا زامواجش اشارت محو حیرت کن که در بزم تماشایش بذوق سجدهات هر جا بنائی کرده ام نشا عروج پستی آرایم غرور عجز بنمایم</p>	<p>قدح کج کرده می آید اشارت های آن ابرو بجای فتنه می بارد بمان چشم بمان ابرو هنوز از گردش آن چشم میخواند فسان ابرو عرق و اشوید از لوح چین نو خطان ابرو شکستی میکشد بروش چندین کاروان ابرو برنگت ماه نو در چشم میگردد و بمان ابرو بجای سبزه میروید ز خاک آن مکان ابرو ببارد این سخنها هم چشم را سنان ابرو</p>
<p>بوضع سرکشی لطف تو اضع دیده ام بیدل بچشم مصلحت تیغم بعرض امتحان ابرو</p>	<p>بوضع سرکشی لطف تو اضع دیده ام بیدل بچشم مصلحت تیغم بعرض امتحان ابرو</p>
<p>دل آب گشت و نیست امید نگاه ازو از سایه داغ مهر پرستان نمی رود مشکل که این دو شیو در مرکز جدا شوند خاکستر سپند و فاطمه گوشه است استجا که عشق عام کند عرض احتیاج یا رب علاج سوخته جانان که میکند گرد نفس چو صبح بشبم نشاند نیست آرایش زبان اگر این خجلت آورد شوقت مرا ز هر دو جهان بی نیاز کرد</p>	<p>آینه شکست تغافل که آه ازو ما بزم نشسته ایم بر در سیاه ازو یعنی خجالت از من و غنوغ گناه ازو افسوس ناله که بنحو پناه ازو جز عذر مطلبی که نداری مخواه ازو داغ کلف به پنبه گرفته است ماه ازو غیر از عرق مخواه باین دستگاه ازو خاکی توان شدن که نروید گیاه ازو چندان طپید دل که شکستم کلاه ازو</p>

<p>سامان اشک و دیده بیدل چه تهمت است شرم تو میکند عرق گاه گاه ازو</p>	
<p>ای خیر زور و دل ما شنیده رو ما از در امید وصالش نمیر ویم زین کرد و تهمتی که نفس نام کرده اند عالم تمام معبد تسلیم بخودی است تا چند هرزه از دل هر کوی چه باختن تسلیم خضر مقصد مو هو م ما بس است کلچینی بهار طرب بی تعلقی است ای خیر ز قامت پیری چه شکوه است آخر ازین زیانکده نومید رفتی است قاصد پیام ما نفس و اسپین بس است</p>	<p>سورسپند محفل حسرت کشیده رو گودل بحسرت آب شو و خون زدیده رو چون صبح دامن کنی که نداری کشیده رو هر سو روی بسجده اشک چکیده رو یک قطره خون شو و ز گوی بریده رو چون سایه سر بجا کنی و آرمیده رو چون گرد باد دامن ازیندشت چیده رو عمر بیت بار میکشی اکنون خمیده رو خواهی رفیق قافلہ خواهی جریده رو گر محرمی ز آئینه حرفی شنیده رو</p>
<p>پیغام حسرت من بیدل رسانده نیست ای اشک بار میرود اکنون و دیده رو</p>	
<p>نقاشش نکشد اثر نا توان او رحم است بردی که در آشوبگاه عشق عمر شمر از فرصت گذرانند کیت مار اسراغ کعبه تسلیم داده اند بر ساز از ترانه خود امید به خبر مثال نیست غیر غبار خیال شخص تحقیق طاهر است که در گلشن یقین رشم به بلی است کز آزادی چو شک مژده ن شانه بچند دست تحسیر است</p>	<p>بند دشتم ز سایه موی میان او مہتاب چنہ نکشد از کمان او از ہم که شته گیر بهار و خزان او یعنی نقش جبهه کم است آستان او و ہم است الرز من شنوی داستان او خلقیت خود فروش متاع دکان او در بستان است بر رخ غیر آشیان او نگرفته است دامن خون روان او تا ببله کشته شانه موی میان او</p>

<p>در یاز دست رفته موج خیال کسیت بیدل زد دست شوق نشان قدم نخواه</p>	<p>کز هر نسیم میرود از کف عمان او بچون نگه گم است پی کاروان او</p>
	<p>بیدل سراغ عالم امکان تحیر است آن نیست آشیان که تو یابی نشان او</p>
<p>بس که یاد قامتت بر باد داد اجزای سرو شعله ادراک خاکستر کلاه افتاده است بس که موزونان ز شرم قامت گشتند بر نمیدار و نهفتن جوهر آزادگی باغبانان قدر آزادی ندانستند حیف اینقدر رعنائی باله نبال این چمن پیکر آزادی و بار تجمل تهمت است خاک بر سر کرد عشق و پای در گل جانین</p>	<p>ناله قمری شد آخر قد کشید نبای سرو نیست غیر از بال قمری پنبه مینای سرو صورت فواره باید ریخت از اجزای سرو دامن بر چیده پوشیده است سرپای سرو ناله بایستی درین گلشن نشاندی جای سرو سایه نخلی که افتاده است بر بالای سرو یک قلم دست تپی میرود از اعضای سرو اگر بهار این رنگت دارد حیف قمری ای سرو</p>
	<p>پای دزد بخیر درس گفتگو آزاد کسیت بیدل این سطر تکلف نیست جز انشای سرو</p>
<p>هر چند دورم از چمن جلوه گاه او دارم بسینه خون شده آهی که چون سحر بگذارتا بدرد متناشس خون کنند ما عاجزان ز کج خموشی کجای رویم استجا که از اسیر تو جرات طلب کنند</p>	<p>مینخانه ایست شوق بیاد نگاه او در کوچه های زخم گشودند راه او دل قابل وفاست مپرس از گناه او آسوده ایم ناله صفت در پناه او جز شرم نیستی که شود عذر خواه او</p>
	<p>چون صبح بیدلی که ره عشق میزند باشد خط شکسته رنگش گواه او</p>
<p>کو عبرت آگهی که به تحقیق راه او گر نمار و پود کار که عشق بر دوری</p>	<p>جوش ز چشم آبله پانگاه او جز پنبه زار و هم کتان نیست ماه او</p>

<p>آهسته رو که بر دل موری اگر خوری چند آنکه میشود نظر بهمت بلند حاجت بعرض غیر ندارد غرور عشق بر سر کشان چرا نفروشیم بار عجز شمعی که محو آنجمن انتظار نت در وادی که شرم نقابت کشوده است</p>	<p>کردی غبار خاطر خال سیاه او دارد عروج آینه ناز نگاه او گردون چو آستین شکند دستگاه او مارا شکسته اند بیا دکلاه او آینه بر سر مرثوبند دنگاه او بر چشم نقش پا مرده بند دگیا او</p>
<p>بیدل اگر عشق کند دعوی وفا غیر از شکست رنگت چه باشد گواه او</p>	
<p>گراز موج گهر نشنید و رفر خروش او خروشی میکند طوفان چه از دانا چه از نادان غرور خود سری را چاره دیگر نمی باشد درین صحرای نومیدی باز مانتوانی را</p>	<p>بیا شور تبسم بشنو از لعل خموش او جهان خمیازه دارد که این رنگست جوش او مگر گردد خیال خاک گشتن عیب پوش او که بار هر که سنگین گشت می افتد بدوش او</p>
<p>زبان بوی گل جز غنچه بیدل کس نمی فهمد فغان ناز کی دارم مگر افتد بکوشش او</p>	
<p>طبعی که شد طرب اثر نوحشند او آنجا که برق جلو او عرض ناز داشت هر چند چشم زخم دوانی را علاج نیست بیخوابی فسانه طوبی که میکشد زاده بهوشکافی تدبیر غرور است ای طعمه زمانه که خونخوار عبرست</p>	<p>چون نیشکر کشید سر از بند بند او آینه بود محسوس و جوهر سپند او باری سپند باش به دفع گزند او مانیم و سایه مرثومای بلند او غافل که شانه است همان ریشخند او بر فریبی چه ناز کند گوشتند او</p>
<p>بیدل مباحش امین از آفات روزگار چون مار خفته درین دندان گزند او</p>	
<p>کمانی ای جنون ویرانه ات کو</p>	<p>خس و خاریم آشنایان ات کو</p>

تو شمع بی نیاز بیا برافروز
حجاب آشنائی و هم خویش است
بساط و همس و اچیدن ندارد
کمان قبضه آفاقه آتا
ندارد این نفس سامان دیگر

گو خاکستر پروانه ات کو
ز خود گر بگذری بیگانه ات کو
تو خود افسانه افسانه ات کو
برون از خود سرخ خانه ات کو
گر فتم آب گشتی دانه ات کو

سرت بیدل سواد سوده راهست
دماغ کعبه و بتخانه است کو

گر نفس چنید باین فرصت بساط و سنگا
کیرو دار محفل امکان طلسم حیرت است
سینه صافی میشود بی پرده تا دم میرخم
چون نگه در دیده حیران مامرگان نیست
بی تاشانیت حیرتخانه ناز و نیاز
صاحب دل کیست حیرانم درین غفلت
بی گداز هستی صورت نه بند و گداز

چون بحر با شکستن میرسد پیش از کلاه
تا مژه خط میکشد این صفحه میگردد سیاه
در دل ما چون حباب آینه پرورد است
جو بر آینه در دیوار حل کرده است
عشق اینجا آه آهی دارد اینجا و آنجا
آینه یک گل زمین است و جهانی خانه
شمع این محفل سراپا سر است یک نگا

زیر گردون هرزه شغل و هم باید زیستن
غیر طفلی نیست بیدل مرشد این خانقاه

ندیدم در غبار دود این صحرائی خوابیده
بیا چشم محمورت چنان در خود فرو رفته
باین قامت قیامت نیست ممکن قامت افراشته
جهان بخودی بگزنگ و اند جل و دانش را
دل آرام جو بر خاک زو بنیاد هستی
نماند از قامت خم گشته برمازنگ امید
ز شکر عجز بیدل تا قیامت بر نمی آیم

بجز خوابانیدن مرگان ره پیدای خوابیده
که پوشید از غبارم تا مرگ نهایی خوابیده
بزرگان تو یعنی فتنه بر پای خوابیده
تفاوت نیست در بنیاد و نابینای خوابیده
نفس پا مال شد زین صورت و بیای خوابیده
تنکت کردیم برک عیش ازین مینای خوابیده
برنگ جاده ره گم کرده ام دریای خوابیده

<p>از عرق پیمائی حسن ساغسرا نذر آئینه حسن نیرنگی عالم صورت بی رنگ است دل مصفا کرده از خود نمائی چاره نیست هیچ نقشی بر دل آگاه نفروشد ثبات صحبت روشندان آکیر اقبال است و بس</p>	<p>کرد طوفانها بهشت و کوشتر اندر آئینه عرض تماشا شش که دارد باور اندر آئینه بیند اول خویش را روشنگر اندر آئینه مینماید کوه بهمی لنگر اندر آئینه از نفس باید فکندن بستر اندر آئینه</p>
<p>بیدل اظهار هنر محسوس می دیدار بود خاک راه جلوه باشد جوهر اندر آئینه</p>	
<p>چشم را آئینه پرواز تر حسم کرده تا عرق از چهره ات خورشید ریز غریبت بر سر مویت زبان التفات دیگر است موج اقبال تو از گرد عدم پر میزند معرفت کز اصطلاح ما و من جوشیده است قوت فکر و کجالت عرض آب و نان است بحر امکان شوخی موج سربانی بیش نیست</p>	<p>در نقاب چین پیشانی تبسم کرده چرخ را یک دست نقش پای تبسم کرده بس که شوخی در خموشی هم تکلم کرده قلرمی از خود بدون اما ملاحظم کرده غفلت است اما تو آنکاهی تو بهم کرده آرمیت داشتی در کار گندم کرده دست از آرایش نیشونی تبسم کرده</p>
<p>بسته بیدل اگر بر خود زبان مدعی عقرب را میتوان گفت بی دُم کرده</p>	
<p>برشته ات اثر و هم مدعا ست گره طلسم وحشتی ای خیر چه خود داریست که غنچه گشت که آغوشش کل نکرد آنجا نفس سوز بکلفت شمار سے او نام ز کار بسته بلند است قد رخت گران چون تار سبزه درین دام نگاه حیرانی ادب نفس شمر انتظار جلوه کمیت</p>	<p>تو گرز بند هوس و اشوی لجاست گره که شبم تو ببال و پرهواست گره بصبر کوش که اینجا کرد گشاست گره بقدر قطره درین بحر عقد است گره دران بیاطل که فی قد کشد عصاست گره فلک بکار من فکنده هر جا است گره که اشک بر سر شکران چو دیدن است گره</p>

قناعتم نکشد خجالت زمان طلب	ز فرق تا قدمم یک گهر حیاست گره
برون ز ساز چمن کلفتی نمی باشد	بهوش باش که در بند این قباست گره
تعلق من و ماسهل نتمری بیدل	تألی که بستار نفس حیاست گره
خلق است محو خود بتماشای آئینه	من نیز داغم از ید و بیضای آئینه
حسن و هزار نسخه نیرنگ در بغل	ما و دلی و یک ورق انشای آئینه
آفت سراغ جلوه بجائی نمی برد	حیرت و دید دست به پنهانی آئینه
چندانکه چشم باز کنی جلوه میدهد	همی است شش بهت زمعمای آئینه
عمریت از امید دلی نقش بسته ایم	گر حسن کم نگاه بود وای آئینه
از محو جلوه طاقت رفتار برده اند	دستی بسر گرفته کف پای آئینه
بیدل شویم تا نکشد دامن هوس	خود بیننی که هست در ایامی آئینه
پری میفشان ای تعلق بهانه	بدل چون نفس بسته آشیانه
صد نیست پیچیده بر ساز هستی	چه دارد تخت ز زنجیر خانه
اگر گشت باغست و ریر صحرا	روانیم از خود بچندین بهانه
ازین بجز وارستن امکان ندارد	محو بیدلی خاک گشتن بهانه
سر شکم نیازم غم عجز سازم	چسان کردم از خاک کویت روانه
دو روزی ازین ما و من ست ناز	بخواب عدم گفته با شیشه فسانه
مجال است پروازت از دام نقش	اگر حمله تن بال گردی چو شانه
بتو نقش صحبت ما چه قدر بجانشسته	تو بهاز و مادر آتش تو بخواب و مانسته
چو جباب عالمی را بهوس کلاه دارست	بدماغ پوچ مغزان چقدر بهوانسته
ره ناز نیست آسان بجبال قطع کردن	که فی از کره درین ره هزار جانسته

<p>بغور و رستی ای صبح گدزد درین گلستان برهی که برق آزان بهمه نقش پای لنگند چو بکام نیست دنیا چه ز نیم لاف ترکش ز هجوم رفقا غم سر و برگ عافیت کو لکش ای سپهر رحمت بتلی مزاجم</p>	<p>که صد آئینه بر اهت نفسی ز پالشسته بکجا رسیده باشم من بی عصا نشسته نتوان فشانند دامن بغبار نا نشسته که صدای ما بگو شمع چو هزار پالشسته که بصد تجیر اینجا گریه ز پالشسته</p>
	<p>بوس کلاه داری ز سرت بر آر بیدل بچه نازد استخوانی که برو بهما نشسته</p>
<p>بس که ما را بر آن لغات نگاه بزم ما بس که محو جلو و اوست کثرت جلو و غت دید نه است بمه آفاق نرگستان است بی تمیزی تمیزی ما دارد</p>	<p>عالمی را بچشم ما ست نگاه شیشه گر بشکنی صد است نگاه گر کند احوالی بجا ست نگاه چشم گو باز شو کجا ست نگاه چشم تا واکنی دغا ست نگاه</p>
	<p>بیدل از جلو و قافیه بخیال چه توان کرد و ما رساست نگاه</p>
<p>بوی وصلی هست در رنگ بهار آئینه عفلت دل پرده ساز تعلقاتی اوست و هرگز زین رنگ بر دوازده ساطع چشم تک عصه جولان آگاهی ندارد و غمیه بیتو چون کو هرگز در دیده ما اثر کان شکست بیخودی ساغر کش کیفیت دیدار نیست</p>	<p>میکند از مدام دل که کردم آینه آئینه جلوه خوابیده است یکبار آئینه میچکد تمثال چون اشک از ستار آئینه هم بروی خوش میسازد سو آئینه احسرا از ما نیز کل کرد و انتظار آئینه در شکست زینت می بینم بهار آئینه</p>
	<p>انتظاری نیست بیدل دولت جا به یه حیرتم تا چند بر دار کنت آئینه</p>
<p>دور از وصال روی تو ما نسیم و دیده</p>	<p>چون شمع آتشه داغ نگاه زمیده</p>

باز آگه دارم از نگه و اسپین هنوز بر گریه ام نظر کن و از حیرتم میرس هر چند خاک من چو سحر با در برده است صد صبح زین بساط پرافشان و هم رفت بیایدیم رخت اعمال زیستن تا حسرت انتخاب حیاتیم ازین محیط شد نو بیار و ما نقش اندیم گرد بال	نه خبر عه بشیبه رنگ سپیده عرض گداز صد نگمت آب دیده دارم همسوز رنگت گریبان دریده من هم گرفته ام بی رنگت پریده نومید تر ز رنگی آینه دیده کنج دلی و یک نفس آرمیده در سایه کلی به نسیم وزیده
---	--

بیدل حضور خاتم ملک جم است و بن
پشیا فی شکسته و دوش خمیده

نیست خاموشی بکار شمع محفل جز گره از جنون برخویش راه عافیت هموار کن بر اسیران دل از فقر و غنا فسون مجو ناله ما را مقام الفتی دارد دل است فرستی کو تا بضبط خود نفس گیر نفس ای خوشا نومیدی تدبیر فتح الباب من	داغ شد آبی که نپسندید بر دل جز گره و انمی ساز و طپش از بال بسمل جز گره نیست در چشم گهر دریا و ساحل جز گره ناله را در کوچه فی نیست منزل جز گره رشته کو تا بست ما را نیست مشکل جز گره تا شدم ماحق نذارم در مقابل جز گره
---	--

صاف طبعان بیدل از بستی که ورت میکنند
از نفس آینه ما را نیست در دل جز گره

عالم و این ترد ما غیبهای جاہ نخوت شامی دمان اژدها است ما امید می دستگاه زندگیت میگدازد شمع از خود میروم خانه مجنون ما هم دود داشت عشق را بر نقص استعداد ما	شبنمی پاشیده برشت گیاه شمع را در میکشد آتش کلاه تا رو پود کسوت صبح است آه کای بخود در ماندگان اینست را روزن چشم غزالان شد سیاه گریه ابر است بر حال گیاه
---	--

نرخ بازار کرم بشکستگی است ما ز کن گرفتار خوشیت ره برد	اگر دلت چیزی نخواست از گریبان غافل بشکن کلاه
	بیدل از غفلت کسی را چاره نیست سایه دارد گدا و پادشاه
گرد زنگ تماشا می تو پردازنگاه راز محجوری دید از نهان نتوان داشت عمر باشد که بآن جلوه مقابل شده ام بچشم شمع که کند دود پس از خاموشی در نهان خانه دل مرده ویداری هست اگر غفلت مشکافید که در عرصه رنگ	خیل طاوس توان ریخت ز پردازنگاه صد زبان از مرثه دارد لب غمازنگاه میرسد بر من حیران چه قدر نمازنگاه حیرتم ز مرثه میکشد از سازنگاه میکشد گوش من از آئینه آوازنگاه بی نشان نیست خطای قدر اندازنگاه
	چون شرر چشم بدوق که گشایم بیدل من که انجام نفس دارم و آغازنگاه
گر همه رفتی چو ما و از چرخ برتر سجده دام تکلیف نیازتست هر جا منزلت تا نگردد جبهه فرش آستان نیست ماله داری سرکشی کن از ظلم خود برآ جرات پرواز خاکت را بگردون برده است در ضعیفی شیشه ساز عونت به جسد است	تا ز پیشانی اثر داری بر آن در سجده یعنی از دیرو حرم تا کوی دلبر سجده چون نماز جاهاں سیلی خور هر سجده ای نماز ننگ غفلت یکر سجده ورنه هرگز میکشی سمراته بر سجده از رنگ گردن غباری نیست در سجده
	هم ز وضع اشک خود بیدل عیار خویش گیر از گریبان تا برون آورده سر سجده
ای تماشا می چمن پر و بحشتم آئینه مست حیرت دانا از و هم اسکان غایت دعوی بار کین بینی تا توانی پیش برد	می تو خس می پرورد جوهر چشم آئینه انتظار کس مکن با در بحشتم آئینه فرق کن تمثال از جوهر چشم آئینه

جو ہر ہمت مخواه از کس کہ ابنای زمان گرد عمر رفتہ ہم از عالم دل جستہ نیست	دیدہ اند احوال یکدیگر بحشم آئینہ گر نفس پی گم کند بنگر بحشم آئینہ
در محبتی گر فلک طرح حباب انداختہ با دو عالم شوق بال بسمل آسودہ ایم ما و عفتا تا کجا خواہیم رفع شبہ کرد غیر شور ما و من بر ہم زن دیگر نہ اشت رخت ہمت تانہ بیند داغ اندو و تری ای خیال اندیش طوفان اندکی مرگان بال	رسخ بینش بود بیدل ہستی موہوم ما موشدم از پیکر لاغر بحشم آئینہ
کشتی مارا تخیل در سرب انداختہ عشق بر چندین طیش از ما نقاب انداختہ لفظ ما بجا اصلی دور از کتاب انداختہ عیش این مردم مگہا در شراب انداختہ سایہ ما خویش را در آفتاب انداختہ میفشارد چشم من رخت در آب انداختہ	کشتی مارا تخیل در سرب انداختہ عشق بر چندین طیش از ما نقاب انداختہ لفظ ما بجا اصلی دور از کتاب انداختہ عیش این مردم مگہا در شراب انداختہ سایہ ما خویش را در آفتاب انداختہ میفشارد چشم من رخت در آب انداختہ
رویف	یک نگاہم نیست بیدل فرصت عمر شرار آسمان طرح و رنگم در شتاب انداختہ یامی تحسانی
نیاز و عرض نازت حیرت آئینہ پروردی تا شای سواد عافیت برہ است از ہنوم ز رنگ تغافل برودہ است پنجم قیالم بروی چہرہ امکان من آن رنگ سبکایم ز بس جوش محنت میزند این عرصہ عبرت سرت کردم جویت ز عفران زار تا شکان	ز دیوان نگاہ مشب برون آورده ام فردی مگر مرگان برون آرد کسی تا من کنم گردی بہ بازی نیز نتوان یافتن در طاسم آوردی کہ ہر کس میرود از خویش منجیز دین گردی زمان ریشی برون آرند تا پیدا شود مردی نثار آستانست کردہ ام یکت جہنہ زردی
طپیدم آنقدر کردل فشردن محوشد بیدل بسی کوفتہا نرم کردم آہن سرد	طپیدم آنقدر کردل فشردن محوشد بیدل بسی کوفتہا نرم کردم آہن سرد
زیر آہن برون آئی شکوہی نیست عرانی نمودای بہار اعتبار فیردگی دارد یکدم خامشی نتوان رکفتہا برون جستن	جنون کن تا جابی را لباس بجر پوشانی غبار و بہار فضل سجانی باستانی نفس را آب کن چندانکہ گرد خویش نبشانی

<p>محبت نیست آبنگی که آفت جوشد از سار حیا ایجا دم از من بقا بیهیاسی آید ندارد نقشی از حیرت و بستان خود آرائی محبت تهمت آلود جفا شد از شکست من دو چار هر که گشتم چشم پوشید از غبار من</p>	<p>گسیستن بر منی اردو ز نار مسلمان اگر ثمرگان گشودم چشم پوشیدم بجزیرانی زور و دل چه میرسی بنور آئینه میخوانی حبا بگم کرد و بدور یا فشانده از خانه ویرانی درین صحرای عبرت امتحانی بود عریانی</p>
<p>هوس از نسوخته تسلیم من صورت نمی بندد نگه نتوان نوشتن بر سیاض چشم قربانی</p>	
<p>گر کمره خون چشم فراهم شده باشی ناصح سخن ساخته ات پر نکمین است تا بار حسری چند نه بندد بدوشت بی جبهه تسلیم تو اضع دم تیغ است عجز نفسان قافله سر مه متاع اند عمریت که آب رخ ماصرف طلبهاست</p>	<p>شیراز و جزای دو عالم شده باشی زخم هست بر خمی که تو مرهم شده باشی آدم نشوی گر همه آدم شده باشی حیفت نگین ناشده خاتم شده باشی کونا که گرفتیم که جرس هم شده باشی ای جبهه همت چقدر غم شده باشی</p>
<p>بیدل گذر چون مه نواز خط تسلیم بر چرخ اگر بکسر مو خمه شده باشی</p>	
<p>ای نه اشک هوس مایل ثمرگان نشوی چه بهار و چه خزان رنگ گل حیرت نیست بر قدر آئینه راه نامل دارد آفت رنگ بهم سووۀ افسوس مباد گشتی نه فلک اینجا به منی طوفان است وحشت از کف ندبی و بر سر دق قفس است فکر کیفیت خود نیستی میخواند شرم کن بیدل از آجل و که چون آب زلال</p>	<p>سیل خیر است جهان اینهمه میان نشوی جلوه محو است که آئینه نمایان نشوی لبشاد کرده آبله دندان نشوی خون عاشق گنهی نیست پشیمان نشوی تا نوازی طرف اشک یتیمان نشوی ای نه معنی کمی نیست که ثمرگان نشوی تا سر از دوش زلفه است گریبان نشوی جمه تن آینه پروازی و عریان نشوی</p>

محو بودم بر چه دیدم دوش دانستم تویی غفلت روز و داعم از خجالت آب کرد حرف غیرم راه میزد از هجوم ما و من مشت خاکی اینهمه سامان عجز ناز کیست	گر بیمه مرگان گشود آغوش دانستم تویی اشک میرفت و من پیوش دانستم تویی بر در دل تا نهادم گوش دانستم تویی بیش ازین از من غلط مفروش دانستم تویی
---	---

بیدل امشب سیر استخوان دل دانستم
شعله را یافتم خاموش دانستم تویی

نشد ز آئینه کیفیت مظاهر آرائی بغرلت ساخت دل تا وارمید از غفلت امکان نوائی از صدف گل میکند کای غافل از حسرت بیار و حد تست آنجاد و فی صورت نمی بند نذاخم تا یکی باید درین ویرانه جوشیدن بنازم نشئه یگرنگی جام محبت را بزار آئینه حیرت در قفس کرده است طاوت بدان اوج قدر از وضع تسلیم تو بیباله سجاموشی مباحش از ناله نیزنگ و غافل	نہان ماندم چون معنی بچندین رنگ پیدائی چہا میساخت این آئینه گر میداشت پیدائی لب خشکی که ما و اریم دریا نیست دریائی خیال آئینه دارد لیک بر روی تاشائی بهر محفل که ره بردم چو شمع سوخت تنہائی دل از خود رفتنی دارو که پندارم تو می آئی جہانی چشم بگشاید تو گر کیبال بگشائی فلک فرشی کرا خود یک خم ابرو برون آئی نفس چندین بیتان ریشہ دارد و لب تائی
---	--

ز تحرکات نفس عمریت بیدل در نظر دارم
پر پروانه چندی بسنون پرواز غفائی

پروچ است قماش تو با ظہار تلافی خون ناشده ره در دل ظالم نتوان برد زندانی جرات کدہ دار فغانیم آئینه ولان جوهر شمشیر ندارند شکافت کس از نظم جهان معنی تحقیق زان پیش که احسان فلک ناله فروشد	ای کسوت موهوم فشارنگت بنائی جز آب که دیدہ است ز شمشیر غلابی برمانتوان بست خطامای معانی اجزای مدارائی مانیت مصافی از بسکه ہم تنگ نشسته است قوافی بیدل عسری ریز با تمید تلافی
---	--

<p>کیکم من تخص نو میدی سرشت عبرت ایجاد بصحر اگر و مجنونی بکوه آواز فریادی</p>	
<p>بخاک افتاده ام اما غرور شعله خویا بزا خطا از هر که سرزد چون جبین من در غرق غم طرب رخت شکفتن بسته است از عالم امکان ز سعی جانکنیه های مشوای بهشتین غافل بیاد جلوه خود حیرت مارا غنیمت دان</p>	<p>کف خاک سرم از آرمیدن میدهد بادی ندارد عالم ناموس چون من خجالت ایجاد مگر زخمی بیاله تا بعرض آید دل شادی که در هر ناله من تیشه در دیده است فریادی صفای تیشه ام نقشی است از بال پر پرادی</p>
<p>نمیدانم چه کم کردم درین صحرای بیدل ولی میگویم و دارم بچندین ناله فریادی</p>	
<p>نه نفس تر بستم کرده و امان مددی شوق دیدارم و یک جلوه ندارم طاعت فصل حیا صلی اشک تر پیدا دارد جیده جوی نم اشکیم درینوا دی خشک یا چشم تو ز آوار کیم غافل نیست اشک بی گریه ام از بخت سیه بیند</p>	<p>آتشم خاک شد ای سوخته جانان مددی مگر آئینه کند بر من حیران مددی سنگ شد قطره اگر کرد به نیسان مددی کاش از آبله بخشنند بزرگان مددی کرد این دشتم و دارم ز غزالان مددی داشت این سایه بزم از فیض چراغان مددی</p>
<p>بیدل از غنچه گرفتیم سبق ز انوی فکر بود کوتاهی دامن بر بیان مددی</p>	
<p>من دیوانه چون طفل که بر جا سر کند بازی و در آن محفل که طحین بوس باشد و همش ز لرزه اضطراب دل نفس در سینه خم شده مراج خوابناک افسار را باطل نمیده بخاک از لهر مفکن جوهر و از جمت را کل از بال طلب مالیدن آنگست ازین غفل</p>	<p>دو عالم زمانت بر بزم چینه و او سر کند بازی مرا چون سمع یکت آردن بچینه من سر کند بازی بگو طفل شوخ از خانه بیرون رکند بازی جهان بازیست اما کیست تا باور کند بازی کبو تر یابل پستی است بر جا سر کند بازی که از افراط شوخی طفل را لایع کند بازی</p>

<p>طرب کن تا بساط و ہم ہستی زود ملی گردد بغیر از سوختن چیزی ندارد فرصت کارش شرر در عرصہ تحقیق با ما چشکی دارد</p>	<p>تکلف میکند دل ہر قدر لنگر کند باز شرار اول بدود آتش بر خاکستر کند باز کہ از خود چشم پوشد ہر کہ اینجا سر کند باز</p>
<p>قدیری نمودار است طفلی تا ملی بیدل کچہ در خاک پنهان و مہربا دابر کند بازی</p>	
<p>ز بس کہ کرد قصور نگاہ شرگانی صداع ہستی مارا علاج تسلیم است بخاک مان شود ساز ما و من ہمسوار جنون بکسوت ناموس جلوہ دارد نہ ارزو آئینہ بودن باین ہمہ تشویش خطاست فکر اقامت بخود بلند اینجا حریف خلوت آنجلو و بودن آسان نیست</p>	<p>بخود شناسی ما ختم شد خدا دانی بس است صندل اگر سودا یم شیا فی نفس نمی گذرد از تلاش سوا فی چو شک آئینہ صیقل مزین بعبای فی کہ ہر کہ جلوہ فروشد تو رنگ گردانی کہ درس عمر روانست سکتہ میخوانی نبفتہ اند نگاہی بچشم قر بانی</p>
<p>درین ہوسکہ تا ممکن است بیدل باش مکار آئینہ تا حیرتی نر بانی</p>	
<p>مانیم ودلی سر ورق بی سرو پانی از پردہ ناموسی افلاک کشیدیم زین جوش غباری کہ گرفته است جہاز را نتوان شدن از وہم وجود و عدم آزاد ہمت پسندد کہ باین ہستی موبہوم بر ہم زن کیفیت یکتا نی مانست</p>	<p>چون آبلہ صحرائی و چون نالہ ہوا رے جنگلی کہ کشد لاغری از تنگ قبا رے فتح در خیر کن اگر چشم گشا رے باوام و قفس ساز کہ دور ہست رہا رے چون عکس در آئینہ گیتی بدر آ رے این سجدہ کہ بر پیکر ماست دو تارے</p>
<p>بیدل تہی از خویش شدی ما و منت کو ای صفہ ز اعدا و تعین نفرانی</p>	
<p>دیدہ داریم محو ہتظار مست می</p>	<p>یارب این آئینہ رازان گل حضور شبنمی</p>

<p>انگه در یکتا ئیش و هم دوئی را بار نیست چشمه خون دگر دارد بن بر موسے من چون بلام دستگاه عاجزی امروز نیست ای بیار نیستی از قدر خود غافل مباش سنگ اگر گردی شرر خواهد کشیدن محبت مایل قطع وفا تا چند باید زیستن از گزند امتداد روز و شب ایمن مباش</p>	<p>چون کنم یادش مقابل می شوم با عالمی خاک گردم تا بچندین زخم بندم مرهمی در عدم بر استخوان جبهه میدیم خمی پردو عالم خاک شد تا بست نقش آدمی نیست این آسودگیب جز کهنسنگا برمی تبع کین را جز تنگ رونی غیبا شد می بر سرو پای تو پیچیده است مارا رقی</p>
--	--

با کمال عجز بیدل بی نیاز گوهریم
در شکست ماکلا و آرائی دار و حی

<p>بوشت بر نمی آیم ز فکر چشم جادونی بساط خاک عرض دستگا هم بر نمیدارد ز فیض و خشم همپایه جمعیت غنقا شدم آینه بی طاقی ترسم کند روشن نوا ای غنچه لیسان کبک گل شد وین گلشن ز گرد مطلب نایاب برخود می طلبد کس وداع فرستم دیدار بل ماتم نمی باشد بیگ عالم ترش رو کارم افتاد و است مسموم قد خرم گشته در بین همه عجبی اهل ارم جهانی نقد و صفت در تماشای شیه بسیار</p>	<p>چو رم دارم وطن در سایه مرگان آهونی چو ماد نو بگرد و غم اگر بلام سرمونی چو دل دارم پهلوی گوشه از عالم آن جونی بخاک بخودی دادم غباری سر زانوئی مگر مینا بقتل واکشد حرف از لب جونی جهان گردیست طوفان برده جولان جونی ز مرگان چشم و بانی پریشان کردیم سونی شکست زکات صدقاتی جمع می داشت لهرونی باین دنیا دارم بیا که افتاد است برونی ایقین مردی تو پیدا اگر نمودی همچون رونی</p>
---	---

درین گلشن زین شکست بیدل جای آسودن

انگروا نیاید کل بیم بی شکست زان نوئی

دل خوان گشته کل کرد و غبار جبهه

و عویم شوخی اظهار نداردم

کمیتم من نفس سوخته منجمد

نقش تصویر خیال ز اثر تو میدم

<p>چه صنمها که ندیدم بسراغ همه میشود ضبط نفس رشته سمر ابد موی چشم آئینه را گشت حضورند</p>	<p>وصل جستم و جهان جلوه دو چارم کرد موج را عقد گهر کرد بخود چسپیدن مرد و عافیتی یافتم از کلفت و سر</p>
<p>همه جاداغ کدانی نتوان شد بیدل خجلم بیشتر از هر که ندارم مدد</p>	
<p>غبار دامن زنگی صدای دست افسوس پری زیر بغل میگردد از مینای محبوب چکیده نهایی خونم نیست جز آواز طاووس چکیده اشک من و حسن تو در آفاق زد و کوب که در خاکستر ما هم برافشان بود طاووس</p>	<p>کیم من از نصیب عالم اظهار مایوسی حباب این محیطم مفت و دیده است سراسر ندانم تنگ قاتل از چه گلشن داده شد اش شکست آئینه تعمیر چندین جلوه است اینجا نگردی ای شرار از کاغذ هم مشربان غافل</p>
<p>ز خود گر نگذری باری ز اسباب هوس بگذر چراغی تا کنی روشن در آتش گیسو فانوسی</p>	
<p>توان دست از دو عالم برد اگر باشد گریبان فراهم میکنم صد زخم تاریزم نمکدان چو مجرم دارم از یک شعله سامان چراغانی دو عالم محو گرد تا رسد قمرگان بزرگانی بقدر کوشش رنگت نفس زلفت میدانی گشاد بال چون طاوس دارد در گیسوانی ز قمرگانها مگر در خواب بنیم ربط چپانی نوازی شو قلم و گم کرده ام ره در نیسانی</p>	<p>ز عریانی جنون با من کند مغرور سامانی تو اضع و تسکا هم غنچه ام خندیدنی دارد ز سوز دل تجلی مزرع بر قست بر عضوم با سباب تعلق جمع نتوان یافت آسودن بذوق بخودی چند آنکه خواهی سعی جولان تا شافوس راهت از آزادگی مگذر دویمچشمی که با هم متفق باشد بعالم کو ندانم از کد امین کو چه خیزد گرد اوین</p>
<p>بهر محفل چو شمع رنگ باید ریختن بیدل ندارد سال و ماه هستیم چون فصل نیسانی</p>	
<p>از رهم بردار تا گیرد عصا افتادگی</p>	<p>چند پدید بر من بیدست و پا افتادگی</p>

<p>تخم اقبال ز فیض سجده خواهم بمتی دام عجزم در زمین سرکشی خوابیده است از شعاع مهر یکسر خاکساری میکند غوطه زن در خون اگر با عجز داری نسبتی خط پرکار کمال تا تمام افتاده است محرم نقش قدم سیرنگاهش زیر پاست خاک عاجز نیز خود را میسزد مبر روی آب یار رفت و من چون نقش پای خاک افتاده ام</p>	<p>کز سرم چون سودا نذر ششها افتادگی میکشد انجام فی از بوریا افتادگی بر جبین چرخ هم خطی است تا افتادگی بر سر پای می بندد حس افتادگی تا غیاس ز دست را محو پا افتادگی عبرت آموز است وضع ما خوشا افتادگی خشم اگر منصف نباشد تا کجا افتادگی سایه میگردد پیکاش این نارسا افتادگی</p>
<p>همچو آتش سرمش بیدل که در بدبیر من خاک بنیاد مرا دارد و پیا افتادگی</p>	
<p>گاه گل گاه چمن گاه هوا میگردی مرکزت گردش پرگار قیامت دارد حسن کیفیت تحقیق می ز آئینه است بموش اندیشه نیرنگ حیاتت خون شد چون سحر سلسله ساز و دواع تور است طیش آئینه در ضبط خیالی دارد شخص مثال شود تا تو به هین خود را لا مکان سیرت از بس که بلند افتاده است</p>	<p>ای خیال آئینه هوشی که چها میگردی گر نه رنگ درین باغ چرا میگردی این چه جامست که در مجلس ما میگردی که نفس داری و آئینه نامی میگردی تا نفس راست کنی دست دعا میگردی کار وانی که تو اش بانگ در ا میگردی اینقدر بر چه از خویش جدا میگردی تا بگردون نگری آبله پا میگردی</p>
<p>بیدل افسون شراری بدماخت ز دوست با خبر باش که نقش کف پا میگردی</p>	
<p>نه با صحرای دایره نه با کله از سودانی چراغ حیرتم چون لاله در دست محروم دل از کف داده ام و دیگر از حواطم پیروی</p>	<p>بر جا میروم از خویش بیباله تا شانی رحمی کم کردوام در ظلمت آباد سوادانی بسامان غبارم و من افشاند دست تحو</p>

ره هر ذره همیست بهر دشت ایضا
درین صحرائی نو میدی که میخوابد سرخ من
دل من و اسکاف و هر چه میخواید تا شاکن
تعلق میفرود شد عشوه مستقبل و ضی
بدرونی نگاهی در بیم افسرد است مرگانی

مرابیدار سازد هر که بر راحت زندانی
که از هر نقش پایم تا عدم خفته است غرقانی
که عمری شد بنام حیرتی دارم معنائی
تو گرامر و بیرون از خود آئی نیست فردنی
خرامی میرساند حیرت آغوش بینائی

ندانم فروش تسلیم سراسر راه کیم بیدل
بدامن گردی از خود داشتیم افشاندن نام جانی

رم بیا بنی تغییر رنگی گردش حالی
بغیر از سعی بستی محرم سراسر نتوان شد
حصول اختیار آب و رنگ آسان نباشد
طپش در طبع امواجت سعی گوهر آرائی
چه پردازم با طهار خطابی مطلب هستی
به ناصور جگر عریست گردناله می بزم

فسردی بخیر جیدی که شاید واکنی باله
همان پرواز رنگت بسته بر آینه شیشه
بسوز و داغ شو تا برخ هستی نبی خالی
نبی دارم که خواهد ریخت آخر رنگت اینجا
مگر از غامض تحقیق بیرون افکنم باله
خوشا عرض بضاعتها کف خاک و غریباله

ز تشریف جهان بیدل لعلیانی قناعت کن
که گل اینجا همین کجاست پدید پس آرسا

چه معنی نمائی چه لفظ آشنائی
قناعت کند مرکز آبر ویت
درین انجمن غیر عبرت چه دارد
با هنک ذوقی بر و از شوقی
هوائی نشد دستگیر غبارم
تری نیست در چشم زندگانی
سخن کرد طوفانی انفعالم
تکلف مکن ساز تعلیه عفتا

رسانی بدان تا از خود بر نیائی
شود قطره گوهر بر بصر آزمائی
غرورنی و خجلت بور یائی
به بیکاریم گشت بید عائی
زمینم فسر و برد از بی عصائی
ز خجلت نم از جبهه دارم کدائی
شنا داد ساز مرا بی صدائی
نگه شد سر پایم از سر مه سائی

بہستی من و تو ضرور لیت بیدل نفس نیست جز مایہ خود ستائی	
خیالش بر نیاید شعور امی بخودی جوشتے ضعیفیہا بایا می نگہ افکند کار من رصد آئینہ اینجا کت نگہ صورت نمی بندد ز بار حسرت دنیا می دون گشتم ازین غافل نہ با صبحی خبر دارم نہ از شامی اثر دارم از ان نامہر بان منت کش صدر نگاہ حاکم چنین محو خرام کیست طاؤس خیال من بغفلت از نوای ساز بہستی بچہ رفتم	نیکنجد بیدن جلوہ اش ای حیرت آغوشے چو مہرگان میکنم مضرا بی آہنگ خاموشے تو بر خود جلوہ کن مارا کجا چشمی کو گوشتے کہ معنی ہم نمی ارزد بچشم کردیدن دوشے نگہ می پرورم در سایہ خط بنا گوشے باین حسرت کہ گاہی میکنند یاد فراموشے کہ واکرد است فردوس از بن ہر سویم آغوشے شنیدن داشت این افسانہ گرمید استم گوشے
دل داغ آشنائی و نفس پرورده ام بیدل بزیر بال دارم سیر طاؤس چمن پوشی	
نہ وضع غریبہ منظورنی در مسکن آرامی بہار بخودی گوید بزم عشق دار د در نیچفل بان ہریطی افسرد و است و بہا بیاد جلوہ ات امید از خود رفتنی دارم بحمد اللہ خط مشکین دمید آخر بخراسان شہر گردید عمر و من همان سنگ زمینگیرم نگاہ بی نیازی اندکی تحرکت مہرگان کن	چو موج گوہرم گردیتی نیست بی دمی روم تارنگت برگردانم و پیدا کنم جامی نیابی احتمال تو امی در غم نہ باد امی در آغوشی نگاہ واپسین وز دیدہ ام دمی چراغ دیدہ تار روشن شود میخوام شامی نشد این خانہ افسہ و دام منظور احرامی جہانی مشیت آید گر تو از خود بگذری کامی
بزم جلوہ عمری شد کہ می پرورم بیدل ہنوز از حیرت آئینہ ام منت کش دمی	
ای نگہ خون کنی پوشیدہ پیدا چہ بلانی ظاہر نامہ شوقم پر پرواز ندارم	جلوہ نایت ہمہ اینجا ست تو باری کجانی چقدر آب کنم دل کہ شود مالہ ہوائی

خند و عمر بیت نمی آیدم از کلفت هستی
غیرت مهر نماید اثر هستی بخشم
حسن تحقیق که از عین دوی پرده گشاید
مقصد بیش اگر حیرت دیدار تو باشد

حاصل نیست در اینجا تو هم می گریه نیانی
صرفه ماست که در آغیۀ ما نمائی
تری و آب بهم نیست باین تنگ قبائی
از چه خود بین نشود کس که تو در کسوت مائی

بیدل از ما نتوان خاست چه افغان چه ترنم
فی این بزم شکست است نفس بر لب مائی

شب چشم نیم مستش و اشد بخواب نمی
حسن از خط تو فروش است سامان خوابش
کیفیت بستم بالید یک سر مو
عمر بیت آیم از دل مانند دود مجمر
آن لاله ام درین باغ کز درد بید ماعی
سرمایه یک نفس عمر آنهم بیا بعد اذیم
موی سفید گل کرد آ ماده فنا باش
قانع بجام و همیم از بزم بستی ای کاش

در دست فتنه دادند جام شراب
بر روی سایه نیمی بر آفتاب
کز نقطه دمانش کرد انتخاب
در آتش است نمی در چپا
تا یکقدح ستانم گروم کباب
در کسب حرص نمی در خورد و خواب
یعنی سواد این شهر بدست آید
قسمت کنند بر ما از یک حساب

بیدل نشاط این بزم از بسکه بی تاب است
چرخ از بلال دارد جام شراب

در دل نه خیال پر تو مهرت سحر گاهی
بهار آرزو نگذاشت در بر رنگ نو میم
ز تنگیسبای دل کیغچه نتوان نقش بست
بخاک آسانت چون بلال از بسکه گشتم
طریق کعبه و دیر انقدر کوشش نمجواید
جهان کثرت اظهار غرورت بر نمیدارد
به بنیم تا کجا می برد فکر خودم بیدل

چرا غان فلک خاموش گردانیدم
ز چشم انتظار آخر زدم گل بر سر راهی
شکستم زنگ خود تغییر وادم نشتر آهی
جبینی یافتم و نقش پیشانی پس از مای
بطوف خانه دل کوش اگر پیا شود رای
ز سامان ادب گذر پرست این لشکر شاهی
برنگ شمع اشب در گریبان کنده ام پای

افقادیہ ام براہمت چون اشک بی روانی مکتوب انتظارم شاید مرا بخوانی	
از ساز جیرت من مضمون ناله دریاب واماندہ ادب را سرمایہ طرب کو انجا کہ بیدماغی زور آزمای عجز است از ہستی علامت تا کی غم اقامت بی صید دیدہ دام محمودینماید ہمت بفکر ہستی خود را گرہ سازد خمخانہ تمتا جام دگر نہ ارد باطمع دون نثار مغرور احتیاجت	کرد و نگاہ فریاد از روی ناتوانی خاکسیت آب گوهر در عالم روانی دارد نفس کشیدن تکلیف شمع کمانی خواہد بباد رفتن گردی کہ می فشانی قد و ناست اینجا خمیازہ جوانی حیفست کیہ دوزی بر نقد رایگان مفت است بیدماغی لرنشہ میرسان ناکردنت اولی کار کہ میستوانی
بیدل غبار اہی مارنگ اوج گیرد از چاک سینہ دادم چون صبح زرد پانی	
دارد بن دل شدہ امشب سر جنگی با خون کہ ساغر کش پیمانہ ناز است پیش کہ برم شکوہ از آن زگس کافر آن جلوہ کہ بیرون خیالست خیالش مشکل کہ ز فکر عدم خویش بر آیم کامی بکشا و خط پرگار ز رفتیم خریاد کہ در سرمہ ہفتیدہ خروشیم	گلبرگ کمانی پٹاؤس خدنگی از رنگ حنا میرسد آئینہ بچنگی بیچارہ شہید زدم تیغ فرنگی دیدیم بر سنگی کہ ندیدیم بر گلی داریم سری و بگریبان ننگی چون نقطہ من زودیم فشار دل تنگی بشکت دل اما نرسیدیم بسنگی
بیدل نیم آزاد بر سنگی کہ زہمت بر چشم شرارم قرہ بند درگ سنگی	
حریف مشرب قمری نہ طاؤسی بازی سرت راہ گریبان وانکر داز بی میزبانی	کف خاکسری باشوخی پرواز قلمنازی وگر نہ بی تاقل سنگ ہم دارد و بازی

نوا می حیرتیم آن ہم بہ بند تار بی سار سے درین کہسار عمری تند کہ چید است اواز سے کہ چون طاؤس در بالہم چراغان کرد پرواز سے کہ یترسم عرق بر جیبہ بند چشم غماز سے نگاہی بود خون گشت و چہ انجامی چہ آغاز سے	نفس عشرت فریبت اینقدر نیگامہ مار مدار ماجرای کاف و نون کی منقطع گرد باین سامان ندانم صید نیرنگت کہ خوابدہ جبارا ہم نقاب معنی نازش نمیخو اہم مگوارا ابتداء من میرس از انتہای من
--	--

بجانی میرسی بیدل مباحث از جستجو غافل
دری از آستان تا واشو دیکند پرواز

دمی بی کشمکش گردی کہ زیر خاک پیرچی ہمہ پروازی اما کربس اطبال و پرچی تو ہم چند آنکہ برخودیش تابی بیشترچی عنا نہا دارد از خود رفتنت شکل کہ پرچی نہ آتش چرا پیہودہ برہر شکست و ترچی چو موگرد در سانا چار میباید برچی جہان صید خیال تست برخود ہرقد پرچی	گراز گوہر کم سازی و گرد ستار زرچی حجاب جوہر آزادست گراسباب آزادی غرور و عجز دنیا حکم شاخ آہوان دارد نفس در سینہ یاد در دیدہ اندیشہ میازد اگر فقر از تو میبالد و گر جاہ از تو میازد جنونہا در امل غیر از دماغت کیست یاد کمند ماری سائی در خور سامان چین دارد
---	---

گر آزادی بند تہای دنیا خو کن بیدل
مبادا ہمہ سچو طوطی بر پروبال شکریچی

بخواب بخودی بوی بہارم بستی کردی ہمان جوہر عرق از خجلت یجوہری کردی کہ چون قمری پر پرواز را خاکستری کردی شکست شیشہ ام سرد گر بیان پری کردی بگردن گردش رنگت از تحیر چہری کردی کہ تا نقش قدم گشتن سراپایم سری کردی کسی گوش اگر میداشت بایستی کری کردی	خیالت بر کجا تمہید راحت پروری کردی ولی دارم کہ گر آئینہ بنید حیرت کارش نبود از حق شناسیہای الفت آنقدر مشکل بہ نفی وہم اگر میکرد عشق اثبات آزادی چو قمری چشم اگر مید و ختم بر سرو آزادش جنون چو نشمع در رنگت بنای من زنداش ازین افسانہا در دوسر بیدل شود افزون
---	---

	<p>نسب ری نگان که یعنی بخدار رسیده باشی تو ز خود زرقه بیدون بجار رسیده باشی</p>	
<p>سرما زمانا که پیار رسیده باشی بخم سپهر تا کی می نارسیده باشی که ز خویش گر گزشتی به بجار رسیده باشی به تو کی رسم هر چند تو بجار رسیده باشی چمنی گذشته باشی که تو بجار رسیده باشی</p>		<p>بهوای خود میر بهان روی ز خود که چو شمع به ترخی نه وجدی نه طپیدنی نه جوشی نگه جهان نوردی قدمی ز خود برون آبی سرو کار ذره بامهر حساب سعی دور است شربهار رنگی بکمال خود نظر کن</p>
	<p>از شکست رنگ هستی اثر تو بیدل نیست که بگوش آغیازی چو صد رسیده باشی</p>	
<p>تبسم از چیا گل بر سر آبت پنداری بجویم حیرتی دارم که بهت نیست پنداری بساط خاکساری میکشگر خوابت پنداری گریبان چاکیم موج می تابست پنداری مصور در کمین طرح سنجابست پنداری که هر کس به چه آنجا پیر و بایست پنداری که گریغ از کلابست بلند و آبت پنداری تو اضع بهم خمی دارد که محرابست پنداری</p>		<p>باین کمین خرامت فتنه در خوابست پندار خیال کیست یارب جوش نیزنگ شبستانم سر از بالین نازم یاد محفل بر نمیدارد جهانی شیرستی دارد از وضع جنون من خیال از رنگ تحقیق غباری در نظر دارد بکات نیستی راه یقینت آفتدرواکن چنان با خود گوارا ساز نوش و نیش دور از را پنیک و بدمدار سر کن و مسجود عالم شو</p>
	<p>تخم صورتی نگذاشت در آینه نام بیدل صفای خانه دارم که سیلابست پنداری</p>	
<p>چراغ حسرت آلودی گلای میگویم و دی چو زخم صبح دارم و رعدم امید بهودی ببین در سودن استندامت یدهم و دی عرقبای شمار و خجلت انعام و دی</p>		<p>دورین محفل که پیدا نیست حسن و رنگ قصود علاج زندگی بی نیستی صورت نمی بندد ازین سودا که من در چار سوی نه فلک کرد درین گلزار کم فرصت که این صبح کوشنم</p>

لیک شمرگان زدن آئینہ بی مثال میگردد
بحیرت سازنگت خودمانی میرود رسد

بچندین داغ آبی از دل ماسر زو بیدل
چراغ ناز مانیت تہمت قابل دودی

بہر کوش ز نشو و نساجہ میجوئی
بہر چہ صرفہ کنندت رضا غنیت دان
جز این کہ حرص کند خورد استخوان ترا
محیط شہم بقدر گنہ عرق دارد
سراغ قافلہ عمر سخت ناپید است
ہزار سالہ رہ اینجا نثار یک قدم است
بر اسگاہ حسد پر فشانی افلاس
بسخان ریشہ نشت از ہوا چہ میجوئی
زگار کاہ فنا و بقا چہ میجوئی
دگر ز سایہ بال ہما چہ میجوئی
ہنوز آئینہ از حیا چہ میجوئی
زر بگذار نفس نقش پا چہ میجوئی
ز خود بر آئی ز فکر رسا چہ میجوئی
اشارہ است کزین نگنا چہ میجوئی

بذوق دل نفسی طوف خویش کن بیدل
تو کعبہ در بعلی خانقا چہ میجوئی

مرد ملا شہم بہت دیدہ ندارد نظری
شور جہان در نفسم صور قیام جرم
در بر ہرزیر و بی خفتہ فسون عدوی
ذوق بہار و چہمت چون نشود راہزنت
پردہ رنگی درمی تابچہ من راہ بری
آبلہ کو کہ نہم در قدش جوش سری
میگسلد ہر نفسی رشتہ ساز سحری
در ہمہ سازیت رمی با ہمہ رنگیت پری
جانب این انجمن دل نگشود دست دری
خفتہ بیال پری کار گہ شیشہ گری

بیدل خونین جگر مہمل بی بال و پر م
نیست درین غمکہ ہنوحہ بی من اثری

رفتی چو می ساغر و دیگر نہ نشستی
عالم ہمہ افسانہ تکلیف صداع است
ناراستی از جادہ فہمت برداشت
بیدل ہمہ تن حلقہ شدی لیک چہ حال
ای اشک دمی بر مژہ تر نہ نشستی
آہ از تو درین مجلس اگر کر نہ نشستی
بودی خط تحقیق و مبطل نہ نشستی
بر خاک نشستی و بر آن در نہ نشستی

<p>سرشکم صدی سحر خندید و پیدانیت تاثیر باسانی بدان ایستاده دیدار گردیدن من و مشتق ندامتها که چون قرکان قربانی جهان میدان آزادیت آمار و محبت کو اگر از اهل تقوای پیر سبزه از توانائی چه دیدی ای تامل زین خیال آبا و موبومی دل پر دار و از مجنون مانگ کف طفلان نمود معنی احوال با صورت نمی بندد</p>	<p>کنون از ناله در تاریکی شب انجم تیری صفادر پرده زنگار دزدیده است بگیری نشد ظامیر چندین خامه ام یک اشک تجری ببالد از نیستان تعلقاتی من شیری که در کیش محبت جز خوانی نیست بی سری تو خواهی عرضه ده تا من هم آغازم تعبیری مگر خالی کند در صورت ایجا و زنجیری مگر سازد خیال بوی مجنون کلک تصویری</p>
<p>ز بیداری برک از جستجو غافل نیم بیدل بر زیر خاک هم چون از فغانم هست بگیری</p>	
<p>ندارد ساز این محفل مخالف پرده آهنگی فسردن تابکی ای پنجره کردی پرافشان کن چو شمع خام سوز از نار سائیه های اقبال درین کهسار مگذری ادب کرد و دیر سگ سحر گاهی نوای بی گوشم زد که امی غافل درین گلزار آخر از فسون فرصت اندیشی فضا می وادی امکان ندارد گردی الفت</p>	<p>چمن فریاد بیل میکند گریه کند رنگی تو هم داری بر زیر بال طاووسان نیرنگی نه پامانده نه جولانی بمنزل خنده فرسنگی پری در شیشه ببالد گریه کرد و پهلوی سنگی نفسها ناله کرد و نار رسد سازی با بستی فسردیم و نه بستیم آستینانی در دل تنگی همان جیبیت بدمانست رخسارت زنده چنگی</p>
<p>ز طبع ما در شتی بروید و رفگان بیدل خرام ناله با گدشت در کهسار با شکلی</p>	
<p>الحمد لله على الآله الكامله والشكر لله على نعمائه الشاملة والصلوة والسلام على نبينا محمد وآله الطاهره که در ساعات مسرور و اوقات مشکور غزلیات میرزا عبد القادر المتخلص بیدل رحمة با تمام الحاج شيخ نور الدين ابن جويغان در مطبع صفدي واقع عینی بزیر غنایم تهیه گردید</p>	

منوی محیط اعظم

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد نشاء قسری کہ مبنی حقیقت انسانی را از نشاء و لقد کرمانی آدم علوی مغاخره
بخشید و پیمانہ شود جسمانی را بہ نسیم نفخت فیہ من روحی لبریز صہبای ہستی گردید
خیمہای سپہ در بزم گاہ فرمانش پیمانہ وارہ گرم گردش اند و طومار محیط در دریای پیش
چون ناف گرد آب اسیر کند چشیش گاہی نشاء را بکسوت حیاتی در کوچہ رکبای تان میدود
و گاہی دانہ انگور را از راہ خلوت مکدہ خم بہ منزل گذارد دل میرساند محیط در سعی گوہر طلبش
سراپا عرق چین است و موج در تردد کنار اشتباقتش سر اسر چین آستین در وادی خیالش
صبح و تاب رشتہ نفس با جادہ پریشانی است و در بہارستان صنعتش ہمواری مد نظر با
خیابان گلشن حیرانی صبح تا از شمع جہالش می زند خانہ خورشید روشن میگردد و ہلال از
کمالش لبی تر میکند پیمانہ ماہ لبریز میشود ساغر بہیقاقتان دشت آرزویش چون دایرہ گرد
باد سرازیر خاک بیرون کشیدن پیمانہ و اصلان دریای جہت و جوش چون حلقہ گرد آب
بگرد خویش گردیدن گوہر بر آستانہ رفعتش کترین خاک نشینان آسمان در جام خانہ قدش
یکی از کوتہ استنبیان نبوت سرخوشی است از خجائہ عالم اظهارش ولایت نشاء بیت
از صہبای ساغر اسرارش نظم زہی پیودہ سرازیر و عالم بخط جام استعدا
آدم ز جامش جہرہ تا بر زمین ریخت غبار از مشت خاک ماہر انگشت سر خم تا بفر
اوست ہمدوش ز جیب خویش دارد پنبہ در گوش فروغ بادہ اش تا در نظر دید خط

از خط پیمانه گرد خویش گردید بزمش از ادب ناکرده مسکن صراحی پای نشناسد
 ز دامن سب و در پاش راز می پرستی ازان دندیده سر در جیب مستی که هر کس را
 روستی است در پیش بدست خود نگه دارد سر خویش اما بعد بدانکه این مینا نه طور حقیقت
 نه ساقی نامه اشعار ظهوری آینه پرواز کیفیت و قیامت نه زنگار فروش خار بی شعری
 زنگ این تکه و عالم شوق در نشسته پیرایه دماغ اورا گشت اگر چه از آب دیده خامه ریخته است
 اما خمیر مایه بنیادش موج جواهر اسرار آمیز جوهر شناسان آینه حال از نقش خطوطش سر زنده
 دیده تا شاو و محمود طبعان صهبای کمال از فصول بین السطورش خمیازه آموز ساغر تنه مجلس
 فطرت آرا آثار مسطرش بر ششم ساز طایران گلشن فکر بلند را گشایش اورا قش بال پرواز نا آشنای
 هر قطره این محیط طوفانیست آتش خروش و غواص یگانگی را بر موجش آشنائی کند بدو شل و جرم
 هر بی مغزی را کیفیت مطالعش پیشه تر دماغی رساند و هر تنگ ظرف را پیمانه ورق گردایش جرعه
 اوراک نه بخشاند که ساغر گرداب در خور کام نهنگ است نه منرا و از حوصله مور و قله قاف
 شمسین بهت عنقا است نه مینگاه آینه غصه فور بلالی در اندیشه این سپهر کمال چون ماه باریست
 وز لالی در تماشای این محیط اعظم باب حسرت نزو یک سالک تا طی مراتب عرفان نماید از جادو
 استغیام آن دور است و طالب تا بر منزل کمال رسد از وصول اوراک آن معذور پس صیت
 معانی طبع صامت را در خروش افکنده و گوشمال نعمه الفاظش دماغ تسبیح را بهوش آورده
 و صورت پذیری شا به جمیع با آینه طبع سلیم میال است و معنی غای سواد معنوش جریع ای نسیب
 و شور این خا طوحی از خموشان است و میانه از جنبه موتشان نظم از بن سخاوت توان بود غافل
 که در آبگشاید بر رخ و تواند عقل را اینجا رسیدن چو می خواهد بستی آرییدن بخون
 معنی داده پیغام ورق گرداندش از گردش جام بیدار نشه طرز و بلندش صد احسان
 مضمون بلندش و رقبه بسیج و مخموران مدبوش گشوده از گل خمیازه عوش ز طرش
 موج صهبانته بردار سوادش در سیستی نمودار خط مسطر خط جام معانی سر پای موت
 آب زندگانی عروجنش نشه پرواز تفکر بهار بخودی زنگ تخیل می صافش بوجدت محبوبان
 کل جامش نظر بر حق کشودن تازیخ کتاب این نسخه که از خانه ابهام رقم گردید مسمی محیط اعظم

دریافت و بیرخرد از روی حساب سال اتمام از بنایش مدغم فهرست ادوار
دور اول جوش اظهار خم بزم وجود دور ثانی جام تقسیم گلستان شود دور
ثالث موج انوار در بحر وجود دور رابع شور سر جوش می فیض صوف دور خالک
رنگ اسرار گلستان کمال دور مساد کس بزم رنگ خط لوح خیال دور سابع
حل اشکال در عقید بیان دور ثامن ختم طومار رنگ و پوی زبان دور اول

جوش اظهار خم بزم وجود

خوش اندم که در بزمگاه قدم	منی بود بی نشئه کیف و کم
منزه ز اندیشه حادثات	مبتر از دور غبار صفات
نه مرهون طبع و نه محتاج کام	مقدس ز تسخیر سینا و جام
نه خم خلوت آرای اسرار او	نه صدر قدح بزم اظهار او
نه از جوش اوستی آتش عنان	نه از موج او نشئه رنگین زبان
نه ابروی موجش اشاره فروش	نه چشم جایش تحیر بدوش
نه از رنگ او سرخوشی اشکاک	نه مخموری از بوی او سبقتدار
نه در دش سرافکنده در پای صاف	نه صافش زبردست درواز گراف
نیان از دل شیشا بچو آه	ز چشم قدح مخفی چون نگاه
نه آگاهی از صاف او تر دماغ	نه غفلت ز جرعه اش نقش داغ
نه مینای اوست شوق سجود	نه جامش مربع طهر از قعود
نه پای خمش مصدر خیر و شر	نه دست سبوش نگهبان سر
نه ابر نقش از خنده عشرت پیام	نه خمیازه چاک گریبان جام
نه مستان او قابل احتساب	نه رنگ حروفش شکست کتاب
نه پیمانه آئینه پر دانه ناز	نه ساغر گل روی دست نیاز
نه تانکس ز صورت رنگ و ریشه داشت	نه انگور عقدی ز اندیشه داشت
نه ادراک علم و عیان بی نیاز	نه صاف حقیقت نه درد مجاز

همه فارغ از درد و آلودگی
 در آن بزم محویت لامکان
 بدو نیک از جام اطلاق مست
 حدوث از کمال قدم کامیاب
 در آغوشش پیمانها نقش خط
 نه آینه باده مستی نما
 زخم هویت همه جرعه نوش
 معانی نگردیده از لفظ دور
 بساطی کز و دانش آگه نبود
 مصفا از تشبیه آینه اش
 نه جوشی ز آهنگ مستی در و
 نه از ارغنون نغمه مدح
 ربایش مجرّد ز صوت و صدا
 ز زخم زبان گوشت طنبور کر
 گره داشت تارش زنگ خروش
 بزم و زبیر او در مقام جدال
 بجلوت سرای مقام خفا
 تر و چراغ شبستان او
 خموشی بزمش ترنم بیان
 نه بردست ساقی و تدح را نظر
 نه غم فی طب فی خزان فی بهار
 بیجا نه غیب لایوت مست
 فی و نغمه مطرب و لستان

همه مست صهبای آلودگی
 نه از واجب و نی ز ممکن نشان
 تقید بر افشاندن بر پوش دست
 هم آغوش هم همچو کیف شراب
 نهان همچو اسرار خط در نقط
 نه حرف لب جام هستی صدا
 ولی جمله چون نشسته در می خموش
 نخورشید چیده اسواج نور
 بجو لاشش اندیشه راره نبود
 پر از نقد تنه گنجینه اش
 نه حرفی ز قانون هستی در و
 نه مضربش از چنگ محراب ساز
 نیش بی تعلق ز برکت و نوا
 دف از سیل عارضی بخمر
 چو اسرار در طبعهای خموش
 نهان چون سخن از زبانهای لال
 هم آغوش خواب عدم نغمه
 تقدس بیاد گلستان او
 تحیر عجز از او محل نشان
 نه از حرف مطرب صدا را خبر
 نه کیفیت می نه رنج حسا
 هم ساقی و باده و می پرست
 پس پرده ساز و حدت نهان

که آمد خم واحدیت بجوش
جهانی با فسون آهنگ کن
ز صد سینه یک آرزو جوش کرد
محیطی شد از جوش خود ناشکیب
شد امکان ز باغ وجود آشکا
در آئینه وحدت بی نشان
مرتب شد از لای حتم وجود
منو دار شد نه خم کائنات
فلکها ز شور می بی مثال
عقول و نفوس از عدم حجاب
جهت یاقین یافت از بی جهت
عناصر زمستی خبر داده شد
ز یک جوهر اقدس بی قصور
زمرآت اشکال برخاست نگ
همه در تمنای کسب کمال
بیک گردش جام مستی اثر
بیک جلو و فیض پیرمغان
در عیش میخانه مفتوح شد
نصیبی ازین می بآدم رسید
صبوحی ز زبان تا نظر کرد باز
گل طبعش از بوی صهباشکفت
شد از شور این باد و شعله جوش
چو دل گشت آینه رنگ جان

بسمان صلاز و بگلها نگ نوش
بجوشید از شوق جام لدن
یک آهنگ منزل بصد گوش کرد
ز امواج افکند دام فریب
بدان گل رنگ گل شد غبار
صفا گشت از جوش جوهر نهان
بزم تجلی ظروف شهود
صفت گشت ظرف می رنگ داشت
پرواز مستی گشودند بال
بر انداخت از روی مستی نقاب
صفها پدید آمد از بی صفت
موالید از خواب بیدار شد
عد مخانه نه عرض یافت نور
عیان شد ز هر شکل صد موج رنگ
همه حیرت اندوز بزم وصال
ز خود رفت هر کس بزنگ دگر
شده جمله اسرار مستی عیان
قدح دل بسو جسم و می روح شد
ز جیب خمار عدم سر کشید
بالحمده شد آهنگ ساز
شناهای پیر خرابات گفت
غبارش بر افلاک رفعت فروش
چو می نشسته دید در خود نهان

عیان گشت از خط جام شراب
بمعراج قصر حضور وصال
ز دل یافت شمع بهاط حضور
بجمنی نه آگهی راه برد
در آئینه جام دید آتش کار
نفس گرفت آب دلش سر کشید
لب او چو از گفتگو ذوق یافت
عیان گشت صبح از نقاب شبش
اگر کند مش را بزن شد چه بک
کسی را که پیر معان برگزید
بود و صفستان ظلم و چول
چو ادریس شد سرخوش جام فیض
که هر کس بجام معانی رسید
بدل یافت برقی ز اسرار علم
رسا شد کمند و هم پستیش
بهار حقیقت خزان برگ نیست
چو از لوح دل نقش او نام رفت
حباب میش از ادای نگاد
ز تار ز بانس سبزم بیان
ز شوق تاشای حسن قدیم
ولی کرغبهار کرد و رت تنی است
بود آگهی موج گلزار عشق
وز آن باده چون لوح شد کامیاب

همه علم اسماش چون آفتاب
شدش موج می نردبان کمال
گرفت از قدح رنگ مستی ظهور
که اسلام و کفرش بود صاف و درد
که هوش است مستی و غفلت خمار
همان موج می سر ز ساعر کشید
همه قلقل شیشه شوق یافت
بهشتی شد از وسعت مشربش
که مست و فاذ از خطا هست پاک
ز عصیان گلی جز هدایت پنجه
که کردند سرخوش مستی قبول
شفید از لب جام پیغام فیض
بسر چشمه جاودانی رسید
که شد گرم از درد بازار علم
خران کرد و رم از گل مستیش
که در عالم معرفت مرگ نیست
لب ساعرش درس توحید گفت
بشرح اشارت ادا کرد و راه
بر آینه زرد ساز علم نهان
بیان جهان شد چو شبنم مقیم
درین بزم آینه آگهی است
که گل کرد از رنگ بازار عشق
جهان دید نقشی ز موج سراب

بدورش طبایع چنان گشت مست
 شکستن سخن را بجائی رساند
 بهر سر ز بس باده مستی گذاشت
 در پیانه جیل خلقی در آب
 بر آن قوم شد فوج طوفان سوا
 بطوفان حیرت فرای خطیر
 اگر موج کلفت ز آخر گذشت
 چو بوش ازین نشه آگاه شد
 ز گردا بهاگردش جام یافت
 بچشمش گشودند زان قعر تنگ
 رسد گرمی نشه لایموت
 بر افروخت در عالم بزم آب
 بدام بلا بکه آزاده بود
 ز ساعنه شود می بخوبی نثر
 زمیخانه معرفت زین سبیل
 ز نور شهود بقا چهره یافت
 و ما غش چنان گشت ازین باده گرم
 چو موج میش رنگ مستی که آخت
 گرمی بکه شد گرم مستی سرش
 ز فیض صفای دل روشن است
 چو ابر کرم عرض احسان دهد
 پی سجده شیشهایی صفت
 چو افتادش از مطرب نیک هوش

که از بخودی رنگ صهباش گشت
 که در جام و سینا صدائی نماند
 کس از عالم آب سر برنداشت
 فرو رفت چون درومی در شراب
 که در آب آرام گیر و غبار
 همان کشتی می شدش دستگیر
 به کشتی می میتوان در گذشت
 ز کام نهنگش طرد بگاه شد
 چو گوهر ز کام نفس کام یافت
 زبان ثنا خاریشت نهنگ
 چو خورشید جا کرده در برج حوت
 چراغ خموشی چو چشم حباب
 تو کوئی بکام قدح باده بود
 صدف چیست بزم فروغ کبر
 چو افتاد نوبت بجام خلیل
 ز کیفیت آفلین سر بآفت
 که بر تار نمرود ز آب شرم
 کز و شا بهستی آئینه ساخت
 نشان از گل ناز و انحرش
 که گلخن هم آئینه گلشن است
 خس و خوار را گل بد امان نهید
 بنا کرد میخانه معرفت
 ز آهنگ شکرانه رمزی بکوش

جگر گوشه خویش را زان نبید
 ذیح از نبید رضا بود شاد
 ز شمشیر قربان سپهر معان
 سلامت ز تسلیم آمد بدست
 ز تسلیم شد شهر نقش نگین
 از ان می که بر عالم آشوب ریخت
 ز شوق جگر گوشه خویش تن
 چنان دید تا شیشه اش خون فشاند
 بر آورد چشمش بیاض از سواد
 نه پیراهن یوسف حسن مست
 به بیابانی اشک طوفان دلیل
 سفیدی چشم ترش جا گرفت
 در خانه چشم بر غیرت است
 چو اشک آورد سیل طوفان ترا
 بیک قطره اشک الفت نشان
 همان باده رنگ گلزار در د
 ز صهبای حسن آتشی بر فروخت
 ز لیحا که زد دست بر دامنش
 چو ساقی که در بر مگانه نیاید
 دلش بود از دست او جام پاک
 منی داشت از رنگ حسن بدام
 بزم طر جگانه صبر نیاز
 ز کیفیت جام وحدت تمیز

بقر با نکه بزم وحدت کشید
 چو ساغر سر خویش بر کف نهاد
 که شد حلقه جام خط امان
 رضا برده از سایه رنگ شکست
 بود سجده اوج کمال جبین
 چو در ساغر دور یعقوب ریخت
 چو لخت جگر کرد در خون وطن
 که در سینه اش لختی از دل ماند
 کز و پنبه در گوش سینا نهاد
 بهوی خمار تماشا شکست
 ز مرگان دریافت امواج نیل
 کف پرده بر روی دریا گرفت
 بخاک ترخت جبینش نشست
 بشویند ز تسلیم بنش سواد
 بیاضی است رنگ سواد جهان
 چو در ساغر بوسنی جلوه کرد
 که تابش دل بر کنگران بسوخت
 همان برق بود آفت خرمش
 کند دست بر ساغری دراز
 قدح را از چاک گریبان چوباک
 که شد جاده اش رنگ میانی جام
 رخس داشت آینه حسن ناز
 بطع جهان شد چو ساغر عنبر ناز

بهر آئینه حسن را جلوه ایست
 بزدان بود همچو می درایاغ
 چو داود ازین باده آمد بجوش
 از نغمه آهنگ هستی گرفت
 چو عینا بالجان موج سرور
 جمانرا بوصل طرب بار داد
 شه از نغمه اش راز حق آشکار
 دماغش چنان سوز دل گرم داشت
 از ان شعله فولاد را کرد آب
 اگر سعی در سینه گیرد محل
 چراغی که از ذوق دل روشن است
 سلیمان ازین نشئه چون یافت کام
 در واسم اعظم خط جام بود
 بزم آمد از ساعتی آگهی
 ز کیفیت ساغر عدل و داد
 برای که شد مست شوق خرام
 چوستان سالک ز روی کرم
 با قوب کر صبر ساغر رسید
 دلش گشت چون غنچه در پرده خون
 کلید زبان گشت قفل دهن
 نشد بر کسی رنگ زخمش عیان
 زرنجش بهار طرب رونمود
 نفس رنگ دل گردا پیچ و تاب

که خوبی بدرنگ بی نشئه نیست
 بر اورنگ چون بوی می در دماغ
 دلی یافت چون فی ترخم فروش
 صدا از لبش جام هستی گرفت
 عیان کرده راز طلسم ظهور
 محل عیش را رنگ اظهار داد
 چو از قفل شیشه رنگ بهار
 که چون موم آهین بدستش گشت
 زره باف شد همچو موج شراب
 درشتی بزمی نباید بدل
 که از دو عالم در روغن است
 انگین باده و خاش گشت جام
 که خلقی برور سخت رنگ سجود
 چو خورشید با تاج فرماندهی
 پری داشت در شیشه انقیاد
 زمین را ز نقش قدم داد جام
 نیاز زد هرگز دل مور هم
 می راحت از آب آتش کشید
 نزد از لب شکوه آهی برون
 لبش چون لب جام شد بی سخن
 در آئینه اش ماند چو سحر نبان
 خارش همه نشئه شوق بود
 بود موج آئینه ساز حباب

توان گشتن از درد مرآت راز
 چو دوران عرفان بموئی رسید
 نمود از گل جلوه آن شراب
 همان گردن شیشه بودش عصا
 شد از قفل چو شش شوق بدام
 ز فیض ازل خواست جام وصال
 و گر آرزو تا خیال است و بس
 زمستی ره بطور معنی گرفت
 از کیفیت جام تکمین نشان
 تجلی شد از نخل طورش پدید
 همان نخل گردید مینای او
 طلب گل برون آرد از موج خا
 کسی را که بر تاق شوق آشناست
 مسیحا کرین باد و بونی گرفت
 شفا گشت نامش بطبع قسم
 زبان تا بگشت معانی گشود
 لبش داشت از تجیوان اثر
 می روح کر جو شش این خم گرفت
 بدید از فروغ می برق تاب
 مکان یافت در بزمگاه حضور
 ز آزاوگی سر که یابد نشان
 سبک و حی آنجا که شد شمع راه
 در این دیر چون نوبت این نمید

که انگور صهباشود از گداز
 می شور شوقش زمینار رسید
 کفش ساغر مجلس آفتاب
 که بر لشکر غفلت است از دما
 چو مینا به سپهر مغان همکلام
 کز و گرد و آینه دار کمال
 تمنای مستان وصال است و بس
 قدح از بهار تجلی گرفت
 شدش پیکر طور رطل گران
 زهر برگ اتی انا الله شنید
 همان شعله شد موج صیبای او
 کشد از دل سنگ نقد شراب
 خس و غار شمع تجلی نامست
 در آن جام عیش آرزوئی گرفت
 و مش همچو جان شد بعظم ریم
 چو موج می احیای موسیقی نمود
 دعای قدح بود و دردش مگر
 ز آه اوج طرح چهارم گرفت
 رخ خط در آینه آفتاب
 بر پایا چو خورشید شد جام نور
 بگی و تعلق درین خاکه ان
 توان شد فلک نیز همچو آن نگاه
 بآن صاحب بزم و حدت رسید

محمد شیه محفل قدس ذات
 شمس کان شیه کشور بی خسل
 بسرعت چنان بود عشرت پیام
 چو خورشید برداشت انوار پاک
 ترجم بسیار علامات او
 گراز قاب قوسین جونی نشان
 درین بزم غیر ندارد مقام
 زلف محمد گر اگر آگه شو
 وجود آیت فیض اطهار او
 کمالش بر افکنده بر روی ذات
 شیوات ذات الله افعال او
 زبانی با سرار حق تو جهان
 ز فیض کف دست دریا گهر
 ز ابرو کلید دروحدش
 لبش گوهر آرای درج حدود
 چه مینا چه خم چه سبزه شراب
 به تعظیم آن پادشاه کرم
 زمین تاده بود بر جای او
 فرو رفت برخویش از ان کوهها
 دل بجز بیاب احسان اوست
 بیای شایش کشد نو بهار
 ز شوق نثارش بزم وجود
 نفسهای خاموش گرم سخن

محیط خم هستی کانیات
 قدم زد بمعراج فیض ازل
 چو آمد شد موج صهبای جام
 اگر سایه دید بر روی خاک
 کرم همچو حق لازم ذات او
 وجودش نماید ره این گمان
 بود موج می بر رخ خط جام
 ادا فهم الحمد لله شوی
 عدم پرده نقش اسرار او
 ز اسم محمد نقاب صفات
 ظهور کلام الله اقوال او
 دمانی ز غیب هویت نشان
 به الله چشم یقین جلوه گر
 ز گیسو سواد خط کثرتش
 خط جبهه اش موج جام شود
 همه مست در یوزه آسجباب
 بود پشت افلاک تا حشر خم
 جبین ادب شد سر پای او
 که در حضرت علم او یافت بار
 بصد چشم گرداب حیران اوست
 زبانهای برگ از لب کوهها
 عدم کیسه نقد هستی گشود
 به بحر خیالش همه موج زن

ز آئینه ذره تا آفتاب
 سرد وازل نمشمارا
 از دوستی و هوشیاری ماست
 و مانع قدح باز بر روی است
 ابو بکر شد سرخوش جام صدق
 ز پرواز طبع صداقت جلا
 که دورت برون رفت ز آب گلش
 خطارا درین آینه نیست راه
 جهان بود مست شراب شهود
 سحر از دم صدق او شد خجل
 مهین شاه به مجلس احمدی
 بتی از غبار خطا سینه اش
 چو کیفیت می بدید شفیق
 کسی که می عشق ساغر کشید
 دل هر که صدق طلب آرزوست
 عمر یافت جام از می عدل و داد
 نشد گرم بی اعتدالی سرش
 شد از فیض آن نشسته بخش کمال
 کفش ریخت بر روی این خاکدان
 ز تمکین عدلش بحشم یقین
 بر روز مهر قاتل نشد کارگر
 به تظیر احکام نفس و خسرو
 کشد مهر اگر ساغر اعتدال

ز نور تماشای او کامیاب
 جهان باده و نشتر دیدار او
 و زو راحت و بهت سراری است
 درود صراحی بمسه سوی است
 شراب وفا یافت در کام صدق
 شد آئینه نشسته مصطفی
 صفا یافت جام فروغ دلش
 بحسن صدق از و نشسته می محو
 که مستیش خواب فراموش بود
 که زد از نفس چاک و چیب دل
 ز دل سرخوش ساغر بر می
 بهار صفا فرشت آینه اش
 چو بوی گل از رنگ صورت عتیق
 ز عالم بجز رنگ وحشت ندید
 ز لوحش بود محو جز نقش دوست
 بر آفاق چون استوا خط نهاد
 که شد گفته معدلت ساغرش
 بعالم رواج می اعتدال
 چو خورشید جیش سوی آسمان
 نمودار رنگ و ترازوی دین
 ملامت بستان ندارد اثر
 چو مشک است فاروق بر نیکب
 فروغ کاشش نگیرد زوال

سلامت روی اعتدال است و بس
 درین بزم چون دور عثمان به بست
 بر افروخت از روی گوهر حیا
 جهان سرخوش از فیض کلاک است
 ادا کرد در جلوه گاه رقم
 برغان راز از خط افکنده دام
 خط سطرش جاده آگهی است
 چو میان کلاک جوهر فشان
 حدودان ز غفلت در آویخته
 درین بزم کس راز افشای راز
 چو از پرده شیشه شد بی نقاب
 علی گشت سرش صبا ی علم
 شد از تیغ او تو سن فکری
 بهر جافی همدم ساغر است
 کاشش منی را که ساقی بود
 که میخانه معرفت مصطفی است
 ز ساقی مرادم همان ساقی است
 جزا و نیست از لفظ ساقی عیان
 منی را که شخص مروت چشید
 نشد بعد او هیچ و بیچس
 ولی را بود از نبی انتظام
 دو پیکر زیبا نشان داده است
 کند جام افشای راز شراب

درین پرده نقش بحال است و بس
 می از جوش ختم جیگشت است
 بزم محسوسه چراغ ضیا
 زمستی در آغوش موج میت
 کلام ازل از حسیر و قلم
 بود معنی نشئه در خط جام
 که مانع ز سر منزل گری است
 فرو ریخت راز خم بی نشان
 به بیتان چومی خون او ریخته
 چومی نیست حاصل بغیر از گداز
 شکست است در موج رنگ شراب
 که یکجرحه اوست دریای علم
 چو مخموری از لعل موج می
 جگر نشئه ساقی کوثر است
 چو فیض حق از نشئه باقی بود
 در رحمتش جبهه مرتضی است
 کز نشئه معرفت باقی است
 درین می همین نشئه باشد نهان
 در آینه شاه ولایت رسید
 که مستی درین دور ختم است و بس
 بجز شیشه نبود مرتبی جام
 درین شیشه دو جام یکپاوه است
 که ما و است آینه آفتاب

کسی از خشم عشق صہیا گرفت
زبان آور شاخ و برگ مقال
که شد چون خم بی نشان گرم جوش
بهر شیشه کان می تجسلی نمود
چنان با هم آمیخت جام و شراب
چنان مختلط گشت رنگ ظنور
نہان در رنگ موج گل شد بہار
چو از شیشه و جام تفصیل یافت
بطبع طروف آنچنان شد نہان
ز کیا رسد نفی آمد برون
ز کیا دو خمہا و آمد بجوشش
عیان گشت از پروا این چمن
بیک خم سر بستہ شد جو و گر
ہ موج آمد از جنبش یک زمان
ز یک شمع در حیشم اہل شود
ز یک حسن محبوب شد موج زن
شد از گردش یکقدح آشکار
ز یک بجز شد حلقہ زن بیجا
تو دانی کہ ساقی کہ او یار کمیت
بہر دل ازین باد و فیشی رسید
یکی سر خوش ساغر از گشت
یکی چون سہو ماند حیران خویش
یکی شیشہ سان پنبہ در کوش کرد

کہ در محض قرب حق جا گرفت
باصل بیان دارد اکنون مال
بیمای اظہار شد میفر و ش
تو کوئی بزنگت همان شیشہ بود
کہ شد گوہر آئینہ عین آب
کہ شد رشته شمعہا موج نور
صد گشت در رنگ تا آشکار
می صاف در شیشہ تبدیل یافت
کہ جز رنگ ظرفش نہ بینی عیان
ز یک می برون جست صد رنگ خون
ز یک حرف شد عالمی در خروش
گل و سنبل و سبز و نترن
رگ و ریشہ و شاخ و برگ ثمر
ہزاران کلام جواب نشان
عیان شد گل و شعلہ و نور و دود
خط ابرو و چشم و زلف و دہن
می و نشہ و صاف و زرد و خمار
حباب و اف و گوہر و موج آب
مغنی چہ و نفی و تار کمیت
بہر سر از و نشہ شد پدید
چو خم بادل خویش دسار گشت
زود دست ہم دگر بیان خویش
زنگت حوادث فراموش کرد

یکی چون قبح لب فرا هم نزد
 یکی را بزم طرب هم چون
 یکی محو طاعت بزم نیاید
 یکی مست آغوش وصل بخار
 یکی نغمه سنج تمتا چو آه
 یکی مانده در راه جولان ناز
 یکی شد به بیستایی دل سوار
 یکی غافل از کعبه کوی دل
 یکی چون خرد مست جام است
 یکی چون شرر در تب اشتیاق
 یکی چون گل از جوش طوفان آه
 یکی همچو داغ طلبه محو دل
 چو دریا یکی خجله تن اشکبار
 یکی از می سر کشی زرد داغ
 یکی ساغر عجب زی و زرده
 چو گلبن یکی پاسبان در گل بیاغ
 به تمکین یکی کوه صاحب وقار
 یکی شکوه پردان ز جور قدح
 یکی نغمه پیا یکی حبس و نوش
 یکی کفر را غیب اسلام دید
 یکی جام و گفت مرآت فیض
 یکی باده را شعله طور گفت
 یکی گفت خم عالم مستی است

سر ایا و همن شد ولی هم نزد
 نفس وقف اسرار افشای می
 چو مینای می روز و شب در نماز
 یکی در غم بجز در رخ خمار
 یکی بیدار سپو تا رنجا و
 چو نقش قدم سرخاک نیاز
 چو رنگ روان گشته وحشت شعا
 یکی چون نفس دیکت پوی دل
 یکی همچو غفلت در او نام مست
 ز دل شعله اندر دواغ فراق
 نفس را بچاک جگر داد و راه
 یکی چون صدا فارغ از آب و گل
 چو صحرای یکی پای تاسد غبار
 دل از شعله کینه چون شمع داغ
 هوس را به تیغ ادب سر زده
 یکی لالسان مانده بر دل داغ
 بنحفت یکی چون صدا بیست
 یکی سبج گردان دور قدح
 یکی شیشه گر شد یکی میفر و ش
 یکی هر دور نقش او نام دید
 کز و میکند جلوه آبات فیض
 یکی تاک را ریشه نور گفت
 چو افلاک آئینه بهستی است

چو واد شد در این طلسم شعور
 یکی گفت انگور تخم دل است
 ز انگور موج می اظہار شد
 یکی را درین گفتگو ہنسم نہ
 نداند کہ ساقی کہ ویا رکیت
 یکی گفت پیانہ اندازہ است
 در آئینہ سہ عشر اعتدال
 بیک قطرہ کا فزدنی از می کند
 ز روغن چراغ از چہ روشن شود
 سخانی کہ آب رخ کشتہ است
 ہو اگر چہ جان پرورد گلش ہست
 بود آب در طبعیبا خوشگوار
 بہر چیز حہ وسط بہتر است
 بنامی وجود از تو وسط بہا است
 منصور آن باد ذبی مثال
 بحکم ارچہ خون داد اصلاح داد
 بر آورد از موج مستی زبان
 می فیض در رنگ اصل سیاہ است
 گہر داشت بر جام قسمت لفظ
 بمان جام چون شد بقلب حجاب
 با ظہار جام دگر لب گشاہ
 حریفی کہ باشد بیک حوصلہ
 قسمت کسی اگر قناعت کند

عیان گشت جوش بہار ظہور
 کز و نشہ چون ریشہا در گل است
 چو بگذاخت این سبجہ ز مار شد
 می و جام میباش در و ہم نہ
 معنی چہ و نعمتہ تارچیت
 ازین گل دماغ طرب تازہ ہست
 توان دید حسن فروغ کمال
 ز افراط آن جام می قی کند
 بلاکش ہم از جوش روغن شود
 چو در بارش افروزد برق فناست
 چو تندی کند شعلہ آتش ہست
 چو بگذاشت از سر کند کار مار
 چو مو بر سر افروزد در دست
 کہ میزان بیک مو تفاوت نہا است
 چو یک قطرہ افزدود در اعتدال
 چہ جوشش کند نیست غیر از فنا
 ز غر فاش بر آمد انا الحق زمان
 ولی ظف ملکین ستان کجاست
 بینا و چشمش سجام دگر
 بالید از شوق عیش شراب
 چو گل ساغہ خود ہم از دست داد
 نزدیک زریہ بغا نش مگر
 چرا ساعہ عیش خود بکنند

زمین از قدس هر سیزدیش
 محمد ز خشم محیط قدم
 ولی بود فارغ ز کیف خسار
 که من رنگ این باد و نشا ختم
 ندانستم اسرار این باد و چیت
 رخصیهایی نیرنگ کون و مکان
 بطبعی که از نور وحدت شهود
 ز بهر باد دوستی پذیرد چسار
 گلستان کجا محو بر رنگ و بوست
 گراز ساعند دزد گیر و شراب
 محیطی کز انینه اش رفته رنگ
 حریفی که شد میکش ختم ذات
 چو شد طالب صاف وحدت کلیم
 ز پیر معنان لن ترانی شنید
 زمی در خور هر تسبیح و ید و اند
 طلب کی درین آستان در خور است
 بباطن می عشق وحدت ضیاست
 نماید چو خورشید در جامه رو
 ولیکن بصیرت صاحب جلال
 ز یک آب گلشن ندارد فزون
 نفس کز دمش شعله شد لاله رنگ
 برو شیشه و جام مقدار خویش
 قدح گر بود صاحب حوصله

برد یاده برو سعت ظرف خویش
 گرفت هزاران قلع و مسدوم
 ز شوق شهود ازل سبیت سار
 بتحقیق جاش نشا سپرد ختم
 بهر شیشه جام آما و و چیت
 نشد بخود آن بهوشیا زمان
 ازل تا ابدایت خط جام بود
 بهر خمره تغیر گیر و چسار
 که این جمله اسرار اظهار است
 چه اظهار مستی کند آفتاب
 نگرداند از عکس سیلاب رنگ
 چنان مست گردد ز جام صفات
 بر آورد پا سے ادب اکیم
 که بر کام نتواند این می چشید
 بیکه گیر این بر دو جو شید و اند
 که بهر ظرف از صاف قسمت پرست
 بظاهر فرو غش تفاوت ناست
 ز شمع فزون نیست اسرار او
 بود لازم ظرف نقص کمال
 کز و برگ ریز است گلبرگ خون
 بر آئینه نیست جز نقش رنگ
 نریب کسی ز انداز و بیش
 از و تا سبب است صد فی صد

بودند برق از دوزخ تا آفتاب
اگر ساعنه چشم ترا از گراف
تجو یک شکرگان ز خود میرود
بفرعون جام جهالت رسیده
همه در دوشد باد و تاب او
مگر خوابش از هوشش گیرد و بیل
همان می که در هوشش موسی فرو
همان آب در تیغ بر نهد و است
پندار کفر است از اسلام دور
ولیکن چشم حقیقت نظر
صفا گرچه از رنگ دارد نقاب
مگو کعبه از صاحب دیر نیست
ز افعال و اقوال جوشد خلاف

کجا ساعنه بجزو جام حباب
بخمنا دل زنده حرف لاف
ز یک قطره اشک ترمی شود
که چشمش بجز رنگ غفلت ندید
می جلوه شد پرده خواب او
شکستند بر نقد او ختم نیل
بفرعون و یامان ضلالت نمود
که در جام ساعنه گوارند و است
سپاسیت و ایم هم آغوشش نور
کم است این یکی در ظهور دیگر
بود رنگ هم از صفا در نقاب
بدیر و حرم سجد و غیبت
و گرد ز یک خم بود در دو صاف

حکایت

شنیدم عجوزی طریقت خرام
که تا چند بر خلق بی اعمت بار
بکن شده از جرأت این کلام
چو شیخ این حکایت ز قاصد شنید
که حاشا که اطاعت گفتگو است
دو فی دورین بزنگه بار نیست
بجو شست پیوسته ختم وجود
نیگردد و این خم زمستی خموش
ز انمور مانیت این گفتگو

فرستاد سوی جنید این پیام
نمانی کل راز حق آشکار
که ذکرش کنی نقل بزم عوام
لبش اشت بر نقل معنی کلمه
کلیم سمیع اگر است دوست
عموم و خصوص نمودار نیست
همان شور جوشیت و گفت شنود
بند رنگ یخیزد آینه جوش
خم بی نشان داند و جوشش او

ز پاس سخن ما و تو عاجزیم
خرد را درین نشئه اختلاف
شده هوش و رنگ غفلت نباشد
بکثرت ز وحدت چنان بارماند
ز دریا همین موج را دید و بس
نمیداند این کثرت آثار کیست
ز بوی که شد چاک جیب سحر
فلک با که این سر است آشنا
ز حرف که کرد در زبان درویشان
نفس رشته دام کیسوی کیست
که میگوید این دوس حیرت پیام
کجا عشق تا گوشه شمع دید
اگر لطف ساقی شود یار او
بر دازدش رنگ او نام بر
کز و معنی نشئه بیند عیان
کشد در بهار تا شامی راز
بمان جام بیند دل خویش را
بود سرخوشش از فیض صبا می
لباس تو هم زبر کشد
بیا ساقی ای جرعه بخش کمال
چه باشد که از جرعه التفات
که از در داو نام پا در گلم
از آن می که خود را رمانی دهد

باز ذاک این گفتگو عاجزیم
که این عالم و خاص است آن درویشان
یقین گشته آئینه دار گمان
که گوی حدیثی ز پیشین ماند
ز گردون همین دور فهمید و بس
پس پرده ساز نو اکار کیست
ز باغ که خورشید زد گل بهر
باب که میگردد این اسباب
که داد است تحریک نفس سخن
نگه جنبش تا بروی کیست
درین پرده آخر که گیرد مقام
ازین احوالی انفصالش دهد
بازد یکجور می کار او
و بد جلوه آئینه جام را
ز بوی گل را ز یادش نمان
شراب حقیقت ز جام مجاز
چو می صل کند شکل خویش را
مه و هفته و سال و شام و صبح
ز جیب نقاب یقین مگر شد
نمانده رنگ اسرار حال
تو بخشش ز قید خمار مجات
مقیه بجزوم ز گل غافلیم
نگه ما بدید آشنائی دهد

کند گریه را هدایت صفت
 بمن ده که از جیل گردم تپی
 بجوشم چو اندیشه از راز مل
 خرابی بود چپ اندیشه ام
 بده می که رنگی بر آورم
 ز گردیشی برنگت گهر
 و مد جوهر کلفت از سینه ام
 غبارم بدامن مستی رسان
 مکن سنگ و ساشه ار مرا
 تو ای ابر رحمت چه باشد اگر
 تو ای صبح زافا دگان روتبا
 تو ای نو بهار چمن زار فیض
 تو ای پر تو آفتاب ظهور
 خلاصم ز بیانی آو کن
 برویم بود چنای مست نا
 مده رو باندیشه کشر تم
 که چون سایه در پای خم سر خم
 کنم نفی غیرت چو از لای خم
 چو صهبایم آغوش بینا شوم
 سر از حبیب مستی بر آرم چو جام
 بگردم چو خط گرد جام شراب
 کشم سوز گلزار عسفران بیا
 زخم برق بستی بجانوس تن

و در محصل رانش معرفت
 کنم ساغر دل پر از آگهی
 شوم چون دل آینه بزم کل
 بخشکی دود تا یکی ریشه ام
 چو جام آب عیشی بجو آورم
 بود تا یکی مشت خاکم بر
 و در رنگ پرداز آینه ام
 عدم را بصحرای هستی رسان
 نسیم عصا شو غبار مرا
 بدریا شوی قطره را را بهر
 بشبم رسان ساغر آفتاب
 رسان بلبل را بگلزار فیض
 چمن سایه را مرکز خط نور
 بدو جام و این رسته ماه کن
 در نا امید می خمباز و باز
 بمن فرشت میخانه و حد تم
 خمار کند و رت ز سر در نیم
 بعراج ده آرم از پای خم
 باین عینک فیض بینا شوم
 می عیش بستی تو بنیم بجام
 شوم طایف خانه آفتاب
 کنم بستی از باد و بی خار
 چوستان بیرون آیم از پیرهن

پروبال از شوق پیداکنم
چه مینماید معراج صاحب دلان
چه مینماید صاف ارباب هوش
چه می جلوه زنگ اسرار عشق

چو شور می آهنگت بالاکنم
چه خم گرمی باطن مقبلان
چه ساغر لب عارفان خموش
چه مستی همه جوش بازار عشق

دو ذریع شور سر جوش می فیض حضور

بهر سر موالی ازین بادوست
ازو ساغر آسمان نقشه جوش
ازو دامن کوه در زیر سنگ
ازو خرقه بردوش صبح بهار
ازو حسن آئینه بردار ناز
ازو نامی شوق گردد بکام
ز فیض بدو نیک ساغر است
ازو گل بدامن بهشت طرب
ز صافش فلک دورستی گزین
ازو آب هم مشرب پیچ و تاب
هوای می اندیشه کوی او
ز موجش دل بجز شورش نماند
ز بویش نفسها لطافت بدوش
فلک رونمای کل این شراب
شرابی که اندیشه حیران داشت
اگر ساغر ازگر همیشه دم زند
ازو جنبه جام خوشید تاب
بگر از بوی فیضش نمائی رستم

بهر خرمن این برق افادوست
وزو مرکز خاک تکین فروش
وزو بال گلشن پرواز رنگ
وزو دشت سجاده فرش غبار
وزو عشق سرگرم داغ نیاز
خم آسمان میزند جوش جام
ازو کفر و اسلام مخمور دست
بحیم جوش هم ازو هست تب
ز تهر جرحه اش مست بخود زین
وزو شعله ساغر اضطراب
نفس بهیله از تنک و پوی او
ز شورش سر کوه مستی صدا
ز رنگش نظر نا تحیر فروش
شب آورد روز و ماه آفتاب
سقا رتبه شمشادشان است
چو خورشید آتش بجالم زند
وزو شیشه آئینه آفتاب
شود رشته شمع نال قلم

نویسی اگر نام او در کتاب
لب خام تا حرف این مل کشد
اگر عکس جاش فتد بر زمین
بکھسار ازو تا بری نام رنگت
چو ماند گهی آب انگور او
اگر شیشه اش پسنبد گیر دهر
رسد که بجام عقیق این شراب
گرش پر فشانی برگ خندان
اگر جام گل یابد از وی کمال
شود آب ازو گر نصیب سحر
اگر غنچه یابد ز بویش سراغ
گر آینه روتا بد از ساعتش
گرافتد ازین می بجام صدف
گر این بادور شیشه کرد نقاب
می جلوه اندوز مینای ناز
بنجاصیت خرمی بے سخن
شربابی که هر موج او درایغ
ازین بادو در دیکه در ساغر است
کنده جلوه این می خوشگوار
چو بویش کشد سربوی چین
گر این عصمت آئین شود بی نقاب
شراب قدح سوز مینا گداز
بپای خمش گرفتد سایه وار

خورد سطر چون موج می چپتاب
چو مینا صریرش بقتل کشد
شود جوهر صبح نقش نگین
چه خون لعل جوشد زر گهای سنگ
بپسند خیم حشر را شور او
کنده روشنش بس آب گهر
شفق پر کند دامن از آفتاب
دهد سایه اش جلوه آهوان
چو خورشید رنگش به بنید زوال
چو ساغر دبدعی مستی نثر
زرنگش توانم در روشن چرخ
زند موج تا در نظر جوهرش
گهر بادو گردد بجام صدف
زگردن کشد نینزه آفتاب
بخون تر کن چشم بجام نیل
بود ذر او چون بکسار چین
بود رشته شمع بزم دماغ
فروزنده چون سایه گوهر است
قدح را نکلین دان رنگت بهار
شود غنچه از شرم بوی تین
نگه را کند چون دل شیشه آب
شراب جنون زای سستی نواز
رسد پشت مستی بکوه وقار

سبونی که از چشمه اش بر آب
غباریکه از جرعه اش تر شود
ز موجبش اگر جام یا بد زبان
چو مینا کشد گردن از لای او
چو گردون مینا ظهور افترین
لب جام از حیرت او پر آب
زیادش اگر نشکست و دغا
خط ساغرش جام ایون دل
شرابی که در هر خمی جوش اوست
همین بادوست از کمال ظهور
همین نشاء تا عقل را در سر است
همین نور در پردۀ ظلمت لغت
بمعنی است ذات و بلفظ است اسم
بهر ساز جولان یا هنگ اوست
سخن را صفاتش زبان میدهد
ز حرفش چکه نشاء خاشه
نباشد درین بادیه رنگ خمار
زمینای او چرخ رفعت گزین
ز رطل گرانش دل کو همار
از و تا بقلع زند شیشه جوش
نفسها بدل شور جوش وی است
شرابی که زو سنگ آدم شود
ازین باغ عنبریت اگر ببرد

بدوش نکویان رود چون شراب
بنگین چو سکه سکندر شود
و بد در سستی چشم بتان
پوسد فلک چون قمرح پای او
کشد غنچه خورشیدش از استین
چو چشم از قف پرتو آفتاب
ز خمیازه ساعت کشد آشکار
رگ موج او تا قانون دل
بگلخن شدار و بگلخن بنوست
در اجسام روح و در اجرام نور
دماغ خرد صاحب افرست
همین آب حیوان سیه کسوتست
بباطن روان در ظهور است جسم
بهر گل که چشم افکنی رنگ اوست
خموشی ز دانش نشان میدهد
شعورش دهد ساغر بیهوشی
نگردد ازین شعله دود آشکار
ز جاش عناصر مرتب نشین
چو عارف بود مست جام وقار
جانی چو ساعت شود جمله گوش
خط جبهه جام موج می است
تن مرده روح محبت شود
نفرمان ز قد و سیان بگذرد

لب تشنه زین باد و گر تر شود اگر ذره گردد از و کامیاب از و ساغر قطره دریا شود از و گر کشد امن خسل غم ز جوشش زمین آسمانی کند ازین باد و باد اگر دستگاه جایش ز دل گر بر آرد نفس چو رنگش بساغر فروزد چراغ از و باید از خضر پاپندگی ز صافش توان رستن از آب گل صدای تار نفس جوش اوست قدح سیر چشی ز انعام او ز جوشش بود بجز و کان دستگاه ورع خاکسار و مستیش سحاب مروت محیط سخا زبان را بتوصیف او نیست با	به سیر غ غفقا برآشود کشد آئینه بر رخ آفتاب دل مورد امان صحرآشود فتا ند که چون سحاب کرم وزا کیر او جسم جانی کند زند آبله لاف فخر کلاه میجا بنوبت شمار نفس شود پنجه موسی از رشک داغ بشوید کف از چشمه زندگی ز دروش توان کرد تعمیر دل نگه ناله جام خاموش اوست صراحی سدا فرازا کرام او ز لطفش کرم عذر خواه گناه ریا پایمال زبردستیش سپهر مدارا جبهان و فافا ز برگی موج آب و رنگ بهار
--	--

حکایت

یکی رفت در حضرت عارفی که امی برده در درس عرفان سبقی که نور خرد گوهر ذات اوست توان از تو کردن سماع کلام چنین گفت و انشور تیز بهوش درین نشئه ذکر صفاتش کجاست	ز اسرار حرف نکو واقفی بلو نکتہ از صفتبهای حق محل آگهی غنچه فکراوست که مه وصف خورشید گوید تمام کزین گفتگو به که باشی خموش ز حق هر چه میگوئی از ما سو هست
---	--

اگر گوئی این نه خیم آسمان
نه این حرف از دفتر آگهی است
دماغ تو سرگرم جام خطاست
و کر رخ نماید دل آگهی است
نه بزم است اینجا نه صیبا نه جام
همان جمل پیدا است زین گفتگو
غبار و صفا در شود و صفات
بجز آری رنگش رنگ نیست
صفات کمالش نیاید بفهم
بکنش چو اندیشه را بار نیست
ولی هر کس از طبع او نام کیش
ازین دست چون گوهری سفته
بذات قدیم تره صفات
بچوگان حمش چو گوئیم ما
صفتهای برتر ازین آگهی است
نگردد سخن محرم راز او
نشان کی شود بی نشانی صفت
بیاساقی ای صبح باغ طرب
خیالت بیار تماشای او
ز شور دل خسته غافل مباش
زشت غبار من نامراد
کنون کز غبار غم پا بگل
نشاط از دل سنگم آگاه نیست

بود دوری از ساغر بی نشان
همه نقش آئینه ابلهی است
درین بزم دوری جامی کجاست
که عالم غبار است بر در گش
مهر است نامش از اینجمله نام
همان گمری دارد این جستجو
بود وصف آئینه ممکنات
بر آئینه اش تهمت رنگ نیست
نه اینجا خبر دارد نه و هم
سخن در صفاتش سرا و از نیست
بتوصیف او میکند وصف خوش
چو و امیری بر خود گفته
نمیرسد اندیشه حادثات
صفات خود است آنکه گوئیم ما
همه اوست اما که داند که صفت
صدانیت در پرده ساز او
خوشی است اینجا گل معرفت
بیای میسای ساقی لقب
هوای تو صبح تناسل او
تغافل مگر جان بیدل مباش
گرافانی بد امان طبیعت مباد
بغنیانه غفلتم مرده دل
که در بیضه پرواز را راه نیست

چو گل پیکرم نقش زخیم دل است
 بود رنگت ویرانی آبادیم
 ز بس عرصه عشرتم گشته تنگ
 سویدای داغ و لم کو کب است
 چو بوگر کنم سیر گلشن هوس
 بچشمم اگر غنچه شد جلوه گر
 چو شبنم ز ضعف نگه در چین
 چو محبتون بصرم انجم گر عبور
 اگر تیغ کوه جایم شود
 سرشکم اگر رو بدریا کند
 بود غنچه عیس من بستگی
 طرب در هزار دلم مرده است
 همه نشسته در دوار و سرم
 حیاتی که بی گردش باغ است
 باین سر سپود و دام جنگ است
 چو محفل درین بزم غفلت شراب
 زمین مگذرای خضر آب بقا
 برویم دری از قندج با کین
 از آن می که تا در قندج جا کند
 بمن ده کز و نغمه روزغم
 شوم محرم راز پایندگی
 چو مینا خروشی بستی کشم
 بیا ساقی ای موج بحر سخا

چو شمع ز دل ناله پا در گل است
 سزد داغ ماتم گل شادیم
 شرخنده دارد در آغوش سنگ
 گل و امن صبح بختم شب است
 شود باغ چون غنچه بر من قفس
 چو اشکم گردد ز دبتار فطر
 بود برگ گل پرده خواب من
 بچشمم کند جلوه که چشم مور
 ز سستی رگ خواب پایم شود
 محیط از الم در صدف جا کند
 گل عشرتم باد و اوستگی
 نفس یک رگ خون افروخته است
 لب زخم باشد لب ساغر م
 ز دم سردی مرگ همه بدتر است
 عدم را ازین جنگها ننگ است
 مگر رنگ مستی تو بینم خواب
 بر چشمه عشرتم ره نمنا
 بیکجرام گلشن راز کن
 میخا ز حسرت دهن واکند
 چو خورشید بر چرخ پهلوانم
 زخم غوطه در قلم زنگی
 سراز عالم می پرستی کشم
 بیا ای گلستان زکات وفا

از آن می که تا از خشم آید برون
 بده تا دل از شعله اش خون کنم
 بیاساقی ای نسو معرفت
 از آن می که سه چشمه عشرت
 بمن ده که از جیل پر مرده ام
 بیاساقی ای قبله هستیم
 خدا را بجا نم تغافل کن
 سیاهست در چشم من رود گا
 از آن شمع خورشید ساغر لکن
 که چون شب گلیم سیاه حجاب
 بیاساقی آخر تغافل چراست
 ز داغ خمارم ندارد خمیر
 اگر نیست در شیشه صهبای ناب
 که خونم اگر میشود باک نیست
 چنان پرده ام آرزوی شراب
 دلم گلشن باغ سودای دوست
 پر جادو خسته خون شود
 به جاسری پایم اندر خروش
 لبی تا شود آشنای شراب
 اگر بخودی دست بر سر زند
 وگر از دلی ناله بالا کشد
 سراپایم از جوشش شوق شراب
 دل و چشم من نیست بی باد و رام

بهوش جهان گشته دریای خون
 ازین سنگ یا قوت بیرون کنم
 بیای طبیب می صفت
 ز هر موج نیش رگ عقلت
 چو خون رگ مرده ام سرده ام
 فرو زنده شعله هستیم
 چراغ ضعیف مرا گل کن
 چو زلفت کارم شبهای تار
 بمن ده بمن ده بمن ده بمن
 بشویم بر چشمه آفتاب
 بتاراج هوشم تا تل چراست
 که مینا گل سپهر دارد بر
 دل بیدلی میتوان کرد آب
 رگ من کم از ریخته تان نیست
 که هوشم گرفته است بوی شرب
 نسیان تیر تهای دوست
 مرا حسرت جام گلگون شود
 برو از سرم فکر خشم زنگت هوش
 بگو شمع خورد نغمه های شراب
 ز شوق سبودیده ساغر زند
 مرا دل ببالای مینا کشد
 دمی چون نفس نیست بی اضطراب
 بشو طلب ناگزیرم چو جام

روایات حکایت

شنیدم که مجوری از وصل دور
نه در روز بودی دلش پیچ و شش
شب و روز بود آن طالع نیاز
نفس تا در آئینه اش می نمود
یکی گفت این شور و بیداد چیست
نیگردد از ناله معشوق را م
که از ناله وصلی میترسیدی
ز صبر است هر قطره گوهر و قار
درین نشه جورش نیاسودن است
بر آشفته بی طاقت ناله سنج
درین حیرت آباد هستی اغب
سپند یک بی طاقت جستجو است
دلی را که از دود خواهد آمد
فغان موج آب کنار آور است
اگر من نخواهم گل از وصل چید
کلمه در جستجو ناله است
چو من لذت درد فمیده ام
چسبان باشم از ناله کردن خموش
فغان ناله محفل یاد اوست
بمی داشت را حسرت تازه است
بزمی که وحشت بود مست حال
شد از برق این نشه در کو به سار

به بی طاقتی داشت ذوق حضور
نه از سر به شام گشتی خموش
هم آینه گشت فریاد چون تار سار
چونی یکدم از ناله فارغ نبود
حصول تو از مشق فریاد چیست
هوار زنگ گل را نگیر ویدام
ز فریاد دل کو شمع اگر شدی
کنده کوه را ناله خفت شعار
فغان سر بر باد چو دانه است
کزین و عطشی بکشد باز رنج
برنگیست بر کس تسلی طلب
همان ناله افغانه خواب اوست
خموشی بود زیر مستی زبان
جرس را فغان رو به زبال بر است
بر آن آستان ناله خواب در سید
شیم گاه آرزو ناله است
درین پرد و نقش دگر دیدام
گرو نام معشوقم آید بوش
شکست دل آینه بیداد است
که بر جاده اش نقش نیاز است
و کردش جام چشم غزال
نفس در دل شد موج شارب

اگر تیغ کوه است موج می آید
از صاف طرب تا شود کامیاب
ز بس عام شد نشاء فیض مل
هوا نشاء با خود آورده است
چنان فیض مستی طرب گستر است
مهیاست دایم ز جوش طرب
ز کیفیت عشرت مردمان
هوا باغباری اگر آشناست
بهر سو که اندیشه جولان کند
بیک لطف گرم در آتش فلک
کشم تا یکی ساعت انتظار

بصد نشاء اطهار اوج دی است
حجاب از بند بگذراند شش
قدح خوشه از دست چون شاخ گل
که شبنم ز خود جام پر کرده است
که گر چشم و امی شود ساغر است
می اندر قدح چون سخن زیر لب
کند جام مستی چو چشم بمان
چو آئینه صبح دندان ناست
ز اندیشه اش گل بدامن کند
که خشکم ز دل گرمی خوشتن
که مستانه آمد نسیم بهار

نور خامس رنگ اسرار گلستان گل

زهی فیض جام بهار است
فلک مرکز حلقه دام است
بدونیک از دواصل سرخوشی
یکی لوح نقش جنون را بدید
سیمت شب چون کشد رخت جوا
ز مخموری جام مستان صبح
شوق دامن خود بخون میکشد
برنگ رگ تاکن از کبکشان
فلک میزند دور مستانه
محیط از تنای عیش شراب
ز عالم بدین نشاء معلوم نیست

که هر ذره از جلوه اوست
جهان جمله سر بر خط جام اوست
چو گل جلد سرد گرم ساغر کشی
می ساغر بنجودی را کشید
صبوحی زنده روز از آفتاب
بخمیا زده گل گریبان صبح
مگر باده لعل گون میکشد
ز پروین شده خوشه زریحان
که گیرد ز خورشید پیان
تراشد زهره قطره جام حباب
کس از فیض این نشاء محروم نیست

که هر دوزه در عالم اضطراب
 چمن جوشن کجریه رنگ اوست
 گل آنینه حسن سیرایش
 چو کیفیت دهر فیهده ام
 درین باغ چون گل زهر موج رنگ
 درین دشت مینای هر رنگ با
 نه گردون گل از انجم آورده است
 خورد بگر در فکر جام شراب
 ز بس باوه در جاش آمده است
 تواند که در نوبهار چین
 سزدگر بکوه آورد جوش رنگ
 فکات تا شود شسته میفروش
 چو فریاد باید شنیدن کنون
 شرح جوش شوق دامت و بس
 می عیش دیوانه بیقرار
 دهر در کف دشت آرام خویش
 بصر از هر قطره چشم دام
 بتقلید مینای عشرت بهار
 چو قمری تاشای گلشن کند
 اگر بلبل سرخوش رنگ و بو است
 دماغ بهار آفتد سرخوش است
 ز آنینه پردازی نوبهار
 پرافشانی رنگ در دام اوست

کند مستی از ساغر آفتاب
 سخن مست سر جوش آینه اوست
 هوا مست پرواز بیتا میش
 همه رنگ مستی در و دیده ام
 رسد ساغر آرزویم رنگ
 دهر گردش جام عیشم بیاد
 همه حسرت جام گل کرده است
 که پر کرده چنان خود جاب
 زمستی که دیده نگشاده است
 شود جام می نماند آهوی چین
 بجوشد می از جام داغ چنگ
 کند پنبه صبح بیرون زگوش
 صدای لب جام از میتون
 رکت سنگ هم خط جاست و بس
 کند ساغر گرد ما و آشکار
 ز سرشتگی پیکند جام خویش
 آینه جلوه در دیده صید جام
 زنده قهقهه کبک در کوچه سار
 خط ساغر از طوفی گردان کند
 می ناله ز جام ستار اوست
 که تابان طاهر سس ساع کیت
 بجای است از باغ دهر آشکار
 ز خود رفتن نکبت از جام اوست

خروش طرب بلبل این چمن
 نبان خلوت آرای اسرار او
 ز بس نشئه فیض دارد جهان
 حواسی که شبرازده هشی است
 دل آئینه ساغر آرزو است
 نگه باد و ساغر دیده ناست
 بود گوشش بر نیر صهبای پوش
 دماغی که دارد بگردون گمنام
 کس از فیض ساغر نذر دگر
 بهار آنقدر نشئه دارد بسر
 چمن کوزه جام دارد کمین
 تا شاست از باد و رنگ مست
 ز جام طرب ابر مست خروش
 پیاس نفس غنچه دزد و نفس
 ز بس شمع ساغر بر او خست
 بنفشه بدل حیرت جام یافت
 سری تا برانوی حیرت نهاده
 ز بس تشنه شد سوسن از شوق جام
 عجب نیست از شور سودای گل
 ز خود فیض مستی برد شاخسار
 بهار یک دل مجو نرنگ اوست
 نفسیانی زبستان او
 اگر شاهد رنگ این نو بهار

نگاه تخت گر گل این چمن
 عیان جلو و پرواز اظہار او
 و در هر طرف سود و گیت شان
 زمر تا با جوی سر سی است
 و بن جام کیفیت گفتگو است
 نفس موج صهبای جام بقاست
 زمریت این جام حیرت خوش
 نگردد دیده بی نشئه می طلبند
 که پای طلب نیست بی آبله
 زمستی است هر گل بر رنگ دگر
 ز هر برگ صد دست یک آستین
 ز هر برگ گل جام عشرت بدست
 بینای شبنم هوا می فروش
 که بوی میش بر نیاید ز کس
 سر از گرمی باد و سوختست
 ز فکرش می عیش در کام یافت
 همان کاسه زانویش با ده داد
 بحیرت برانده ز بانفش ز کام
 که منقار بلبل شود جاک گل
 که شد موج می خط و دست بهار
 جهان یک گل جلو و رنگ اوست
 نظر با خطی از خیا بان او
 ز پیراهن گل شود آشکار

نگه گر تواند شد آئینه ساز
برنگینش گر شود آشکار
نگه تابیرش حسد امان شود
بهاریکه در باغ توصیف او
هوایی که از نکبت وصف آن
زبس میچکه موج رنگت از هوا
ز رنگش اگر بهره یابد نظر
اگر از نهالش کند سر برون
زبس رنگت جو شیده با یکدگر
بهاریکه چون فیض آن گل کند
بصحرادرین فصل عشرت خیال
بدریاز جوش نموبید رنگ
ز تاثیر شو و مناسای بهار
خس و خار از بس طراوت او است
رطوبت چنان شد که شاخ امید
نموانند رسد بعالم علم
شکفتن سجدیکه آرد برات
اگر شبیون ماتم آمد بگوش
زمین میسند بس که از فیش دم
اگر ساری بر خاک غلطیده است
پرواز اندیشه این بهار
ز سر زبش گر مناسای بیان
حدیث هوا اگر کند خامر

چو شبنم نه بید تخی از گداز
چکد آب یا قوت از کهر بار
مژه در نظر شاخ مرجان شود
نفس میشود عنسیه رنگ و بو
رنگ برگ گل شد سخن بر زبان
چو جام است لبر ز می نقش پا
شود برگ گل پرده چشم تر
شود ریشه ز عفسد آن موج خون
آشد خلعت گل برگش بر
زخمیاز شاخ گمان گل کند
گل رزم زند سدر شاخ غزال
دمه گوهر از خار پشت پلنگ
شود تخم شکست از نگه ریشه دا
چو آئینه دیوار جوهر ناست
دواند بدل ریشه چون شاخ بید
که از ریشه نال باله قلم
بخار عداوت گل الثبات
شود نغمه آبنگ عشرت سروش
توان چید کلهای نقش قدم
در آغوش او رنگ خوابیده است
نفس بال طوطی کند آشکار
شود سبزه تر زبان دمان
شود سبز تخم نقطه در نظر

اگر سایه افتد بروی زمین
 اگر از دلی ناله گیرد هوا
 غبار نفسهاست در سینه سبز
 شود موج دود از سپیده آفتاب
 ریاحین گرفت آنقدر دستنگار
 بصر ابرها را آنقدر عطر و کرد
 خیابان گلزار شد جوی آب
 محال است از کوه خیز و صدا
 غباری نگرود بصر المبتدا
 ز سنبل و میداست در چشمه سار
 جهانی متناسی بل کرده است
 بستان زبس ابر و دارد نظر
 بلند است از سر و دست بهیار
 که بر ز صیباست مینای سرو
 عجب نیست که شوق عیش چمن
 بر آرد سرو در متناسی بل
 چو پرواز حسرت درین جلوه گاه
 بهار است و عشرت بهام هو است
 بر نگینی جلوه این چمن
 ز خون گرمی رنگ در صحن باغ
 ز بس سرخ رنگست بیتاب جوش
 شوخیت گلشن چنان بهتار
 چنان گلشن از جوش گل گشت تنگ

کف خاک گردد ز مرد رنگین
 شود سبز چون سرو سرتاپا
 چو طوطیست جوهر در آئینه سبز
 برنگ خط سبز از خال یار
 که گردد گل چشم بوی نگاه
 که بانافه به چشم شد گرد باد
 که هر موج شاخ گل است از حباب
 که بنشت از لاله پا در حنا
 که در گردن از سبزه نبود کس
 چو در جام می موج می بهتار
 که راز دل چاک گل کرده است
 کشد باده از پرده چشم تر
 صلا میزند از لب جو یبار
 توان رفت چون آب در پای سرو
 شبیه ان حسرت حبیب کفن
 چو بوی گل از پرده برگ گل
 چو شبنم اشک مال نگاه
 جهانی پرواز نشود ناسن
 قسم میخورد فک رنگین من
 بر اندوزد از سایه گل چراغ
 بود شاخ گل تیغ جوهر فروش
 که سنبل از موج گل است آشکار
 که بچید بسم بال پرواز رنگ

محیطی است در قطره موج زن
 رگ گل نشان میدد از بهار
 چو موج گل لاله و گلبای سنگ
 زابر بهیاری بکوه و کمر
 بساط چمن بخودی کرده ساز
 و هد لاله تا عیش را و تگاه
 گل و سنبالش بس که جوشیده است
 ازین خاک سنبلی بزم عتال
 بوصف گل شبنم اندود داد
 مگر تا بفکر چمن مسیر و د
 محال است که خنده بند و زبان
 خم و سج بر سنبلی این بساط
 کند سنبلی از رنگ خود نازنا
 شقایق گزیری دارد و داغ
 پرواز بلبل زند لاله جوش
 بقد یاد قرصیت بی اعتبار
 بهر سو چو شبنم درین جلوه گاه
 ز نظر کی آنقدر داشت شرم
 ز فیض رطوبت بروی هوا
 ز بس موج شبنم طرب گستر است
 ز جام گل و لاله در سیر باغ
 اگر می نباشد در اینجا چه غنم
 از شاخ گلش رقص مینا بس است

توان کرد از غنچه سیر چمن
 ز نقش نگین است جام آشکار
 بتابد بهم رشته شمع رنگ
 ز بس کرده رنگ طراوت اثر
 که از سبزه دارد رگ خواب ناز
 کند چشم خود بر زر گل سیاه
 بهم شعله و دود پیچیده است
 ز بانها چو کیسور پشیمان نوال
 ز بانها چو سلک کهر رشته رو
 چو بوی گل از خوشن میرو
 ز زنگس چمن میخورد ز خضران
 بند رشته بر بال مرغ نشاط
 و بدود از شعله پرواز با
 بود تبر کی پیش پای پرغ
 که بیتابی شعله دارد خروش
 ز خاکسته گرم جوشد شرر
 بود برکت گل زیر مشق سخا و
 که گل شد خطاب از لفظ های لرم
 ز آواز بلبل دود زایشها
 رگ برگ گل رشته کو بهر است
 تا شاد و بالا رساند چهره باغ
 که این گلشن از بزم می نیست کم
 رگ گل خط جام صیبا بس است

تبرقیب اسباب عیش مدام
 بگلشن محال است بی باد و صبر
 شقایق بجایم می افنون کند
 ز جام ناشای کل هر سحر
 گل را که مستانه بخود فتاد
 ز سر جوش رنگ بهار شفق
 چوستان ز کیفیت صبحدم
 بهوا بسکه دارد طراوت بچنگ
 ز طوفان برنگ چمن موج آب
 بهر سو که نظاره جولان ناست
 چمن دار طوبت چنان در برست
 درین باغ هر غنچه دگشاست
 ز هر مصرع شاخ گل بید رنگ
 چو آینه کز حسن یابد سراغ
 خیابان کز و چشم بد باد دور
 ز شاخ بلندش گل ارغوان
 چمن راست رنگ نشاط دگر
 ز خاکش اگر اوج گیسو دعبا
 نمایان ز جوشش بود ساز رنگ
 نکه صرف نظاره غنچه ناست
 تراکت درین باغ باشد مقیم
 که سنبیل چو موی کمر باز گشت
 ز لب بلب اینجا ادب پرور است

زر ز گس اینجا بود صرف جام
 بهوا شیشه در دست وارد زابر
 که شور سیهستی افزون کند
 شکوفه کشد باد به پیرایه سر
 بهوا میکند از گل صبح باد
 برود دیده از ساعه می نسق
 نگه راز مرگان بلغزد قدم
 می از شیشه جوشد چو از غنچه رنگ
 بهار و که ولست است از حباب
 بهر باد و سر گرم مشعل ناست
 که از موج گل بال بلب تر است
 و غایت یاشد آشناست
 شود جلوه گر معنی رنگ رنگ
 ز گل برگ گل گشت دیوار باغ
 کتاب چمن راست بین التور
 دهد جلوه انجم از کهکشان
 که چون شمع غارش زنده گل بر
 شود بر بهوا ابریا قوت بار
 ز گل جلوه گر بال پرواز رنگ
 گره کوتهی بخش تار ر ساست
 ز پاس نقش نیست غافل نسیم
 رگ گل چو تار نظر باز گشت
 صدایش ز منقار کوه تر است

چرا دل بگلشن چمن آرزوست
ز دلها غبار که ورست گذشت
عیان کرده از محمل سبز و زار
گر آزدگی هست زیور نگار
چرا غان کند پر تو کل بباغ
ز فیض هوای لطافت نقاب
پی منع پرواز نشو و نما
ز شوخی کشد ریشه هر بنهال
چمن تا بر آرد ز زعفرانی
پر قمری از سر و گیرد هوا
بود لاله را در شبستان داغ
دعای فتح بست نرگس بهر
هوا خواه گل بهر دفع گزند
سحاب آب زد بر گریبان خاک
شبهید و گل و لاله این چمن
هوای شهادت مکر کنند
زمین خواب عیشی عجب دیده است
ز موج گل و سنبل تا بهار
ز سائیده بر قصر گردون کند
چمن شعله حیرتی بر فروخت
مذاخم چه دید از گلستان خویش
بدل غنچه اش از که دارد سراغ
شد از جام عرفان مگر کامیاب

که تا سائید برگ گل مشکبو است
که چون سبز خوابد به امان دشت
بساط زمین رنگ خواب بهار
بزیب سر انگشت سرو بهار
بود رنگ خود روغن این چراغ
ز شبنم شود پیکر صبح آب
نباشد اگر لنگر چشمها
سرا از اوج گردون برنگ هلال
ز طوق آورد قمری انگشتری
غبار دل از آه دارد عصا
ز خون گرمی رنگ بر کف چراغ
که از چشم زخمی نه بیند اثر
ز شبنم بر آتش گذارد سپند
که بیدار گردیده مسلمان خاک
سری بر کشند از نقاب کفن
بخون جگر دامن تر کنند
که در بستر خواب نالیده است
ز بوی دل آویز زلف بهار
سرنشته خاکساری بلند
که در دیده برق نظاره سوخت
که کل گشت چاک گریبان خویش
که جمعیت بر بوی خوشیش و مانع
که در خود کند زور عیش شراب

کند لاله جام بجز عیان
 بود یا سمن بسکه خورسند خویش
 اگر سبز آئینه حیرت است
 همه حامشی ساز آهنگ خویش
 زهر جزو این باغ کثرت بهار
 زیکتا را این جمله آهنگهاست
 بیا ساقی ای گلشن رنگ ناز
 مباش از دلم چون فغان پیچبر
 که در مانده ام از هجوم جنون
 چو گل زحسی ناز بلبلم
 چو کوکوی قمری الفت سرشت
 چو کوکوی قمری الفت کمنه
 ز هر حلقه سنبل این چمن
 صبا تکه غنچه وامی کند
 بیش از می عشرت هستیم
 طرب میزند سینه بر تیغ ابر
 هوا بر مسان بسته تیغ سحر
 کماندار شاخ چمن بسته صف
 شکر خنده غنچه یاسمن
 رگ خواب گل پیش سنبل است
 گبی از گلم سپو سودای جام
 هوای بیارم کند افکن است
 بفصلی که رخسار پروردگار

اگر از نقطه ذات دارد نشان
 صبحی کند از شکر خند خویش
 خط شاه گلشن وحدت است
 همه مست در پرده رنگ خویش
 همان نشه وحدت است آشکار
 ز یک موج آب ایسمه رنگهاست
 جگر خون کن عند لیب نیاز
 چو اشکم شو غافل از چشم تر
 چو شبنم زهر گل بگرداب خون
 چو بلبل پریشان بوی محکم
 شده شعله سبز در یک کشت
 شده شعله سر و آهم بلند
 خط جام پیدا است در چشم من
 گریبان صبرم قبا میکند
 همین تیره بختی سیه بختیم
 چو برق از دلم میپزد رنگ صبر
 چو شب بر سرم گرد کلفت بر
 دلم در ره تیره حیرت دوف
 نمک میزند بر دل ریش من
 سیه مستی حسن از کاکل است
 که از سنبلم در تاشانی دام
 نفس بر لبم بوی این گلشن است
 نگردد بخود رنگ افسردگی

چو برگ خزان دیده افسرده ام
 درین نو بهار طراوت ساس
 به پرواز حسرت چو رنگ کلم
 نوای من افشای راز دلست
 سیه گشت چون لاله دل در برم
 چکد حسرت باد و ازقا بهم
 شد از لبکه در انتظارم وطن
 در اندیشه باده لاله گون
 ندارم سرو برگ عیش مدام
 تصور کنم تا سبک
 چه ساعت مکن افکارم
 ز گلم ساغر بیار
 که از فیض صاف بهار طرب
 محال است نور شبستان بوشا
 سواد عیار ز رنگ گل
 ز صبا نشیند غبار نگاه
 گل و لاله بی می نیاید بکار
 به ساقی ای نقد سودای دل
 که سودا بجای مزاج من است
 بزنجیر سودا زبونم مخواد
 نگاہی که بهوشم به یغما برد
 به بیتابی حیرتم ناگزیر
 درین نو بهار حسنون انتخاب

چو رنگ شکن خورده پشمرده ام
 که چون غنچه جمعیت بال جواس
 پر آگنده چون ناله بلبل
 چو شبنم میم از گداز دل است
 سوید است در دینه ساغر
 چو جام از قناری پالیم
 چو چشم قدح ریخت مرگان من
 چو ساغر گدست رسم موج خون
 بود گردش طلعم دور جام
 حیا بان گلشن چاک نفس
 به پیش ازین انتظار میم
 می صاف از نکبت گل بیار
 کند صبح عیشم کل از جیب شب
 اگر شمع مینا نشیند خموش
 بود روشن از عینک جامش
 خط ساغر اینجاست تار نگاه
 که در صبح میناست فیض بهار
 بیای شمعای مرضبای دل
 به دامن چشت عذاب من است
 و لبستان مشق جنون منواد
 از آئینه ام رنگ سودا برد
 بزنجیر موج میسم کنایه
 که بالید زنجیر چون موج آب

جنون دارد از موج مستی سرخ
 کنون جوش گلبای دیوانگی است
 فلک را که سودای جوش بهار
 طبیب سخن از افق سرکشید
 زمین تا سودا نگیسرد هوا
 چمن تا پریشان دماغ دل است
 گلش چشم حیران نظار گیت
 هوا هم بشور جنون آشاست
 پی جلوه حسن شور دماغ
 جنون این زمان رهنمای دلست
 چونبض از طپیدن ندارد دسترا
 ز دماغ جنون نشاء ام در است
 نشاء چاک تا جیب صبح جنون
 گلی تا ز چاک گریبان نخپ
 گذشته است شور جنونم ز حد
 درین وقت کاشوب موج گل است
 ز بس مانده ام بیدل و بیخوا
 محال است عیشم بیدر شود
 مگر گردش چشم خون پرورم
 گل زخم میل شکفتن کند
 ندارد ازین بیش تاب خا
 ندارد و کنون خاشه چاره
 نظر کن شکست ایام مرا

گل جام پیداست از نقش دماغ
 خزان گلستان فرزانگی است
 بسوز جنون کرده بی اختیار
 که روغن زبا دام آخر کشید
 ز دامن گل کرده زنجیر پا
 نظر بند زنجیر دماغ دل است
 خط سنباش موج آوار گیت
 که زنجیر از نکبت گل پیاست
 جنون گشته آینه پرواز دماغ
 نفس نقش زنجیر پای دلست
 بشورم چو زنجیر بی اختیار
 گریبان رسوائیم ساغر است
 می از جام مشرق نیامد بر
 چمن هم بکف جام عیشی ندید
 نباشد جز این وقت رقت مدد
 صراحی طرب نغمه قلقل است
 ز سامان رنگ طراوت جدا
 دماغ امیدم زمی تر شود
 دهد جلوه گردش ساغر
 کز وسینه ام گل بدامن کند
 بر از سر من عذاب خار
 که چون غنچه دارم دل پاره
 بدست آر صد دست و دماغ مرا

برنگ و لم نیش صدر برگ نیست
 اگر تو به بشکستم شد گناه
 تو چون توبه ام مشکن ای مست
 شنیدم که صبحی ز فیض بیا
 ز جام تماشای گل بودست
 ز هر برگ گل بر جگر پیشه داشت
 بسر شور آشفگی چون نسیم
 سر شک صفا جلو و چون روی گل
 نگاهی چو شمع تحیر بدوش
 چو شبنم پرواز حسن بهار
 ز موج چمن زخمی صد خدنگ
 چو آب از رنگ و ریشه گلشنش
 کلهی گر شدی بمنفس بانسیم
 به برگ کلهی یار گشتی چو خوار
 صبا تا گل ز غنچه آرد بهت
 ز هر قطره شبنم که بر تاله ریخت
 ز دامن گل آتشی بر فروخت
 پروبال آن شعله افراط اب
 ریس شور در جان بلبل فتاد
 بخود داشت از بچودی قتل
 چو طفلی که در و به شوق سبق
 چو آن ناله کز وحشت اضطراب
 زرنگینی ما جرا باغبان

بهر برگش از داغ غم الماسیت
 ز میانای می عذر جبر مهم خواه
 مشو سنگ آینه حسن از
 بزم چمن بلبل سحر
 بر افشاند از بال بر خویش دست
 ز هر موج سنبل بدل ریشه دشت
 دل از تیغ بچهری گل دو نیم
 توانی ز خود رفت چون بوی گل
 ولی از رم ناله سنبل فروش
 ز هر قطره بود آئینه وار
 زرنگبای گل رشته بریا چو رنگ
 نمودار راهی ز خود رفتنش
 دلش بچو منقار گشتی دو نیم
 سندی چون پروبال خود و امکار
 بچشم ترش رنگت دل می شکست
 بجام تمنای او ژاله ریخت
 که در پیکرت رنگت آرام ریخت
 عمان و او از دست چون عجب
 چو پروانه دل بر آتش نهاد
 که ناکه بشکست برک کلهی
 جدا سازد از روی صحن ورق
 و به ریخت دل را بباغ غیب
 بزخمش بر آورد غار زبان

که می غافل از رنگ و بوی وفا
 بزم وصال این چه بدستی است
 ز عشاق ترک ادب خوب نیست
 بغیر از تو کر عشق لافم خطاست
 چو پروانه ترک شمع کند
 اگر بزم مستی طرب ساغر است
 ازین نکته مرغ چمن شد خجل
 چو بال ندامت بخون می طپید
 خود از شرم در پرده دل نهان
 که ای خیمه طعن بر من مزن
 بستی گلی را اگر خسته ام
 ز تقصیر مستی که شمن نکو است
 پشیمانم از رشتی فعل خویش
 ولیکن مبنیاء عجب تبار
 زمانی با نضاف همراهِ باش
 ز من گر شکست است برگ گل
 ز گل تا بدل فرق بی انتہاست
 تو دل مشکس ای ساقی دلربا
 تو ای آب روی محیط کرم
 درستی است در جیب فرمان تو
 گل تو به گرم شکستم رواست
 بیا ساقی ای محرم راز دل
 که در تقوی وزید و امانده ام

رسد تا بپا نقش پای جفا
 بخوبان چه حرف زبردستی است
 ز اهل دل این نکته مرغ خوب نیست
 کسی رحمت خوب رویان نخواست
 پرافشائش شمع را گل کند
 بخوان ادب نعمت دیگر است
 ز دانه لاله چاک بدان دل
 چو اشک از نقاب نظر می چکد
 ولی ظاهر ز موج خجلت ربان
 برین شعله شوق دامن مزن
 ز لخت جگر دستها بسد ام
 که بیوشتی آینه عذر و ست
 ز رحم دست چو گل سده ریش
 غریبت بدستی بیوشیار
 ز بدستی خویش آگاه باش
 تو اکنون شکستی دل بے
 که دل ساغر محفل کبریاست
 که داری ز دور قبح مومیا
 دل قطره مشکس بوج ستم
 شکستن بود رنگ دامن تو
 ز صاحب دل شکستن خطاست
 ز هر ساعت آینه پرداز دل
 وزین نسخه درس ریا خوانده ام

گشادی ز تقوی نشد حاصل
 ز سجاده بر خاک دارم وطن
 رو اسایه غفلتم بر سر است
 خوشاروزگار یک پیش از ظهور
 چو دردمی از سجده دائمی
 کنون از حقیقت ندارم اثر
 کرامت کن ای نشسته پردازان
 مگر زین که ورت رماند مرا
 که چون نشسته پرواز مستی کند
 برو زاهدان تو به کم کن بیان
 چه لازم زدن شیشه مابینک
 درستی ندارد خط اعتبای
 درستی درین عرصه بی دودیت
 درستی زینا و ساغر خوشست
 بهار یک صد رنگ از و گل و میه
 ز خامی بر آید ثم چون شکست
 ز جان کنان طبع شربت گزین
 کسی در جهان طبع آرام بست
 کلاه از شکستن شود سرفراز
 شکستن بود ساز و برگ نوا

چو ذکر حق از سبج پا در محکم
 ز محراب سنگی است در اوسن
 عصایم بکف اثر در دیگر است
 بمیخانه فیض دارد حضور
 بهینای می داشتیم محرمی
 ز حرف لب ساعده بیخبر
 شراب ورع سوز تقوی گداز
 بصاف حقیقت رساند مرا
 چو صهبا بر اهت پرستی کند
 نگهدار از طعن مستان زبان
 سراپا شکستیم چون موج رنگ
 شکستی است گر تو به آه بکار
 نخچیر ن گل خشم نامر ویت
 شکستن ز اسباب دیگر خوشست
 ز جیب شکست خزان کمر شید
 بکار دل آمد کهر چون شکست
 شکستی است خط امان نمین
 که خون کرد خود را سر پا شکست
 شکستن دهر زلف را بال ناز
 بلند است دست شکست از خدا

حکایت بر سبیل تمیل

شی داشت با عشق گفت و شنید
 خیالش نقاب تما آشود

شنیدم که شیخ زمان بایزد
 بجه حضور تجلی شهود

که یارب چه آرام من بوالفضل
 ند آمد از حضرت ذوالجلال
 ز جنس عبادات علم و عمل
 کمال ترا کس خریدار نیست
 ز جنس شکست آنچه پیدا شود
 شکست تو اینجا درستی نامست
 محیطی که رنگ گهر نقش بست
 بر آن گل کند گریه ابر بهار
 خدا را اگر حق پرستی تو هم
 ز نقد درستی چه داری بدست
 ترا اگر سرمی نوشیدنت
 غبارت سواد رخ پاک ریخت
 بچشت چرا شیشه را رنگ نیست
 چرا پنبه گوشش میناشوے
 مشو غافل از نشئه ساز ما
 ترانیت از راز هستی خبر
 خط جام باشد کند یقین
 چنین میدهد اصل قانون صلاح
 بر آواز چنگ آرمیدن شست
 ز شورانی آسان نباید گشت
 ز دلف چون صدا کی توان گشت دو
 ز صوفی و تبیح و منیا و جام
 خط جام صیباست زنجیر دل

که یابد درین بزم رنگ قبول
 که فرش است اینجا بهار کمال
 میناست این کشور بی حائل
 متاعی بجز نقص در کار نیست
 برین آستان قیثش و اشود
 که بجز کرم سر بر مومیناست
 نخواهد ز امواج غیر از شکست
 که رنگ شکستن نکرد خستیا
 مکن در حق توبه چندین ستم
 که شد توبه ات بی نصیب از شکست
 در آزارستان چه کوشیدنت
 بچشم قدح مستیت خاک ریخت
 نگاه تو آخر گرسنگ نیست
 چه باشد اگر از سرش و اشوی
 چه کردی گلوگیر آواز ما
 و گرنه بچشم معانی نظر
 رگ ساز یا ریشه اصل دین
 که در شرع باشد مثلث مباح
 ز پیران نصایح شنیده شست
 ز آه ضعیفان نباید گشت
 بود خدمت پوست پوشان ضرر
 توان یافت فیض حضور مدام
 خیالش چنان نقش تعمیر دل

محال است بنی نشه پائیدگی
 بغفلت نباید گذشتن ز می
 شود روشن از جام گیری بدست
 کسی را که راهی بفرز انگلی است
 کند از رگت موج صیبا کند
 ازین دام فکر رمانی گراست
 چو مطرب شود جلوه گر ناگهان
 سر بر رخ خویش گیر و زوف
 تو معذوری ای زاهد خجسته
 تو در خلوتی مست و بیم و گمان
 دلت کی ملایم کند اشک پاک
 چه داری ز نیرنگ حسن و جمال
 بیا ساقی ای کام بخش امید
 بده مرده عشرت باد و دام
 کشیدم ز بس ساعده انتظار
 ز حد رفت سوز دل نا توان
 زمانی تغافل فراموش کن
 کنون در خور کام من جام نیست
 نگردم بر جبهه گرم خموش
 بکشت تمنای من آب و ده
 مگر از خم بگریم شراب
 بیا ساقی ای قلزم معرفت
 ازان می که آفاق مینای اوست

که بی روح مشکل بود زندگی
 که شد کل شیئی من الما و حی
 که ساغر پرستت یزدان پرست
 گذشتن ز انصاف دیوانگی است
 خط جام را دام دلها کند
 بدل حسرت نارسانی گراست
 بدست ازنی و چنگ تیر و کمان
 دل کیست کاس بجا نکرد و دهر
 که در بزم مستان نداری گذر
 چنان یابی از ذوق مستی نشان
 که آتش ندارد دانه زیر خاک
 نظر بازی از کور باشد محال
 بیا ای سر و شس ترغم نوید
 ز غم کن چوبوی می آزاده ام
 نهنگی است شو قلم بجزر خا
 چونی عمر من گشت صرف فغان
 بشی از تمنای دل گوش کن
 چو من تشنه قلزم اشام نیست
 زهر قطره دریا نیاید بجوشش
 می از ساغر دور گرد آب و ده
 که بنشیند این شعله اضطراب
 محیط حقایق حسم معرفت
 جهان ظرف نقش تمنای اوست

ازین باد و تابوده رنگت اثر
 بسودای همطرفی این شراب
 کند چرخ هر صبح ازین آگهی
 بمن داده که از حیرتم ناصبور
 بود تا سبک در تمنای می
 بدور تو ای آفتاب سخا
 بجام می عیش غم میخورم
 بر جوش صهبای خم ازل
 بست قرح نوش اسرار ذات
 بدست سبوی می سردی
 بگوش صراحی صاف وفا
 نبغی صفات گلستان و هم
 بودت پرستان روی نگار
 بصاف رخ صبح سیاه ای او
 بجایی که در محفل کانیات
 بروئی که و آتشمس تغییر است
 بکاکی که زو یافت آدم نمو
 بآبی که ز خضر دارد نعیم
 بر سبزی گلشن آرزو
 بر گیتی جلوه گلر خان
 بخطی که دل را بود دام راه
 بآینه شوق تمثال اشک
 بذوق طشپای مرغ نفس

سر شکست در دیده شیشه گر
 تپی کرده قالب محیط از حباب
 که وی خود از تخم انجم تپی
 ز دل کرده ام تخم او نام دور
 پر از آرزو طرف سودای می
 من خسته بیدل سینوا
 چو باور ندارم قسم میخورم
 بکیفیت نشئه لم یزال
 بخورد هوش در صفات
 بیای خم عالم بخود
 بچشم ادب پنج جام حیا
 بالذات ذات مترازم
 بکثرت خیالان کیوی یار
 بدور خط جام پیرای او
 عیانست از پرده نامی صفات
 بموئی که و الیل تعبیر است
 ببادیکه یعقوب ازو بردو
 بناریکه افروخت شمع کلیم
 بگلپای وارسته از رنگ بو
 بامواج بیتاب عاشقان
 بگردیکه خیزد ز راه نگاه
 پروانه بی پروا مال اشک
 بشوق ناشای چاکت قفس

بصبر یک بیطاقی کار اوست
 بفری که کرد و هاشم خطاب
 بگلگون چهره اشتیاق
 بهوشی که دارد سر بیوشه
 بهجروح طبعان پاس ادب
 باظهار موج گلستان شرم
 بگردن کتبه های بالاسه
 بجاک که حرمان شکر خداست
 بزیر میکه خنجر بود ساغر ش
 بزیر می که خونت صیباست
 برقص نفسهای وحشت بچنگ
 بجحیت غنچه دلفگار
 برغی که پرواز اودام اوست
 بعزلت گزین بساط حیا
 بجوشی که در چشمه زندگیست
 بجوئی که در غنجهای دلست
 بسوزیکه در اختر بنیش است
 بحسرت نگارمان حسن خیال
 بتکین بیطاقی صبر کوش
 بگوشی که برگفتگوی کسی است
 بجسمی که با خاک هم بستر است
 به آبی که از وحشت آما و است
 ببرگ گلستان داغ جگر

بنجلی که سنگت ستم بار اوست
 ببرگی که از هجر دارد نقاب
 بعنابی اشکت چشم فراق
 بحر فی که دارد لب فاشی
 به بسل نژادان اشکت طلب
 بجمل کردن تهستان شرم
 بافتادگیهای زلف نیاز
 بجیبی که با چاک پیوند اوست
 بهجریکه پیکان بود گوهرش
 بهباغی که زحمست گلهای او
 به پرواز بال سبک سیر رنگ
 بوجد طرب خیز بوی بهار
 بهدای که آزادگی نام اوست
 بخاموشی اندیش و حرف خطا
 بهوجی که در بحر نایب کیست
 بهدای که خلخال پای دلست
 به آبی که در گوهر بنیش است
 بهجرت پرستان فکر وصال
 به بیتابی صبر طاقت فروش
 بهچشمی که حیران روی کسی است
 بهزدیکی فارغ زدد سر است
 بهرویکه چون ناله آزاده است
 بهسیر خیابان مد نظر

بخا صیت صافی سینہا
 پروانہ آب آتش وطن
 بطوفان مرغان دریا خروش
 بدو دیکہ از سینہ خیزد اگر
 بچشمی کہ تا شمع دل بر فروخت
 بشوخی کہ رہ کردہ در چشم
 باشکی کہ از دیدہ ریزد اگر
 بحسینی کہ دارد کند نگاہ
 بکوہی کہ در سومی امتدویم
 بدشتی کہ معنون حیرت نظر
 بسازی کہ آواز گم کردہ است
 بتیغی کہ در عرصہ گاہ عنیا
 بتیریکہ در گوشہ استخوان
 بسودایان پریشان نظر
 بصبح طرب جلوہ نو ہزار
 بہستی کہ سر چشمہ آرزوست
 باشیا کہ بنجیر دام دل است
 بیکہنگی خون کہ در جسم ہاست
 بمعصوری عالم معرفت
 بمشاطہ عیش یعنی شراب
 بموجود موہوم یعنی کہ من
 بتبیح اشک و تذکیر آہ
 با طار و آتش بسوداے خام

بہوار سے آب اینہا
 بشمع نگاہ تختہ فکن
 برق زخود رفتن رنگت ہوش
 شود بال پرواز لخت جگر
 چو آئینہ دامان مرغان بخت
 نگہ زیر دیوار مرغان وطن
 شود تیکہ جیب مرغان تر
 بتاریکہ پیدا است از لطف آہ
 ز تیغش دل کو بہن شد دو نیم
 ز دامان او کردہ چاکلی بر
 ببالی کہ پرواز گم کردہ است
 بود جوہر عنبرہ آب ناز
 غبار دل انگیز دار معنہ جان
 بر تولید مویان دود جگر
 بنجا کہ تر خرمین اعتسار
 بعالم کہ آئینہ رنگت و بوست
 بگردون کہ دوری ز جام بوست
 بتوحید ذاتی کہ در اسم ہاست
 بویرانی عمر غفلت صفت
 بآئینہ و ہم یعنی جباب
 بمعہ وم معلوم یعنی دہن
 بتعلیم حیرت بدرس نگاہ
 بمجنون عاقل باہوے رام

بجهل و بخلت پرسیان و دهم
 بجنطی که در فکر فرزانی است
 بصید اسیر کند نگاه
 بصیادی معنی دلپسند
 بنازک خیالان بزم کمال
 بفطرت بلند ان دانش غلام
 با سرار سبحان علم قدم
 بدریا نور دان موج لغت
 با سود گیهای پای طلب
 با شکیهای رنگت جهان
 بشیدانی طبع شیدای من
 بصبحی که آئینه روی ست
 بجرمی که عفو است گویای او
 بفیضی که در نو بهار بیان
 بفصل کریمی که جان میدهد
 که بی باده عمری جگر خورده ام
 از ان نشئه فیض عرفان سنده
 بمن و ده که مستانه آیم بچوش
 ز موجش زبانهها مهبتا کنم
 ز نیرنگ اسرار وستان فر
 دهم عرصه وصف مینخانه

بدرک و بدانش بعرفان و فهم
 بعقلی که در کسب دیوانگی است
 بدلبند زنجیر زلف سیاه
 برم کردن مرغ فکر بلند
 بجوهر فروشان تیغ جمال
 بزبور نگاران حسن کلام
 بنخلوت طرازان بزم عدم
 بساحل نشینان کرد فنا
 بعاجز بیانی حرف ادب
 بانواع اوضاع اهل زمان
 برسوانی عشق رسوای من
 بشامی که در چین گیسوی ست
 بعفو که حرم است رسوای او
 بمرغ سخن داد بال زبان
 بعرض متاز زبان میدهد
 بمری که بر فی لب خورده ام
 و زان آب و رنگ حیات به
 نباشم چو آهنگ مستی خموش
 چو ساعنه مستی سخنها کنم
 در بزم ساغر پرستان زمر
 که حرفیت زه نقش چمانه

دور ساوس بزم نیرنگ خط لوح خیال

نه مینخانه دریای حدت کنا
 نه مینخانه صحرای کثرت عبا

فضائش تمنای آغو شهها
 محیطی که اندیشه گرداب اوست
 که ورت زبستی است آب گلش
 صدف نقش لبهای بی گفتگو
 نه میخانه نیزنگت بزم قدم
 بصورت بنای جنون آسمان
 دو عالم برین آستان شهود
 خمش هر یکی عارف راز حق
 همه سیند بر خاک عجز و نیاز
 همه سبجه گردان راز و لند
 بگنج گریبان دل روشنان
 سهویش رسانیده دستی بگوش
 که باید کنون قامت آراستن
 پی و عطر پردازی خیک و نی
 که مستی است امروز عشرت سر
 در سجده غیر تا واکسند
 که در بزم می سرکشی خوب نیست
 لب جامها جمله الحمد خوان
 می صاف او رنگ اثبات ذات
 ز امر او حدت قدح بر کف است
 ز می کردن شیشه آمد پدید
 بر افند اگر پرده از روی کار
 نه میخانه اوج کمال ظهور

غزایش ز خود رفتن بهوشها
 طلب جنبش موج بیاب اوست
 ز خود بر کنار آمدن ساحلش
 گهر رنگت دلهای بی آرزو
 نه میخانه آتیشند دار حرم
 بمعنی عباد و تکریم رستمان
 چو مستی چنین سالی شوق سجود
 ز سر تا پا بجز تکبیر سبق
 ولی جمله گنج گهر با سکه راز
 همه در وضوء که از دلند
 دو عالم بجز آب زانو نشان
 با هنک تکبیر گرم خموش
 بجهت از سر هوش بر خاستن
 دو دشت بر منبر موج می
 نباید حدیث خرد کرد گوش
 خم شیشه محراب پیدا کند
 زینا بجز سجده مطلوب نیست
 صراحت همه قل هو الله بیان
 زورش عیان بوی نفی صفات
 بیک چشم حیران وجه الله است
 خط نسو قرب حسن الوریه
 کند هر خمش کنش کنز آشکار
 نه میخانه فیض بهشت سرور

فلک داغ از سینه بیدش
مرا و آمده صیدستان او
بخاک درش او چه جبهه سا
سواد و دو عالم در آن پیشگاه
صبا و شش راه تماشای او
چراغش دم گرم روشندان
تا یزد نور تجلی نقاب
بساطش چو آئینه روی او
بهر که آئینه جستجو است
رصدق طلب نقش صهبای او
میش فارغ از آب و گل گشتن است
نه میخانه صبح سعادت نقاب
اساسش چو نام حرم پایدار
میش نشانه پر داز آزادگی
عروج سخن حرفی از پایه اش
بدرگاه سجده خاک روبرو
وراوست از بسکه نور آفتاب
مژه نیست در دیده اخترش
غباری کزین آستان کم شود
اگر دودی از مجمرش سر کند
بچشم یقین رفعت هر چه بست
چو آئینه از گاه دیوار او
زمین بساطیت رفعت پند

چمن صفوح از پر بزمش
طرب بنده می پرستان او
فلکها همه حلقه نقش پای
چو مژگان بود زیر دست نگاه
صفا و رنگ تماشای او
حصیرش خط جبهه کاغان
گل صبح آویزش آفتاب
زموج صفا جام لبریز نور
لب جام او ساحل آرزوست
غبار هوس سنگ مینای او
خط ساغرش گردول گشتن است
نه میخانه سر چشمه آفتاب
بنایش چو عهد قدم استوار
چو آئینه مینای او سادگی
بلندی سرافراز در سایه اش
بخاکش سر سجده پای کوب
بود حلقه درکش آفتاب
نه بیند کسی بستگی از درش
بگردون می جام انجم شود
فلکها از هر حلقه سر بر کشد
مینای او چون قدح زیر دست
تا بد خط دست معمار او
هم از فیض او نشه گردد بلند

درین محفل از خط جام و شراب
ز کیفیت طوف او دمبدم
نگه تاب دیوار او دیده است

کنندیت در گردن آفتاب
بگردش چو چاند نقش قدم
سیت چون سایه غلطیده است

صفت خراباتیان

مقیمان این بزم الفت بهار
چو ساعنسر همه فارغ از گفتگو
همه بادل گرم در آشتلم
چو مینا همه مایل بند گه
ز قید عبادت رسمی برون
همه چون غنا صدف آرزو
مهر از اقبال نفی و صفات
ز کیفیت رنگت تکیه شان
چو ابروی خوبان تواضع شست
ادب بر لباط سخن پیش رو
همه نکته سنج خموشی کلام
همه عالم و فتنه ساد گه
همه در فن فقر چون آسمان
همه بیقراران مست خراب
چو رنگ چمن هر یکی می پرست
بفهم و ادا همچو من تیر نهوش
بلطف و کرم چون وفا استوا
شود ازل نشنم کلام آن
همه فارغ از رنگ امتیاد و بیم

بفطر طبایع چو می ساز دار
همه دست بر سر رنگت سبو
سری در گریبان حیرت چو خم
خط جبهه شان سترافکنندگی
بدرس اشارت همه ذوق فنون
چو آزادگی بسته از رنگت و بو
بنفی صفت هر یکی عین ذات
نگه سرخوش رطلهای گران
چو چشم نکویان حیا سر نوشت
پیا پس مروت نفسها گرو
زبانها چو امواج گوهر بکام
همه خط شناسان آزادگی
برافشاند از رنگت گرد جهان
ولی بصدای سپهر موج شراب
چو اوراق گل جلد ساغر دست
چو نظار و بلیاب اما خموش
بعیب و خطا چون حیا پرده دا
کنند حقیقت خط جام آن
میخانه چون بوی صبا مقیم

نه میخانه فردوس گوهر سرشت
 ز بهای محمود وستان او
 طلسم فریب جهان منظریت
 قدح سایه زرش گل آفتاب
 جهان نقطه از خط سافرش
 گذار قناری گل شیشها
 دل صاف سر جوش صهبائی
 که ویش بسج طبع آگاه نیست
 دم مطربش نغمه یارب است
 ز سوز جگر با نکهان او
 دم بخودی صبح عید نجات
 بعالم که هم نقش ویرانه است
 همین خانه عشرتگه زندگی است
 درین محفل آرام عمر است و بس
 بچشمی که از بینش کلفت است
 توان از سر الفت جان گذشت
 که از پرده ساعسر و شیشها
 کرامیل رفتن بود زین مقام
 اگر تو به آهنگ رفتن کنی
 تهریر و صفش ز عجز رقم
 بتوصیف این بزم دعوی گذار
 بود محو حیرت درین بزمگاه
 چو خاموشی ساز آهنگها

نه میخانه جوش بسیار بهشت
 بنجیا زه گل گلستان او
 که هر جام او عالم دیگریت
 فلک را همش شیشه پر خون جباب
 فلک چشمی از روزن حجرش
 طیشهای دل قفل شیشها
 سرافکنندگی درو مینای او
 که تخم عمل را در و راه نیست
 فصایش همه وسعت شربست
 جبینهای فرش ادب خوان
 سیه مستی آنجا است شام برات
 اگر خانه هست میخانه است
 همین منزل آغوش پائیند گیت
 تسلی در آئینه دارد نفس
 خرابات معموره الفت است
 ولیکن ز میخانه نتوان گذشت
 بدوش شکست دست این بنا
 که چاه است در هر قدم نقش دام
 عصا از صدائی شکستن کند
 کشد خط به بیستی زبان قلم
 نفس چون دم صبح شب نیم طراز
 طپیدن در آغوش نبض نگاه
 چو گل ساعسر گر و شش نگب

در صفت خم

سپهر از حجاب خمش گشته آب
 نه خم آفتاب تجلی شرار
 شکن اشکار از آثار او
 دل روشنش بجز گردون حباب
 نینکی که بجزش بکام اندر است
 ندارد چو بجز از کدورت نشان
 خمیر گهر می سزد لاله او
 ز بس رنگ اسرار پوشیده است
 بهار می از شکرش گل فروزش
 فلاطون دانش بفرکش کم است
 چه خم آن سرشته عقل و هوش
 رنگین آن بحر جاه و جلال
 از دوبر مستگی تا گشایش بدل
 طلسم جانیست مستی پناه

که داعت از خشت او آفتاب
 محیط کمال آسمان و قار
 بزرگے نمایان ز اطوار او
 گریبان او مطلع آفتاب
 محیطی که هر قطره اش گوهر است
 بخود سایه خویش دارد نهان
 که چون سایه محو است در پای او
 چو دریا طلب خاک مالیده است
 چو گوهر کز و میبزند لاله جوش
 نه خم آسمانی پر از انجم است
 کز و مغر مستی است ادراک جوش
 چو صحرای بکند است مست خیال
 درو عقده خاک چون باد و حل
 می و شیشه و جام را قبله گاه

در صفت جام

بود موج می تیغ مینا نیام
 قدح کاره سر گذارد به پیش
 صراحی زند قفل از جوس مل
 که این بزم آئینه پیشی است
 منم بنده طلقه در گوش جام
 ادا میکند چشم جام از حجاب
 بزنگ قدح بیز بانی کجاست

سپردار آن سینه صاف جام
 بر د آب ازین تیغ پر خون خویش
 قدح گویدش دم فزن لاف
 پیش چون جیا سر نه خاشی است
 که لبریزی باد آغوش جام
 سخنها با بروی موج شراب
 باین خاشی باد فانی کجاست

قدح مرغ دست حریفان شست
صدای لبش نغمہ فی بس است
درین خانہ از جام روزن بس است
قدح نیست مرآت معنی ناست
قدح نرکس پر خار کسی است
قدح چشمہ موج اسرار کیست
شدہ بزم سنگ از شکوہ خمش
بجا موئے اساد اہل سخن
لبش کردہ می از جواب آشکا
زمی نیست یکدم جواب آشنا
گل تازہ رویی کہ تارخ نمود
کفش کز صفا نیست ناخبر بدوش
بشور تغم خموشے گزین
جبین آفتاب ضیا منزلش
نراکت ز بس رہبر ساغر است
جمال سخن راست آئینہ دان
جلا بخش آئینہ بی غمی
ہمین حلقہ دایست عشرت نفس
زند گرز موج می دور پیش
خرابات بحر طرب گوہر است
اگر شور این بزم بیند بخواب
ز رشک تاشای این بزم گاہ
بزمی کہ از رفتش بر زمین

ز امواج بال و پرافشان شست
در گوش او قطرہ می بس است
دل از پرتو بادہ روشن بس است
کہ موج میش جوہر ہوشہا است
خط او بغیر از خط سرمہ ایست
قدح دیدہ لخت بیدار کیست
عقیق آب گردیدہ از ساغرش
بحیرانی آئینہ حال من
کہ آرد تب گرم تجالہ وار
چو چشمی کہ گردد بخواب آشنا
زرنگش نگہ بومیستی ربود
بود چکل باز در صید ہوش
تہی دستی او نو آفرین
ہجوم ہلال است دور لبش
چو لب شیر او بالب دیگر است
چو کل ساعہ رنگ را آشیان
در عیش را حلقہ حسہ می
ہمین نقطہ پرگار دور است و بس
بود ہچنان مرکز خط خویش
کہ گرداب او گردش ساغر است
شود حیرت آئینہ اضطراب
تا شاگرد بست دست نگاہ
نگہ سجدہ ریز در خط حبسین

مناسب جام و مینا

خوش افتاد در چشم منسل شود صراحی سوی قبله جام کل شب و روز از شوق محراب جام قیامش ز دل شعله انگیزستن بود قفل او اشارت پیام ناز تو با دیده اشکبار چرا زاهدان را پرورش نکست نیست نباشد اگر هوش رفت کند بگلزار مینا نه ساغر گلست صراحی است فانوس شمع شرب ببار طرب رنگ صیبا بس است مینای می جام همدوش نه مینا قدح دست و گردن شوست ز جام است اسرارستان عیان نبالست مینا باغ جمال به هر جازند ساقی عیش کیش شو و طینت خویش دل صاف جام کشد تا بر اوراق کلفت رقم بدریای پر شور بزم شراب برد جام می حکم مینا بر سخن کز لب شیشه بیرون شود لب شیشه از جام شیون طرد	رسا غرقود و زمینا شود بهر سجد ساز و ادا چار قن گمی در سجود است و گه در قیام سجود از نظر رنگ دل ریختن که بخون دل سجده باشد حرام چو مینای خالیست بی اعتبار که یک سجده اش خالی از اشک نیست سرو گردن جام و مینا بلند که هر قفل شیشه بلبل است قدح بال پروانه اضطراب قدح قمری و سرو مینا بس است باین غنچه شبنم هم آغوش نه دل صاف با چشم روشن شوست بود مهر مرآت گردن کشان که جاست برگ گل این نبال ز مرقعان خود برگ سینه نشین سنجد میزدان ادراک عام بود جام و مینا دو است و قلم زمینا و جام است موج جاب که گوش است تیغ زبان را سپر بگوش قدح تا رسد خون شود زداع جگر ناله گردن فراز
---	---

درین بزم نیرنگ حیرت مقام
ببینا ز ساغر نظام است و بس
حدیثی که از جام وینا کنند
درین پرده مانیت غیر از شراب
بسا غر بود موج صبا خوش
ولی باده را نیست در شیشه صبر

بلندی و پستی است مینا و جام
سرگردن شیشه جام است و بس
بیان کالات صبا کنند
که منظر و ف از طرف دارد و تقاب
که تار رنگ گل ندارد و خوش
بود نامر حد قطره چشم تر

در وصف صراحی

صراحی سپریت عایجناب
صراحی بگویم پریشان است
پری گر نباشد می فتنه جوش
زنگ است در طبع مینا خلل
زلفت سودای زنگ از سرش
صراحی نهال است مستی بهار
نهالش ز خشکی نگر و در خراب
دل صاف او کلفت آگاهیت
سراپایش آینه دار صفاست
که این و لغزب صراحی لقب
رنگ گردن او نه از جا بلی است
برنگیت مشهور در هر مقام
سرغم چو درد میشش زیر پا
نی از قلقش کرد کسب خروش
صراحی که آب رخ گفتگوست
شب و روز چون ساغر سخن

بود پنبه اش صبح می آفتاب
که هرست سوداش دیوانه است
چرا سایه او شود برق هوش
که خیلی پری دارد اندر غسل
شکت دل از تخم دارد برش
شکوفه است از پنبه اش آشکارا
که موج صفایش کند کار آب
درین آینه زنگ را راه نیست
اگر زنگ کلفت بگیرد بجاست
خطائی ترا و نیست چنین نسب
بمان موج هدایای روشندلیست
صراحی بچین و حلب شیشه نام
کف نشه را گردن او عصا
که چون نشه زد نغمه بر قلب جوش
که از جگر رنگی از حرف اوست
ز خون دل خویش راند سخن

چو روشن خیالان معنی پسند
 سحاب طرب بحر گلزار جوش
 سحابیت این خضر معنی نشان
 کلامی که از طبع او کرد و گسل
 صراحی که از عشرت آما و داست
 که از فیض طبع شکفتن تسدین
 اگر بر سرش افکند سایه مو
 نیاید که در ست دل روشش
 چه اسرار در صبح اظهار اوست
 از و ساغ کلفت آمد بچنگ
 گوشتی را پنبه بر سر است
 نباشد باین آبر و هیچکس
 نه بینای می پسندد دارد و گوش
 بدورش نه بیندالم هیچکس
 چه صبح است که طبع فیض انتخاب
 غبار بیت در کوچه زخم خون
 زاشک جگر رنگ او صبح و شام
 بیا آبل نیست جز ساغرش
 ز ناز که لبها بود روز و شب
 بعشرت نشد عافیت حاصلش
 بر غنچه و شوق و غش کلت
 ز موج می آنجا که خیسند و صدا
 ازین سرمه در گلشن روزگار

کند طاهر سدر از شه فکر بلند
 دم قلقاش رعد عشرت خروش
 که از چار قلم شد رباعی بیان
 مرتجع نشین گشته از چار قلم
 نه کلفت کشد نه ز چین زاده است
 نشد استینش هم آغوش چین
 بزر سیاهی است آواز او
 سید تاب یعنی است مویش
 که اندیشه مو شب تار اوست
 وز و باغ عشرت کند کشت رنگ
 که آرایش باد خاکستر است
 که خون دلش صرف زنگست و ب
 کف آورده بر لب محیط خموش
 که میناست خضر میا نفس
 نفس باشد شش لغه آفتاب
 شود و گلوشش نفس لاله گون
 چراغی است روشن بجراب جام
 که بخون دل نگذرد از سرشش
 ز بوی میثش جان شیرین طلب
 شکستی است از موج می دروش
 شکست صدای دلش قفل است
 شکست دل اوست جوهر فنا
 سراپا که از دل آمد ببار

بآب و گلش دردی آینه است
 ز صافی چو آینه بے عیب
 ز بی طینت می پرستیدنش
 ز بس بزم خوبیت اطوار او
 شب و روز مینا بزم حجاب
 که هر کس بدل دارد از قه جوش
 سراپای مینا بود یکت زمان
 چو مینا جهان جمله رنگ هو است
 برش بر نابد خیال خروش
 نزاکت پرستار رنگ دشت
 سحر سینه چاک گریبان او
 مگویش صبحی است به شبنم خون
 خموشی است آینه شربش
 گلوی بریده ندارد زبان
 ندانم چه دیده است ازین انجمن

که ندوم زند رنگ دل ریخته است
 توان دید زار دشت آشکار
 که یزنگ می نیست خون در تنش
 نباشد بجز پنبه و ستار او
 کند پنبه را بر رخ می نقاب
 بوضع ملایم شود عیب پوش
 که ای کج خیالات غفلت نشان
 همین راستی استقامت ناست
 ز غوغای دل پنبه دارد و گلش
 صفا چون گهر موج آب و گلش
 شفق بسمل رنگت دامان او
 که از پیکرش میچکد رنگت خون
 نفس موج خون میشود بر لبش
 بگر جوش خوشش شود ترجمان
 که شد موج اشکش زبان سخن

حکایت

قدح کرد روزی زمینا سوال
 قد و لکشت سر و گلزار فیض
 لبست از چه رود در سجود و نیایش
 اگر این ناز است قبه چهرت
 ز مثل تو پر حقیقت نما
 ز روشن دل این شیوه سبیلست
 باین رنگ طاعت ندیده است کس

که ای از تو روشن دل و جدو
 دل روشنست صبح اسرار فیض
 شود چون گل از خنده عیش باز
 و گر سهو باشد سجودت کرامت
 تزئیند بر راه طریقت خطا
 که از رستان کج خرمیت چل
 بقیه ناز اختر است و بس

صراحی ز غیرت سخن سازند
 که ای چشمت از نور عبرت تنی
 همه چشمتی و نیستی دیده و در
 نماز چنین گرچه عین خطاست
 که از سجده حق درین خمسن
 چو خواهم رکوعی بجا آورم
 بگیرند در سجده حلقم چنان
 مدام این گروه ندامت مال
 که داد است بر قتل سینا صلاح
 ازین غم بدل خون نه بندم چرا
 بیاساقی ای مقصد خاص و عام
 از آن می که سر مایه اگهی است
 گر بایم از بوی وحدت نشان
 ز دوران گیتی دلم ساد و نیست
 ز نیرنگ عدلش نظر ما پر آب
 نیم از محبتان دنیا که من
 اگر شکوه هست از آشناست
 به بیگانه باشد بدل ننگ من
 چرا دفترا من و آن و اکسم
 درین لفظها حسنی غفلت است
 ازین هرزه گوئی چه فخر و چه لاف
 چو ساغر کنم می کشی خست
 خور و برهم این فست و نعلو

بخون جگر نکست پرواز شد
 نداری زا و ضاع دهر آگهی
 همه گوشی و از جبهان بخیر
 اگر چون منی میگذازد درواست
 شده عالمی تشنه خون من
 بر آرد از سپیده مغز سرم
 که خون جگر ریزدم از دمان
 شمارند بر خویش خونم حلال
 که گفت است خون مصلی مباح
 بر او ضاع دنیا نخدم چرا
 ز بانان اسرار دنیا و جام
 بمن ده که ظرفم ز عرفان تپی است
 که حیرانم ز وضع رنگ جهان
 ز عدلش عیان عجب تی و او نیست
 ز بیداد خلش جگر یا تاب
 و هم شکوه دستگاه سخن
 ز بیگانه حریف شکایت خطاست
 چو کل حبیب خویش است در چنگ
 خط صغیر و هم می آکسم
 همه رنگ آنجه و مدت است
 بمان به که بندم زبان ارف
 چو دنیا زخم خنده بر روزگار
 که شد غیب هم لفظ و معنی درو

بسوزد پروبال نشو و نما
چه دنیا همه مستیازد وئی
سیه باو آئینه مستیاز
وگر نه می و جام و دنیا یکی است

کز و فرع و اصل است از هم جدا
شکایت چو آهنگ سازد وئی
که تفریق از ویافت ناز و نسیا
درین جمله جز رنگ یک نشد نیست

حکایت

یکی لوح آئینه در دست داشت
شب و روز خود را بخود می نمود
بصد جلوه عکسش گشودی نقاب
گهی گوهر افروز درج دهن
که از خانه الفت صلح و کین
گهی از ادا چشم طاقت گذار
که از شادی آئینه نو بهار
همیکرد با عکس عمری سر
ز عکس خود آئینه غیر داشت
چو گیسو گرفتار زنجیر خویش
که ناگاه گم گشت آئینه اش
زد از ناله در جیب آرام چاک
شکست دلش هم صدا شد باه
بیطاقتیها بدو شتافت
چو مردم ز حالش خبر یافتند
بگفتند آن لوح آئینه بود
اگر دیگر آئینه پیدا کنی
ازین رمز طالب خبردار شد

ولی در تماشای آن مست داشت
چو شبنم نظر باز صدر رنگ بود
گهی در تبسم گهن در عتاب
گهی کلف و شش بهار سخن
ز چین نقیبند تبسم حسین
گهی از حیا مهر شبنم طراز
گهی از الم دشت کلفت غبار
در آغوش و هم در فراق خطره
گل و حدتش ویشه سیر داشت
چو تصویر حیران تصویر خویش
تو گوئی که گم شد دل از سینه اش
چو شکست از طپیدن بسر بر د خاک
جهان شد بچشمش چو مرگان سیاه
نشانی ز گم کرده خود نیافت
معماز اسرار شکافتند
که هم بر تو نقش ترا می نمود
جهان جلوه خود تماشای کنی
ز خوابی که میدید بیدار شد

رہی بردور وید فہم خویش
 وگر روی آئینہ ہرگز ندید
 یکی گفت این انفصالت چہ بہت
 بگھٹا کہ کچھ اندین پیشتر
 رسیدم چو بر معنی خویشتن
 سراپا دورنگی بدل مینمود
 پی خود نمائی اگر میروم
 گل باغ وحدت کنون بشکم
 بیاساقی ای شہ وحدتم
 از آن می کہ غفلت ربائی کند
 بن وہ کہ نیز حمت آب و گل
 ولست اینکہ سر جوش نیز گہا ست
 ولست اینکہ بر ما نفس گشتہ است
 ولست اینکہ در بزم گاہ شود
 ولست اینکہ شد نقش کثرت ما
 ولست اینکہ اطہار رستی کند
 ولست اینکہ شد نقش لوح و قو
 ولست اینکہ سر کو پیہ آگہی است
 ولست اینکہ چون نفس گمہ کند
 ولست اینکہ نالہ عبثہ و غنا
 ولست اینکہ زو جوش داغ بگر
 ولست اینکہ کلفت گزینی کند
 ولست اینکہ از شک مہربا کشید

نخل شد زانڈیشہ و ہم خویش
 گلی از ہزار تو ہم خمچید
 ز آئینہ زنگت عالت چہ بہت
 بنا و انیم بود عیش و گریہ
 ہمان آئینہ بود دیوار من
 بیکتا سے من خلل مینمود
 زیکروئی خود دور و می شوم
 دو با شتم معنی چہ چون یکم
 شرار افکن حسد من غفلتم
 با گاہ سیم رہنمائی کند
 برم رو با سرار نیز نگ دل
 ولست اینکہ آئینہ زنگہا ست
 چو آئینہ و ام نفس گشتہ است
 عدم را تا شای ہستی نمود
 ولست اینکہ با وحدت آشنا
 ولست اینکہ دانش پرستی کند
 ولست اینکہ گوید دو عالم توئی
 ولست اینکہ از نقش عافیت
 ولست اینکہ چون عقل آگہ کند
 ولست اینکہ بالہ بفتہ و فنا
 ولست اینکہ شد شک چشم
 ولست اینکہ عیش آفرینی کند
 ولست اینکہ از نالہ بالا کشید

دست آب و رنگ بهار طرب
 تمیز غم و عیش خیزد دل
 فلک رنگ اوج غبار دست
 گرفته ز اسرار وحدت ظهور
 گشایش ازین عقد آمد پدید
 گل حش سرچش راز دست
 چمنهای شاد و آبیش صبح خند
 تسلی گل باغ آرام او
 بدایت براه وفا رفتنش
 سخن جوش گلبای نیرنگ دست
 فلک را که جام خموشی دل است
 دست آشکارا درین دایره
 همین برق اندیشه سوز است و بس
 همین نشئه الفت گر سینه است

دست اضطراب شرار طلب
 بهار و خزان رنگ ریزد دل
 زمین پستی خاک بار دل است
 شبستان کثرت ازو یافت نور
 ازین بیضه بال طلب سر کشید
 سر عشق در دنیا ز دل است
 نظر با سه رنگینش بجل بند
 طپیدن رسم وحشت دام او
 ضلالت همان راه کم کردنش
 خموشی زبان دان آهنگ دست
 اگر باده هست جوش دل است
 ندارد بجز مرکز این دایره
 همین شعله عالم فروز است و بس
 خرد هر چه بیند و آئینه است

حکایت بر سیل نخل

شیدم در اقلیم هندوستان
 شهی داشت از افسر گه
 دلش چون خرد طالب معرفت
 ز نیرنگ اسما تحب بدوش
 بنقد هنرهای ارباب حال
 چو بر دی به کعبه قبولش نظر
 بعدش کسی راز جوش طرب
 نالید از عدل او هیچکس

که خاکش بود بروی حصان
 بر نشه ساغر آگهی
 نغمه ناطق ذات کثرت صفت
 تحقیق اشیا تسلی ووش
 قبول نگاهش غبار کمال
 شدی قطره به چشم آب گهر
 ره خنده چون گل نمی بست لب
 فی و چنگ میکرد فریاد و بس

جهان را ز برج داود آد آب
زمانش چنان داشت رنگ امان
ادب بس که در بزم او فرش بود
چو گلشن هوای درش عطسه بیز
طرب داشت روزی بدولت سرا
صلا داد از موج بحسب گرم
درین بزم طرح بهار افکنند
با طهارت از علوم غریب
ازین مژده مردم خبر یافتند
رسیدند جمعی در آن بارگاه
ببرش ز ابله سز میر که بود
بطبع هنر پرورش حجاب
عیان شد بچشم تماشا نظر
به یک از و گوهر ایثار کرد
از آنجمله باز بگر شوخ و شنگ
ز حیب فریب نگه سر کشید
بمیدان افسونگوی پانهاد
که هر کس برین رخس گرد و سوا
برفتن بخیر و غبارش ز راه
بسودای عقد و مشش از حجاب
چکویم ز شوخی بال بکنند
رکابش که خم شد بفکر لال
نباشد عنایتش بفرمان کس

انگشت محتاج دریا سحاب
که شکست رنگ گلی از خزان
نمی جست از شعله شمع دو و
چو صوفی غبار رهش و جد خیز
چومی در فتح گرم نشو و نما
که آیند از باب دانش بهم
چو کل پرده از روی کار افکنند
ر بایند از خوان فیض نصیب
بوی گل عیش بشتافتند
چو بر رنگ گلشن هجوم نگاه
ز اسرار دل نشو و نمود
ز می نشو ظاهر شد از گوهر آب
ز گل نکبت از لاله داغ جگر
چو صبح از می قرص سحر کرد
چو گردون طلسم دو عالم بچک
بساطی پی دام نظاره چید
یکی اسپ چوبی بشو عرضه داد
کند سیر افلاک اندیشه وار
بود سیر او همچو سیر نگاه
گره میزند باد بر موج آب
که در گردن برق دارد کند
بود دام وحشت چو چشم غزال
که مشکل بود ضبط موج نفس

چنین تو سن شوخ گردون ہوا
 بچشم تو گر چوب افسردہ است
 بظاہر بود چوب خشک آشکار
 غلط بینی از نشہ احولیست
 فسوگر بچولان توصیف بود
 برافتا چون پردہ از روی کا
 پی ضبط خود تا غنائش کشید
 با وج فلک گشت جولان نما
 ز جولان آن تو سن برق تاب
 بہبت چنان خسرو از خویش رفت
 نفس بر لبش گشت چون غنچہ تنگ
 ز حیرت ہم آغوش و ہم دہلاک
 پس از ساعتی چشم چون بر شود
 بیابانی از حشر پر ہول تر
 سر آغوش ہمہ نقش و سہ ہوا
 گذر کرد ہر کس درین دشت غم
 چو بزم عقوبت نہامت قضا
 خط جاوہ اش اژدر و ستیز
 زہر گرد بادش بر دے ہوا
 نمی شد نمودار از آن تیرہ بوم
 نمیدید آثار از ان وحشیان
 سیاہی نمیکرد از ان عرصہ گاہ
 زہول چنین معرض ہو لناک

سراپندہ ابلق روزگار
 بہ تندی ز آتش گرو بردہ است
 ولی جلد بر قست ہچون چار
 نہ چونی بود رخس اگر صندلیست
 کہ شہ را خیابے ز خود در بود
 بران بارگی یافت خود را سوا
 سر رخس بر سقف گردون رسید
 چو شبنم برآمد ز گرد ہوا
 چو ابر تنگ زہرہ اش گشت آب
 کہ از بخودی یکقدم پیش رفت
 برون رفت از خود سپرد از رنگ
 بیفتاد چون سایہ بر روی خاک
 عیارش بصرانی افتاوہ بود
 رم دشت از گردا و جلوہ گر
 چو دشت عدم سادہ از نقشبہا
 از ویشتر رفتہ نقش عدم
 چو آئینہ یاس حیرت نما
 عیارش ہمہ جوہر تیغ تیز
 عیان گردش جام بزم فنا
 ز طایر نشانی بغیر از سموم
 بغیر از رم موج ریگ روان
 ز چشمش مگر رخت اشک سیاہ
 گریبان طاقت شدش صرف خاک

از سوزش در آن وادی انقلاب
 شد از خشکی و تشنگی نیش زن
 زبس آب بر آتش دل فشانند
 ز گرمی چو ریگ روان شد کباب
 بخاک از طپیدن ز دسے بوسها
 ز بیطاعتی پیکر شش عرضه داد
 بهر سو که از ضعف دل میدوید
 چو بر نقش هستی نظر میگشود
 گهی بردی از روی بے بیطاعتی
 گهی میگرفت از سر بخودی
 در ایام عجزش بهر روز و شب
 ز دامان آن دشت حیرت قضا
 پس از رفع موج حجاب غبار
 بیا بانی گرد و حشت غبار
 خرامی چو سیلاب غارت فروشد
 زبس شعله و خشتش جوش و دشت
 ز خود و خشتش جلوه پردازم
 طپیدن بدام نفس بسیمچو آه
 ز پیشش روان شد بر خشت تاب
 جگر خسته غم تب و تاب داشت
 دلش گشت از دیدن آب و نان
 زبس ضعیف تا مقدم آن نگاه
 در آن راه از عکس چون گرد را

ز دی العطش همچو موج شراب
 چو غار مغیلان زبان در دهن
 بچشمش نم اشک حسرت نماند
 که در ساعت آبله سوخت آب
 که آتش و دسے عرقش یا
 غبارش در آئینه گرد باد
 بسر منزل خودی میر رسید
 چو موج شرابش غلط بینمود
 ز ریگ روان گوسے بیطاعتی
 ز نقش قدم ساغر بخودی
 با نیال چون گشت صرف تعب
 شد از دور گرد و بلبندی نما
 پری و حشے از پرده لا نگار
 ز سر تا قدم شعاع آفتاب
 نگه و حشت دام الفت فروش
 رمیدن چو بر قش و آغوش دشت
 پلنگ رمیش نقش داغ قدم
 رمیدن ز مژگان چو تار نگاه
 چو آئینه با جلوه نان و آب
 چو موج اضطراب از سه آب دشت
 طپش جلوه چون عکس آب روان
 قدم و ام کرد از زمین سایه وار
 پایش در افتاد پیش از نگاه

صنم گفت ای بسمل خط سراسر
 که مارا درین وادای پرالم
 غذای مای ما هم نباشد حلال
 بود خاص همچین خویش این طعام
 جهان صیت آینه اعتبار
 بچشم تو تکین جابست و بس
 ز رفح حجب خانه اش روشن است
 ترا زین هلاکت رمانم اگر
 بشرط قبول آب و نانی که داشت
 چه شد وحشت طایر جز روم
 ز تسلیم بر غم طبع فضول
 چو بر تخم دل مشت کبابی فشان
 و میدانی خشک انتظار
 سر و برگ کفران نعمت داشت
 از آن سرزمین دوش باد دوش بم
 صنم پرده از روی مطلب گشاد
 گمبها ز شکر خبر یافتند
 ز شه بود حسن صفات آشکار
 بدستور سرشته دین خویش
 ز کج بازی چرخ نیزنگ ساز
 مباد اضطراب آفت حال کس
 سیه بختی آسجا که گیر در و اج
 به نیزنگ تقدیر میسر بود

و می بال بیلاست جمع دار
 بکناسی آورده اند از عدم
 بقوم دیگر نیست غیر از و بال
 بنا آشنا کم رسد والسلام
 که دارد از عکس تفاوت غبار
 و گردن که قطره آبست و بس
 دیگر پیکر آینه آهن است
 در آری بعقد خودم چون گهر
 ز شوخی بخوان فریش گذاشت
 که از شاخسار نفس میرسد
 بهر چیز گفتند کردش قبول
 نفس ریشه در باغ عمرش دواند
 ز نخل خزان دیده اش نوبهار
 بنای وفای برضایش گذاشت
 رسیدند تا منزل آن صنم
 بقوم خود از احسان مرده داد
 ببال هوس جمله شتافتند
 شدند از پی صیدا و بیقرار
 به بستند عقدش باین خویش
 گرفتار زان شد آن شاهپا
 که آتش بعنف است محتاج خس
 بگلخن برد آینه احتیاج
 در آن قوم دو سال محصور بود

شدی بی طلب پس چو گل در بهار
گروه با فرو شد بدام دلش
فراموش کرد افسر و تخت خویش
قضا را از چرخ سراپا سیر
شد آن خطه بی القاب سحاب
ز بس آسمان شعله افروز شد
مزارع اگر دانه می هکند
ز بهر دانه در گشت زار نمود
اگر از هوا شبیهی می مکند
ز تخمسی اگر ز ریشه می بیند
ر مشق غبار آنقدر خیره شد
در آئینه ابر هر قطره آب
ز آشوب پرداز موج غبار
بجوم آنقدر داشت موج سموم
که خشکی است از جیب هر چشمه
اگر خون آب می نمودار بود
ز بیم هلاکت همه مردوزن
شد آن قوم آینه بکرم قضا
چنان نقش نام و نشان شد خراب
فلک داد بسیا و ایشان بیاد
از آنجمله این پادشاه غریب
سراسیمه بود و شش جمع عیال
یکی ده شده اکنون غم اضطراب

بهر سال فتنه زد نو آشکار
که شده گمزان صدف حاصلش
بزنگار آئینه بخت خویش
بر آن سرزمین قحط شد فتنه ریز
چو اندیشه اهل نطلان خراب
تو در زمین آرزو سوز شد
بفریاد می جست همچون پنبه
بجای رگ و ریشه میخاست دود
ز جوش بهار شر می چکید
بغیر از پریشانی دل نبود
که آفاق یک صفت تیره شد
سیه گشت همچون نقطه در کتاب
هوا خرمین اندوز چشم شراب
که فولاد مجروح می شد چو موم
نمایان چو آئینه موج غبار
ز خشکی دم تیغ خوشخوار بود
نمودند تدبیر ترک وطن
چو برگ خزان دیده از هم جدا
که میر و نگینی بی نقش آب
غباری بر سر زمینی فنا د
و گریه باره شد از وطن بی نصیب
برآمد در آن شت و حشت مثال
که تخم الم رسته آورد بار

چو اشک اضطراب جگر گوشها
در آن دشت آن خیر و بقیار
چو آنکس جگر بازگرمی کباب
باندیشه قوت در گرد و دشت
منی شد میسر لب نانشان
چو بودند در مرگ بی اختیار
که خود را بسوزند همچون سپند
نظر بر چنین زندگی دوختن
بر آفر و خفتن آتش بے شمار
ز هم میری درس بقیت گزین
ز دنیا بی برگ اطفال خویش
نگه تا کند شعله از دود فرق
در آینه آتش جان گداز
معین گل خیر و شر علم
امیران همه جا بجا سر بر آه
ولی رفته افزون طراز از میان
ز خود رفت ازین حال شاه زمن
به بیداریست این سخن یا بخواب
چه بود آنیکه یک عمر در کوه و دشت
خود پرده کر زوی کارش گشود
چو برداشت از چشم حیرت نقاب
ز بس شاه بیدل درین دشت
بصحرادش بود بی اختیار

بخشش سپیه کرد آب بقا
چو مشت خس از گرد و باد آشکار
نفس از پیش نبض موج شراب
چو یک هفته افزون برایشان گشت
که آمد بلب عاقبت جانسان
باین مصلحت یافت با هم قرار
دمی از طپیدن مگردار بند
فزون است صد عقبه از سوختن
بطوفش رسیدند پروانه و آه
بی سوختن چون شرر در کین
پدر بر قحطان سبق بردیش
در آغوش او بود آتش چو برق
چو آنکس نظر کرد از شعله باز
همان تخت شاهی بریر قدم
همان گرم تدبیر خیل سپاه
شده چون پری از نظر ما نهان
که یارب چه دیدم درین انجمن
ندانم سرابست یا موج آب
در آغوش بیاطاق قبیله گشت
دو ساعت فزون در دو محنت نبود
نمود است جز موج ترکان حجاب
ببرو عسری بوضع دگر
که گیرد در آغوش حیب و کنا

تصور به نیرنگ در اشتلم
 به تدبیر حیران چو فکر محال
 تنب آرزوی عیالش مدام
 چونی از غم همدش هر زمان
 زدی شعله حیرت از سینه چو
 زوشت شدش تخت گرداب خون
 بر طشب آتش نمود انسیرش
 زخیل و حشم رنگ راحت ندشت
 به تشکین بپا قتیباے خویش
 گذشتی بر دشت همچون نسیم
 فتادی بر گام بر روی خاک
 بصحرانوردی زبس خو گرفت
 به پیشش در آمدشت دخت مواد
 زدود طلب سایه بان بر سرش
 چو عمری بسر شد درین جستجو
 قصار اگذارش بدشتی فتاد
 فضایش چو وسعت بدل کرده جا
 خط جاده اش جام الفت کین
 چو سرخوش کیفیت آن مکان
 دلش اضطراب طیش ساز بود
 که ناگاه در چشم حیرت نظر
 میمان ترتیب وضع تدیم
 گشاده پردی هم ابواب عیش

لبش کرده از حیرت اظہار گم
 ز تعبیر محسوس و م چون خواب لال
 بدل دادی از شعله برق جام
 نفس بود مضراب ساز فغان
 نمی شد چراغ تما خموش
 بکف خاتمش گشت داغ جنون
 علم شد بچشم اژدها پیکرش
 علاجی بغیر از سیاحت مذشت
 گرفتنی چو مجنون ره دشت پیش
 شدی بارم گرد و دشت ندیم
 چو نقش شم آهوان سینه چاک
 چراغ رم از چشم آهو گرفت
 جنون حلقه در گوش از گرد باد
 غبار طیشهای دل پیکرش
 نثر واد نخل تماے او
 کرد دشت مانوشش آمد بیاد
 سوادش چو ترکان بچشم انتہا
 غبارش چو پاس نفس دلشین
 شدش نشاء بقراری عیان
 نکه بار برنگ پر واز بود
 همان کناس شد جلوہ گر
 چو نظاره در خانه خود معتم
 چو گل جلد خون گرم اسباب عیش

همه ببل باغ ما و اسے خوش
 طلب کرد سر منزل خوشین
 چو در مسکن الفت خود رسید
 در آنجا نه جمعی ز جور فلک
 یکی شعله سان بس که بیاب بود
 ز بار غبار الم آن گروه
 یکی غنچه سان تا بر آرد نفس
 فتاده یکی جاوہ سان سینه چاک
 پر سید زان بخود ان کین عجب
 بگفتند عمری درین سرزمین
 قناعت به پیش و کم داشتیم
 جوانی چو خورشید عالی شراد
 نشد منفعل طبعش از رنگ ما
 شکفتیم صد گلشن از شادیش
 شد از گشت ما عاقبت کامیاب
 خلفها از او شد عیان در وجود
 ز قحطی کزین پیش بر ما گذشت
 جوان نیز اندیشه خویش کرد
 برون رفت آن خسته دل با عیال
 کنون بعد رفع غبار الم
 از آن بیکسان رنگ آثار نیست
 بعضی طلبها حکر داشتیم
 دویدیم هر چند بهر سراغ

همه عشرت آہنگ غوغای خوش
 کہ چند گل از وصل فسرندون
 طربجاہ دل را الم خانہ دید
 نشسته سید پوشش چون مردکن
 بریشان رداد بفرش چودود
 ہمہ رنگ برسینہ کوبان چوکوہ
 چو بورفتہ بودش دل از دست و بس
 یکی ہچو صحرا سہر کردہ خاک
 چہ باشد عشریو شمار اسباب
 چو شست غبار یم اقامت گزین
 نشاطی ز آرام ہم داشتیم
 درین دشت از بیکسیہا فتاد
 چو آئینہ گردید ہم رنگ ما
 گزیدیم در رنگ و اما دیش
 تنزل بود لازم آفتاب
 چمنہا ز آئینہ اش رخ نمود
 گرفتیم ہر یک رو کوہ و دشت
 همان راہ آوارگی پیش کرد
 چو با فوج وحشی نگاہ غزال
 رسیدیم ہر یک چو مرغان ہم
 درین دشت گردی نمود نیست
 ز ہر نقش پا داغ برداشتیم
 ندیدیم زان شعلہ جز نقش داغ

نباشیم از آن غم چرا سینه چاک
 چو گل آفتاب از سر ما گذشت
 برین قوم صلح و نشاط جهان
 چو خورشید از دیده پنهان شود
 چو شبه قصه ما چرا کرد گوش
 خیالش و قوعی نمودار گشت
 دلش گشت از بزم حیرت نقاب
 ز شمع و ماغش برون جست در
 بطا همسر زبان تسلی شاد
 نمود از غم فیض دریا نظر
 ز رو سیم برفق هر یک نشاند
 از اندشت برگشت طاقت فروش
 نزدوم ازین راز با هیچکس
 ولی بود شمع دلش روز و شب
 چو بیطاعتی در دلش کار کرد
 رسول حق از لطف معجز بیان
 که ای مانده از مرکز وصل دور
 برویت در راز و اکرده اند
 فو نگر نبود آن فریب آفرین
 دل آئینه بستی عالم است
 دل آورد مرآت تحقیق ذات
 بتقلید دل الفت زندگی است
 طلسم جهان گرد ویرانه ایست

بسر چون نریزیم از غصه خاک
 چو آئینه آب از سر ما گذشت
 سیاهست چون دیده آهوان
 جهان جمله بمرنگت مرگان شود
 گلش باخت از بخودی رنگ
 سرایش همه موج اظهار گشت
 دو بالاشدش نشسته اضطراب
 ولی چاره اش جز خموشی نبود
 بیاطن گل طاقت از دست داد
 صدف وارد اما نشان پرگر
 آب گهر گور حاتم نشاند
 چو نظاره دام تحیر بدوش
 بلب گشته انگشت حیرت نفس
 ز صبح تحقق تسلی طلب
 به پیغمبرش عرض اظهار کرد
 ز نیرنگ اسرار دادش نشان
 نداری خبر از طلسم ظهور
 بر من ظهور آشنا کرده اند
 دل انگیزت نقش هدایت طلسم
 و گرنه وجود و عدم مبهم است
 ازین نسخه زو جوش حرف صفات
 ز تحریک دل موج پائینگی است
 عبادت درو عکس این خانه است

مکانها همه از دل آمد پدید
ز کون و مکان تا یکی و هم غیر
چه ذهن و چه خارج خیال است
نخ خط مو هوام از دفتش
گمانها همه موج تلوین اوست
زبان ساز آهنگ اسرار خویش
مشغول از باغ نیزنگ دل
بظاہر ترا اگر چه دل در بر است
یکی فهم خود کن تو خود کیستی
دلت هر چه اندیشد اندر خیال
گل گلشن دل نبال است و بس
مثال و جسد در کنار هم اند
در دایره ذهن و خارج یکیت
جهان سر بس و هم و اندیشه است
سیاست در چشم اصل کمال
تعلق بهار فریب دل است
و گرنه ندارد بهار شود
درین بحر طوفان بغیر از تو نیست
خیال تعلق درین خاکدان
خیالت چو رنگ تنزل گزید
هنوزت تعلق نگردیده کم
پی سوختن تا تو بستی کمر
چو دارستی از دام امید و بیم

جہتہا ازین بی جہت سر کشید
از تخیانہ بیرون محال است
چه فرع و چه اصل از نہال دلت
یقین و دو بدیابی از جہش
نفس یکت گل باغ شکین اوست
حسد پرده نقش اغیار خویش
کہ علم عیان نیست جز رنگ دل
بمعنی تو لفظی و دل و لہر است
کہ از پرده دل بیرون نیستی
بود جملہ منقوشش لوح مثال
خیال آنچه بیند خیال است و بس
دل و دیدہ آئینہ دار هم اند
تفاوت اگر هست جزو نیست
خیال تو صہبای این شیشہ است
دستان بستی ز نقش خیال
تو ہم گل ناشکیب دل است
بغیر از تو از خود گلی در وجود
درین کوچہ جز گرد سیر تو نیست
بود عرض اسباب و هم و گمان
ز تخت بجا کتلت کشید
کہ دانستی الحال را خشنم
شد آئینہ راحت جلوه گر
عیان شد کہ بر جای خویشی مقیم

تفرع است هر چند این گفتگو
عیانست در چشم اصل شهود
برین تخت هم گرترا منزل است
با حکام حشمت اگر آشناست
فنا یجسد چون شود صلت
وجود تو لفظیت حیرت رقم
ز صد جا شود از ره اعمت بار
تخارج اگر یافت رنگ وجود
نخنبیده آن لفظ اصل را
و کر حل شود آنچه نشو و نموست
نغمه گر چه سیر جهان می کند
نکرد است بر هیچ منزل عبور
کس از نقش این پرده آگاه نیست
به ذات نشد غیر اسم آشکار
ظهور بهار است در هر چین
چمن رنگ اظهار اسمای اوست
بخود رنگها با گمان برده اند
نه این خاطر اوت نه افسردست
بیا ساقی ای دشت معنی غزل
که از و بهار ریشه دارد ولم
چو صحرا درین دشت کلفت اثر
بیک جرعه از خود جدا کن مرا
که هر گرد باوش چشم یقین

دوئی نیست از اصل تا فرع تو
همین سلسله تا با وصل وجود
سراپا ظهور خیال دل است
گهت و هم فقر است و گاهی غنا
همان تخت وحدت بود منزلت
که تخریر یابد بچندین قلم
بخط خفی و سبب آشکار
خیال است از بهتیش در نمود
نگردیده از ذهن کاتب جدا
دل کاتبش لوح محفوظ اوست
تا شای و هم و گمان میکند
ز رفعت از خانه چشم دور
برین استان عقل را راه نیست
عیان گشت رنگی ز حسن بهار
سیم گل و سنبل و نترن
ولی باغ نیز نگیش جای اوست
گاهی تازه و گاه پژمرده اند
بو هم و گمان خون خود خور دست
بیا ای گلستان عذرا نهال
چو گلشن بعد رنگ پا در کلم
ز دامان خویش است خالک سیر
بصحرای دیگر با کن مرا
چو مینا کشد سر ز چرخ برین

ز خاکش برافشانده چو غبار
بیا ساقی ای مصدر آگهی
من ده شدابی که چون چشم جام
پسینم از آن سر ز فیض بین
بیاریت گم گشته در رنگها
تغافل بحال من زار صیت
نماند چرا غفلت اسباب من
ز کثرت دهر پرده گوش مرا
بیا ساقی ای صیقل رنگها
برون آن از رنگ نادانیم
که چون آئینه در بهار شعور

گل رقص مستی کند آشکار
گل معرفت جوهر آگهی
ز موشش کنم تار نظام و ام
بعین البصیر رنگ علم البصیر
شده تار پنهان در آهنگها
میچی مداوی بیار صیت
کشد سر زهر مورگ خواب من
بکن مست توحید هوش مرا
عیان ساز اسرار رنگها
چو آئینه ده جام حیرانیم
بخود یا بزم اسرار رنگ ظهور

خطاب بمطرب

معنی کنون وقت جوش و نوبت
ره شوق وجد و طرب ساز کن
نقاب خروش طلب بسته نیست
نواهی ره بینوائیت ساز
چرا ناله از فی گنجید و عصا
مگو نغمه در پرده چنگ نیست
دف آئینه دار تخیر چراست
بود گوش طنبور تا کی گران
تغافل به بیداری عیش صیت
بحال ازده لطف گوش رباب
کلید در دل مضرب دوه

که بنیاد هستی بدوش صد است
دری بردلم از صدا باز کن
درین ساز یکبار بگسیسته نیست
در پرده آشنائیت ساز
صریری گلشن ناله چهره
که مینای قفل آهنگ نیست
در ای طلب از چه رو بید است
گره نابکی تار را بر زبان
رگ ساز پیش از رگ خواب نیست
که شور طلب یا دوش آید بخواب
بناخن ازین رشته یکتاب دوه

برین نبض حال دل انیسروده
 که در حسرت نغمه دیوانه ام
 دل افروز حیرت پرست صد است
 تغافلگر حال بیدل مباحش
 اگر نقش بچاگنی ننگ تست
 تو سرنا بیا نغمه وحده تی
 تو برداری از حلقه دف صد
 بود خالی از نغمه خود چنگ او
 مجو نغمه از تار و چنگ و رباب
 درین شیشها جلوه تاب تست
 نیت ناله دارد که خود من سیم
 لب خاش او همین نغمه زبست
 رگ ساز موج زبان دل است
 همه سازها محو کار دل اند
 بساط جهان عیش بکر بخت نیست
 صدائی ز تار طلب جسته نیست
 بصد برغم اگر نغمه دارد و خروش
 خیالت ز افلاک اگر برجهبد
 صد ارشته برپاست از تار سا
 ز آبنگ خود پرده بر خود ببنند

بدم روح در قالب مرده
 بر شمع آواز پروانه ام
 چون نبض تمنا طیش آشناست
 ز آبنگ این پرده غافل مباحش
 درین پرده کس نیت آبنگ تست
 بصد نغمه آئینه کشیده
 صدایش ز دست تو در و عصا
 صدائی کف تست آبنگ و
 چه خیزد ز تار یک نبض تریب
 صدائی ز تار یک مضراب تست
 توئی هر چه هستی من آنجا کیم
 لب تست آخر لب فی کجا است
 دف و چنگ و فی ترجان دلست
 همه پرده ما پرده دارد دل اند
 چو اندیشه خارج آبنگ نیت
 که بخیرین دام و آرس نیت
 همان از زبان میرسد تا مجوش
 ز دل پا محال است بیرون نهد
 که حق را بر کز رجوع است
 ز ساز خود اندیشه غنیمت چند

صفت قانون

بیاساقی ای ساغر دلخوا
 من و د که در پرده ساز تا
 که دارد خطش تار قانون راز
 کون مصلحت نیت پاس صد

ز آهنگ قانون گیسو مکنون
 کنم شور نیزنگ دل آشکا
 بغفلت نباید ز قانون گذشت
 ز قانون برون نیست ساز طهور
 نه قانون محیطی است طوفان خروش
 شود شور آهنگ از جیب یار
 برو نغمه از تار چیده است
 ز خشکی دهد چون سبازش نشا
 ز خشکی است هر موج این جیب
 ز تارش بی طایر این بساط
 بتار تعلق نگید و مقام
 ترنم که اندوه پامال اوست
 بساطش چراغان حیرت ناست
 اگر نغمه را خلعتی در بر است
 ز قانون شفا خوان بود نکته دان
 ز صد شاخ او یک گل آید بیا
 ز ترتیب این منظر عیش و داد
 ز هر سطر صد ریخ معنی ناست
 بمان مصرع تار موزون اوست
 صد آرا باهنگ امواج حال
 اگر تار او مجمع کثرت است
 ز صد تار او یک صد حاصل است
 ز هر تار او بر دل این مرده بس

ز قانون خاموشی آیم برون
 ز هر موج خروشی بر آرم چو تار
 که نتوان ازین پرده خون گذشت
 ازین پرده پید است زار ظهور
 ز هر موج تارش ز ندغمه چو تار
 چو بواز رنگ برگ گل آشکار
 صد آریشه اینجا دوا نیده است
 ولی فارغ از نغمه آب و نان
 بدل نیش زن همچو مرگان یار
 ترنم فرو چیده دام نشاط
 بود بال پرواز او موج دام
 غباری ز افشاندن بال اوست
 گل شعله شمع تارش صد است
 برین طرح قانون ازو برتر است
 که تارش بعد رنگ دار و بیان
 ز چندین زبان یک سخن آشکار
 کز شد خط نغمه روشن سواد
 ز هر تار شیرازه بند صد است
 که رفتن ز خود رنگ مضمون است
 بود تار او نردبان کمال
 حصول صد نغمه وحدت است
 ز صد راه مقصود یک منزل است
 که راهیت سوی حق از هر نفس

در صفت فی

معنی ز آهنگ فی یاد کن
لبی بر لب فی گذاری خوش است
ز فی برق در خد من با فکن
ترخم خد گئی است آتش خرام
بها میست آهنگ عشرت نشان
نفسها ازین فی جراحت اثر
دمش آتش از جیب خس میکشد
بها طش چو صبح ازومی روشنست
ازین خامه سحر ساز شگرف
خد گئی کزین فی بود در کمان
ز تاشیر پاس نفسهای او
نگرد و دجیندین گرد بیخواب
چو سالک طریق سلوک آریست
و هم گرمش از نشد دیگر است
نوامی ره مستی از ساز اوست
بود پیکر عشرتشش نغمه خوان
مگر نغمه اشکی است حیرت خرام
عجب نیست کز طبع مخمور سے
جدامی کند بیشک از مد آه
وری بردل از زخم و امیکند
لب او ست باغ و بهار نفس
توان دید از روزنش بی غبار

طرب راز قید غم آزاد کن
شکر چون کند فی سواری خوش است
ازین کوچه شوری بد لک فکن
که قندیل فی باشد اورا مقام
که دار و درین استخوان آشیان
جگر با ازین پیروز داغ جگر
خد نگش کن نفس میکشد
چراغ صدارا نفس روغن است
بروی هوا نقش بستند حرف
شود نغمه سان و لنتین بیابان
سرا پاگر بسته اعضا می
چو زنجیر ازین حلقه حیرت مند
گره جلوه ساز مطاب اوست
که هر نقشبندش خط ساغر است
بف گردن شیشه آواز اوست
فی نغمه معزیست در استخوان
که میریزد از دیدن فی مدام
است باد و از ساغر چشم می
نفس راز و ان پیروز وانه
لب زخم شوقش جدامی کند
همین کوچه دارد غبار نفس
که چشمی است در کوچه انتظار

نفس از لبش در سلامت رو
 چو صبح این خروش افکن آب و گل
 بهر ند آسوده ندارد عصا
 نفس و ارعمری بی دل گرفت
 ریاضت ز بس جود اعضای است
 چو عرض تن ناتوان میدهد
 کسی نیست جزنی درین انجمن
 علم در تجرد شدن شکل است
 نهالش از آن شد خموشی صدا
 فروغ صدا محو آغوش اوست
 گره کز نهالش شود جلوه گر
 گره دام عیش است در کام فی
 ز بندش همه وحشت است آنگاه
 بتاراج دل مصلحت دیده است
 قدر است سر و گلستان او
 چو عارف رود گر بعد انجمن
 ز غم نا گره در گلو دیده است
 ز تارنگا بهش صدا میچکد
 بصورت اگر پیکرش ارثی است
 نتابی سدا زنی درین بز مگاه
 مشو غافل ازنی اگر فی پرست
 صدائی بکوش دل ازنی فست
 پرافشان چونی دامن از برگ و باب

فغان از دلش گرم بالا دوی
 نفس میکشد از ره چاکت دل
 تجرد سرشتی که همچون صدا
 که در کوچه تاک سندان گرفت
 ز مغر است فی استخوانش نه پوست
 با گشت حیرت نشان میدهد
 کز آزاد گه دم تواند زد
 تنی گشتن از خویشتن مشکل است
 که تحصیل برگشت خضم نو
 نفس رشته شب جاموش است
 بود خجسته برگ او را سپر
 چو در گردن شیشه ز تار می
 که باشد دل پر گره باک دار
 که از هر گره استنبین چیده است
 گره همچو قمرش طوق کلوست
 برون ناید از کوچه خویشتن
 بچشمش نگه ناله گردیده است
 ز ساز تحسین نو میچکد
 بمعنی دمش عیسی و قهاست
 که با گنج دل دارد این نقب را
 درین استنبین گنج با و آور است
 که هستی چرا غیبت روشن ز باد
 توان داشت راه نفس بی غبار

در صفت دف

بیا مطرب ای ناله پروا ز دل
 که در ساز عشرت شتابی کنم
 بود نغمه تا کی خموشی بسیار
 بنه منت نغمه برو و شش من
 که آهنگ عیشی درین بزم نیست
 ز دف کی شود نغمه وحشت خروش
 جهان کرد در بزم مستان چها
 دف اینجا است نغمه ترنم بکف
 سخن روشن از وضع خاموش است
 شبستان عشرت از وی زوال
 جلاجل مگو چین دامان اوست
 برقص جلاجل هجوم صد است
 ز جوش جلاجل بیابغ نشاط
 خط حسن صوت آشکارا ز برش
 بزم مطرب ساز عشرت کشید
 که شکل دف اینجا کف قالمست
 چه دعویست خورشید را با کفش
 ز بس دارد از آفتابش نظر
 گشاد دل آرزو هست اوست
 ز بهر ناخنش بر من بیستد ار
 ز فریاد دل بیکه شده تا توان
 چو او درد مندی کم افتاده است
 خروشش افکن پرده ساز دل
 شب خود ز دف ماهتابی کنم
 طرب چند در پوست باشد نهان
 بکن حلقه دستی در آغوش من
 برنگ دف این حلقه از چنگ نیست
 صد ارازمانی نباشد ز گوش
 ز دف حلقه در گوش دارد صد
 ز دف کو هر نغمه دارد صد
 زبان فغان نغمه گوش اوست
 که دامان ماهش پرست از بلال
 سراپال لب و جوش فغان اوست
 بهم خوردن لب تحکم ناست
 طرب جلوه برگ نخل این سباط
 بود ناله ماه او چیه شش
 چرا حسرت دل نگردد شبید
 جلاجل پریشانی سهل است
 بود نشو دست موی کفش
 جلاجل کشد ناخن خود بر ز
 تخرکت بر ناخن دست اوست
 صدای خروشش دست است
 ندارد بجز پوست در استخوان
 که در استخوانش خم افتاده است

رسایی است رزق اول قش
بجان میتوان داشتن ووش
ندارد بجز خویش و ساز خویش
نگرداند از سیلی در درنگ
نباشد جنبش بکین آشنا
خط معنی سر نوشتش به بین
مست از خروش دلش در ایغ
دل بقراران گرفتار اوست
توان دید از چهرش آشکار
ز آئینه پیکرش در نظر
چو آئینه جام بزم شود
بطا هر چو آئینه حیرت پرست
وداع که شد برهن هوش او
دش لوح آئینه راز کسیت

همان پوست پوشی بود خلعتش
که مغز است در پرده پوشش
نگنج بگوشتش جز آواز خویش
بر آئینه اش نقش بر بسته رنگ
نگرد و بنقش این نگین آشنا
که شد مال اش نقش لوح جبین
زیلی بود روغنش در چهره
صد ام کر خط پرگار اوست
هم آغوشش آئینه دست گدا
نش غیب حسن صدا جلوه گر
ز موج صدا نقش جوهر نمود
چو شد منقلب جام گیر دست
که فریاد خیز است آغوش او
ندام درین طلقه آواز کسیت

در صفت طنبور

بیا سطر بای ساقی بزم بوش
مشو غافل از زخم ادراک دل
ببوشم زمستی پیامی رسان
ز طنبور صنی محبت ناست
بی نیست محتاج مینای او
همه شور مستی کند آشکار
نهالی که شور طرب یار اوست
گل از گلبنش کم کسی چیده است

که مخمور است نشه دارم زدوش
بکن فکر خمیازه چاک دل
زمینای طنبور جامی رسان
که موکاسه اش رازبان صد است
هیاست از ناله صهبای او
که در کاسه اش موج صهباست
رگ وریشه بنجودی تار اوست
همین ناله دسنی رسانیده است

بشاخش چو فکر نشین کند
 تمنای عشرت پروبال اوست
 ز زخم درین شاخسار بلند
 نوا بلبل شاخسارش بس است
 عجب ساغر بنجودی کرده نوش
 ز نیرنگ آبنگ بیرنگ و بو
 از آن هر نفس گوشمالش دهند
 بساط دو عالم در آغوش اوست
 ز امواج تارشش درین بزنگا
 نه بر سینش تا موج امید
 کشد بلبل سر زهر تاراو
 مگر نیش مضرب دارد فسون
 بر همین سرشتی ریاضت شعار
 ز موج رگت دام الفت نا
 توان یافت در پردۀ زیرولم
 ز سازش طلب نغمه انبساط
 گراز نقش این جاوه واقف شوی
 بود جاوه اشش نقش راه عدم
 درین راه تاریک جبریت فزا
 ز آبنگ دل گردد این راه سر

در صفت چنگ

مغنی بکن تازه آبنگ را	بدو راستی قامت چنگ را
عصای ره ناله اشش کن زنا	که خم گشته در گوچه آتلف را

چه باشد گرش گرم شیون کنی
 بحراب این قیده گاه شود
 طرب چون دعا محو محراب است
 گم چونک اوج طرب را هلال
 چه تیغ است یارب خم پیکرش
 بیدان عشرت کمانیت چنگ
 کمانش ندارد و کزیر از فغان
 ز تار فغان پیکرا و دوتا است
 المصا بقده دوتا می کشد
 چنان از ضعیفی است عاجز پیا
 چنان کرد دشمن است قد و تا
 قد او که از ناله دارد و علم
 ز دشواری اوج کعب کمال
 چه شد گرتنش از ضعیفی دوتا
 دلش هم گیسوی خویش است ایر
 ز چنگ است بر نغمه بند گران
 صدایش بقل درون کلبه
 سر بخودی محو زانوی دوست
 چه سحر است گیسوی پرکار او
 بود بزم می قلزم کنایه
 مدگر کند چنگ با پشت خم
 زهر تار را و ناله کرد و گل
 چو کشتی است در بحره موج روان

چراغی بحراب روشن کنی
 چو ابرو توان رخت زنگت سجود
 نرتم چو ماضی بقلاب است
 بفرق غم و غصه تیغ و بال
 که جوش رگ جان زنده بر سرش
 که از نغمه حسن دارد خدنگ
 هم از ناله زه کرد و ماند این کمان
 بدوشش صد ایتون بکانت
 پشتی ضعیفی صد امیکش
 که از جنبش نبض دارد فغان
 کز ناله خیزد و بچندین عصا
 زیستی بقت فلک گشته خم
 ازین بزم خم خم رود چون بلال
 چو ابرو خم شاخ گل خوشی است
 بود مست طول امل طبع پر
 تواضع بود بند آزادگان
 چو وعظ بزرگان سپاسفید
 دل آرزو صید گیسوی دوست
 که بر دل صندامی زند تا راو
 ازین ورطه ممکن نباشد گذار
 برین میتوان رفت از خویش هم
 چو امواج سیلاب در زیر پل
 بود پرده نغمه اش باد بان

گرش کشتی چشم خوانم رو است ز چنگست از تار الفت نواز بود تار و بنا لاله ابرویش جهانی گرفتار آبنگ او است نکرد است از شوق سیر لعلون دلش ذوق آراسه ذکر و دود رکوعش چو دریا بگرداب خویش	که بادش بدریای مستی صدهست ز چین جوهر آراست بر روی ناز صدایا پریشانی گیسویش که سر رشته عیش در چنگ او است دمی از گریبان سدر در برون جبین مایل اشتیاق سجود سجودش چو عارف بجراب پیش
---	---

حکایت

شی و اشتم سر برانوی غم که چشمی ز تحقیق پیدا شود کمی همی شبنم ز شوق سجود چو انجم کمی لب و زبان همه تن برنگت زمین جبهه سا تخم نسیم گل جستجو ورین حالت از چنگ آمد بگوش که ای سر بر نقش دیوانگی چو اینده چنگ داری بر پیش تو فی قبله خود چو محرم شوی	در اندیشه چون پیکر چنگ خم در کعبه جستجو و ا شود ز چشم تخم سر ایا شهود ز بیضا قتیها دل سجده خوان سرا پا چو افلاک دست عا طپیدن صدای گل آرزو نوائی کرو آب تدرنگ هوش همه پرده ساز میگانهگی مشو غافل از صورت حال پیش تو محراب خویشی الرخم شوی
--	---

دور سابع حل اشکال در عقد بیان

درین گنبدی در آسمان بچشم تو نقش سوای تو نیست بو همسم و گمان از چه پیچید تکمان عدم و همسم بستی تست	ز یگان تا چند جویست نشان بگوش تو غیه از صدای تو نیست چرا خویش را غیر فهمید خمار از تو سر خوش بستی تست
--	--

ز جای دیگر نیست این گفتگو
یکی بهیچ قسم در گریبان خویش
ز شور تو این بزم دارد خروش
طلسم جهان پرده راز است
چه دامانده در غم این و آن
چو خورشید پیوده و هم غیر
که خط شعاعی بود جادوات
یکی در پس زانوی خود نشین
در آئینه عالم رنگت و بو
چو نظار و خیر و شر میکنی
مخور عشوه هر کس و ناکه
ز تحقیق عالم چه خواهد گشت
مکن صید غیر از کینکاه خویش
که با خود بیک لحظه پرداختن

توئی منشا غفلت جستجو
نظر کن به بین جوش طوفان خویش
ز خاموشی تست عالم خموش
هستی از خودی نسیز پروا دشت
طلسم خیال است نقش جهان
کنی چند در پر تو خویش سپر
بخویش است سر منزل آماده است
رخ خود در آئینه خود به بین
نباشد نمودار جز رنگ او
به نیک و بد خود نظر میکنی
تو گر نیستی هست اینجا کسی
که از وهم تو و هم خواهد نمود
در آن کوشش تا گردی آگاه خویش
توان کار برد و جهان ساختن

حکایت

تجربہ در سرشتی کلوخی بیت
که گردد گل معرفت حاصلش
خبر یافت دامای عالی نگاه
مجرد شدن عین دانائیت
چو طالب نقاب تفحص گشت
بنیادخت فی الحال از دست خویش
با فشاندن دامن از برگ و بار
ز گلزار اسرار رنگی نداشت

سر راه صاحب کمالی نیست
بارشاد او حل شود شکش
پیاشش فرساده کامی مرد راه
سلامت گل باغ تنهاییست
بغیر از کلوخی بدستش نبود
بتجربہ راه طلب کرد پیش
نشد نخل شوقش تسلی بهار
ببویش چو گل سال دیگر شافت

ز عارف همان بود بارش جوا
 بود سنگ راحت غبار دوتی
 شد این بار در چشم صاحب نظر
 تسلی ز آئینه اش رخ نمود
 بخود ساخت وز ماسوی رخ بتافت
 جهانست از بس که داغ محیط
 سری گر کشد در گریبان خویش
 بیا ساقی ای نور مرآت فیض
 بمن ده اذان حاصل جستجو
 کشم سر به جیب تاشای دل
 شوم واقف از پستی اوج بشتیا
 بیا ای فلک جاه عرش اقتدار
 ورین بزم تا کی چو من بیدار
 بیک جام تشکین توحید سیر
 که کرد ز تشریف جام مدام
 بیا ساقی ای شور منصور دل
 اذان باد و بخودی تر جهان
 بمن ده که چو آن نشئه آیم بچویش
 کنم گرم هسنگامه ساز خویش
 بیا ساقی ای عیسی روزگار
 دمی گر کنی صرف عالم چه پاک
 اذان نغمه ساز وحدت فنا
 بمن ده که چو من مستی آیم بشور

که هست از دوتی در رهت پیچتاب
 غبار دوتی چون نازد تو سینه
 ز مسؤل و سائل دوتی جلوه کر
 صفا جلوه شد رنگ گفت و شنود
 ز حق آنچه میخواست از خویش یافت
 ز هر موج جوید سه داغ محیط
 بر بند همان گل بد امان خویش
 بیا ای نشاط خرابات فیض
 که چون خم شوم فارغ از گفتگو
 کنم سیر بازار غوغا به دل
 زخم غوطه چون کبیر در موج خویش
 بیا ای محیط دو عالم کسار
 شود مشت غاشاک بر ساحل
 توان کرد منع از در و هم غم
 چو گردون طواف خودم خط جام
 بیا ای گل شعله طور دل
 اذان موج عیش امان حق بیان
 زخم چاک در جیب ناموس هوش
 بکنج هم پیراهن راز خویش
 که آینه ده عالم بکعبه خا
 غباری برانگیز ازین مشت خال
 وزان ساغر فشمه فاند ز صدا
 تعریف کنم در دماغ شعور

بیاساقی ای بایزید زمان
 که از نشه معنوی غافلیم
 منی و و که باشد تجلی خروش
 که چون خم شوم ست عرفان خویش
 درین وحدت آباد کثرت بهای
 ولی چشم کوتا تا شاکنند
 چراغی که دارد گل روشنی
 نماید در آینه امتبار
 بیک شمع از اینها گرفتد نظر
 و اگر جمله را جمع سازد خرد
 بتفصیل وحدت چه جای شک
 درین بحر در کسوت ما تو
 ز هر موج پیدا است شور و گر
 بوقت خموشی نماید عیان
 اگر جوش یک می بصد خشم بود
 جهان سر بسز آئینه خانه است
 همان یک کس از سقف دیوار و در
 بسقف است تصویر او و ارگون
 ز دیوار و در صورتش آنچنان
 بجای نی اگر روبرو دیده
 جز این نیست نیزنگ صنع کمال
 همین نکته ات درس وحدت بسی است
 وونی نیست در رنگ یکتا نیش

محیط گهرهای راز نهسان
 گرفتار تصویر آب و عظم
 خم شور سجانی آید جوش
 کشم جام عیش از گریبان خویش
 ز هر جزو عین گشت آشکار
 شهود کل از جزو پیدا کند
 چو صد شمع از ویش روشن کنی
 از آنجمله یک روشنی آشکار
 همان پرتو کل شود جلوه گر
 بیک شمع این سلسله میرسد
 که اعداد سر در حقیقت یک است
 زبانه است چون موج در گفتگو
 ولی جمله از شور خود بخیر
 که در کام دریاست چندین زبان
 چرا حیرت هوش مردم بود
 که یک شخص بیش اندرین غایت
 بوضع مخالف بود جلوه گر
 ز فرش آشکارا شود سرنگون
 شود در نقاب مخالف عیان
 بجای دیگر پشت او دیده
 که از گفتگویش زبانه است لال
 و دو عالم ز گلزار وحدت یکی است
 تمیز تو شد دام رغنائیش

نرخ عینک آینه پشت روست
خط دور پرگار وحدت یکی است
خرد چون محیش نگر دیده است
درین بزم سازدونی گفتگوست
شود بیجان در بساط مقال
زبان لب گفتگو هینو است
تسلی در آینه خامشی است
بود گفتگو نقش بجا صلی
من واه همه نقش او بام تست
همین احولی نقش بیانیست
طریق وصول از دوی مشکلی

وگر پشت رو بنگری عین دوست
درو نقش آغاز و انجام نیست
با آغاز و انجام پیچیده است
خوش آندل که خاموشی آبنگ است
زبان مضطرب دل پریشان سوا
چو دم میرنی هر یک از هم جداست
شعوری اگر هست در پنجو دلیست
در لب اگر بسته و اعلی
ازین باده مخموری جام تست
خلل افکن حسن یکتا نیست
که تحقیقهای توانی مشکل است

حکایت

یکی مرد را آشنائی رسید
بخاکش ز اشک ادب سر نهان
بزد بانگ از خانه آن آشنه
بگفتا منم یار دیرینه است
وگر بار از آن خانه آمد صدا
عجبت خویش را ز خم زحمت سنا
درین پرده یک نقش اگر شد و بنا
بوحدت سراوهم در کار نیست
نواهی مخالف صدا ی دو نیست
دریغاک از گفتگوی دوی
به یوان هستی سخنها بسی است

چو فرکان در خانه را بسته بد
به بنفش تناسش تحکیم داد
که پای که دارد درین در صد
بنقش غم و عیش آینه است
که ای ندعی بگذرا ز ما جبر
نخواهد شد این در بر وی تو باز
چو نقش مخالف نشیند برون
درین آینه عکس را بار نیست
تو من باش یا من تو این به دوست
ز وحدت عیان اشت بوی دوی
از آنجمله یک حرف تحقیق نیست

از آن نقش کار جهان ابراست ز بس درس تقلید شد آشکار بهار از دماغ یکی شد بلند یکی فکر جمیع کتب می کند یکی را از رفتار نبض اگهی است یکی شد مهندس بگفت و شنید یکی گفت گردون ندارد دست بوهم و گمان جمعی از پی روان ندیدند از عقل و جہل کتاب و می کر حقیقت بیان می کند که آن بحر دانش چنین گفته است کسی تکیه بر خصم مردم کند در آن سعی کن تا کند بی غنا قیاس و گمان خصم دان نیست اگر ز راه تقلید گوهر کند ندرافتد ابر آراستن دمی کاستان آتش کار شود	که آثار تقلید یکدیگر است نشد بیچس واقع از اصل کار رسانیده دودش بگردون کهند زهر صفح کسب حجب می کند بتحقیق سر منزلش گمراهی است یکی ساغر فیاضی کشید یکی خاک را گفت تکمین شعار نخوردند جز کسب تصدیق آن که هست از چه راه این سکون و آسایش حوالت بفهم گمان می کند در معرفت این چنین سفته است که چون جمل را و خرد گم کند ز جیب تو صبح تخیل بهار سراپای تقلید رسوائیت که از خجالت با غرکت بود شکل از آب برخاستن مقلد بختیق رسوا شود
--	---

حکایت

فضولی بآئین کار آگهان که من بار با بید رنگ و شتاب برسم تجارت ز نزدیک و دور زهر موج چندین طیش دیده ام کف دعوتم خالیست از گراف	بلاف سخن بود گرم بیان بدریا سفر کرده ام چون حباب چو کشتی بصد آب کردم عبور بهر قطره چون موج پیچیده ام چو موجم معمای دریای شکاف
--	---

زمن معنی بحر پوشیده نیست
 ز اسرار دریا نیم خجسته
 بسا حل نشینان چه را نم سخن
 یکی گفت از انجمله سیر و سفر
 که چون دیده در آب دار و وطن
 بر آشفت کما خروین کج بر ما
 ز ماهی نشان حستن از ابجھی است
 ز بحر بیا نم که چیدن است
 چو سایل ز خدمت عبارت شنید
 که من غافل از بیست ماهیم
 سزد که بیان تو گیرم قیاس
 بکلمه که درست ز روی مثال
 که باشد همین ماسه ای بهوشمند
 بجنه بد خلقی از آن بوالفضول
 عقین شد که جز حرف نشنیده است
 بهیچ کوشش از پی حرف کس
 به لاسه بحر کسان عقود
 ز تحقیق اگر نشنیده بد ماغ
 گشادی بناید ز تحریک لب
 مقصده اگر رینما شد دولت
 در یک جهان را از ارشد مشر
 دل آن نیست سیست جامه کما
 ز آمدل که در روز بازار عام

درین نسخه حسره نفهیده نیست
 ز هر قطره دارم سراغ که
 که دورند از قعر اسرار من
 ز ماسه اثر برده باشی مگر
 ز داغست همچون دلش پیر من
 همین ماهیم بود و ایم غذا
 که هر جا ملی را از و آگهی است
 ز ترکیب ماهی چه پرسیدن است
 بغورش جو ماهی عنان بر کشید
 ازین کیسه ده نقد گاهیم
 شوم از نشان تو ماهی شناس
 لب هر زه که شد محبت نوال
 که دارد چو اشتر و دشاخ بلند
 که شاخت رنگ فروع از صول
 چو ماهی شتر نیز کم دیده است
 بدال جستجو کن چو بیک نفس
 حریری ز تحقیق خود هم بر آ
 جبان نیست جز پر تو این چراغ
 کلید و دانش از دل طلب
 رساند بیک که ممانعت
 بیک جنبش دل توان کرد بار
 که کرد و ز سر و صغیر عیان
 بدکان قصاب دارد مقام

نه اندل که دارد جرس در برش دل آنقدر برق ادراک تست با حس رام این دل اگر رو کنی بیزم تحقق گر آسود هست خوش آنکس که در پرده گفتگو رست دل آنها که دم میزنند بظاهر خط نسخی که کشند بباطن همان معنی و حدتند	نه اندل که یابی زگا و و خرش که پوشیده در صفی خاک تست محل گماشتن معرفت بوسکنی بحرف نخواستنا بود دست خموست لبود ساز آهنگ او سجده از جا قدم میزنند بباطن همان معنی و حدتند
---	---

حکایت

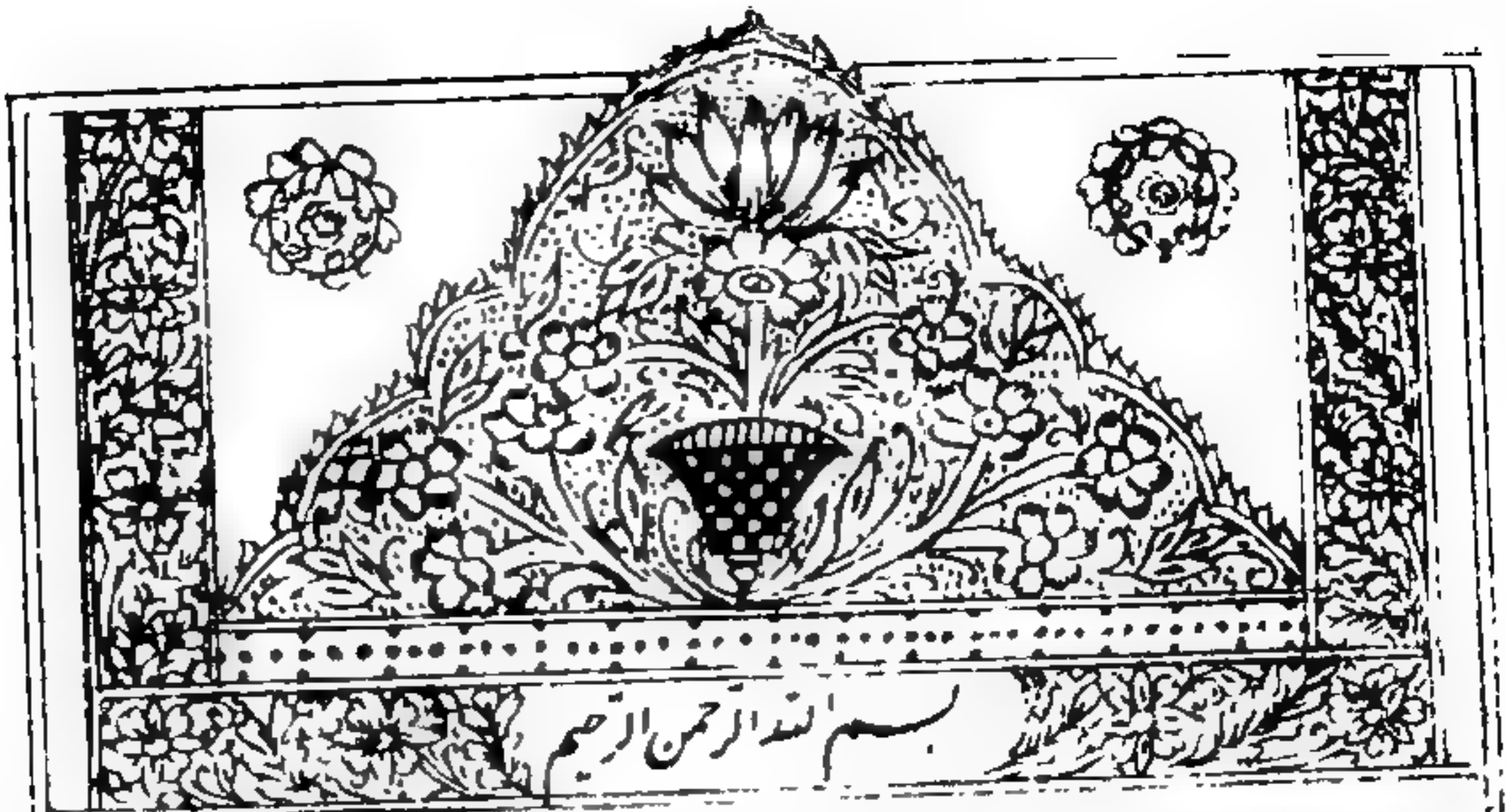
شنیدم که مروی سیاحت شعاع پس از انقضای زمان نشاط بر رسید کامی بر سر احترام سزدگر کند ذات و حدت نشان چو بشنید این نکته صاحب کمال که از سر تحقیق نامم پرس منم ذات از اسمهای نشان وجودم که نقشی است حیرت اثر کس از من پرسید نام مرا در آئینه و هم نشال جسم خلاق ز خصم گمان کتاب برادر اسب و پدر پور خواند بخود نسبت ظاهر دم دیده آ مرا هم ز تصدیق آن چار نیست اگر از تحقیق برآرم نفس	بصاحب دل گشت ناگه دو چار چو بر چیده شد مجلس اختلاط سر اغت کیم بعد ازین از چه نام باسم خودم آشنا چون زبان لبش بخت رنگ بهار سوال اسیر فریم ز دامم پرس متر از ادراک وصف و بیان شدا ز پرده چشم من جلوه گر ندانست قدر مکان مرا من از خود نسیم پر تواند از اسم بچندین صفت کرده با من خطاب ز اصل خودم هر کس دور خواند ز پیش خود کسی ترا شنید و اند ز طبیعت مردمان چار نیست نیاید ز من باور هیچکس
--	---

<p>چو قانون هستی چنین کرد ساز یکی دوست خواند یکی دشمنم ولایتا کی از بخت و سه هر زمان تو چون نیستی اگر از خویش متن ازین نشئه گمراهی بیش نیست ترا چون تحقیق خود راه نیست و ماز در سس نیرنگ عالم مرن ترا بر تو غیرت نشان داد و مرن پی گفتگوی کسان رفت نه این نعمه از پرده آگهی است چه سود از تماشا گرت نیست چشم چو تصویر بے نشئه محسوس اگر عالم اینست آدم کجاست</p>	<p>کنون مصلحت نیست افشای راز ولی من نه آنم نه آنهم منم بجوی نشان خود از دیگران که خواهد و اگر واقف از خود شن که از غیر پرسد کسی حال چیست از غیر آنچه یابے بجز غیر نیست ز حرفت فریب جهان دم مرن عنانست به ست گمان داد و مرن بتحقیق و هم و گمان رفت که گوش کمال تو از خود تھی است که از خود مدار و کلاه تو چشم بقایه نتوان شدن آدمی اگر نیست آدم بعالم کجاست</p>
حکایت بر سبیل تمثیل	
<p>بزرگی ز خلق جهان منزوی نگاهی چو خورشید عالیه نظر ز حاجت به بیننده رنگت مال که امی در فن معنوی ذوفنون چه صوت است در پرده این تار چنین گفت دامای روشن جواب نه آنجا کسی داشت از ما خبر شده یکی درین بزم پیداشد</p>	<p>مگر شد بختو ابش عیان مولوی بی درتیم چو فیض نظر گشا و از ادب قفل درج نوال چسان دیدی احوال خلق بطون چه رنگست گلپای بهر ار را که عقیقی چه دنیا ست نقش رباب نه اینجا کسی پرده رنگ اثر کسی غیر ما واقف مانده</p>
دورثا من ختم طومار کت و پوی بیان	

بیا ساقی ای خاتم و قستم
کنون صحبت خامشی فرصت است
و داع سخن را به بزم بیان
بیا ساقی ای کیمیای مسم
تو انحر و در سینوایان گدا
اگر پز و نیست در خانه ام
که در مقدمت سر بلند می کنم
ورقهای دل برگ پانچم بس است
شکفتن ندارد دل سخت من
ندارم ازین صبح رنگت امید
بقصر اجابت گرم راه نیست
بیا ای فلاتون اسرار خم
بمن ده شرابی که بوش آورد
شرابی که از رنگت توصیف آن
ز پا بر فروزم چرخ سخن
ز برگش بر غرقش پرده هم
ز توصیف این طوطی باغ جان
شود بر زبان فی کلک من
بده از گلستان پانچم سبق
که در آخر بزم پان لازم است
چه طوطی است آن برگ آتش زبان

ز مهر خموشی بده ساغر م
که پیک سخن را دم رخصت است
بود پرده پیچیدگی زبانی
نگاه غنائی که بس مفسم
که از خاک شکی ندارد بهار
تو گنجی گذر کن بویرانه ام
ز لخت جگر میره بندی کیم
کدومی سویدای عالم بس است
سپاریست کو یا دل سخت من
بود چون ام دیده با سجد
کند دم عیش کو تا نیست
که گردیده ام در خم جمل گم
بخجانه فکر جوش آورد
زبان قلم را کنم برگ پان
کنم لاله کار کس باغ سخن
محل فکر از رنگت دیگر دهم
شکر خوار عمل پر پی طلعان
نراکت فروزش رنگ پان من
چو طنبورم اکنون بگردان ورق
پس از میکشی نقش آن لازم است
که دار و قفس در دیان بتان

تمام شد مثنوی محیط اعظم شاعر سحر
میرزا عبد القادر المتخلص به بیدل رحمة الله



اگر منکر نبوت نه با خطرات جز بعتظیم پیش میا و اگر بر تخیل ایان داری بر پیچ جانب بی آید
چشم گشتار با عی بر گوشش تو قلعی زمینا نخورد کاندیشه پیغام می و انخورد چشمی
کشتانی باطل گشتا تا از مره رنگ جلوه پا نخورد شخص ظاهر را بنظر بیت ستا فضول
ابن تحقیق نباشی آسمان را بر رفت مغر بیندیش تا برای خود پستی فطرت نترستی نظم گریافتی
هر ارقدم پیش موج و رفیمیدی ز لفظ معنیش مگو تا طبع تو بهت فضولی نکشد

مکعب است درین بهار می من و مهو غزل

بجهان کنیسی مره بر بند و در گشتا

بجنون سپند زن پی منتار بر گشتا

شمر کا غده است و بس تو هم اندکی نظر گشتا

همه گر موج گوهری بر میدانی که گشتا

بتاشای چشکی ره سنگ و شر گشتا

فلسی صرف جوش کن زخم چرخ سر گشتا

اگر از نوع آدمی ز خود افسار حشر گشتا

به محیط استانه رنگ موج که بر گشتا

که باند از قلعیت پری هست پر گشتا

تو بر استی نشسته گری هست بر گشتا

شقی از خامه طرح کن در مصر شکر گشتا

رسیده می بفهم خود در عزم در گشتا

زگران جاغیت سبب دشو و نار منفعل

طیش خلق پیش و پس رعش است و بس

ز سر و دین کس سری بغض و نهای عافیت

بچه فرصت وفا کند گل تکمین فرو شیت

سحر نشه فطرتی نه خاک از چه غفلتی

هوس جوع و شهوت شده دام دلت

ادب آموز مهران لب خلکی است بی بیان

ادبی تا تسللت نکند شیشه بی ملت

دل دوستی نه بشه بچه غم و شکسته

اگر انشای بیدلت ز علاوت دهد نشان

نکته باید گویند آشنائی مکن تا از میان

بیگانگی نگزینی با قفای آئینه متوجه میشی تا هیئت خود را منقلب نه بینی رباعی

از بلبل غافل حرف زبانی
در آب روی تری در آتش داعی عمل
که هزار میکده میدود بر کاب گردن تنگ
که ز منت نفس کسی نگذار و آتش سنگ
که شتاب اگر هر خون شود زسد بگردن تنگ
نفس آبیار عرق مکن ز حدیث غیرت جنگ
شب خون بخواب پری مرز فسانه های تنگ
سبکیم آن همه کاین زمان تبارز آمده سنگ
برید ناخن مطرب از گره بر شمش چنگ
شره شکنی بره نظر پر اگر دبی بخت تنگ
بهار سلسله میکشد سطره توی چنگ
که رود زیاد تو خود بخود چو نفس ز آئینه تنگ

حیف از تو دور و نزدیک مقیم باشی
صحبت اینجا موثر است اگر باشی
بخیال که میزند فصح جنون دل تنگ
بمضور زاویه عدم زده ایم بر روحانیت
بدل شکسته ازین حین زده ایم بال کشتنی
کسی از طبیعت منفعل بکدام شکوه طرف شود
بفسون سستی بخیر شکست شیشه ولان خند
گدیزی زبرد و جهان گران شد خاک نسبت جسم جان
ز دل منورده بناله نرسید تاب و تب نفس
سخن غرور جنون اثر بزبان جرات ماست تر
چه فغانه ازل و ابد چه اعل طرازی حرم و که
ز غبار بیدل نا توان دل نازکت نشود گران

نکته اگر از طبیعت کسی را میل نفاق در یابی یقین شناس که صحبت اکابر در نیافته و پر تو آفتاب آداب بر طبع خیشش در نفاقه رباعی که طبع ز ازل آداب رزم میباش

از سجده پیچکس نمیکردا با
شور حسون در قفسی با همه بیگانه برآ
تاب و تب سجده پیل رشته زنا رگسل
اشک کشد تا کجا ساغرنا موس و جانا
چون نفس از الفت دل پای تو فرسوده بگل
چرخ کلید در دل وقت جهالت نکند
نیست خرابات جنون عرصه جولان فسون
کرده فسون نفست غره عشق و هوست

میدان یقین که سرکشی کم میداشت
گر شیطان صحبتی با دم میداشت نامطبوع
که نفسی ناله شود از دل دیوانه برآ
قطره می جوشش زن و بر خط پیمان برآ
شیشه بیزار شکست اندکی از خانه برآ
ریشه وحشت ثمری از قفس دانه برآ
از صفات گودم تیغ همه دندان برآ
لغزش ستانه خوش است آبله پیمان برآ

د چسپه اغی کہ نہ از دل پروانہ برآ شود بر خویش گشا گنج زویرانہ برآ رو بہ خواب زن از کفست افسانہ برآ چنگ بہ ریش مزن از ہوس شانہ برآ	ما ز خودت نیست خبرورت خاکست نظر ما و من عالم دون جملہ فریب است و فسون بیدل از افسونگریست غریب جز آدم نشود نکستہ گواہ قوت جسم ہمد آدمیت
--	---

در آداب شدہ رابطہ عبادت و شاد قوت عقل تو توجہ بر اکتساب علوم حکمت و دل
قوت روح پرواز بہمت بعروج نسبت وحدت مادہ این ہر سہ قوت مقدار اعتدال
غذاست کہ بقوت آن جسم توانا شود بر قدرت اعمال و عقل اعانت یا بہ درستی تحصیل
کمال و روح بال گشا ید بحیث حضرت ذوالجلال اگر اسباب غذا منقود باشد تزدو
جسم در طلب و جمہ معیشت مانع ذوق عبادت است و تقصیر عقل در تدبیر حصول
آن محروم کسب حکمت و تخیر روح از تشویش اینہا رجوع بسہ منزل جمعیت ربانگی

با شکست و ترماندہ لیل و نصار آن دولت جاوید کہ غلہ شش خوانند با مطہوع بوصول مقصد یافتہ پس غلبہ ز مراد عالم آب و گل بہر جنون آن دو اسل بجاست صدر و چہ آستان کہ گشتہ تو ازین و آن زیہہ اگر ہمہ بگذری تو ہمان بسایہ براری افسانہ ہوس نقد مفروش شہت مغرور زہوای کبر و سرمنی ہمہ راست تنگ فروئی دل دزدہ کہ ہمہ خون کند ز کم آوری چہ فرو کن کف پای جملہ نشین با بخیال کرد کمین ما شدہ در مغرورہ بی نشان بخار آئینہ ات نہاں طلب تو بس بود آنقدر کہ زمینی بری خبر خوشت آنکہ ترک سبب کنی بقین روی طریقی	قاغ شود جمعیت آن مفت شمار رزقیت کہ بی تزدو آید بکینار تو ز اشکنا اینکہ کم نہ قدمی ز آبلہ با طلب اثر اجابت منفعیل شکست دست و طلب چونکجا حیرت ازین مکان بہم خیزد و تقفای طلب بعلاج شعلہ خود سری نی از جبین حیا طلب چون غبار انجمن سحر نفسی شمار و ہوا طلب تو بذوق منصب ایمنی ز پر شکستہ ہا طلب عمل گراز تو جنون کند بعد مفرستہ ہر طلب بی آرزوی جبین با بچسب غرور زنگ طلب نفسی بصیقل امتحان پرواز میان صفا طلب بخودت اگر زرسد نظر بخیال ہیچ و خدا طلب ز حقیقت آنچہ طلب کنی بطریق بیدل طلب
---	--

نکته اگر حصول رزق از عالم غیب نبود و رحمت جز با صلی نبی پرداخت متوقف
فاقد می گشت و مجربان را ناامیدی میگذاشت ربا عی اگر حاصلها بکام تقوی میبود
از خشکی برگ تا کن میا میرست
در روزی کس بجز مزد ترزد میسود

از بیفته زانج جمله عفا میرست محض
گل بایل رنگینی می نشسته جام است
عالم همه سودانی اندیشه خام است
خلقی تماشای گل و لاله محسوس
لیکت بنان ماند بزیر و بم ناقوس
از کوری این بصران وصل تمام است
گلها همه برگ و شجر با همه بی بن
گم گشته معانی بعبارات تفتن
ای خاک غبار چه حسون بر ذرات
رحمت کش نازی و نگوشت لوایت
دیوار نشان قدم و آبله بام است
از کن فیکون نبض خیال تو و من گیر
خواه انجمن ایجاد کن و خواه چمن گیر
خوبانکه بشوخی دل عشاق ربودند
پا در گل این انجمن و هم نم بودند
رفته نمرود در خود و گفته خرام است
تکلیف همه گر کوه بوغیر صد نیست
زین گلشنیان قسمت مابوی و فانیست
ای موج غنا جوش خنسان الست
جامی است ز کیفیت توحید پرستت

گویند طرب شیفته عید صیام است
این و سوسه با معتقد طمع عوام است
ماروی تو دیدیم دگر عید تمام است
ناموس جیاداد بیا دکن افسوس
چون پرتو شمع که بروشت ز فانوس
گل کرد و ز حیرت کده باغ تلون
اینست اگر ساز خرابات تعین
تمثال چه می دارد و آئینه چه جام است
کز چرخ گشته است دماغی بهوت
زین پست و بلند می که بخود چیده بهایت
فی قرعه جان افکن و فی فال بدن گیر
عالم همه گردی ز تنک و ناز سخن گیر
بر هر چه نظرمی فکنی صورت نام است
از قاست رعنا علم ناز گشودند
هر گاه چو شمع آینه و هم زد و زد
جانی که عنان گیرم باز جانیست
در عشق سرو برگ نشانیست
مشتوق برین بت سنگست که رام است
مخمر تو مخمور تو مست تو مست
گوشت بهیرد هوس شبه پرستت

آب تو ز سر چشمه آئینه حرام است
 هر چند که از عنصر تحقیق جدایم
 حیران خیالیم پیر سید کجاییم
 آنجا که کند حکم ادب عشق جنون کیش
 ای منفعل هستی معدوم بیندیش
 تسلیم اگر دست دبدبه قیام است
 ای ناقه اوراق زو سواس تو در گل
 در وادی تحقیق نه راه است نه منزل
 بیدل دلت افسرد کنون راه دیگر زن
 بر ضبط نفس چند تنی فال سحر زن
 چون آئینه بیرنگ شو کار تمام است

زندانی تبهت کده و هم بقایم
 عمریت گرفتار دل بی سرو پایم
 مثال چه تبهت کند آئینه دام است
 رعنائی طاقت چندان دل درویش
 این معبد عجز است تعین نرود پیش
 و هم تو جنون تا ز خیال حق و باطل
 محمل کشش شو قیم بقدر طیش دل
 هر جاتب و تاج جرس آسوده مقام است
 دامان عباری که نداری بگر زن
 حورشید نهانست تو از سایه پدر زن

نکته ریاضت صفای باطن می آرد

بشرط اعتدال و ضعف بر قوی همت نگار دبا فراط کمال مدعا ازین کسب مود
 فاسد را با صلاح آوردنت نه اجزائی صالح را نیز فاسد کردن اینجا زنجار طبیعت
 زدودنت نه آئینه را بشق صیقل فرودن بکلم قدر دانی جمعیت وجود هیچکس از خیال
 بر ریاضت شاقه پرداخت انا بقدر صلاح مزاج و خواب و خور نیز ساخت مگر مقدار
 ضرور و احتیاج ربانے

بسیار جسد که کارگاه اسماست

بر صوم و صلوات بر میسنز اکا جیا

چه خوشبخت اگر آنقدر بود هوس بلند می منت

بدور و به مدت این نفس دولت شیا ز صبر

چو گل از طبیعت بی نشان بخیال دینی آید

چو حباب غیر لباس تو چه توقع و چه هر اسیر

نه عروج نغمه قدتی نه دماغ نشه فطرت

بر جاست جا و به عیشی بهر است خجالت گرشی

روزی دوز خلعت جمعی بر پاست

تغییل پیام کمال عرف است غزل

که بر آن مکان چو قدم نهی خم گردشی نخوردست

نه اگر از پیش نفس که چه بیضه می نکند پرت

بر سگی ندی این زمان که دمید پیرهن از برت

نه توانی و نه قیاس تو چو کشنده جا به پیکر

تو غبار و اعط عسرتی و هواست پاییزت

تو چنان مرو که نغزشی بچی زنده خط مسطرت
که زیر انحن اوب فکند بعالم دیگر ت
که بجهنم ناله عاجزان کند التفات هوس گرت
عذر از بلای فسر دنی که رسد منصب شرت
سر آرزو بچار رسد ز دماغ آبله ساغرت
که بچیرت چمن اثر شود آب و آینه رهبرت

ب دماغ افشرد و غلب پسند این به تاب و تب
ز فسون مطرب و چنگ آن کشت نقد از زلفان
غم قدر بیهوده خوردنی همه سکنه دارد و مردنی
طلبی گراز تو بار رسد بسرا وقتد چو میارسد
ز سواد سنخ خشک و تر کلام سیدل مانگر
نکست از فرط گر سنگی که حرارت

عزیزی بود اع قوی دامن میچیند صاحب ریاضت اشکال غریبه می بیند یعنی بخارات
که ماده متخلیه است هرگاه بدماغ صعود می نماید مثلاً لهای عالم خواب در عین بیداری
غالب می کشاید همچنان به سنگام نزع نیز صور مثالی بر طبایع منکشف میگردد و آن
از باقیات خیالست و گرنه در نفس الامر تحقیق آن دشوار است و محال مثل شعله چراغ
که چون روغنش کم میگردد و سردی میگیرد و روشن تر میشود تا باندک فرصتی ببرد چون
غلبه جوع که موجب صفر است و غلبه صفر اما و دایما و سواد جمعی را که با مبدا توجیهی است
از صعود این بخارها بطور حقایق و معانی خوانند و فرقه را که از حقیقت بجزیت شکاک
دیو و جن میدانند چه دودها که ازین آتش ناشتعل متصاعد نگردد و چه سوداها که
ازین صفرای سوخته بطوفان رسید اگر هوش است باید فهمید که غیر از اشیای
محموسه معین هر چه در خیال بر تو اندازد همه سوداست و خلاف قاعده آنچه در نظر
متشکل یا بنده قبار بینانی را با ع

خلق است درین جنون سدا می نریخت
من بنده آنکه در ادب گاه و شبات
نشده درین درگاه عبرت بفرم چندین سال پید
صبار کیسوی شکبارت اگر رساند پیام صنی
فکشت زعفر که می کشاید بر اعتبارات میفراید
چو موج بیداد هیچ سنگی نیست بر شیشه تم نگ
اگر بعد زنگ پرفشانم روانم جستن بختوانم

زندانی اختراع چندین فرزند
جو عشق محزون سازد و سیری رنگ
جنون سوادیکه کردم مشبب سیر و راق لایه پید
چو شبنم از دماغ لاله گردد عرق ز ناف غزاله پید
جلای یک شیشه میناید پری ز چندین رسای پید
نکست در دلم ز بگی که رنگ میگردانای پید

که کردیرو از بنی نشاغم ز بال طاووس ناله پیدا
که ابر در موسم نیتان نمیکند غیر ز ناله پیدا
که میشود این گلو خراشان چو سخنان از نواله پیدا

چو جوشد افسردگی زد دوران جند ز ناله اول احسان
قبول انعام بد معاشان بخود گوارا بگیر بیدل

نکته کسب موقوف بر تکالیف

حتمالی و گاکا کار نیست بی تلاشی بهم تلاشی است و بیدست و پائی نیز معاشی اما تقلید
موجب تعید است و همیوضی دیگر باعث تشیع رباعی گرسید تقلید کرمی بند

چون شغل مپسندار می بند
آبی در گریست آنچه گد می بند و غزل
توز غنچه کم نه میداد در دل گشای جسمین در آ
بخیاں حلقه زلف او گری خور و بختن در آ
زه دامن تو میکشد که درین باط کین در آ
نه باین جون بلد تو شد که بعالم تو و من در آ
قد می پرسشش من گشای نفسی چو جان بیدن در آ
گره حقیقت شبنمی شکاف و در دل من در آ
چو سحر چه حاصل نیست نفسی شو بختن در آ
بیشیت عالم عاقبت در جستجو بشکن در آ
تو نگاه دید نه بسلی مژه و اکن و کلفن در آ
که بخلوت ادب و وفاز در برون نشن در آ
تو بغربن آینه خوش نه که نگوییت بوطن در آ

ای فطره بجمعیّت دل قانع با شس
ستم است اگر هویت کشت که بیه سر و چین در آ
پی با فهای ریمید و بومپند ز حمت جستجو
نفس است اگر بفسون و بد بتعلق هو س حب
هوس تو نیک بد تو شد نفس تو دام و دوشه
غم انتظار تو برده ام برده خیال تو مرده ام
بهوای منی بهی با علی زده ام خمسی
نه هوای اوچ نه پستیت نه خروشن هو شست
چو کشتی ز کوشش عاریت الم شهادت بن دیت
بکدام آئینه مایل که ز فرصت انبیه غافل
ز سر و ش محفل کبریا همه وقت میرسد این ندا
بدر آبی بیدل ازین نفس اگر آظاف کشته شو
نکته در عالم آثار کثرت بساز از زوایا در آ

سرمایه فرصت تحقیق در بافتن اگر چراغ بنیش قابلیت نوری دارد در انجمن میفروز تا
بافسون خیال از تجلی کاهی چشم نبوشی و در حضور آباد گشته جمال کسب حرمان خوشی

بر آئینسات تهمت ز نخل سبند
باز است در حضور ز نهار بنده مخمس
من میگویم کسی و گر نیست
عشق انجمن است در نظر نیست

رباعی فرصت داری جزا گهی کار بند
هر چند بود یکمژه و اگر دین چشم
اسرار جهان هست و گر نیست
این طرف که از خودم خبر نیست

رنگت و بہار جلوہ گر نیست
 از عیب حساب پیش و کم گیر
 تمکین نگر و غبار کم گیر
 عالم ز حقیقت غایب
 ای غافل کار گاہ امکان
 یاران مژہ بستہ اند در نیست
 خاک کے بہوا بہار دارد
 چند آنکہ نفس غبار دارد
 بر عزت و جاہ اعتباری
 زین جسد گدھی کہ سر بر آری
 سر دارد و غیر در نیست
 پرواز حسنون مآل دارد
 جمعیت دل کمال دارد
 تا دم نفس نفس شمار است
 گر عرشی و فرشی آشکار است
 این خانہ خراب بام و در نیست
 دریا عرفی چکیدہ از سنگ
 یعنی کہ ز کار گاہ نیزنگ
 در عالم انقلاب ز بہار
 جمعیت و دم مغنم دارد
 بالین کسی سہیہ ز پر نیست
 شایستہ ہمت نشاید

خواہے دریا و خواہ نم گیر
 بیرنگی رنگ سہ بہم گیر
 چون سنگت ذخیرہ شرف نیست
 کرواست ہزار پردہ سامان
 در خانہ آفتاب تابان
 ہستی اگر اعتبار دارد
 صبح آنیہ در کنار دارد
 جوش عدم است کز فر نیست
 چیداست جہانی بساط خواری
 بر مہر کہ شعور و انگاری
 زین نسخہ کہ قیل و قال دارد
 گر ہوش تو ہمہ حال دارد
 آشفگی آفت ز ہر نیست
 صدر رنگت جنون ہوس غبار است
 این پست و بلند اعتبار است
 صحر اگر ہی است در دل تنگ
 لختی بد را از عالم تنگ
 ہر نقش کہ دیدی آفت ز نیست
 بر دل ہوس ثبات گمار
 پرواز غا و خوابش انگار
 آن اصل کہ اعتبار زاید
 وقت ہمہ کس دو دم نباید

رنگے کہ پرید باز نماید
ای موج زہم گسسته پیوند
باترک خیال باش خورسند
گر بجزر بہ رسد گہر نیست
بیہودہ بحرف و صوت مخروش
مولیست غبار دیدہ ہوش
امروز کہ اعمت بنار ساقی است
آئینہ بعد نظر ملاقا است
دیدار بعالم دیگر نیست
کچنی انفعال کردند
آنرا کہ پری خیال کردند
بیدل ازین باغ یاس منزل
چون ریشہ دو اندنت چہ حاصل
ہر چہ بخود رسد مرغیت

فرصت شر است نامہ مرغیت
تکین خواہی رہ پیش بند
غواصیہا سے و ہم وطن چند
تحقیق تخیل است خاموش
در آرزو سے وصال کم جوش
چون دست رسا کنی مرغیت
مستی و خمار افاقے است
مادل باقی است جلوہ باقی است
یاران طلب محال کردند
پرواز برون بال کردند
بیرون دکان شیشہ مرغیت
خلقی بفسوس بست محفل
ایجا از سے پاسے در گل

ملکتہ مجاز یعنی عالم اعمت بنار انبالی

نصرت نمودن است کہ تخم آن جز حقیقت نیست در مرتبہ نہال از تخم اصلا نشان
نہوان یافت و بچہان از شاخ و برگ میسج نہوان شکافت رہا سے

ای آنکہ گہی خلوت و گہ انجمنی
نیرنگ دونی بار نہار و ایجا
ماطبوع ہمہ عمر با توفیق زدیم و زفت زخما
چو غبار نالہ نیستان زدیم گامی از استخا
چہ قدر رنجلت مدعا زدو ایم براثر غنا
ہمہ را بعالم بخودی قدحی است از میفت
دل نالوان بجا بردالم تردد عاجسے

پیوستہ بوجہم غیر آتش فکری
من با تو توام چنانکہ با من تو منی
چہ قیامت کی نہی ز کسار ما بخت ارمای
کہ ز خود گذشتن مانشد بیمار کو چہ چارای
کہ چورنگ دامن خاک ہم گرفت خون کارای
سرور بگ گردش رنگ کو کہ خطی کشد بچارای
کہ چو سجدہ ہر قدم او قد بزار آبلہ کارای

بسواد نسجه غیثی رسید عشق تا ملت

صف رنگ لاله بهم شکن می جوش گل زمین شکن

بر کباب عشرت پریشان نزدیم دست نظمی

نه بد امنی حیا رسد نه بد استگاده خار سه

چه خوشست عمر سبکبازان گذرد با و من آنچنان

چهره طبیعت بیدلم ادب آبیاری شکفتگی

نکته از قلندر می پرسیدند که معرفت چیست گفت نتیجه بیکاری که اگر شغلی دیگر

دست بهم میداد هیچکس درین ورطه خیال نمی افتاد ربا غمی که قابل لب عملی میزدادیم

در ورطه فکر خود نمی افتادیم

از سعی جنون داد گریبان دادیم غزل

تو بکن نظری کنی که دمی عسرق کنم از حیا

هوس گراز تو جنون کند بهین منی کنم از حیا

مژه برهم آرام ازین و آن همه یکورق کنم از حیا

که بوس آن لب لعل گون سحری شوق کنم از حیا

بمن این گمان نبرد یقین که خیال حق کنم از حیا

خط نقش پا بر قدم رسد که منش سبق کنم از حیا

من بیدل و عرق جبین که چه در طبق کنم از حیا

هوش در اینجا دانشها مصروف تعلق اسباب است و آنچه هر چه غیر اوست فراموش

این معاملات ابل دنیا با اصل الله راست نیاید و اطوار اصحاب شعور هم نسبت

مجنون وضع نشاید ربا

جز بر بخت شعور در حضورش و نیست

مقف و دیوار زنگار اینجا نیست غزل

تو بهیچ شعبه نمیری چه نشسته میگردد عیث

قلی تاجک سیاه زن بنویس خط غبار را

به بهار دامن نازدن ز خنای دست بخار را

بغبار میرود آرزو نکشیده دامن یار را

چه شود به نسبت پارسد کف دست آبله دار را

که چو صبح در دم امتحان نهفتد بر آینه بار را

زود است سیاه رنگ و بونید باغ غنچه بار را

نکته از قلندر می پرسیدند که معرفت چیست گفت نتیجه بیکاری که اگر شغلی دیگر

دست بهم میداد هیچکس درین ورطه خیال نمی افتاد ربا غمی که قابل لب عملی میزدادیم

دیدیم که دست ما بجای نرسد

نبود هستی بی اثر چه نقاب شوق کنم از حیا

چو ز خاک لاله برون دم قدمی شکسته بخون

اگر دم ده خط امتحان هوس کتاب آسمان

چکنم ز شوخی طبع دون قدمی نزد عرقم بخون

ز تخمیلی که براد دین غم با ظلم شده همشین

ز کالم آنچه بهر رسد نه ز قلم رسد

بامید وصل تو نازنین همه را نثار دل است وود

نکته قرب الهی جنون دارد و قرب دنیا

تنه به خرابات هوس بپای نیست

ای خواج که کن آرزوی دولت فقر

ره مقصد یکجگم هست بس بخیال می پرسی عیث

زفسانه سازی این و آن که رسد بعضی بی نشان

نه شکسته بال و پر بیان هوای او نه پری عیش
که درین شکسته خار پاکشیده گل لبری عیش
همه ولی بخیاال خود که توئی همین قدر عیش
چو یقین زند در امتحان پی عمر در سپری عیش
دل شیشه گر بصفارسد نه طید بوهم پری عیش
چه قدر شکش مہمی کہ چنین نہ و تری عیش
چه شخصی چه تعینی کہ خودی غلط و گری عیش
بنظر نہ و بگو سہا ز سیاہ و در بدری عیش

ز زبان شمع خیال کن سخن بہت عبرت بخش
چمن صفا و کدورتی می جام معنی و صورتی
ہوس جہان تعلق سر و برگ حرص و تعلق
نہبت بخود چو فرارسد بحقیقت ہمہ وار
چو ہوا ز کسوت شبہی نہ شکستہ نہ فراہمی
نہ حقیقت تو یقین نشان نہ مجازت آیندگان
خجلم رنگ حقیقت کہ چو حرف بیدل سرباز
نکستہ اعتبارات خضر در نوع ان

ظہور نشہ ایست کہ ہرچہ مخطور باطنش گردد
میرچند آثار و قو عیش ظاہر بفساد و شر
متعلق باشد اما تامل در اقدام آن جایز نہارد
بی اختیار حکم مقدور از قوہ بفعل آرد
و شعاری گل کردن جھمی کہ خطرات قلبی را با موج مروج کوئی موازنہ نماید و آنچه مطابق
خبر بیند کار فرماید رہا سے

گل کرد درین چمن بصد رنگ صفات
زان شخص مدان غیر ظہور خطرات
عنا شوم تا گرد من یاد بسداغ و نیست
کین ریشہ شوخی نزد تخم دو عالم خرمیت
جان صد عرق آب بقا گل کرد و لطف نیت
بی پردگی دیوانہ طسرح نقاب افکند نیت
خاکستر پروانہ محو سپداغ ایست
نہ آسمان گل در بغل کین برگ سبز گل نیت
شور دو عالم کاف و نون یک کب بجوف آرد
در نور شمعیت مضحک فانوسی پیراہنیت
مارا با کرد آتشنا بینگام نہ من باہنیت

شخصی است حقیقت تشر و مرآت
قول و ہر فعلی کہ مشعر خیر و شر است
غرل ای پریشان چن بوی گل نیرنگی از پیراہنیت
با صد حدوث کیف و کم از مزروع ناز قدم
تشنہ یہ صد شبہم جیا پرورد و تشبہ تو
تجدید ناز آشفتنہ رنگ لباس آراہنیت
در وادی شوق یقین صد طور موسی آفرین
در نو بہار لم یزل جوشید و از باغ ازال
دل را بکیرت کرد و خون بر عقل رد برق جنون
بر جا برون جوشیدہ خود را بجو و پوشیدہ
جوش محیط کبریا بر قطرہ است آئینہ ما
نہ عشق داغ منی ہوس شوق تو ام سرباز

ای صبح یک عالم نفس اندیشه دل مکنت
بیدل چه پرواز و بگو ای یافتن با جنت

حسن حقیقت رو برو شمس فضول آینه جو

نکته در اعتبارستان نیا بج عنصری

حقیقت خود را یک شخص تصور باید نمود که مرتبه جماد و طبیعت بحکم ثبوت جو هر خفا
و مرتبه هیولای آن میدان نشو و نما مرتبه عرض پیکر با طهارت قدرت حسن و حرکات و مرتبه
انسان شخص مصور با اعتبار فطرت جامع آیات رباعی گر هست جمال اینذات در زنگست

و ز نامیه شوق تو بعرض رنگ است
ای رمز عیان این چه بلا نیرنگ است
انغوشش چرخ شوخی انداز بیدل است
این هفت پرده پرده از ساز بیدل است
مینا عبث بنام پری مال میزند
خلقی غبار و هم بغربال میزند
عفا پر شکسته پرواز بیدل است
نیز نک میکند کل ازین بی نشان چمن
نی ساز حرف و صوت نه آهنگ ما و من
ای بی طراوت از اثر شب نیم عدم
هوشست چه رمز و آتش از عالم عدم
انجام هم چه واری آغاز بیدل است
روزی دو در قلم و حیرت و وطن کنید
آئینه بشکنید و ناشای من کنید
گرد بط نسجهای تعین به هم زنید
جز دل به هم چه در نظر آید قلم زنید
دل نیز نکته قلم انداز بیدل است
باشپره معاند آفتاب نیست

حیوان آثارنا شناسائی تست
محمس و امان خاک خواجگه ناز بیدل است
شور جهات گرد و تک و ناز بیدل است
بر هر چه گوش می نمی آواز بیدل است
آئینه هم رزه پرور تمثال میزند
در عالمی که وحشت دل بال میزند
بی پرواست جو برای شمع بی گن
کس نیست پی برد که درین حیرت انجمن
آئینه خیال که غماز بیدل است
از بیشتر غرور و نگر می کم عدم
ناگشته خاک کس و محرم عدم
یاران و داغ انجمن و هم وطن کنید
در بخود می تنه سیر چین کنید
رنگ شکسته پرده گلزار بیدل است
یا انتخاب لوح وجود و عدم زنید
هر گاه بی نیازی بهمت قسم زنید
حسن ازل خیال پر است حجاب نیست
گردیده یقین تو محجوب خواب نیست

بر جاول آئینه پرداز بیدل است
اقبال کم زدن گرو از پیش می برد
صفر از حساب بری پیش می برد
آنجا که سرمه میهد مد از سار محرم
تکمین بر خیال ز آواز محرم
نکته در افراد نوع انسانی بر طبایعی که

یک قطره زین محیطی از جاب نیست
کونی شکوه عجز ادب کیش می برد
آب محیط از کف درویش میبرد
در کاستن فزون اعجاز بیدل است
خاموشی است محرم از راز محرم
بیدل هم از برون که راز بیدل است

علم آشنائی کونی غالبست ناگزیر است از سامان تدبیر و تلاش و از امرجه که تاثیر
اسماء الهی است تسلط دارد بی اختیار در عذر تحصیل معاش زیرا که مستلزم تعلق تشبیه
تر و آرائست و خاص نسبت تنزیه و اشکال و بی پروائی رباعی عالم مشغول حاصل فضل و غیر

بیکاری وضع بیدلان افتاده است
من آن غبارم که حکم تقسم بهیچ عنوان و دیگر
نشد سازم بهیچ عنوان جنون خروشی و گرافتی
باین گمانی که دارد امروز رخت چندین خیال و هم
براه یاسی است سعی کا هم که گریه و شکر می خرد
دل از فسون اهل طراری زده گریست هر روز
نخاع غفلت کمین مارا کنار مرگان نشد میسر
چو موج عمر بیت مسویا تلاش شود و آب تقاضا
خوشا غما مشرب که طبعش بجز اقبال بی نیایی
اگر ز معمار و پیر باشد بنای انصاف و ثباتی
وای که پرورده آب نازش آتش عشق کی گدازش
که شست مجنون وضع غریبان چو ناله از دانه بیابان
قبول سر نایه تعلق کمین که آفت است بیدل
نکته نبوت امریت معین ملتوف مرتب

منعم سرم گرم دستگاه کرو
یکت پرده ساز این و آن نازکتر غزال
اگر سر پا سحر بر آیم شکست رنگم اثر نگیرد
جز این که یارب درین قیامت بر تو ایم شکر نگیرد
چو کشتم پای رفتنی کو اگر محیطم بسر نگیرد
کسی چو آغوش بی نشانم چو اشکم از خاک بر نگیرد
مباد و شرم نفس در آزی عیان این خیمه نگیرد
طیبه بخون خفته خوابناکی که سایه اش بر پر نگیرد
چه ممکن است اینکه رشته ما چو عقد گیر و گیر نگیرد
ز بر چه گیر و غما نخواهد ز بر چه گردد و جزا نگیرد
کلی که تعمیر رنگ دارد چو راش در آب زنگیرد
چو شیشه بر سنگ خرد سازش کسین شیشه گزنگیرد
تو هم این رنگ دامن افشان که چین من کمر نگیرد
چو شمع خاموش ترک سر گریه تا هوایت بر سر نگیرد

جمال و ولایت حقیقی بہم ستتر پردہ جلال فہم برہمہ معین باشد رحمت تاویل نہ پسند
و درکن آنچہ بہرہ است بی تاویل صورت نہ بند و غزل اگر دماغہ درین حسان چار شرم عدم نگیرد

ز چشمت زرد جام گیرم بآن شکوہی کہ جم گیرد
کسی ز قدرت چہ وانگارو کہ دست خود را ہم
کمال میزان اعتبارم نیست کرد زرد کم نگیرد
کہ نام اقبال بی نیازی بی کہ ناید بہم نگیرد
حذر کہ باد و ماغت آخر برج نفخ شکم نگیرد
کہ آمد و رفت این نفس با باد تیغ تو دم نگیرد
چو سنگ در کار گاہینا اگر آب گردد کہ دم نگیرد
کہ خاک ناگشتہ کس دین رہ سراغ نقش قدم نگیرد
چہ ساز و آوارہ در دل کہ راہ دیو حرم نگیرد
کہ منت سر بلندی آنجا کسی بدوشش علم نگیرد
کشیدہ ام بار ہر دو عالم بہت پانی کہ خم نگیرد
کسی کزین جلو و شرم دار و شکست آئینہ کم نگیرد
بصفت گر نام و نویم بجز غبار از رقم نگیرد و غزل
ز بوی گل تا نوای بلبل فدای تہید گفتگویت
چو رنگ رقم ز خویش دیگر چہ رنگ باشد نار ہویت
ہنوز دارد خط غبارم شکستہ کلک آرزویت
بزیر پایت مگر بیایم دلی کہ کم کردہ ام بگویت
چو ماہ نو نقش جام بند دلی کہ تر شد آب جویت
رساست سر ششہ قفس ہم بقدر افسون جہت جویت
بگردنقاش شوق گویم کہ سیکند حیرت جویت
کہ خواہد از جہت تر من چو گل عرق کردن کویت

در آن بستان کہ سعی کرد و نجات دہ خط کہکشانی
درین قلم و کف غبارم ہیچکس ہم سری نہ دارم
نفس بخیار و میکداری بساز نقش نکین نیازی
نصیبی از عافیت ندارد حباب بحر غرور بود
عرصہ اعتبار گوی سلامت توان بود
باین درستی کہ طبع غافل خطاست تشریف
ز رفتہ از خود ندارد امکان معنی و فغان سید
خیال نامحرمان گریبان دو اند ما را بصدیابان
گزیدہ اقبال بہت مافرونی عرصہ نیازی
اگر باز مہر و بہمت نیم خجالت کشی غرابت
دل است منظور بی نیازی غفلت از دوش
نداردین مکتب تعین کہ ورت انشا گری و بیدل
ز بی چمن ساز صبح فطرت تبسم لعل مہر جویت
سحر نیمی در آید از در پیام گلزار وصل در بہر
بیوای سرشق انتظارم ز خاک کشتن جاک دارم
بجست و جو ہر طرف شایم بجان خون دار دارم
ز گلشن ریشہ بخت و کہ چرخ افسردگی پسند
بعشق ناز و دل ہوس ہم بالذ شعلہ خار و خس ہم
باین ضعیفی کہ بار در دم شکستہ در طبع نکند دم
ز سجد و خلعت آور من چہ ناز خدمت کشد من
اگر بہارم تو آبیاری و گر خراغم تو شعلہ کاری

ز حیرت من خبر نداری بیارم آئینه رو برویت
 بضاعتم سبک زاری که افکنم پیش تا رویت غزل
 ز پیکر سر و موج خجلت شود نمایان چو می ز میا
 طپد رسنی بروی آینه ش جوهر چو موج صبا
 شوم قلاطون ملک دانش اگر شناسم بر از کف پا
 ز بعد مردن مگر نسیمی غبار ما را برد بالا
 چو حاصل است نا امید غبار دنیا بفرق جنتی
 اگر ندیدی طپیدن ل شنبه بی داشت ناله ما
 تو و خرامی و صد تغافل من و نگاه بی قصد متنا
 بمعجز گشت آخر گز زمر و غسل پیدا

کجاست مضمون اعتباری که بیدل نشا کند شکار
 اگر مجلس زنا زد و دست دلبند تو جلوه فرما
 ز چشم مست تو گر بیاید قبول کیفیت کجایی
 نخواهد طفل جنون مزاجم خطی زیست و بندگی
 هیچ صورت ز دور گردون نصیب نایست بر لب
 نه شام ما را سحر نویدی نه صبح ما را دم سفیدی
 رسیدی از دیده بی تا مل گذشتی آخر بصد تغافل
 بهر کجا ناز سر بر آرد نیار هم با کسی ندارد
 ز غنچه او دمید بیدل ببار خطی نظریه بی
 نکتته فطرت آدمی در تو هم آباد خیر

و شعر آئینه تفرقه نپرداخته که تمثال جمعیت دو چار تخلیش تواند نمود و در چار سوی
 معاملات نفع و ضرر دکان سودائی نیارسته که بسودی از نقد و جنس عافیت چشم تواند
 گشود اعانت فضل حق بصیقل حضور عرفان پردازد تا ازین آئینه سنگ زنگار برداریم و غبار
 مطلق بساط یقینی طرح نماید تا بروی این دکان در نمای اعتبار بر آریم ربا

فردوس با اتفاق ارباب علوم
 یعنی این سعد و نحس تا در نظر است
 بکدام فرصت ازین چمن هوس انفضولی اگر کشد
 نشد آنچه از دل گرم کس تبسلی کشدم هوس
 نه گرفت گردن آسمان سراسر راه هرزه جرییم
 دل آریمیده بخون بکشت ز تلاش منصب عز
 ز لب فیصح و فایان بکدیت کین بی زبان
 نه پسندی ای فلک آنقدر خذل طبیعت و حیثیم
 ز کمال طینت منفعل بچ رنگ عرض اثر دهم

انسوی ثوابت و بروج است و نجوم
 عیشت ناممکن است راحت معدوم ناب
 شب خون بعد خضر زرم که نفس شراب سحر کشد
 بطیقم در آئینه چون نفس که ز جوهرم تپد کشد
 مگر م تا مل نقش پا مژه پیش نظر کشد
 که فلک برشته گوهرت نمکشد ز خلعت اگر کشد
 ستمت خنظل اگر کشی تیر ازونی که شکر کشد
 که چو موجم آبل پای غم غم انفعال کبر کشد
 مگر از حیا عرقی کنم که مرا ز پرده بدر کشد

سجد یقہ کہ شہیدا و کشد انتظار مراد دل
بسجود و رکش ای عرق تو ذبی فی مناتری
نظری چو داند درین چمن بخیال ریشہ شکام
سرور برگ بہت می کشی ز دماغ بیدل ماہلب

چو سحر نفس دما از کفن کہ شکوفہ بشمر کشد
کہ مباد سعی جبین من بفتار و امن ترکشد
بشلم آن ہمہ در بہت کہ قدم ز آبلہ سر کشد
کہ چو شمع از بہرہ خود قدح آفریدہ و کشد

نکستہ تقوی اہل دنیا منحصر است بردامن از لوث ظاہر چیدن با احتیاط شرایط صوم
و صلوة و تقوی اہل عقبی منع نفس از شغل منافی بطلب رجات نزعیات و تقوی اہل اللہ
بازداشتن دل از خطرات اسما و صفات بیاس ناموس تنزہ ذات ربانے

گر کشد دستگاہ فقر تو رساست
ای ذات پرست از فتنو بے گند
کہ نمود ہرزہ معاشیت کہ قمع من و تو کنی
ز ہوا می غفلت دو عبت چہ بلاست یکہ خون
شکن کلاو نہ آسمان دما از سر کیخ و کنی
تو ہم از تخیل عبرتی بشکن خار جنون
ز نہال مزروع مدعا دل جمع میدہد تثر
توئی آنکہ شوق تو میزند قدح یقین و ہم و گمان
نکست و تا ز فطرت خود پسین سرو کار قدرت بد
ہمہ دل کہ دل بجانی ہمہ رو کہ رو بچہ سو کنی
ادبی کہ بوی نامی بدماغ سر بہوارسد
اثر قبول طبایعت چونی آنزمان بنوارسد
بخیال کعبہ جنون کمن نہ رہست پیش نہ رہما
کسی از تلاش ہوس نشد بحصول کام دل آشنا
مگر افعال حقیقت عرقی کند کہ وضو کنی
الہی کہ راہ تو میزند بہ قمع دل دل شاہدہ

از ہر چہ جزا و ست رنج مجبور بہاست
الہی را رحیم و رحمن چہ بلاست محض
کہ شکست ساز تا ملت کہ بہر ترانہ غلو کنی
نفسی ز عجم ہوس اگر بدل کداختہ چہ کنی
بخیال میکند روزیان بہیار عالم چہ خبر
بجاست بہت بی نیاز و صفای آئینہ در نظر
بہین قدر کہ تصور کف دست و دستن ہو کنی
توئی آنکہ عزم تو میدہد بہزار علم و جنون عنا
چہ سواد عالم جزو و کل چہ جہا و محفل کن فکان
عملی کہ سرمہ عبرتی بخروش چون چرا رسد
سرور برگ نشہ معنوی بدماغ ہرزہ کجارسد
کہ بقدر بند جوارحت مدد فشار گلو سکن
بجاست مقصد یگرت منشین باد بسر در آ
ز سراب عرق ترددی با مسید چشمہ مدعا
گر ہی بہ بند قباہی شست اگر اگہی گجاءدہ
خط اعتبار تعینت بغبار رفتہ ز باد و دہ

چو سحر جبریده ما و من بخیال هیچ باورده
 نیم آنکه طبع سلیم را بر خلق مو عطف خوان کنم
 نه فسون نیاز یقین بهم نه فسانه نذر کمان کنم
 بد کس نخواه ازین عمل بیمه کز بدی که نکو کنی
 بهوای عالم نیستی همه پریشان و عنان گسل
 ز چنین زیان کده بوس که شود همگی مقام دل
 نه فنا و فطرت غنچه بخیال محسوس چمن
 بجسی نمیرسد از کسی اثر سرایت علم و فن
 نه توان خطی که بخوانست نه من آن کلمه که تو بوی کنی
 صرحت مقابل جستجو هزار سلسله در بدر
 بی استعاره مد و عبت چو خیال بیدل خیر

بکجا ست رشته فرصتی که توجیب پاره نو کنی
 بکین عبرت مردوزن ز قون چیده کان کنم
 ز کمال کار که وفا عملی است بر تو عیان کنم
 چه شکوفهها که نمیدمد ز بهار عبرت آب گل
 ثمری شکفتگیش نگون اثر طراوت آن نخل کنی
 هزار ریشه دو و نفس که تو یکد و ناله نو کنی
 نمکشید آینه شمع بهم بحضور معنی انجمن
 چه ترانه نوحه ساز من بخی است بشنو و من
 ز حضور آینه یقین بغبار شبهه مد نظر
 بعیان خطاب نهان کن ز نهان نقاب عیان
 تو ز خود زرقه آنقدر که مرا تصور او کنی

نکته طبایع را تطبیق اوضاع یکدگر برین تحقیق است و طبیعت عادات و رسوم
 مانع سر منزل توفیق اکثر استعدادها در حجاب قوه از فعل محروم ماند و یکی از آنها
 عیان خیال بصره و وقوع بگرداند فرصت سرزانی نوی آنقدر دور نباخته که بعضی ستهای
 برهم سوده آوارش توان داد و کلفت تصنیع اوقات بر روی حقیقت دیواری
 بر نیارده که بی کهای گریبان نداشت را بی توان گستا و جمعیت دل بشرط غزلت بر
 میسر است اگر هم صحبتان معذور دارند و مطالعه نسخه تسل بر کس در فعل دارد اگر
 بیدرسان کمال خود و گذارند آب در بر طبیعت را و قوت یافت مائل تحلیف تری نمونست
 آتش بر بر مزاجی که غائب آفتاب گرم دکان حرارت گشودن دیر یازا بکلمه تسطیر
 جیب بر نیارده در خروشش ناقوس غوطه خوار بیت و مسجد یا زمره حساب باورک
 نفس ناگرویده همان نعلقه سجه شماری نه بر همین را از کشاکش دام اخذ طر زمار تعلق به
 کسبختن آبا تمل کوشد که ناقوسی دیرستان فطرت چه آبنگت دارد و نه شیخ را از آفات
 رجوع خلق بخصارت نهائی کر تحقیق تا فهم نماید که لبیک طپید نگاه کعبه دل چه سببه میثار و ناچا

نقدیکه در گره خویش زبسته اند از کیسه غیر شمارند و سکه بخیال خود نذر دیده اند از
گریبان دیگران برمی آرند از غفلت آباد افکند و این و آن مگر در پناه خاموشی گریزی ناپی تقلید
حرفی توانی فهمید و از صد مرزار غوستان هم وطن گوش التجا گیری تا از پرده غیب توانی توانی

و اگر بدیل بلسل توفیق این است
ترک تقلید کسی تحقیق نیست غزل
تپاست کعبه و دیر اگر نکسیرم راه عدم غلط
بجای رسیدنی شکری که کند نشان علم غلط
که گواه دعوی باطلی تو دروغ بود و قسم غلط
تو بر آب سیف کنی تری من دست هر دو بهم غلط
چو خطی که شد ز تامل تو کتاب آینه بهم غلط
خط پا بدایره میرسد سر اگر شود بقدم غلط
بند استادی کش سبقی که گشته دو دم غلط
چو نقوش معنی روشنی که شود بجا غلط
تو آشنا نیم نقد که دوی کند بخود غلط
رقم جریده مدعا غلط است اگر کخم غلط

سایلی معنی حیا پر سید
یعنی از غیبه چشم پوشیدن

نظم انکاری غیر بکش تصدیق نیست
تبعیت خلق از حق غافل کرد
شده فهم عالمی ز تلاش هرزه قدم غلط
بغبار مرحله هوس اثر نفس شکافت کس
ز سید محضر زندگی به ثبوت محکم یقین
ز صفای شیشه طلب پری که ربی گمان یقین پری
بنمود شخص معینیت در عکس زد دم امتحان
ز تمیز جادو و منزلت الم تر و دینک و بد
من و مای کتب آب و گل ستمت اگر کندت خجل
خط سر نوشت من آب شد تراوشش عرق حیا
اگر آب رخ گبر و گراتش آتش آتش رنگند
من بیدل اینقدر از جنون بخیال برزخ تمیذم

نکته عارفی داشت درس نسخه دید
گفت در خود نگاه دزدیدن

نکته افعال مردان را بر مقدمه اقوالشان حکم شمشیر نگاه میداد که بحر لطف مقابل
برسد مرگان دست بر هوا نیار و چون ناوک نشست صاف تا به نشان گردی بخند گویا
با تمیاز صدای هرزه نپرواز و معنی این نسخه بیانی نیست بهوس قیل و قال ورق گردان
تشویش زبان مباحش و آهنگ این ساز زیر و بمی نمیخواهد به نفس آرائی حرف و صوت پرده
نمای گلو فخرش بغتوای انصاف زمین گیران امتحانگاه طاقت اگر سر پا تسلیم نیستی توانند
گردید باری آنقدر که خاک گردند که زبان دعوی در سر مه توانند خوا بانید در عالم ناتوانی

جرات عبارت ثاثر خانیست و در مقام عاجزی شوخی عسیده بیجائی غزل

آنها که چشم بر گل تحقیق و آکنند
در مبحثی که غلبه خموشی علاج نیست
عریان تنان مبعوض انکار سپهرین
شور غبار ماز نفس هم فرو نتراست
زین نارسائی که بخود هم نمیرسید
جولانگه خیال جهان جای خنده است
خلقی درین جنون کده دارد گمان هوش

عملی که سر بخواهم از همه پیکرت بدر آورد
بمصاعت هوس آنقدر گمشادگان فضیلت
بگذر ز شیوه علم و فن در پیر میکده بوزن
از خیال الفت خانان بدر آگه شخته استخوان
بقبول ورد مطلب سبب که غرور چرخ جنون
بوقار گرنه سبک سری حذر از غرور سبزی
اثر وفادار بقا بجا ریشه مدعا
ز طواف کعبه که میرسد بحضور مقصد آرزو
نهد تا قل انس و جان به لطافت بدنت نشان
من بیدل از خیم طرقات بجا روم که سپهرم

نکته صحبت و انا در عالمی که معموری سوادش بعبار غفلت است عطیه ایست عیبی
و موالت عرفان در محفل که آرایش فروغش بکدورت نیان است غنیمتی است
لایبی جانی بفکر تن پرور بیا مرده است اندیشه حاصل زندگی کراست و عالمی را در شکنجه
خود پرستی افشوده رمانی از چنگ طبیعت کهاست درین انجمن از هجوم تاریکی و لبا شمع
روشن نمیتوان کرد و از غلبه اتفاق طبایع شرکان بهم نمیتوان آورد اینجا سودای خست و عیب

دود و دماغ کمال است و و سوزن حریم حسد چنک پیرا بن خیال تا چشم بانفات هم گشود
 آبروی مروتی که دارند ینہ است و طالب بحدیث موافقت باز نکرده اند شیرازہ اخلاصی
 کہ نہ بستاند گینہ جمعیتها پیش از تفرقه دام اندوه و کلفت و اختلاطها پیش از جدائی مایه یاس
 و ندامت ساز گفتگو با مربوط شکوہ عمر و زید ہمت جستجو با مصروف مکر و کید برین تقدیر
 در جمعی کہ احتمال جمعیتی توان یافت از ساز تفرقه آہنگ این مقام نباید اندیشید و در صحتی
 کہ استشام الفتی توان کرد از نیایج و حشت حصول این انجمن نمیتوان فہید غزل

باز در اصناف آدم آدم محرم کم است
 اتسوی این انجمن گو باشی عالم کم است
 در جمیعہای مروت احتمال غم کم است
 زخم چندان کہ خواہی جمع کن مرہم کم است
 معنی دلخواہ اگر صد نسخہ باشد ہم کم است
 اینکہ خواند ہمیشہ پیش است اینکہ گفتہ کم است
 ز پری پیامی اگر بری بدکان شیشہ گران گذر
 کہ بجام حاصل مدعا بتلاش ریشہ رسد نمر
 نگذشت محل موج کس ز محیط جز بہل کہ
 چو سحر ز چاک دل آبدہ بگلی کہ خندہ زندہ بر
 شمت ریخ قدم بری بحسد ام آبدہ در نظر
 اگر از حیا نگذشتہ بفسادہ پردہ کس در
 چو چراغ انجمن نفس بفسادہ شد شب با بھر
 بچہ سنگ کو ہم از آرزو سرناکشیدہ بزیر پر
 بہوا چہ خطا کہ نمیکشد تری از طبیعت نیشکر
 زوہ ایم دست بریدہ بزین چو بہلہ پی کمر
 فکند جنون گذشتگی سر بیدل از ہمہ شیر

در جهان خلق از ہر خلقی آدم کم است
 بومی انسی در مزاج دہر توان یابستن
 با چنین موجی کہ عالم غرق طوفان اوست
 بس کہ مردم تیغ در جیب نفس پرورہ اند
 حرف نامنطور دل یک نقطہ ہم پیش است پس
 از ازل این پیش کم دارد خروش امروزیت
 غزل چہ رسد ز شہ معنوی بدماغ پیش خیمہ
 در اعتبار اگر نہ فی گذر ساز منروتی
 بوداع قافلہ بوسل جمع ناقہ کش تو بس
 نگہی کہ در چمن ادب ہوس انتظار چہ عبرتی
 چو سر شکست ناکشی تری بگذر جلوہ خود سری
 بشمار عیب گذشتگان بکش از ہم لب تر زبان
 سر بر کن فرصت اگر ہی ہمہ سوخت غفلت گفتگو
 غم بی تیزی عافیت نشود ندامت ہوش پس
 بوس حلاوت این چمن نشو و جیبہ گرہ زدن
 نہ سیدہ دامن ہمتی بتظلم غم یکسی
 بصفی کہ تیغ اشارتش کند امتحان جفاکشان

نکته نفس رحمانی که اصطلاح اهل تحقیق منشاء الهی کلّیش نامیده اند و مصدّ حقایق موجودات کلی و جزوی معین گردانیده فی الحقیقت حقیقت سخن است و رغبت و ارواح و امثال و اشباح که عناصر ظهور کیفیات اوست و ایزد و لایزال در هر مرتبه باعتبار خاص شوخیهای تعینش سایر عالم غیبش بمنزله جزو ناریست با نور هویت مطلق پیوسته که مدرک را در استنباط آن کیفیت محض توهم کردن است و ارواح یعنی جزو هویش معنی سیط با حاطه تعلق آوردن است و در امثال بحکم خبر و مانی افسانه امواج شنیدن در اشباح بعلیه جزو ترابی نقوش کما به تنقش محسوس دیدن تماشای شخص ظهورش در هر مقامی که قدم شوق میساید بقدر تقیّم مراتب خود را با بسی و ایستاید چه ارواح و چه اجسام چه عناصر و چه

اجرام رباعی آن نغمه بی نشانی پرده راز	کائنات ز نوای اوست محسوس جرج پرداز
در آئینه جماد موج رنگ است	در طبع نبات بوی حیوان آواز نکسته

آتش در طبع جماد برق آن حقیقت است چراغ اسرار و خلوتخانه غیب و هوا در مراتب نبات نفس زدن آن اسرار یعنی ریاضین با ارواح بی شبه و ریب صدا در طینت حیوان نمود تماشای در تهید عرض مراتب و مدارج و سخن در ذات انسان شهود جسمانی کسوت آرای دستگاه محارج پس آفاق معنای سخن است اما ما مفتوح و انسان عبارت در کمال تصریح و وضوح هرگاه و مائل که گریبان اسرار موالید و عناصر است و زانوی خیال ظاهر و باطن به تحقیق آن نفس توجه بکار و نفاذ به جمیع مراتبش از انعاس و هویت خود بر میدارد یعنی نفس انسانی در جهان نیرنگی دل ماده ظهور اساس است و در فضای ارادت تکلم باطن نشاء ارواح بال گشتا تا از کام و زبان میل تراوشش مینماید کیفیت تماشای حاصل است و چون در صورت خطوط و خطوط

مرئی میگردد عالم اجسامش منزل مثنوی	بهر نکست آفاق حرف است و بس
نفس در عبارات صرف است و بس	حقیقت که آن سوی ما و من است
چوبی پرده شد حرف پیراهن است	چه مقدار بیتاب اظهار شد
که آینه در انسان نمودار شد	در انسان نمودار گردید نش
به تحقیق خویش است پیچیدنش	در اینجا معانی چه و کوه صور

خیالی است از خود برآورده
خفا میزند موج اظهار چیت
تو هم در نفس بر نفس میخرام
ازین بیش جیب تو هم در
همان در خفا به دوام خودی
چو هموار شد صرف و مفروض هیچ محسوس
با دامن خیال سفید و سیاه گیر
شرکان گشای جهان به بال نگاه گیر
کنج قناعت چمن عیش مسکن است
درس سواد فقر ازین نسخه روشن است
اقبال کو کلاغ به بخت سیاه گیر
تبت گر خطای نهان و عیین توئی
ای غره تمیز و بال جهان توئی
عالم جنون ترانه شوق قیامت است
جانی که جبهه عاری و قدرت مذاقت
رنگی بگردش آمده را پناه گیر
ای گرد جمع زین چمنستان برون خرام
با دل چه الفت است نفس را درین مقام
ای دشمن خموشی اگر خیره سر نه
بر چپند در محیط تاقل گیر نه
خود را دمی عرق کن و بروی ما گیر
شبکن بجز گردن سینای مستیت
آه از بلند ریختن شمع بنسیت

فریب است کسر نمودار چیت
ز بادی بیادیت عرض پیام
نفس اصل است ای ز خود بخیر
هر جا تجبلی پیام خود
فتاده است در رشت و هم چ
حیف است گویت ره خورشید و گیر
لخت غبار و ست این دامگاه گیر
عمیدت بزیر پاست ز شاہین کلاه گیر
بید تنگای انجمن ناز خد من است
بال ہار شش جہتم سایہ افکن است
نمک بحال و نقص زمین زمان توئی
اسلام و کفر نیست یقین با لگان توئی
آئینہ بشکن چو راہی گناہ گیر
ہر سو نظر بلند کنی گرد آفت است
اغوش بخودی خط پرگار راحت است
پر غافلست غره جمعیت دوام
میوز می نیگذری زین خیال خام
منزل نشیستہ باش تو بر خیز و راہ گیر
از پاس راز عشق چرا صرف بر نه
آتش تو از جہاب تنگ مایہ تر نه
کم آفت دستگہ زیر دستیت
مغرور رفتی و چون کردہ پستیت
چند آنکہ سر فراختہ عنق چاہ گیر

<p>نقشی بکارگاه من و مانده بسته اند آنسوی عالمند به پیشیت نشسته اند نه جرات پری که سری بر هوا کشم در مانده ایم و نیست مکانی که واکشم مارا بسایه مژه های گیاه گیر شوخی ز طور معنی اهل سخن خطاست آئینه تامل موج گهر حیا ست بیدل شباب رفته تعبیرت مقابل است بنیاد عمر بر طپش بال بسمل است در سجده نینزد و دوتا را گواه گهر</p>	<p>ازادگان ز دام تعلق گسته اند هستند و نیستند و اسیرند و بسته اند در خانه های چشم سراغ بنگاه گیر نه وحشتی کوزین چمن یاس پاکشم ای باغبان خار عدم تا کجا کشم جانیکه وصف لعل تو تهیدند عاست اینجا خیال دعوی طبع روان کراست گر نظر بکند زنی عذر خواه گیر سقف هوس خمیده دیوار مایل است دعوی گراین زمان همه عجز است باطلست</p>
--	---

نکته چشم پوشیده هر چند فردوس در قفس دارد آئینه دار کوریت و مرگان خوابیده
 اگر همه آفتابش زیر دامن خوابد دلیل بی نوریت اگر بنجیهای مرگان از هم میتوان کسخت
 نمک گریه برین زخمها باید ریخت و گرنه باین مینه اسیرده شمع نگاهی نتوان فروخت بطبعی

<p>چشم خواب آلوده کلفت خانه در بسته است و ر همه آئینه دار گوهر را ز دل است زندگی بیدار نیست ایثار جان پاک کن رنگها در پرده تحقیق مرگان خفته است ندعا نیست کز سعی نظر غافل مباحثش عبث ای دشمن تحقیق دل از وسوسه خستی چه خیال است بقید جسد آزاد نشستن مثل موج و گهر آئینه داریت در اینجا تماشاکه فروست نشوی محو فردون نجبی صرف تامل نمودی چه کند کس</p>	<p>زاغ وزغن باید فروخت قطع سیل اگر غافل شود آتش درس بنیاد رز یک کف خاکش کن و درر گهزار باد ریز صورت مرگست رنگ خواب بر جبار رز بر چه میخواهد دولت زین خامه بپزاد ریز بر اثرهای تاشا به چه بادا باد ریز غزل تو همین آئینه بودی بچه امید شکستی اهل آشفت و ماغش تو شدی غرور و پستی گره دام تو گردید کندی که گستی نفس آئینه غباریت درین کوچه که هستی</p>
--	--

<p>دل زانداز تو افسون تغافل نہ پسند چون نفس مغنم انگار پر افشانی وحشت ثمر لعلہ تحقیق نباید مژہ بستن بنگا هست چومت اثر اوج و نزولت من اگر با ہمہ کوشش بکناری نرسیدم نفسی چند غنیمت شماری دل بگذشتن مژہ بیہودہ درین بزم گشودم من بیدل نکتہ آئینہ تحقیق مخبر است کہ ہر چہ از عالم</p>	<p>قدح ناز تو لب سیریز و داعست کوتی بہوس چشک نازی تو کہ آئینہ بدستی کہ بگرد و دو جهان آب زوی گرتوشستی حذر از خیرہ گی چشم بخور شید پرستی ہمہ گر عرش سائی مژہ تا خم زدہ پستی تو ہم ای موج درین بحر چستی چشکتی چہ قدر مرحلہ طی شد کہ تو آن آبلہ پستی بعدم راند چو شمع عرق خجلت ہستی</p>
--	--

غیب بشادۃ خواہد رسید و آنچه از خفا بطور خواہد انجا مید حقیقت این کس محیط اسرار
اوست و مرآت علامات و آثار او مثل پریدن چشم پیش از گل کردن تقدیر خیر و شر و طہیدن
دل قبل از ظہور اسباب نفع و ضرر چون عقل جزوی بحسب الکتاب علوم امکانی معلوم است
از استیاضہ مراتب شک و یقین و محاسن عبارات او نام شبہ و تلقین در حکم تحقیق
ناگزیر اشتباہ شمارست و در انکشاف رموز تعین بی اختیار تغیر بخاری اگر ای خلوت
اسرار میکافی حلقہ در تغیر منکر دیدی و اگر عقدہ شہادہ میگوید بر ششہ تقدیر نمی شنید
پس تو آنی کہ جمیع حقایق بوسیلہ عقل بر تو مکشوف است و تو بعلت امتیاز و شغل حجاب
آرائی مصروف مانع شہود حقیقی ہمین معلومات عقل جزویت کہ از اطوار یکدیگر کسب
نمودہ نہ عقل کلی کہ بر کیفیت آن چشم دل نگشودہ رباعی فریاد کہ دکان ستم و اگر دیم

<p>کثرت پیش از غیز ما وحدت بود غزل کہ کشید دامن فطرت کہ بسیر و من شجرہ یقہ اگبی سم است جیب جنون درد ہوس تعلق صورت ز چہ روفا و خیر و ز عدم جدا افتادہ و قدم و گزشتادہ نہ سفر بہانہ طراز شد نہ قدم جنون تک و تار شد</p>	<p>خورشید بجا ک تیرہ سودا کردیم آئینہ شدیم و عکس پیدا کردیم تو بہار عالم دگر بزمی ز کجا باین چمن آمدی چہ ہوا بہ پردہ ز آتش کہ برون پرہیز آمدی بر میدی آنہ از صمد کہ بلکت برہمن آمدی مگر آنچہ پیش خیال خود بخیاں آمدن آمدی</p>
---	---

بخودت همین مژه باز که بغربت از وطن آمد
 عدم بکینده سنگ زد که توقبل سخن آمد
 که چو تار سبزه زیکر بان بطواف صدمین آمد
 که درین زیان کدو فانی یکدو گر کفن آمد
 که چو شمع در بر آئین ز چه پیر سوختن آمد
 من اگر بجای تو داشتم تو چنان بجای من آمد
 چه بلاست ذوق کبر شدن که چو موج خود کن آمد

نه بی بزم مزه چنگ زوز نفس در دل تنگ زد
 چقدر تجربه مغیبت بدر تصنع لفظ زد
 چه شد طلس فلکی قبا که درید آن ملکی زد
 ز خروش غیرت مردوزن پریاس میزند این سخن زد
 ز مزاج سایه و آفتاب اثر دوی نشکا فتم زد
 بهوس چو بیدل نخر در اعتبار جهان مزین زد
 نکتہ نویبای طرزا عبارات تا بعض زد

کهنگی دمید است و نازگیبای ما و من تا بکرار رسد افسردگی سر کشیده از وحشت انجامی
 انداز و عبارات سراسر این دیوان یک قطع است مغت بید ماغان طریقۀ خاموشی
 و از کم فرصتیهای زمان تا تل جمیع اجزای این نسخه یک نقطه سهوست غنیت تغافل ادایان
 مکتب فراموشی اینجا معنی در ذهن صورت نیست که تا بغش وار سند ورق برنگردانند
 و لفظی در خارج مرقوم نگردید که تا مژه برهم زنند صفحۀ سبک زسانند نظم

هر چه دارد جهان بی بسیاد
 بی شباقته با مستحان و قار
 بس که رنگ ثبات پرواز است
 روشن است از حقیقت مبهم
 همه محسوسیم و مدعا مجهول
 جهد ما حرکت طبیعی ماست
 هر چه از خلق عرض زشت و نکوست
 خلق موهوم را چه علم و چه فن
 گر فکندی نظر یعنی خویش
 شخص جانی که گل کند معدوم
 هستی کردل عدم گل کرد

مشت خاکیت در قلم و باد
 محلی میکشد بدوش غبار
 کو و باناله همغان ناز است
 شمع اندیشه وجود و عدم
 جمله هوشیم و آگهی معنول
 مدعای غبار ما پیدا است
 عکس آئینه حقیقت اوست
 شخص معدوم را چه ما و چه من
 ناز فطرت نبردی اینمه پیش
 عکس معلوم حکم آن معلوم
 هم عدم باید شش تخیل کرد

در عدم نازستی است اینجا
یاران هوس عشق فسون کار نماند
اقبال جهان بگذرد او بار نماند
رنگیت درین باغ که بسیار نماند
از سر هوس غیر تغافل نه پسندید
برگردنش آینه فرصت توان چید
تا تخم هوس ریشه گر علم و عمل نیست
جائی که ابد پرده و هم است ازل نیست
این عقد و اگر و اشود آن تار نماند
گل باغ طرب می شمرد چاک قفس را
پیاپی غفلت چه فروخت هوس را
گر صبح کشد بال ز باد مژده تست
هر سو فکنی چشم سواد مژده تست
صحرا دهد از خانه چو دیوار نماند
تا ناله ز بار زرو سیت نشویش
ایخواه الم میکشی و میردی از خویش
تا چند کشتی زحمت کز و فستردنیا
ختم هوس پوچ کن از خویش بدون آ
حسره که تو نماندی همه یکبار نماند
در بیضه تصور کنی افشاندن بال است
در عالم نیزنگ اقامت چه خیال است
این وادی عشق است مقام گری نیست
اینجا است که کس راه مقام دگری نیست

در دل تا ک مستی است اینجا محمش
تنگ آب شود عاقبت و عار نماند
آخر الم و عیش گل و خار نماند
هر دیده که آئینه این معرکه گردید
پریخودی آراست بهار گل نتجید
اسمال همانست که چون پار نماند
در گلشن آرا دیت آثار خلل نیست
جز غفلت دل مایه ایجاد امل نیست
دل مرکز آرام گرفتت نفس را
زنگ آینه پرداخته اینجا همه کس را
شمع است سیاهی چو شب تار نماند
و ر شام و دموس زیاد مژده تست
ر مزد و جهان بست و گشاد مژده تست
پسند از اسباب ستم بدول درویش
آهنگ کدورت بچه راهب بنیدیش
زان پیش بکث شو که حسه و بار نماند
تا کی روی از هوش با فسانه عقبی
فرست ثمرت چه امروز و چه فردا
گر خانه شماری بفرمای تو دال است
اندیشه آرام درین ورطه محال است
اینجا چو صدا صورت کبیر نماند
تا منزل روبرو همه جز ساز بری نیست
در طور که امروز موسی اثری نیست

فرواست که از طور هم آثار نماند
 گنجی که ز انباشت بشویش محک رفت
 افسانه شد آن دور که عیسی بفکرت رفت
 اگر گل نبود محرم او بار شکفتن
 کو سرو چه قمری همه چین بسته بدامن
 منصور نماند است سرو دار نماند
 بر فهم جنون فطرت خویش آینه شکن
 باید همه را بنحو دازین کوچه گذشتن
 هر جاست نشیب آینه پرواز و از است
 کوتاه کنم سلسله و هم دراز است
 گریار چه دلدار چه اغیار نماند
 تا وضع جسد آینه الفت جان است
 بی ریشه پراگنده گے دانه عیان است
 جز قید درین انجمن آسوده دلی نیست
 شوریت درین سلسله تا سلسله نیست
 سر باد جباست چو دستار نماند
 تا از گل خام تو سخندید و شکستی
 کار و گرت گر نبود سودن و دستی
 با حسن تعلق شود آئینه پرواز
 ما و امن انجام گرفتیم در آغاز
 مرغی که بدام و قفسش کار نماند
 انگه بهوس بخت آینه مشتاق
 غافل مشو از منظر کیفیت آفاق

نقدیکو یقین داشت بغارتگر شک رفت
 بر نقش که گل کرد ازین صفحہ بجا رفت
 این قصه هم آخسر شود ادوار نماند
 بلبل تو خود آسود و شو از رحمت شیون
 پرواز کمینند چه طایر چه پشیمین
 ای گرد خیالت بهوس باخته خرمن
 بر آتش با غیرت دیگر زده دامن
 باشد ار که در میگرد و بهشیار نماند
 هر جاست حقیقت طوفش گرد مجاز است
 خدا و تامل کده ناز و نیاز است
 تا ساز نفس واسطه شور جهان است
 جمعیت و لها الم بال فشان است
 از سبب مجور ربط چو زمار نماند
 شیرازه اجزای تو ضبط نفسی چیست
 نامحرم اسرار تعلق نتوان زیست
 تا رنگت بنای تو دنیا و دلشستی
 مفت است سعی نفست بندی و بستی
 در عالم بیکار که بیکار نماند
 مشکل که دماغ تو بشویش کند ناز
 دیگر بچا امید کشته منت پرواز
 ای در نظرات صورت اثبات و یقین
 مصنوع بدان کار که عالم اطلاق
 این نیست بنائی که معماری نماند

ای رنگت نیاز گل تسلیم غلامت
نقدیکه تو بازی نسزد وقت ندامت
دریا تبه از گوهر شهوار نماید
هر که بتاقل زده آسجلوه نشان یافت
در قلم تحقیق محال است توان یافت
تا دم زده ناز تو مصروف نیاز است
عمریت تجدد چمن آرای نیاز است
مگذار حد شیشه که تکرار نماید
شوریت درین انجمن انجمنه طوفان
بیدل تماشا که هیرت امکان

ای سکه بیامی عجز نبات
گرفت دل از کف سر و لدا سلامت
گر دیده غباری بنظر بال نشان یافت
حیرت همه سوفا فلز بار روان یافت
موجی که آن شونے رفتار نماید
تا چشم گشائی مژده ناز فراز است
افسانه بی پاوسد عشق دراز است
شوقیت درین عرصه پیرنگی دوران
دارد همه سوگرد جنون چیدن دامان
ما و گل رنگی که بگلزار نماید

نکته گل کردن رموز غیب و شهادت موقوف بر تحریک دل است که هر چه شکاف
این پرده است مجهول و باطل است همان حرکت بی نشان بر زبانها بیان و در دیده
شناسائی و همان قدرت پنهان در قلم مبارقار و در پنجه ناگیرائی بقدر جنبش انفس شامل
حرکات نبض امکان است و بانداز تاقل نظر حقیقت خواص اعیان ازل ما انجا علم بدنی پر
اندیشه بدایت و نهایت اوست و امواج محیط باادوار سپهر مستخر حاطت و سرایت و ست
سلسله قدرتش چون جوهر بر آئینه افعال و آثار پیچیده و ریشه تصرفش چون نفس در طبع طلت
و انوار و دیده و غفلت و چه آگاهی و چه کونی و چه آبی بهر جابجاء را آئینه مثال حقایق یافته اند
دل آنجا بطلعه حقیقت پرداخته است و هر کجا از تحقیق خیرشش دیده اند بکلم بی نیازی نظر
بر کیفیت خود نینداخته جمعی که نقاب امور امکانی از پرده تحقیق دل کشود و اند شوخی بر اندیشه
قبل از وقوع بیان در طبیعت انفس اعیان مشاهده نموده اند چون توجه اکثر خلایق مصروف
اشغال ظاهریست نشو حقیقت دل را از برهمزدگی چاره نیست و گرنه همچنان که نگاه محرم اشاف
نخاست و دست از مساس دست آگاه و لبانیز آینه اراده هم توانند بود و از تاقل به
نقاب سرار یکدگر توانند کشود غزل

افسوس که ما دامن پندار گرفتیم

خورشید عیان بود شب تا گر فتم
صد معنی برنگت بزخار گر فتم
اینجا همه رنگست که دیوار گر فتم
محل بود که ما کج نظر ان غار گر فتم
غفلت چه فسون خواند که اسرار گر فتم
یعنی ز تامل ره گفتار گر فتم
از تنگی دل خانه سبا زار گر فتم
بجریده سبوق فائزوی رقم که قلم کشی
چقدر مصور عبرتی که چو سنگت بار منم کشی
چو حباب سعی کمی بدان که نفس پیکر خم کشی
غم ساغر یکیه هوس کشد به ماغ سوختن کشی
عرق است حاصل علم و فن که خاریا و عدم کشی
بر زمین نیکنی از جفا برهی که غارت دم کشی
چو کشف مگر خیال نان بروی و سرشکم کشی
سیه است نامه اگر همه نفسی بجای رقم کشی
چو نهال صبر کن آنقدر که ز پای خفته علم کشی
خذر از مال ترودی که نفس گذاری و دم کشی
که چو بوی گل دم امتحان بر ازوی نفس کشی

از غفلت دل جلوه در آینه بنیان ماند
در گلشن تحقیق فشتیم به تقلید
جان بود که ما جسم نمودیم تصور
عالم همه یک نسخه آثارش بود است
آواره او نام نمودیم یقین را
سودائی و هم است تحیل چه توان کرد
ما طبع و چه شدستان حضور دل که تو رخ دیر چرم
بقبول صورت بی اثر مکش انفعال فردگی
زمن است فرصت معنی هوس فزون بل مدام
کسی از پیکر مکش شد ز چه چنگ دام و قفس کشد
بخیال عبرت و هم وطن پسند دوریت از وطن
اگر ت دلیل ره وفا بروتی کند آشنا
بیقین معرفت آگهان ز نفکرت نبرم گمان
بیرت ز جوهر آئینه ورقیست نسخه طر از دل
اگر از تردنی اثر نرسی بنصب بال و پر
نمیدم بھی ازین حین که نه است صورت سبلی
من زار بیدل تا توان نیم آنقدر بدلت گران
نکست تا که شکست خود بسته را و شکست

عالم برویت بگشاده است و ناخن خاقت و استین شکسته خراش هزار ناخن بر پست
جلد آماده است ضعف اختیاری سریت و دفع بیات اضطراب و شکنجه موشیاری

حصار است از شکباران آفت خمار غزل

همه از شوخی و بیباکی جولان برخاست
بدف خار شد آن پاک ز دامن برخاست

هر غبار یک ازین و رطبه بطوفان برخاست

دام آسوده دلی غیر ز میگیه نیست

امتحان چدره وادی غفلت سپرد

گر دمسد گاه که برخاست پریشان برکت
رگ این گردنت آخر بچه سامان برخاست
ای سبب شعله که باز اگر میان برخاست
علم فتح همان است که نتوان برخاست
ز صدای خون نرسی مگر بزبان خنجر قاتلش
ترینی اگر کشت بخون ز شکست آبله گلش
چو غنینه که شکستگی فکند بدامن سائلش
که مباد رنگ جنون کشی ز تو تهم حق و باطلش
که گسخت منطقه فلک ز شکوه زخم حائلش
چه بوس که تخف نمیکشد ز نگاه آئینه مالش
بچه جلو شب خون برم که نفس کشم بمقابلش
که ز پاک پیرهن حیا عرقی است در دم سائلش
من میبوا چه فسون کنم که رود فراموشی از دلش
بجلی که وانرسه نظر بطلب ز ناله بیدلش

مشت خاکی و کمال تو سجود است اینجا
غیر در محفل تحقیق ندارد دشواری
نیزه دار است فلک تا تو سرافراشته
غزل من و پرشانی حسرتی که گم است مقصدش
سمت ذوق گذشتت ز غبار کوچه عاقری
بزار یاس ستم کشی زده ایم بر در غایت
خوشت آنکه خط بفسون کشی بر عقل غره بخون کشی
بشبی تیغ وفا کرار سدا ز هوس و دم هری
دل ذره و تب جستجو مهر و گرمی آرزو
سجیال آینه دل از دو جهان شکش خجلتم
بهوای مطلب بی نشان چو سحر چه واکشم از غشا
نه سر کج ساز خون کنم نه ولی که نالم و خون کنم
کسی از حقیقت بی اثر بچه آگهی دوت خبر
نکته آدمی بعلت افسون ابل در جمیع

احوال دشمن آسایش خود است اگر در منزل است فضولی هوای سفر بیایان مرگ دوری
وطن میدارد و اگر در سفر است خار خار سودای وطن و آشنش نمیکند از در صورت سفر بهر
یاب کیفیت سفر است و نه در حالت وطن از جمعیت با خبر عالمی در تلاشش بیاضی نفس
گداخته و میگدازد و خلقی به ترو و میفایده رنگ هستی باخته و می باز و نقد غایت مفت قدر
دانی که هر جا جای گرم کرد از مقنعات وطن شمرد و بر کجا پهلوی گذاشت قدم خرسندی بسکن
مالوف افشرد مقصد آرام است ای کوشش کن آزار ما بیدانان طلب را جاده بیم سرگزشت

نی بام دور نه کرو و نه ایجاد میکنم
حرفی از ان و مان و میان یاد میکنم
زین گلشن نه الفت سروی و نی گلستان

فخمس نی زدگری نه پیشه حداد میکنم
تضمین مصرعی که خوشش افتاد میکنم
باری بهیچ خاطر خود شاد میکنم

فی التفات قمری و فی یاد طلبی است
 انعوش دام و چاک نفس غنچه و گلست
 خلقی بذوق فرصت و همگامه بوس
 من نیستم مقلد اموال هیچکس
 چند آنکه بال میسزند آزاد میکنند
 شخص عدم غم و رنج پند می میکنند
 از خاک جز غبار بلند می میکنند
 تا کی بر دم بدشت پیام رم غزال
 زین شعلهای غفلت بجای مال
 پندارم آتش است و منش یاد میکنند
 با آسمان غبار دلم دام نه چپ
 دی بوی گل پرده سازم میرسید
 رنگت بهار آتش یا سم کشید پیش
 از داغ لاله میکشم از سبزه زخم نیش
 خود را بهر گلی که رسم یاد میکنند
 محو شکست ز ورق طوفان بنه خودم
 حیران سحر کاری ویران بنه خودم
 بیدل مقلد شک و اقرار نیستم
 بیکانه مراتب اهلبار نیستم
 بر هر چه چشم میفکنم صا و میکنم

روزی دو در بسیار خیالم تا می است
 سیر چمن طراز سے صیاد میکنم
 وار و شغل جانگزی آرایش نفس
 جهدم همین بس است که این طایر نفس
 صبح نفس سپهر کمندی نمیکند
 دل داغ چینی است پندی نمیکند
 بالیده است سر مر که فریاد میکنم
 تا کی شوم سحر عسرق ریز نفعال
 دامن بسمع دل زده ام بسکه در خیال
 آخر خموشیم بحر و ش جنون کشید
 زین بیش هیچکس ستم جانگزی ندید
 امروز کار پیشه من با میکنم
 بوی سمنبیری نغمه کرده وقف ریش
 بار بار درین چمن چقد رفته ام ناخوش
 غمایت غرق موج پریشانی خودم
 صبح نفس غبار پر افشای بنه خودم
 معموری خیال که آباد میکنم
 زین باغ شب چمن گل و خار نیستم
 یا قدر و دان معنی اسرار نیستم
 نکتہ زبان لاف را نقد آب ندھی که

طبیعت از انفعال عدم قدرت بجا من تری آویزده کردن دعوی نقد ریزد از زبانی
 گریبان طاقت چاک روانی نه انگیزد قاش شنایان کارگاه انصاف بعضی نفس
 و رازی کلاوه انکار بر ماثور و جولا به بسته اند و بی وقوف سر رشته تار و پود بسیه

روئی محض چون ناکو بر چپ و راست نختند یعنی در هر امر که عجز قدرت خود مشاهد
نموده اند بعضی انکار آن لب جرات نگشود و اند خود فروشان این بازار را بر حرف همغیر
تفیدن و کان بجز پوچ آراستن است رباعی که مروری ز طبع خود کام بر آ

از پیچ و خم و سوسه خام بر آ
بوزینه تو نیز تا سر بام بر آ
چو حباب حیف اگر شوی ز غرور سر بویا
که زمانه میکشد آخرش چو گلیم از ته پاسبک
که زنگت دامن بی ستون نکند کسی بعباسک
که چو سنگ رنگ گرا نیت نشود و مگر بجلداسک
به کجاست جنسی زین دکان که شود بیانگ بر آ
دو سه گام آخر ازین کند تو گران قدم بر آ
چو سحر بجنش یک نفس ز هزار زینه بر آسک
تو اگر تپی کنی این که و شود اتفاق شناسک
چو غبار فی نم پر زدن نشود چرا همه جاسک

بوزینه
نشود

ای منکر کیفیت پرواز مکس
غزل گبر محیل تقدسی مکن آبروی جاسک
نه سوز ز سده سیم و زربو قار غره نشینت
ز ترخم فی وار غنوں بدل گرفته خوان فسون
بعلاج ننگ فسردگی نفسی رنگی دل بر آ
غم بی ثباتی کاروان همه کرد و بردل ما گران
مخروشش خواجه بکرو فر که ندارد این همه آنقدر
اگر ت بنظر بی نشان دم هستنی بکشد غنا
ز گران سر آرزو شده خلق غره و مایه و هو
نکشید بیدل ازین چمن عرق خیالت پر زدن
نکست آدمی ریشه استعدادیت

آبشاری اتفاق عناصر قابل اعتبار نشود و معنی ادراک به ترکیب اختلاط امر چه استعداد
نقوش چون و چرا درجات استعداد از نشئه شیونات ذاتیه تا افعال و آثار اسما و صفات
ابد امراتب شمار و ترقی و تنزل است و لایزال در عرض مدارج کمال بی اختیار و دور تسلسل
مقتیدان عالم کثرت فروغ نخلستان ظهور را بازادگان جهان وحدت که اصول شمر شود
انقطاع مناسبتی است در کمال جدائی و کثافت پرستان وادی آب و گل را با لطافت
گلشن جان و دل انفصال موصلتی در نهایت جمیع فنی و ناشناسانی جیل عوام در عالم
حقایق بعلت نارسائی و ناتوانی است و بیگانگی خواص از وضع کثرت اثر تو جیبی است نه نادانی
پوشید و نیست که کثرت تنزل مراتب وحدت است و وحدت معراج حقیقت کثرت اگر
صاحب صدر باستان سپردار و از بی نیاز بیای منصب غرنت و مقیم آستان را

دوری نسبت صدر از نارسائی همت و قصور فطرت طایفه که محرم حقایق موجودات اند
عین حقایق اند و فرق که متعلق صور کونی اند محض صورتش بر فردی را از انفس او و قری
و کونی محیط اسرار خود است بکنه غیر وقتی رسد از خود بر آید و این نیز که از خود بر آید بدگیری

تواند رسید نشاید قطع

چون به بینی رز رز است و نل نل است
ریشه یکسر ریشه است و گل گل است
هیئت مجموعی اینها گل است
هر یکی در گلشن خود ببلبل است
سدا بر دلی نیاز از کاکل است غزال
همه حیرتم بجای روم بر بهت سری کشیده من
گل باغ شعله نه چیده من من داغ دل نه چیده من
چو می آنکه عشرت عالمی ز گداز خود طلبیده من
که شبهه خنجر ناز تو شده عالمی تو طلبیده من
همه اشک گشته برنگ شمع و چشم خود نه چکیده من
ز سر خفا نگه داشته تو ز در و فارزیده من
چو دل گداخته ریت بر کاب اشک و دیده من
بهار عالم ز نکت و بوهر جلوه تو همه دیده من
بسواد اردو تو کی رسم نشی ز ناله کشیده من
که برم بر آب شگفتی بطاوت گل حیده من
چو جرس بغیه شکست ال سخنی ز خود نشنیده من
همه جاز جلوه من پر است و بیج جاز سیده من
پر د آن مژه به بلند فی که ز گداز سیده من
بحیط میر ستم شاعری از بجای رسد

گر ز رز جو شیده است اسرار مل
و در همه از ریشه است ایجا و گل
که چه اجزا غیر هم گل کرده اند
پیشکس محرم نوای غیر نیست
سخت بی پروا است حسن از یکدگر
ز ره هوس تو کی رسم نفسی ز خود نه ریمده من
همه ترک ساز طرب کنم ز چه جام نشه طلب کنم
چو گل آنکه نشخو صید من ز نقاب جلوه گشوده تو
چه بلا شکش غیر تم چقدر نشانه حیرتم
تو بجنلی نمود و رو که ز تاب شعله غیر تش
می جام ناز و نیاز با بخار اگر کشیده من
چو نگار کرم بر طرف که گدشته محمل ناز تو
تو و صدمه چمن طرب نموم من شبی نده آبرو
نه جنون سینه دریدنی نه فنون شوق طپیدنی
چو تحریر نیده و نظر رم فرصت نفس آفنده
بکدام غمزدل سل ز نوا گشتان تو مقل
من به دل و غم غفلتی که چشم نه فسون
غزل بطار و اس او چه خاکساری رسد
نکت و پوی سیده و نکت نفس در انفعال چو من
بفتا تنگی این نفس چو جاب غمچه نشه نام

<p>بر جمیع میگویم از بعل چه گرفتار بود همه جا است نشئه بشر طرآن که دماغها بوفاز بسراغ گرفتار نفس کسی بجا رسد که بار زسد بهمت بستگی زوریکه نان بگدا رسد شره برهم آورم از جیا که برینه به قبار رسد بفتادگی شکند عصا که قناده به بصار رسد که ز آب یاری بکشد نفس بحری به نشو و نما رسد مد و آنقدر بره هوس که بخواب آید بار رسد در صبر میزنم آنقدر که بهار رنگ خار رسد چو خیال بیدل اگر کسی ز تو بگذرد بخدا رسد</p>	<p>رخسار فرصت پریشان بهار دامن فی خزان نه زمین بساط غبار مانده فلک دلیل بخار مان بگشاد دست کرم قسم که درین زمانه برستم دل مینوای بجا برد غم تنگدستی و مفلسی نگذر ز خاصیت سخا که سیاح مزرعه و فنا بدعائی از لب عاجزان نه گشوده در امتحان بکین جبهه تو خفته است اثر ندامت و عاجز بقبول آن کف نازنین که کند شفاعت خون سیر رشته طرب آهوان میبارد میکشد از چمن نکته حکم الفقراء کنفس واحدة بمناسبت</p>
--	---

محرمیت جهان کلی است یعنی حضور نشئه وحدت که در آن مقام ساز اعتبار رنگ مغایرت
نتافته است و تو هم دونی پرونده کتانی نشکافته بحسب لطافت آشنائی آن مرتبه هرگاه به باطن
توصیف غیر هم پوشیده داند فی الحقیقت خود را در نقاب اشارتش پوشیده اند و اگر آرایش
عبارتی پرداخته اند جز طرح شهود معنی نمیداخته و بیگانگی طبایع عوام از یکدیگر اعتبار تشخصات
جزو نیست یعنی امور عالم کثرت که درین چهار سو جزا جناس مخالف اشکال و افعال و الوان
برهم نمیدانند و غیر از اسباب تیز سود و زیان معروض اظہار زسید و سبب کثافت مافی این
موقع اگر بر چشم بر صورت خود میگذرانند چون عکس آئینه غیر از نقش وونی مشاهده نمیشود
هر چند بحسب خود سرسرو میگردند چون شعله جز بکام از دیا قدم نمی سپرند اینجا متحقق است
که ناقص طبعان کونی از فهم تجملات در گاه آهلی دورند و پست فطرتان طبایع ادنی و درک
حقایق اعلیٰ معذور کثیف معین از لطیف مطلق چه و انما یدوزنک مکذرا صفای آئینه چه پرو
گشاید نظم حال عالی نسبتان از فطرت و فی سیر

پرزینگیست خاک از عالم بالا میرسد

وشت احوال مجنون دیدی ز لیلای میرسد

از نغمه غیر از سداغ رنگ صورت به پیش

محرمان قال در بزم حال آسوده اند

فکر شوتایی از بزرگی معنی نشان

بر کس اینجا از مقام خویش میگوید سراغ
چهار داین کیر و دارستی که از صد نام رنگ خور
خوش است از ترک خود غائی و می رنگت هوس بر
شرارتا سر خود بر آرد و روز بینه شب شمار
مزاج همت نمی شکست که سار بخش نظر فریب
کم تلاش هوس شرم قدم به طلب فشرده و م
طمع به جافش و دندان ز افکش نیست باک چند
چسان به بدیر فکر قامت خمار حسرت روز جات
اگر جهان جمله لقمه زاید فکرجوع تو بر نیاید
بطلست آبا و ملک صورت است سزای کدورت
بسی تحقیق پر ویدی بعاقبت هرزه خط کشیدی
بکیش آن چشم فتنه مایل بفتوی آن نگاه قاتل

جز حدیث گاو خراز مردم دنیا پیرس غزل
شکست آینه جمع کردن فریب مثال رنگ خور
بکسوت ریش روتائی دشانه تا چند جنگ خور
وماغ که فرصتان ندارد غم شتاب و درنگ خور
بعد فلک دست و دل زبید فشار یک چشم رنگ خور
بجبهه امن ناورد مردم ز میشه بر پای رنگ خور
باشتهای عرض سپندان زبان ندارد لغت خور
که در نگین بهر قدر نامت فرو و خمیازه سنگ خور
مگر چو آماج لب گشاید عضو عضو خدنگ خور
ندارد این خمیر ضرورت بدوق آینه رنگ خور
نه او شدی بی بخود رسیدی چه لازمست بود رنگ خور
بجل گرفته خون بیدل چومی بدین فرنگ خور

نکته است آنچه از سنخ دل فهم نمی اگر به نقطه ایست چون مردک طوفان نش از جان ببرد و هر چه
از خارج جمع غائی هر چند دقت است در چشم گشودنی چون مژه بر هم میخورد زینیا با گفتگوی شونده
عالم خو نگیری تا به عوام در شکنجه رسم زنده میبری محیط بی نیازی از آن منزه است که قطره های
میسرو پا حرام جمعیت گویند و یا موهبای آرمیده بسند عرض مینائی پیوند و مجسم و دعا
اتفاق موجی که سر از موافقت امثال خود پیچیده آسانی دستگا و گوهرش منسجم گردید قطره
که قدرتهائی شناخت اجزای جمعیت خود پایال هجوم موهبا ساخت غزل مطبوع

چشم حق بین از حسرت اندیشه باطل نبرد
سیر معنی از خم و پیچ عبارت فارغست
سعی ما در منزل از غفلت بی پایان مرکب
ما مطبوع نشد آنکه شعله وحشتی بدل فرود خون
بفسانه هوس طرب تخی از خودیم برار طلب

مهرم لیلی بر آب شوق بر محمل نبرد
قاصد ملک تقدس رنج آب و دل نبرد
شش جیت طی کرد اما سر بجیب دل نبرد
بزمین طعم و بفلک دور چه جنون کنه پشه کین
چه و مذ صنعت صدفی بجز استخوان و فون کین

بخیال گردش چشم او چمنیت معرفت عیارین ز جراحت دل ناتوان بخیال او بهرسم نشان	که ز دور اگر نظر کنی مژده کار بوقلمون کند که مباد آن کف نازمین بفسونش سایه خون کند
بچنین زبونی دست و دل ز صنایع آلمم خجل کف پا عروج جبین شود تن خاک عرش برین جود	که سرخی اگرش و هم بزار خانه ستون کند رود آنچنان چنین شود که علاج همت دون کند
نه فسانه ساز حلاوتی نه ترانه مایه عشرتی ز دم ز قسمت خشک و تر به تر و دوهوس گر	بفسون پرده گوشش مایه امید پند برون کند که نهال بخت سیه گر گل آورد و شب خون کند
چمن تخیل بیدلم که سحاب رشخ خامه اش	بنائل گداز کند سر قطره که نگون کند

نکته روح انسانی جوهریت بسیط و بحسب لطافت بر جمیع اشیا محیط هرگاه نقش تعلق اعتبار می بندد و ترکیب کیفیات عنصری می پیوندد و بمشاهده نقصان دستگاه اصلی سعی تو جوش مصروف این اندیشه مباد که هر چه از مراتب اعتبار کونی است با عاقله تصرف آورد ناچار خود را محتاج جمیع اشیا می باید و بی اختیار بطلب حصول آن می شتابد خواه آن اشیا از امور دهنی باشد چون معلومات محتایق و معانی و خواه از اسباب خارجی مثل محسوسات دستگاه مکانی و دست داشتن بر چیزش دلیل احتیاج است و محتاج هر چه بدست می آید مفت خود می شمارد و آثار رفع احتیاجش در هیچ حالت ممکن نیست که تا ترکیب جزوی باقیست چرا که بساطت کلی نمیتوان بست و تا کثافت جسمانی متصور است بطافت روحانی نمیتوان از اینجا علوم شد که این جوهر متشخص جمعیت از دست داده خود را در صورت فراهم آوردن اسباب میجوید و پاسبان منزل تنه پیوستن همان بر جاده اضطراب نفس می یویم

نظم چه نقشها که نشد جلوه گر ز پرده شوق همین نفس که غبار تعلق و همی است	چه رنگها که ندارد طلسم غنچه شوق هزار پیچ و خم آرد و شد بگردن طوق
سواد جوش تنها چه آسمان چه زمین یا دایه ای دل که جا به بیکرانی داشتم	نوازی و یروم آرزو چه تحت و چه فوق محض ملک استغنائی بی نام و نشانی داشتم
نور بی ظلمت یقین بی گمانی داشتم فی زمین و در عالم آسمانی داشتم	منظر قدرت سنده نزد بانی داشتم افتابم تا فتنها داشت بی ملک زوال

سال دما هم موج میزد بی غبار ماه سال
 فی زگردشهای گردون انقلاب کل حال
 نافه صبح از نسیم من نفس در بار داشت
 وزره تا خورشید در وجد حضورم کار داشت
 خلق میرفت از خود و من کاروانی داشتم
 گرد در صحرا جنون رنگ و بو با چین
 عالمی در سایه بالم پرافشان بود و من
 می سرودم نغمه و یک نغمه سازم نبود
 با و و عالم شور دل کس محرم رازم نبود
 و من مرن نغمه بر بوی گل بیانی داشتم
 بی نشانی نقش می بستم شهو آید پیش
 آخر از سیرگر یبالم سجو آید به پیش
 سعی مضایم نفس شد هر چه آهنگم بلد
 شش جبهت را هم غبار تهمت او نام زد
 خاک برفرق تعین امتحانی داشتم
 تا پرافشاندم سر و برکت غنائیم بر باد
 ذوق آگاهی بکام طعمه او بار داد
 همت از پستی عروج جوهر اوراق دید
 آینه پرداخت جسم اقبال جان پاک دید
 عجز نابی پرده شد دیدم که شانی داشتم
 شیشه ساعت نیم نا خاک بیزم چشتم
 زهر لو آئینه تا من بی نفس می زبستم
 ذوق جرأت بر قدر و حیرت الهار داشت

فی ز دوران زمانم یاد تغییر زوال
 مرکز پرگار خود بودم جهانی داشتم
 محمل گل بوی من در پرده اسرار داشت
 شش جبهت گرد خیالم شوخی رفتار داشت
 موج در دریا فروغ شمعها در انجمن
 فرصت اندر روزگار و سال و ما و اندر من
 در خیال آباد عطا آشیانی داشتم
 می فشاندم بال و بال آگاه پروازم نبود
 گوش من بهم قابل تحقیق آوازم نبود
 امتحان غیب میکردم شهو آید پیش
 از تا تل آنچه درو هم نبود آید پیش
 در چین شوق با تل آشیانی داشتم
 کز ازل بر دم بزم وزیر من و ما تا ابد
 اینقد ما هم نبود اندیشه جان و جسد
 آن های فطرتم کز آشیان اتحاد
 نشاء اقبال جامی داشت از دستم فقاد
 در کمین مغر تحقیق استخوانی داشتم
 نشاء ابروی مستی در زمین تا ک دید
 خاک ناگرویده نتوان رفعت افلاک دید
 بی سبب یارب باین کلفت نصیب کیستم
 تیره کردم عالم و بر روی خود نگرستم
 عرصه صیقل میزد و ضبط عنانی داشتم
 انفعال نارسانی شکوه فطرت بنخواست

از سپید بزم حیرت دم زدن تنگ و پست ورنه تاس سرگره دیدم فغانی دایم بی نیاز از انبیا ز فرق و موسم متصل از عدم گر شاگشتم باز هستی منفصل	داورس اینجا بغیر شرم آگاهی کجاست بیدل آزادم ز دام اعتبارات و کل نسبت اطلاق و تعییدم غیاس زود و دل پاس ناموس دلم آتش بجانی داشتم
--	--

نکته ساز حقیقت از دست مجاز تر اشان بی اصول کمینگاه صد محشر فریاد است و جن
معنی از نگاه لفظ آتش نایان بی ادراک غبار آلود یک عالم بیداد نظم

دیدم را که گشودند بروی تحقیق آتش یکتائی اگر عرض دبد زنگ و فاق کر ز محراب یقین بوی حضوری داریم یا مبر نام و فایا همه را حسن انگار غزل من سنگدل چه اثر برم ز حضور ذکر دایم سخن آب گشت و عبارتی شکافیت رزمی نه سر کی سجده بنا کنند نه لبی که ترک ثنا کنند سرفاک اگر بهوار سد چو نظر کنی ته پارس به بیایم آن طرف سخن بتاتل آنسوی و هم وطن بک و پوی بیده یا فتم بزار کو چه شامتم بهو اسری کشید دایم نه بشنمی بر سیده ام نه دماغ دیده گشودنی نه سرفسانه شنیدنی ز حسد نمیرسی ای دنی بروج فطرت بیدلم	خلق اگر جمله غبار است فراهم نکند طبعها را اثر و هم دونه رزم نکند تاب ز ناز چرا گردن ما حسم نکند عشق مرگان بفسونهای هوس نم نکند چون گین نشد که فروروم بخود از حجالت نام او بک و ناما ز حسرت موج من ز رسید تا خط جام او بکدام مایه ادا کند بر هم ستم زده دام او ز رسیده ام بهمارتی که بیالم از لب بام او ز چه عالمم که بمن زمین ز رسید غیر بیام او دری از نفس نشکا فتم که رسم بگرد خرام او ز پری شکسته تنید دایم بخیا ل حلقه دام او همه را بوجه غنودنی بکنا رحمت عام او تو معلم ملکوت شو که نه حرف کلام او
--	--

نکته عالی بوضع خود خرسند است از حساب نادانی محض اوقات کسی مباحث جانی
سرگرم آتش سود است بوعظ دم سردی آب تکلیف میباش اگر نفست اثری دار و صفت
ارشاد خود کن تا پیش مردم برز و در انباشی اگر ناخنت رساست بگشا و عقده خویش پردا
تا جرات و بجران نخرشی پیدا است که ناقص طبیعت را از ورق گردانی لیالی و ایام تحصیل

معنی کمال محال است یعنی ہلال ابرو در صد سال ماوتواند گردید و کوہ طبعیت را بگردش
ساغر ادوار نشہ بزرگی و شوار کہ طفل اشک در ہزار قرن بہ پیری نخواہد رسید غزل

تو کار خویش کن اینجا توئی در من نمیکنی
بگنایمی است ربطی تا رد پودی نیازیرا
غزل تک و تا زبیدہ تا کجا بگشا و بال پر از نفس
بہزار کہ چہ شتا فستم چہ ترانہا کہ نیا فتم
غم زندگی بجای برم ستم ہو سس بجہ بشم
سرو کار فطرت منفعل بخیال میکندم خجل
ز جنون و فست پریشان زردم آئینہ و غا
تک و تا ز عرصہ بی نشان بخیال می بردم کشتا
بغبار عالم و ہم وطن نہ رسیدہ کہ کنی وطن
بدو دم تعلق آب و گل مشوار حضور عدو خجل
ز ترانہ بی نوحہ گر بخروش ہرزہ گان مہر
کلف تصور زندگی مفکن بگردن گاہے
گمشا چو بیدل بخیر در ہر ترانہ سبے اثر

گریبان عالمی دارو کہ دروا من نمیکنی
کہ در آغوش خاک اینجا سرگردون نمیکنی
سر رشتہ گرہ کنم دلی آورم بر از نفس
رگی از اثر نشکا فتم کہ رسد بہ بیشتر از نفس
جو حباب ہرزہ نشیتہ ام بفشار چشم تر از نفس
کہ چراغبار کہ از دل بگذشت شبکہ کر از نفس
چو شرار داغ از آتشی کہ گشت صدف بر از نفس
ہوا اگر نہ بد عنان بجای رسد سحر از نفس
عبث انتظار عدم مدد شباب شیر از نفس
کہ بساط خانہ آئینہ نبرد غم سفر از نفس
ہمہ را بعالم بی اثر اتریت در نظر از نفس
چہ قدر سیہ شود آئینہ کہ باد بد خبر از نفس
بفشار لب ہم آفدہ کہ ہوا رود بدر از نفس

نکستہ مقصود از سیر گریبان بفکر تحقیق خود افتادن است نہ از سر گرائی بی حسی و در سر
زانو دادن و مدعای قاتل بکنہ معنی وار رسیدن نہ غبار مرگان بر فرق پیش پاشیدن معنی
تفکر غور شیاست و حقیقت اشیا بقدر عرض سورچہ و گشا درین تاشا کہہ بفسون خواب
بر طبیعت نباید گداشت و بفریب تفکر دامن شہود از چنگ فرصت نباید گذاشت جلوہ
بی نقاب را بخیال مشاہدہ نمودن از تاریکیہای محرومی گاہست و از معنی کشوف متعاشان

دیدہ را ترک ہو سہای غنودن بہر است

غیر افسردہ دلی غسبہ ندارد و در بار

غافل از ظاہر آفاق نباید بودن

دلیل وقتبائی فکر فطرت کوتاہ غزل

ور نہ اینجا رگ خواب از مرد نزدیکتر است

وضع کل آئینہ پر داز بہار و گر است

<p>مزد ملا شمع بر بهت دیده ندارد گبری اندکی از یکد و نفس اینهمه پرواز نفس نیست درین هفت چمن چون قند انجمن بر هوس نشو و نما مفت خیالست لقا آه ازین دشت هوس نیست بکام دل بی تو چو شمع همه تن سوخته یاس وطن در بر هر ز پرو می خفته فسون عدمی قابل آگاهی او نیست خیال من و تو جوش حباب آینه شوکت دریا نشود نیست ز هم فرق نا انجمن خلوت ما پرده صدر زنگ در می تابچمن راه بری بیدل خونین جگر مبلبل بی بال و پریم نیست اقامت کس وادی جولان هوس هست امل پروری لازم امثال جهان شبه هستی چو سحر میکندم خون جگر لذت این محفل دون برنی ما خواند فسون بیدل از آغار گذر زحمت انجام به نکته طینت آدمی حکم الناس نیام مخم</p>	<p>آخر ای خیر این بزم طلسم صورت غزل آبله کو که نیم در قدم خویش سری کاغذ آتش زده خوش شست شری گلبن نیزنگ کلی سر و قیامت ثری ورنه در اقلیم فنا یاس ندارد هنری مشت غبار یک بچینه نمی از چشم تری داغی و آهی زمین گر طلبی پاوسری در همه ساز است دمی در همه رنگست پری حسن خدائی نشود آئینه دارش دگری همه صیقل زده ایم آئینه بی جگری میند دارد همه جا فانه بیدون دری خفته بال و پری کار که شیشه گری نیست درین نمکده ناله من بی اثری و امن عجز است رسا آبله پایان سفری بی تری مغز بلندی نمکده موی سری آئینه بندم بعدم کز نفس آرام خبری داغ شوای ناله کنون راه نفس دشگری بر رخ فرصت چند آئینه سب و شری</p>
---	--

اثبات غفلت است و اطلاق بیداری بر حقیقت غمخودن انجامش آثار کذب و تمهت
اینجا تا مرگان قدم لغزش می سپرد آگاهیا بسر منزل بخبری آسوده است و تا نگاه
آغوش تا قلی می افشرد و به شهاب میخوردی غمخوده پس در باطنی که قافیه شعور باین تنگی است
و ساز شهود باین غیبت آهنگی مفت چشمی که بجبهت منصوبه بیداری بردارد و تا سر پایت بیک
ندارد در اینجا چو نیاز و فرصت شناسان ذوق حضور را درین انجمن التیام جرات دید

سخت المی است در پشیمان ناکردن موی مرغان صعب مایه نظم سبک ساریت آب دیدن بکرانی کن

کند تا کی فسون خواب پیش از مرگ در گورت
درون بیضه جزا فسرگی دیگر چه میباشد
سر طره به افشان ختنی بیشک ترا فرین
ز سحاب این چمنم مگو مگذر عشو و زنگ و
سر زلف عربده شانه کن نهگی بفته فسانه کن
ز حضور عشرت بیش و کم نه بهشت خواهی نام
بکمال خالق انس و جان نه زمین رسیده آسمان
خدا را راضی و بی و هم وطن تو چه میکنی بجهان من
منشین چه مطلب دیگران بغبار منت قائم
چنینیست عالم بی بری ز طرب شکاری عیات
سرورک راحت این چمن خیال مانده وطن
بکلام بیدل اگر رسی مگذر ز جاده منصفی
نکته اعیان محفل امکانی را تا شمع وار سر

نگه را اندکی روشن سواد جلوه خوانی کن
به بیداری علاج چشم زخم زندگانی کن
چمنها وقف پرواز است سی پرشانی کن غزل
مژده باینده باز کن گل عالمی دیگر قسیرین
بتو التماسی گریه ام دوسه خنده گل سیر فرین
روشی جنون بیاز کن ز غمار من سحر آفرین
بخیاال داغ تو قانعم تو برای من جگر آفرین
بصدف کسی چه دهد نشان ز حقیقت کبر آفرین
در احوالی بپوش من ز دو چشم یک نظر آفرین
رقم حقیقت رنگ شوز شکست نامه پر آفرین
چو چنار روزگف نهی همه هبله بر کمر آفرین
چو غبار غم زده کو فلک سرما زیر پر آفرین
که کسی نمیطلبد ز تو صله اگر مگر آفرین

نامل بیانیکر دو تشویش هر زه نگاشی با قیست و تا سر اندیشه برانومی ساغر نمیرساند گدا
کلفت ساقی اگر بوی از بهار غنی ببرد عبارت اینهمه رنگ نمیرنجت و اگر حاصل کار را بی
می شکافد شاخ و برگ اینقدر غبار نمی انجنت ساحل از میان پوسته موج و کف بشمارند و فر
رفشان از محیط هم خبر ندارند نا محرمی گریبان بصد و امن دست التجا میرود و نا آشنا می خوش

تو که خود را نمی بینی نیست عالم غیر دیدارش
چه لازم مایل سپت و بلند مسرگایدان
کمانی برده کو یا بنقد اعست بار خود
نبودی اینقدر نا کد خدائی مجمع اسکان
و کان صبح چندین جنس خجالت در نظر آورد

بزار همگامه در خیال تو آورد غزل
خودی آینه دارد که محرومیت اظهارش
تو خود اینجا تا بایست فیهید مقدارش
که بر هر جنس می پیچی و میکردی خریدارش
که افتادی چندین جبهه در فکر خروبارش

نفس بر خود فروش افتاد آتش زن بسیار باینستی حیا کن از خیال چرخ و تارش بدریا قطره چون کم گشت دریا داند و کارش	شرارت فرصتی و آنجا و ذوق برزخ پر داری بحق تسلیم شو تا واری از این و آن سید نکته با همه بی تعینی غیر عبارت
تعین باست یعنی حصول توهم پیدائی و عین اصطلاح بی صفتی یعنی تغافل و ضاع خود غائی صفت بی ذات معدوم است تا آتی باید فرمود و ذات بی صفت سو هو م خیری نمیتوان نمود هر جا موسوم صفات هستیم ذاتیم و اگر همه ذات با سیم آمده ایم صفاتیم غزل	
که محیط تو هستی نه سفر گزین نه اقامتی چمنست حقیقت بخیران و لنت طرکه جاودان بخلت فروغ تو در نظر بزمین بسیار تو جلوه گر چو ز خود بخود نظری کنی روی از خود و دیگری کنی بیان کمال شریعتی بعمل شکوه طس تعینی	قدم و حدوث تخیلی نه شکستگی نه سلامتی المی بخود نبری گمان که تو عبرتی نه اندامتی بچمن سیاح و بگل سحر همه جا ظهور کرامتی تو مگر چنین نبری کنی که بگویمیت چه علامتی بخیال حشر حقیقتی تو قیامت تو قیامت
نکته معنی کرم در جمیع احوال بشو و طبایع کوشیدنست و در همه اوقات برضای دلها جوشیدن مینوایان لیدر هم و دینار نواختن و بیماران را بعبادت و مداوا فرستادن ساختن آمداد مابینایان بدستگیری عصای و اعانت لگشتگان به تحریک و رای آبه پایان را تکلیف رفتار نمودن و بید ما فان را بصحبت دعوت فرمودن پیش نا توانان ترک اظهار توانائی و در چشم مفلسان تغافل و ضاع خود آرائی بر قبور تکبیر و فاکحه خواندن و در زمینهای خشک آب پاشیدن و نهال نشاندن غائبان را ببنکی یادی و حاضران را بمدار امدادی القصه بقدر بطاقت زبان خبر عرض فواید نیار استن و بوسع امکان از هیچکس غیر از عذر نخواستن ازین عالم هر چه بردارند از شعبهای وجود و سخاست و ازین دست آنچه از دست بر آید از شیوای مروت و وفار باغی بیدل از در طبع اهل سمیت	
آثار سخا جلوه بچندین صورت بر خور و ان لطف و با بزرگان خدمت	بر بخیران سپند و بختا جان سیم نکته قتال ظهور احوال در آینه خیال
دیدن کیفیت صور در سیولا مشاهده نمودنست و نقاب آتش در طبع شکست	

چون مدرکه را باین جنس و قایل که اکثر معالیه امتحان است و در عالم بیداری تخیل تعبیرهای
 سود و زیان بحکم تقابل و نوشته که یکی در نهایت مرتبه ضعیف است و دیگری در درجه کمال
 قوی نتیجه معتدلی محصول می پیوندد و بحسب اتفاق کیفیت نقش می بندد گاه موافق اراده معتبر
 و گاه مخالف ازینجاست که اختلاف احکام تعبیر در خواب انبیا نیز یافته اند با آنچه در تخیل
 در عین مثال رموز ظهور و صور که ختم تجلیات است حکماهی مشهود است و در جلوه گاه کیفیت
 صور همچنان اسرار مثال قرب لطافت حقیقی است آئینه دار نمود پس صورت مثالی
 کیفیت است که به نقیض چشم کشود رنگ اثری از آن در غایت یافت و جز به بیان بسگی
 مرگان نقاب تماشایش نمیتوان شکافت صورت وقوع بعضی از آن احوال غرایب و قریب
 فهمیدن است و ظهور آن معانی از نوادرات اتفاقات اندیشیدن قطعه شاهد قدرت که انما و یومود

در جهان غیب دیگر و در شهادت دیگر است
 لطف یک معنی بعرض بر عبارت دیگر است
 شاه مادر انجنس دیگر جلوت دیگر است
 رنگ این آئینه ناگر و دید صورت دیگر است
 بنقدردانم هر جا شخص مدت دیگر است محسوس
 می بود کس بر زمین ریختن خمار ندارد
 و داع کلفت امکان بطبع بار ندارد
 چه لازم است جمعیت خواست تمیدن
 بمقتضای یک تو داری گذشتن استرسیدن
 محیط نیز بعبیط خود اعتسار ندارد
 نفس بطبع رساندی ز اوج چرخ دمیدی
 بهشت دیدی و گلزار دیدی آئینه دیدی
 خمار و عده زاهد فلکین بنار و نعیمش
 اسید کو که شوی جاره ساز رحمت بوش

از ورق گردانی سجدید نیرنگی میرس
 بی نیاز بیاست اینجا انحصار جلوه نیست
 جلوه ما دارد مقام اعتبار است وجود
 محرم نیرنگ شوخیهای کثرت نیست
 شکست شایسته نیرنگ خار ندارد
 اگر دماغ تو سودای سیر و دار ندارد
 گذشتن از سه این خاکدان غبار ندارد
 غبار گشتن و دامن ز سعی هر زو نچیدن
 که هر چه صرف بر دامن غمان موج کشیدن
 قدم ز ریشه گشود می بطبع خاک و بدی
 بجایی که رسیدن رهی نداشت رسیدنی
 ولی چه سود که دل با خودت دو چار ندارد
 و عید ساغ عشاق زن بصرف همیشه
 بطق منظره نیان گذار خلد و جمیشت

اسیر عشق خیالات نور و نار ندارد
 غبار گردی و طوفان بفرق حوصله بیری
 نفس مگر عرق آرد که رنگ آئینه ریزی
 بر رفع خفت مجهولی و خجالت کارت
 درین حیا که مفت است غفلت آئینه دار
 شباوت تو جز انگشت زینهار ندارد
 تو بر کدام یقین کلاه ناز شکستی
 اگر عرق بخند انفعال دعوی هستی
 دل شکسته نفس در کدام سعی گذارد
 حساب نقش چه بند و غبار نفس چه تازد
 کسی درین هوس آباد هیچ کار ندارد
 نفس صلامی جنون میزند و می خروشی
 حقیقت از تو که پوشیده است تا تو نبوشتی
 گراست چشم که من نقش کن فلکان بنایم
 حریم کعبه تحقیق کیست تاب بر ایام
 حقیقتی که نهان نیست آشکار ندارد
 شراد و برق تسلسل فروش گردش جاست
 به نیم چشم زدن دور وصل و بجز تاست
 چه سحر مشربی ای بیدل از بدیع نگاری
 هزار رنگ در پرده تا گلی بدر آری
 ز طبع تست خروشی که کو به سار ندارد

بعافیت طلبی تا کجا زامن گریزی
 گبی بناز تنی گاه بر نیاز سستری
 و گرنه تا شده شبنم هواست در ندارد
 فضای عالم بیداشی گرفت شمارت
 اگر بجز آگاهی کنند و چار ت
 ندارد انجمن معرفت غرور پرستی
 خمارشش جبهت فتنه شور دارد و مستی
 بهار عالم تحقیق آب بسیار ندارد
 که سر بکار که از اعتبار صنع فرزند
 خیال باقی او نام اگر جنون بطر اند
 خوش آنکه کسوت راز سحر بچوب فروشی
 محیط فطرتی ای بی کنار از چه سخوشی
 برهنگی بجهان برهنه عار ندارد
 کجاست آئینه نازنگ این و آن بزدا ایم
 جهان همه عدم است از عدم چه پر گشایم
 درین بساط که فرصت جنون کین حراست
 نه غم فغان بقای طرب کفیل دواست
 تو هم دماغی اگر داری انتظار ندارد
 قیامت انجمنی یا بیاد رفته غباری
 ز ساز قفل کم شیشه دلی که نداری
 نکته در عنصر آید کیفیت ظهور بعضی

سنگ مخفند بکلم طبیعت افسردگی رواج و بعضی آئینه مقتضای طینت لطافت امتزاج
 آئینه گل کردن طبایع نتیجه حجاب است یعنی کسب و دواع او نام که دورت و سنگ نقش

بستن حصول آرایش نقاب یعنی دامگاه صورت در طبع آئینه فطرتان آب غبار خاک
شکسته است و در مزاج غبار خاک بر روی آب نشسته لاجرم اینجا هر چند
خانه نقش بجایش آمده باشد و بشکسته شود و نقوش است و اینجا اگر همه خنجر و سنان

غفلت و تحقیق مارا اعتبار آئینه است
گر نگه باله مقابل جز ببار جلوه نیست
در جهان بایس مطلب بیدماغی رو برو است
خوب و زشت اعتبار خلق را تکرار نیست
عزل رخ شرکین تو بیچکه بخیا لکنند عرق
به نیاز تحفه یکدی سبقتی نبرد و ام از وفا
بیم ز حاجت ناز و اگر بیت نمرود حیا
بغبار زنگ و هوای گل نکه ستم زده اشک شد
تب و تاب هستی منفعلی سر شمع بسته بدوش من
الم تر و در سرنگون ز تری چسان بروم برون
چو سحاب معبد آرزو دهم نوید چه آبر و
چه قدر ز کوشش ناتوان و چه انتظار خجسته
بنفس رسیده از عدم چو سحر بجهت شبنمی
ز نیاز بیدل و ناز او ندم تفاوت ما و تو
نکته در چار سوی کیفیات ظهور

است لوح صفا مغشوش غزل مطبوع
هر طرف اندیشه می نازد و دو چار آئینه است
و ربیم آورده ثمرگان غبار آئینه است
در نگارستان امید انتظار آئینه است
جلوه در کار است اینجا صد هزار آئینه است
که دل از پیش نگدازد و نکه از حیا عرق
که ز گرم جوشی خون من بکفت حنا کند عرق
سر رشته گله و اکرم اگر آتش ناکند عرق
کسی با نقد کپی هوس بدو چسبند عرق
نکشا ید از دم تیغ هم گری که واکند عرق
چو قدم نمی سپرم رهی که نشان پا نکند عرق
اگر از بلندی دست من اثر دغا نکند عرق
که بجاک هم نرسد چو اشک اگر موفنا نکند عرق
خجل است زندگی از کسی که درین هوا نکند عرق
اگر از طبیعت منفعلی ز خودم جدا نکند عرق

که هر فردی از انسان با حقیقت بلند سودا نیست پنهانی و معامله ایست
و جدانی با همه نیکواری نقد انفس را در جیب هر معامله نفی است متکلم و در طبع
سودا سودی متضمن اینجا ناله تعمیر رواج ز سید تا قیمت دل نقصان شکست زبانی
و کان تجیر خجسته تا قش جمیع ثمرگان بر هم نخورد و بگردش رسیدن هر ساعی نقد
ظهور کیفیت است و با انقلاب جو شیدن هر وضعی تهید وقوع خاستنی غزل

بر دل از ناله ببار اثری میخواهد
قطره هر گاه کشد بهوای نیکان
هر کجا بخت گل پیرهن رنگ در د
هر کجا چشم پرده مرده دیداری هست
اضطراب پروبال آئینه پرواز است
برق هر جلوه تقاضای نازدگر است

رشته سبانی هر تخم بری میخواهد
وضع گبری میخواهد
یخیده که از خود سفری میخواهد
هر کجا دل طپش آرد خبری میخواهد
باز گردیدن مرگان نظری میخواهد
عرض خورشید غبار سحری میخواهد

نکته تاثیر در طبایع ارباب کرم چو موج در آب پیچیده است و از طبیعت اهل
خست خون ملائمت از سنگ رمیده کریم از فرط نزاکت زبان سائیل را شتر می
تغافل نشود تا ب زخم آوردن است و مزاج لنیم از جوش خشونت پروای مساس

بوجه مانع رنگ اثری بردن رباعی
پیرایه هر بلند و پستی کرم است
این است دلیل آنکه هستی کرم است

سرمایه بر خمار وستی کرم است
گویند که مرگ انقلاب هستی است
نکته گفتگوی ارواح و مثال بیرون

اعتبارات جسمانی عمل است و کیر در عالم جسمانی ماده مثال و ارواح معطل
جسم را قبل از آثار سیدانی در حقیقت روح فتمنی فهمیدن است چون کیفیت کوز در گل
و روح را بعد از نشئه ظهور در اجزای جسم منروی دیدن چون صورت خیال در دل چش
صور بجلوه نیاید معنی هیولانی موهوم و تا هیولا نقاب سرنگشاید عبارت صورنا مفهوم
هیولا را در جهان صور باطن اشکال بودندست و صورت را در مرتبه هیولا مقامی بمان
کیفیت گشودن اگر هیولا بی صورتی متصف است صور از کجا میجو شد و اگر صورت
از لباس قدرت عاریست هیولا را که بپوشد قطعه هر چند خاکسار هیولانی از گل است

گل نیز تا دمید هیولای خاک شد
اسم که در تست که از سنگ پاک شد
آئینه را بنگ جهان اشتراک شد
روزانه دیده که براوج سماک شد

رزم صفای آئینه با واسکا فتم
چون باز عرض نوبت زنگار در رسید
خورشید اگر چه شب بسمک بال نیز
یکر شسته بود تا رسد اعتبار دهر

خلق بی هیچ و تاب تو بهم هلاک شد	نکته تانسخه اندیشه از هستی ما و من رقم
تو هستی دارد با هر زود سواد آن کتب اعتبار بهم سبق بودن ناچار هست و تا خامه هستی از نقش سطر خیالی میگار و بهم مشتی اطفال این دبستان فرسودن بی اختیار در آب افتاد و راهی دست از تشکی شستن تری فطر تست و در آتش نشسته و دعوی دامن از دو و کشیدن داغ خجالت است رباعی هستی جز جاکمینی و خون خوردن نیست	
از عالم مرگ عیش جان بردن نیست	در خلق بیرون خلق بودن غلط است
صحبت نازندگیست یا مردن نیست	نکته عالم ایجاد میرگاد جلوه انداخته است
و تا شاخه بوقلمو بهای مرنبه استعداد است تا عبارات پریشان نکوشی وصول جمعیت معنی جمعیت معنی موهوم است و تا بتاتل غیر نجوشی فایده حاصل گریبان خود نامفهوم عمر را باید با خشن تا براحت پای بردامن کشیدن توان رسید و با عالمی صحبت باید داشتن تا مضرتها توان فهمیدی تجسس بر سود و زیان دو کیفیت اختیاری یکی بردگیری عرض مراتب جهل است و بی امتحان نفع و ضرر دوا ایرالتزام واحدی اقبال نمودن دلیل ضرر سهل بر کر ابر صحتهای مخالف متنبه نمودند ابواب جمعیت تنهایی بر رویش نشورند و هر کراد راه خواری نه نشاندند از زحمتهای تردد و شش نرمانند اگر چه صحبت بزار زلمت فوج آبتن است اما خلاصه مجموعه قدر از زواد انتمین قطعه ایچکس بی شور و حدت طالب کثرت شد	
رنگ شمشیر سلامت در غبار آفت است	تا نه بینی پنج نتوان محرم راحت شدن قطره از تشویش موج آخر نبان شد در صف چون گدایت عم باید عرض خوب و زیست کرد عالمی چشم از تماشای جهان پوشیده رفت
زین ادا معلوم میگردد که بستی عبرت است	نکته از بزرگی پرسیدند که حکم آن
مع العسر الشاد بر عقد و بناخن تدبیر باز بسته است و حل به سخی در کینه چاره نشسته صعوبت جان وادان از چه تدبیر اجهولت پیوندد و شوار می مد آن بدام چاره صورت آسانی بند و فرمود یکسب ایتار باید دانست که زندگی قوت اندیشه است	

مصرف تعلق اسباب چون پیش موج موجد دایره گرداب هرگاه اندیشه از توجه
علاقه بریدنی تعیننی عالم اطلاق گردید و چون موج از دام سج و تاب گسخت نقد توهم

بکسب بهواری مجید رخت رباعی	در عالم کون رنگ فطرت دگر است
غلطی مغرور ناز و همت دگر است	زین جنس توهم که مجازش خوانند
گردست فشانند حقیقت دگر است	نکته کیفیت سخا را نیز اکتی سرشته اند

که تا کریم سایل را ممنون تصور نماید چو هر مروت که اخته و تاباؤل خود را مصدر حسن
حکمان برد معنی حیا رنگ باخته از اینجا است که ابر بر گل و خار کیسان میبارد و تا از نخلهای
یار و رخت امداد نه بردارد و آفتاب بر سنگ و گل یکدست میتابد تا بر لعل و یاقوت

منت تربیت نکذارد در باسع	شخص کرم از اینکه حیا کیش تراست
ز اندیشه آب رخ درویش تراست	رسوائی احتیاج کس نتوان دید
اترا که حیا پیش سخا بیشتر است	عزل همه است از انجمن آرزو که بکام می رسد
من و پر فغانی حسرتی که ز نامه گل سبزی رسد	چقدر ز رشت قاصدان بگذارد دم دل ناتوان
سبزی توانم بر خودم اگر مچونک پری رسد	بجی نمده ز خود سفر ز کمال خود چه پری اثر
نرویم در پیت آنقدر که باز ما خبری رسد	شرط طبیعت عاشقان بفسردگی ندهد نشان
تب موج مانبری گمان که بسکته گبری رسد	بکدام تمسینه جوهری که کشم التفات از آن پری
اگر انفعال که از من بقبول شیشه گری رسد	بتلاش معنی نازکم که درین قلم و امتحان
زسم اگر من ناتوان سختم بگویم رسد	ز معاملات جهان که بد آکرین همه داد و
عصفت سگی بسکی خورد لکه خری بخری رسد	بچنین جنون که هستم ز تظلم تو کمر است غم
بزار خون طپد از الم که رگی پیشتری رسد	بزار کوه و دود و ام به تسلی برسد و ام
ز قد حمید هشیند و ام که چو حلقه شد بری رسد	همه جاست شوق طرب کمین زوداع غنچه گل افروز
تو اگر ز خود روی اینچنین تراز تو خوبروی رسد	ز کمال نظم فسون اثر بدخت بیدل خنجر
چه قیامت است بر آن هنر که بهیچویی هنری رسد	نکته شیرازه اجزای حواس لب

از حرف فرو بستن است و آشوب نشخو جمعیت و امن تقریر شکستن غنچه و فصل خموشی

بہار خیالند و ہنگام لب گشودن پریشانی مثال موج تا خروشی دار و از بحر جداست چو
زبان بکام زدند عین دریا تو جہ سخن با غیر است و معاملہ خموشی با خویش از اینجا است کہ
خاموشان وحدت آئینہ اند و زبان آوران کثرت اندیش پریشانی بعدت تو جہ ظہور است
و جمعیت خموشی با لغات باطن بی قصور نظم مطبوع در تکلم از ملامت سچکس اسودہ نیست

راحت آبادی کہ مردم جنتش نامیدہ اند
گر زبان از شوخی اظہار او دزد نفس
پاس ناموس سخن در بی زبانی روشن است
قطر با اضطراب موج آئینہ دار گوہر مند
گفتگو یکسر دلیل ہر زد تا زیبا می ماست
غزل بکشد دعوی ہستم کہ چشمش از نظر فکرم
ز غبار عام مختصر چہ ہوای سیرم و چہ فکر
بسواد وادی حرص کہ چہ میدثل من شد
اگر مہد طلب و فایہ بنای داغ غمت رضا
توان شدن بو فاقین مگر از سجود لب لبس
المی کہ بر جگر آورم مگر بجا نیست بر آورم
چقدر بحر نہ آب و گل کند مضاف ہو من
بر ہی کہ محال نیک و بد ہو من سجود تو میکشد
چو سحاب می پر مارتی ہوای منصب مجوی
بچنین نصیحت شعلہ زن من میداد غم خو

نکتہ معنی مایان نسخہ اسرار از مای

جنبش لب یک قلم جزو است بر ہم سووہ نیست
بی تکلف بی سخن غیر از لب نگشودہ نیست
ضما فی آئینہ مطلب غبار اندوہ نیست
جمع مضمونی درین صورت نفس پروردہ نیست
تا شود روشن کہ سعی خاموشی پیودہ نیست
تا جرس فریاد دارد کاروان اسودہ نیست
ہوس سری تہ پاکشم رگ گردنی رسر فکرم
اثری نچیدہ ام آنقدر کہ بروجم و بدر فکرم
تخلت طلسمی مرا آورد کہ خل بیت خرم فکرم
و وجہان باتش دل کدازم و طرح یک فکرم
چو شکر پاکشم چنین کہ بر آن مکان گذرم
کہ بجوہ اگر گذارم بعد ایش از کمر فکرم
مژہ زگر و شکست دل ہم آرم و سپہ فکرم
سر خوشم از مژہ پا خورد چو پیش نظر فکرم
مگر افعال سبک سری عرق کند کہ پر فکرم
کہ چو شمع در بر انجمن شمر است اگر کہ فکرم

تا ملاحظہ اسکافہ اند و از تعبیر فکر معنی خاص دریافتہ اند کہ حصول مابین دو عدم اقطع است
و مراد ازین معیت امتیاز رب و مربوب یعنی فہم مرتبہ دوی و ادراک حقیقت منی و قوی است
بکلمہ غیر ازین مرتبہ غیب مطلق را با اشارہ اعمدیت منسوب کردہ اند بواسطہ ظہور این نتیجہ شہادت

اضافی عبارت واحدیت برآورده ربا
 آن سوئے شمار لا تعین احد م
 جو شید مع از میان بعرض عدم
 آئینه ادراک ز رخسار برآمد
 بیزنگش پس پرده بیکبار برآمد
 دل درس بهار و گل این باغ بهم خوا
 حادث بخیاں آمد و افسون قدم خوا
 این رفت و گران شد
 بر یکجہتی چار سوئی کرده مقدر
 تمثال متاع سر بازار برآمد
 یاران خبر جلوہ بی پرده شنیدند
 بیرون نقاب آنچه شنیدند ندیدند
 در سایہ نہان شد
 صد صور بہر نعمہ نمایان شد و تن زد
 ہر گاہ ز لب نیم قدم وار برآمد
 ہر ریشہ بصد گل بدر آمد چمن اقبال
 چشمی کہ ز آئینہ برداشت ز تمثال
 این جملہ حیاں شد
 در عین سوی فقر بفتاد ضرورت
 شیطان ہمین و ہم گرفتار برآمد
 اندیشہ ادبار تنہا لکن اکنون
 آنرا کہ خرد بشمر و طلسم گردون
 پالان حیران شد

حق میگوید من از ازل فی ابد م
 کیا نے من کرد خیال دو عدم
 غزل دی فطر تم آشت و جنون کار آمد
 صبح ازل از جیب شب تار برآمد
 آفاق عیاں شد
 تزیین تمکین زد و تشبہ بر م خواند
 این آئینہ تسلیم ذخار برآمد
 سودای خیال من او گشت مصور
 گردید ہوس شتری طاہر و منظر
 آئینہ دکان شد
 پروانہ صفت در طلب شمع دویدند
 خورشید دمی از پس دیوار برآمد
 آن ساز تخیل کہ بشور نو و من زد
 در پردہ تحقیق نفس بال سخن زد
 بی نام و نشان شد
 بر بیضہ بصد رنگت بر آورد پرو بال
 در یک مژہ شوخی بچہ آثار برآمد
 با این ہمہ گل کردن آثار کہ در سن
 جز معنی مطلق مکن اندیشہ صورت
 مردود حیاں شد
 غیرت تکالیف حیا میداد افسون
 تا پردہ در خلق تہہ کار برآمد
 فی عقل مکدر شد و فی جہل گمنہ کرد

بیدادی ما خصلت این کار تبه کرد
تا نور دمید آئینه نار بر آید
هر چند ادب سر بره عشق و غرور است
بهم نسبتی نشاء اسباب ضرور است
ناچار فغان شد
کردند درین دیر بوس تجربه بسیار
جانی که پری مایل انحصار بر آید
شوقی طیش انگیزت خرد عرض جنون
دریا گهر آورد و کف موج برون داد
سودی که زیان شد
چون بوی گل آئینه تحقیق نهان داشت
امروز که خار سر دیوار بر آید
رنگست چه بوئیم بهار است چه گوئیم
آن معنی باریک که دل بست او نیم
با موئے میان شد
آئینه کف میرسد از خلوت امرا
هر چند توان صورت دلدار بر آید
تحقیق کمالان که رسیدند تفهیم
صید و وجہان کرد ختم کردن تسلیم
تیرے که کمان شد
بیدل شدن و پاتبعین نفس در دن
هر قطره کزین بحر گهر وار بر آید

اینجا ہم کس صفی ناموس سپه کرد
آن نار و خان شد
یعنی ز فریب دم گستاخ نفور است
آهی که اثر قابل منقار بر آید
مانع نظران رستم صنع بتکرا
بی نقطه نشد معنی نیز نگ نمودار
از شیشه گران شد
صبحی چمن آراست گل آئینه بخون داد
کز فخر عیان گشت و گریه عار بر آید
آن سبزه درین باغ نام و نشان داشت
دی در قلم نرگس مار شسته زبان داشت
مژگان بتان شد
مطلوب کسی دور زرقه است چه جوئیم
تا در صفت رسته زنار بر آید
خلق پی تحت سر کده محفل آثار
سحر و کرا این است که در حسرت دیدار
محرم نتوان شد
جز سر مگر بیان نرسانند به تقدیم
آفاق شکار از خط پرگار بر آید
مفت است دوروزی بوس غوطه خورد
اینجا کل جمعیت خلق است فردن
دل گشت و کران شد

نکته روح انسانی شاہدی است لایبی که جالش از بی نقابی مای جوهر عقل پیداست

و آفتاب کمالش بهمان از زمین صبح اوراک لامع و بهوید عقل سرخسپه ایست
از تراوشش ایجا و معنی حیا و حیا آینه ایست از حقیقت ایمان چهره گشا اگر عقل در عرصه
فهرم بوبیت خیاخت پیچکس سر تسلیم عبودیت نمی انداخت ربا

هر کس از حقیقتی نباشد خبرش از هستی ذات باز معدومی خویش چو سرشکت بیرو پانیم قدمی بر دیوای تو بحرام فتنه ده عنان که مباد چون دل عاشقان خجلست بمت پرگشا که بفرستی بر دالتجا چمن وفا کده کرم نکشد خجالت این ستم شباب گر همه خم رسد من و ما بر لب عدم رسد ز سخن خروش تو جلوه گر ز خموشی آه تو پرده ز فسانه منی و تویی چه فروشم آئینه دولی اگر از تو ام چه طلب کنم و گرا این ستم چه طرب کنم چه جنون چه تنگ و چه تاز من چه خطا نشیب و فراز بچه رنگ صورت خون من نذر و نقاب جنون نه بدل عجز رسد رسم کجا رسم که بجا رسم چو سحر بعالم جلوه ات خجلست ز بهت زنده گی من بیدل و صفائش و جان دل خاک تا سرمان	یهو و و بعبرت نرساند نظرش چیزی نمیدل که خون شنگرش غزل که هزار آبله در عرق بگداختم ز حیا تو به ترنگ شیشه زنده جهان شکست رنگش تو دل خاک میکشد از نفس سحر انتظار و عای تو که چو سبزه کاسه بکف نهد زان شکسته گدای تو نبری گمان که بهم رسد لب من ز حرف شای تو بکدام زمره میرسد متیج من و مای تو بتا ملی نشدم گره که بنود بند قبا تو بهمه انفعال فضولیم چه فمای من چه بقای تو چه حجم غفلت ساز من چه بهشت یا دلقای تو که باب آینه شسته است از حیا کف پای تو نه بر مرز آینه وار رسم من غافل از به جای تو نفسی که داشتیم آب شد و حجاب آینه مای تو بفدای تو بفدای تو بفدای تو بفدای تو
--	--

نکته کمال آبی که جامع حقیقت جمال و جلال است در مجرای رستان عالم کون هر جا
پاشه ظهور رسیده به مقتضای غلبه یکی از این دو صفت که ظاهر و باطن یکدیگر اند
باسمی خاص ممتاز گردیده یعنی در مرتبه که فروغ بدایتی با بطن آرائی نسق اعیان پرده
جوهر شناس آثار فطرت باعتبار نبوت که جمال معنوی است موسوس ساخته و در مقامی
که لغو قلابی با جود استعداد هدایت مایل تعینی افتاده است معنای اعیان شناسی به هم می

که جلال حقیقی است و اگشاده و در آئینه انوار نبوت صورت جذب یعنی قدرت جلال مضمون
بی تو بم سوہومی و در نسخہ آثار ولایت معنی دعوت یعنی عرض جمال مستتر شایہ بعد
شخص استعداد نبوت تا با مورد دعوت خلق نسبت نشہ ولایت دارد شاید قدرت
ولایت ہر گاہ خلعت تقویٰ بپوشد ہر از جیب نبوت بر می آرد پس ولایت را
در حالت اخفا جمال لفظ و معنی نبوت تصور کردن است و نبوت را در معرض استنای جلال
ہیچان عرض جوہر ولایت بخیال آوردن تصرف این دو کیفیت برنگت صورت و معنی لایزال
در مزاج اعیان ساریست و قدرت این دو موج چون حقیقت روز و شب بی تعیین توقف
در محیط امکان جاری این دو تقریر ہر نقطہ کہ پروا زند سواد عظمیٰ است دقیق و ازین ساغر بکند
ہر قطرہ کہ وار سند محیط حیرتی است عمیق و در بستان تحقیق بی تا مل مطلع و مقطع جبل آگاہی
سواد خط پرگار روشن است و در در سکاہ یقین بی ملاحظہ پشت و روی رنگ عفا مضمون صفحہ

عینک مہربن قطع

چون شکستن موج زد گل زیر مشق رنگ شد
تا کہان چون پیر من بیرون و رید آہنگ شد
چون بیرون جوشید صافی پرده دار رنگ شد
تا مژہ واکر و کثر تخانہ زیر رنگ شد
بال و پد ہم برجوم بیضہ خوابد رنگ شد
ہوش جیرام چرا در فہم معنی رنگ شد
کوشش با پای در دامن کشید و رنگ شد
جنونی انساکند تخی کہ عالمی راز من برآرد
چہ ممکن است ایکہ سعی وحشت بغیر ہم از وطن آرد
ہوای رنگ گلت ز خاکم اگر برآرد چمن برآرد
کہ رنگ عاشق چو پیکر صبح پر بقد رشکن برآرد
سزد کہ چون اشک و لو ما ہم ز چاہ غم بی رس آرد

در بہار غنچگیہا رنگ مضمون گل است
آن صدا کہ خامشی محو قلاب تار بود
شوخی رنگارگر چہ پرده رونی صفاست
دیدہ پوشیدہ با خود داشت سیر و حدتی
بر پر افشانی نہ تنہا بیضہ نگی میکشد
ظاہر اینجا باطن است باطن اینجا ظاہر است
بیج سنگی در رہ جولان این معنی نہ بود
غزل آنخروش جہان کیا سری باین انجمن آرد
خیال بر چند پر فشانند ز عالم دل بیرون ز رنگ
نہ رست تخمی درین گلستان کہ نو بہاری و سنا
ندارد از طبع مافردن بغیر پرواز پیش بیرون
ز پہلوی جذبہ محبت قوی ستا میدتاوان
ولی ستم دیدہ عمر ما شد ندارد از سوختن مانی

نفرش اشک کاش خود را چو شمع زنجیر
دلیل صبح قیامت است این که مرده سر کعبه
مباد چون بجنه خود غائی سرت زدلق که برآرد
به غیر تست اینک غیر خود را زجر که مردور برآرد
تنگ قلب تپنی نماند می که دو دزدین برآرد
سحر می است که نفس را بدستگاه سخن برآرد
کجاست عیرانی که مار از خجلت پیرین برآرد
قلم آینه پاک سازد می که تصویر من برآرد
چو شمع رحمت بر آسیر یک مگرش از سوختن برآرد

رخا کسار و فانیان به غبار بهنگامه نفس
باین سرو برگ منتنم گیر نک اندیشه فضولی
تجربہ اضطراب رنگی ندارد از اعتبار بهمت
قدم با پینگ کین فشرودن عافیت نیست ضرورت
وماغ اهل صفایه چید بساط انداز خود فروشی
غبار اسباب چند پوشد صفای آینه تحسیر
بآن صفا پنجه است رنگ که بانی کارگاه قدرت
نفس صبدیس میگدازم در زحالم میرس بدل
نکستہ ورد سخن نزول ملائک است

از عرش حقیقت دل بطور آباد عالم تصرف و تدبیر و کار فرمای اعیان ممکنات بحکم
کمال قدرت و تاثیر بر جا از عشق و دم زد آتش در بنای تصور انداخت و هر کجا از حسن او نمود
آئینه خانه تحیر برداخت با فسون صیادی فطرتش عنقای غیب آشنایان معنی رشته برپای
تحرکت نفس و بایای حرص آهنگی قدرتش فافله اسرار تفسیر جادو پیمای مطالب عشق
و هوس نسیم گلشن لطفش تابشورش پری افشاند دم از دما نیست مردم خوار و زلال چشم
التعاش با پهلوی موج گرداند طوفان آتشی بی زینبار مساس عبارات طعن از اثر و رستیش
جشن کارگاه و دلگیری و تفتیش معنی خلق بطور ملائمتش بر یکسوت آفاق تسخیری با پیکر گوهر
آبدارش گوشه کج خانه و دعیت اسرار و احساس پر تو و عده اش دیدگاه آفاده مطلع
دیدار اگر انجمن است بی حضورش از آئینه داران عالم تصویر و اگر خلوت بی خیالش از خوابها
اولام تعبیر هر چه منقوش اشارت اوست از صفحه بستی بیرون و آنچه موسوم عبارت اوست کفلم
عدم مضمون چنانیکه ملک گیر و دار امکان از سایه پروردگان وسعت بال اوست و عندی که
زنگ و بوی بهادر اعیان از کلف و شان کیفیت مقال اوقات پرواز مقاصد سراسر اراده حقیقی
بی نشان و شوخی بال مطالبش شکر یک زبان حضرت انسان

لفظ

جلوای نیرنگی و در پرده حیرت عیان

چیت انسان حرف صوت فارغ از نطق بیان

یک نفس پرواز آهنگش ز بهتی تا عدم
 شوخی مضمون او حرف عبارت های فاس
 زین صدا مثال بال افشان دو عالم بر دلم
 نسخه اسرار تحقیقش اگر بر هم زنی
 آب شد اندیشه زین افسون نیرنگی میرس
 از طلسم خاک طوفان سخن سحر است و بس
 محسوس بی یقینی داشت عمری در گمان بیدلم
 بعد ازین تا زنده ام از بسندگان بیدلم
 عرش اگر باشم زمین آسمان بیدلم
 عشق بی پرواست هر نقشی که اندیشیدست
 چون نگین گردانده پهلوانم بر جایش نشیت
 موج با آن وضع آزادی اسیر گوهر است
 ساز بیزنگ قاتق اینقدر افسونگر است
 که چه بی پروای خویشم با سببان بیدلم
 بی تاقل نیست ممکن فکر مغنیای من
 گوهر آرا نیست وقف موجه دریای من
 آرزوی شتری از باس خون گشت و فرود
 زندگی زین خوان عبرت بی فنا سیری نبرد
 بر سباط و هر مفلس میباید بیدلم
 با چنین بنگار مشکبگیر طلب کوتاه نیست
 شام از گرو صبح و روز جز بیکاه نیست
 گردکان صبح و اگر دم پیش شد بی نقاب
 قید دل بسته است بر دوشم دو عالم اضطراب

یک قدم جولان غریش بی نشان تا با نشان
 عیب در دل روح در فکر و مثال اندر زبان
 زین نفس طینت عیان صد رنگ پید و نهان
 چون سخن جز معنی محسوس نیایی در میان
 سوخت بی تابی ازین افسانه حیرت خوان
 نیست جز اعجاز هر جا سحر مهر پر دزد فغان
 عشق کرد امر و را گاه از نشان بیدلم
 سجده فرسای حضور استخوان بیدلم
 در خرابات خود آرائی چه محمود و چه است
 گردش جام و گردش رنگ مینا در شکست
 کرد خالی گردن از خود آشیان بیدلم
 با چنان شوق پریشان صبح شبنم پرور است
 عالم آینه دادان محبت دیگر است
 سیر سری نتوان گذشت از نظم حیرت زاین
 وقتی میخواند افسون بر لب گویای من
 سگته بسیار است در حرفم زبان بیدلم
 تشنه کامیها کلوی حیرت از خشکی فیشند
 آخر از طبع فضول افسوس باید خورد و مرد
 خلق بخود میرود و را بی که آنجا راه نیست
 بیچکس از مقصد جولان شوق آگاه نیست
 رنگها گردانده ام من بمعنان بیدلم
 ورقهایش بوی گل گشتم هوایم بر آب
 چون نفس گم نیم از سود و سودای حساس

این قدر دافتم که جنس کاروان بیدلم
 سر سر ساز نفس زن تا مد تقریر من
 بی صدائی میکند چون بوی گل درخیز من
 لب بی وای میکنم جام طرب خمیازه است
 دستگاه اعتبار ناله بی اندازده است
 زین دو صف در و دل افراجهان بیدلم
 بر که شمارم تظلم ناشود آگاه عشق
 چند گویم از عشق و آه عشق و آه عشق
 لفظ حیرت نقشم از مضمون غمازم میرس
 بر تو ریزی می سرایم بشنو بازم میرس
 بیدلی در پرده دارم ترجمان بیدلم

موجی چینی خامه کن گر میکشی تصویر من
 سخت ناپیدا است شور شوق عالم گیر من
 عالمی دارم جنون ناتوان بیدلم
 میگشایم چشم دل را عیش بی اندازده است
 بر کجا باشم و ماغ ناامیدی تازه است
 و ادرس عشق و ستم عشق تسکین خواه
 از تحیرش جهت بسته است بر من و آه عشق
 ماجرای هیچکس مشنوفان بیدلم
 بچو تا ساز از تحقیق آوازم میرس
 بال معذورم ز شوخیهای پروازم میرس
 حکایت از بزرگی پرسیدند که خواب

مضامین است یا بیداری فرمود فضیلت یعنی فوقیت است و فوقیت دلیل غالبیت است
 مرگ و کیفیت نسخ و جو که منقوشش موزاین دو حقیقت است بمطالعه امتحان در آید قائل
 چون بخمال درس تحقیق در آید عبارات تا نوانیهای مغلوب بی تاقل روشن است و معنی تو

غالبی بی گفتگو میرهن غزل
 گرد تخیل سر آبت هستیم
 یعنی طلسم نقش سر آبت هستیم
 اندیشه که در چه حساب است هستیم
 مضمون حیرتی چه کتاب است هستیم

بیداری میان دو خواب است هستیم
 از لطف دو موج جبابی دمیده است
 مغلوب آفتاب چو شد سایه سایه نیست
 روشن نشد ز نسخه دل جز سواد و هم
 سربایه وقف غارت و امید محو یا پس

یار چه جنس خانه خراب است هستیم غزل تا مطبوع دل آرمیده بخون کشش ز فسون بخت بوی

ستم است غنچه این چمن مژه و اکنه صدای گل
 مکر از حیا عرقی کند که رسد بجنده صدای گل
 چو گلیم از برود و دوشش من بکشید سایه ز پای گل

بجدیقه که قنبت فکند باط شکفتگی
 بفروغ شمع صد انجمن نغمه سیل این چمن
 چمنی است عالم کبریا بری از کدورت ماسو

<p>نشود تی بجان ماز بجوم رنگ تو جای گل که چایف سبز کلاه سرود چه دوخت غنچه قبا ز بهار می طلبی نشان گذر ز آئینه های گل بکیم طینت سنگ هم زده اند آت بقی گل که نه ساخت کاش رنگ و بوی ج خنده ای گل ز دل شکسته کجایم چو بر آبله پای گل تو بزم آینه بجا کاش که خم طاقت بنای گل که تی است قافله سحر مسماع رنگ و درای گل</p>	<p>ز بلند و پست بساط رنگ اثری نرزد در آگهی چمن اثر ز نظر نهان بآثرت که کشد عمان قدح شکسته فرصت چقدر شراب نفس کشد تو بدستگاه چادر و طرب و فاکنی آرزو بخیا خنده که نشسته ام بهوای آینه که گشته ام لذت خلقی درین چمن بکونی قدح طرب ندوی چو بیدل پنجه دم پیری از پی کر و ستر نکست عالم از در شتیه های طبایع</p>
<p>کو به ساری است آنچه بر لب می آرد بد لکوبی باز میگرد و هر چه شوق می گستراند افعال در می نورد و اینجایی که دورت دلی که بهین اقبالش او بار ناپسند گرد سخن نگردد و گریست و بی غبار آنکه که نقیض تعابش نفس شبنم سیاهی کاری بر نیاید کجا گرد و کلفت ناقبولیهایی سخن را در خاک می نشاند و عرق خجالت بی اثر بیابان را در داشت غلط اند اگر افهام خدایق جاده کجی نمی پیموده خامشی را بر سخن حجتی نبوده و اگر اغراض بر طبیعت نمی گاشت عزت بر صحبت تفصیل نه داشت شکایت این در و بجا باید بود و الم این اندوه بر که باید شمرد حکایت عنایسی بهمنوی و گریه سکوه سر کرد کای نو ابر و شور زانغم درین چمن بار است گفت خاموش بسیار است عالم از جنس این خروش پر است ۴ از نوامای بر زده گوش پر است غزل نامطبوع</p>	<p>ز بهرین موی خوب ناب زیم و محفل با قشش دارد میرس انحال یاس مجنون و مانع گفتن خراش دارد وضو نموده است خام ایشان بر شایع تراش دارد فلک دور روزی غبار ما هم بر پایی تو کاش دارد که رنگ بر گل درین گلستان شجیه دور باش دارد سر از نعیش سوختن نباتی بخود رسیدن تلاش دارد بخامشی نیز ساز مجنون نبر آهنگ فاش دارد</p>
<p>جهان چون بیا غفلت زنگس سر میاش دارد اگر دهم بوی شکوه بیرون زندگت تقریر میکند چون خنده ز تیز و زده کیشان مخور فریب صفای ایشان چو شد قبول اثر فرا بزم ز خاک کل میکند حیا هم گشاد و بند نقاب امکان بعضی بنیش گیر آسان بگرد و صد دشت و شبانی که قدر عجز سادانی نشسته ایم از لباس بیرون در چه لفظ و کلام مضمون</p>	<p>ز بهرین موی خوب ناب زیم و محفل با قشش دارد میرس انحال یاس مجنون و مانع گفتن خراش دارد وضو نموده است خام ایشان بر شایع تراش دارد فلک دور روزی غبار ما هم بر پایی تو کاش دارد که رنگ بر گل درین گلستان شجیه دور باش دارد سر از نعیش سوختن نباتی بخود رسیدن تلاش دارد بخامشی نیز ساز مجنون نبر آهنگ فاش دارد</p>

سخن نر می داد نمودن و وضع شوخی حیا نمودن	عرق نیاز خطا نمودن کلاب نرم معاش دارد
خطاست بیدل تنگدستی بفکر روزی الم پرستی	چو کاسه هر کس بخوان هستی همن گشود و آتش دارد

نکته از زمین تا آسمان یکد رفیق تصور کن که باز بودن از تسلیم طلقه اش ابد استرخا بد
 پیچید و فراز نمودن هرگز پیرامن خیالش تواند گردید تا بستگی این درم دلیل وسعت آغوشی شخص
 رحمت است و گشادگی این شکیبای محبت و سخا و فضل و کرامت مغفرت پر بهانه جو است و کرم
 التفات خواجی عقد و های غفلت بیک آه ندامت نقاب دل آگاه میگشاید و رگ خواب در یک
 مشر به باز کردن اندک گاه بر می آرد تا رعونت سری در پیش افکند آداب است و تا سرکشی فال خمیدنی

زند محراب و

کردل از شرم معاصی آب گرد و گوهر است
 حسن بیرنگ و من بخیر آئینه بچینم
 به چو شبنم گل حیرت چمن آئینه زنگم
 عکس او گفتم از آئینه زد و دزد چو زنگم
 چشم گمشود و درین بزم رگ خواب ترنگم
 هست هر ذره جنون چنگی از داغ پلنگم
 بجهان دگر افکند فشار دل تنگم
 جوهر آئینه دارد پر پرواز خدنگم
 چون نفس کاشش پیاپی عیان نیست بلنگم
 دامن ناز که دارد شکن آرائی رنگم
 کلک تصویر تو ام در بن هر پوست و رنگم
 عافیت ذوقی آراسته در کام ننگم
 بیدل آئینه صدر زنگ شتابت در رنگم

بر خود از غفلت بهشتی را بستم کرده ایم
 غزل از کجا و بهم دورگی بفتح ریخته بستم
 شوخیم جز عرق شرم درین باغ چه دارد
 تهمت آلوده و سبهای دوئی نیست محبت
 شیشه برنگ زدم بیک زنگینی غفلت
 زین بیابان بچه تدبیر شوم رام تسلی
 طرفی از شوق نه بستم چه بدینا چه بعضی
 نتوان کرد باین عجز مگر صید شخیر
 در رهت تا نشوم منفعل ساز فیشرون
 عالمی شد چو سحر پی سپر بخودی من
 بی نیازم ز صحنی نه نیرنگ و دو عالم
 شور موج خطر افسانه تشویش که دارد
 میکشد محمل سقاقتی شمع تخمیر

نکته حسن اگر بتایش آئینه پروازد در خور

جلوه اش باید ستود و معنی چون توصیف لفظ گوشت همان رنگینی بهار خود خواهد نمود و نیک
 توجه کمال است بچهره منظور کلفت نقصان جابر داشتن و شرم میدان آگاهی امن مرغوب

بخرامش قصور انباشتن ذره موہوم در غبار بستی جیبہ تسلیم ناپیدانی میشود گرمی نگاه
آفتابش آینه چشمک عروج زرد و قطره معدوم در قعر ناکسی بر شمع تیزی نمی پیوست برگزیدن
اقبال محیطش کلاه گوہر آرائی شکست پس ذره را کہ در آغوشش بر تو آفتاب جادوہم از
ماہش نباید شمردن و قطره را کہ محیط سامان بزرگی بخشید جز بدجلکی نام نتوان بردن قطعہ

خاک شد در زیر رنگ و جوہری پیدا نکرد
ریشہ داری از زمین یاس سدا ناکرد
خود بخود در ہم شکست و بامنی سودا نکرد
در ہمہ بونمیت بی گل بال شوخی و انکود
نالہ را ہم جز ہوا می قامتی عین ناکرد
کیست منظور تو شد کہ عالم تنہا نکرد غزل
کہ بچرخ میفکند نفس چو سحر زمین ہوا نیم
بخیال سلسلہ جہان گری شخوردہ رسانیم
نشدیدگر دیوس سری کہ گرفت آمدہ پانیم
خوشت اندہ سیر بری کنی ز غلسم شیشہ مانیم
نہد استخوان مہ نو اگر نشان تیر ہوا نیم
لغنی بعشوہ امتحان ستم شیان را نام
رفسون صعب و ہم وطن دیوس زما چی ہیم
ثم نبال حقیقتہم جس بہار حد نام
مگذر زہ حب خون وین کہ خیامت ہر نام
ز جہان فطرت بیدارہ سیم ہر نام

ای بسا آئینہ کرد و تعافلہای حسن
ای بسا تخمی کہ از فی التفاتحیای ابر
شیشہا در محفل افکوس امکان چون جباب
گر ہمہ رنگست موقوف بہار جلوہ ایست
ہمچنان گر حیرت دیدار می بالہ نگاہ
قید کلفت بر ندارد و شبنم محراب شیان
نبری گمان فسادگی بغبار بی سرو پاییم
ز تعلقم ندہی نشان کہ گذشتہ ام من ازین
بد ماغ موج کبر ز دم ز حبسون نشہ عاجی
ز خیال تا مژہ بستہ ام قدح بیانہ شکستہ ام
ہو سہم ز نالہ بی اثر بچہ مذعاش کند نظر
نہ نشیمنی کہ کنم مکان نہ پری کہ بریم از میان
بجاست رفتن و آمدن کہ بخریم کشد از وطن
بجہان جلوہ رسیدہ ام زہر پرودہ و میدہ ام
سہر عنبہ گرم فسون سن دل ویر جوشش خون من
بہ نگاہ حیرت کاظم بخیال عقدہ مشکلم

حکمت غیبہ طلق مرتبہ ایست کہ با غبار غہوم می ز حقیقت انہا عین یادیدہ
و غیب اضافی نشہ کہ حسب لطافت قام عالم ارواحش عین کردا بندہ اند و عیب
متمثل لطاف موسوم مثال حکیم میدان کثافت آرائی و غیب مصدور کہ عین منقوش

اجسام مقتضای کمال کثافت یعنی ختم مرتبه پیدائی غیب مطلق یعنی حقیقت الحقایق خفای محضست
و قطع الاشارات مشعر حقیقت ذات و غیب اضافی خفای معین لغی اشارت مطلق
اسما و صفات و غیب متمثل اشتباه ثبوت ظهور و غیب مصور شهود یقینی حسن شعور

عزل همه غیبت شهود اینچا نیست
نتوان جلوه مطلق ویدن
اصل هر سوسن و گل نیکبست
شعله خاکستر محض است آخر
اعتبارات همه او نام اند
مخمس ممبجی اگر خنده ز دبال عدم برگشت
طلعت نور و جیات پابر کاب هو است
صورت این کو هسار طرز نشیبت صداست
باید از آغاز شمع غیبت انجام دید
تا بسحر چشم دوخت آئینه شام دید
صبح طرب بی نفس صلت گل بی تعیین
کرد و ز هر گوشه حیرت دیگر کین
شاهد این انجمن آئینه دارش خطاست
تا تو نیای ازین ورطه حیرت برون
ضبط نفس باخته است سلسله کاف و نو
تا چمن اعتبار ساز گل و سنبلی است
شیشه بی با و در انگ زون قلقلی است
دامن افسوس گیردست اگر بیهیاست
رونق بزم جیاست ساز چرخ خموش
دعوی طاقت ببل بر اثر عجز کوشش

جمله اخفاست نمود اینچا نیست
انکه این پرده کثود اینچا نیست
جز بهین سرخ و کبود اینچا نیست
جز دمی گر می دود اینچا نیست
تو عدم باش وجود اینچا نیست
شامی اگر جلو کرد و د چراغ فناست
ساز جهان وحشت است مایه تکین کراست
بر که درین انجمن رونق او نام دید
فطرت ازین انقلاب کار هوس خام دید
روز بهمان بر سر است آنچه شب زیر پاست
نوبر باغ امید یاس ندامت فترت
سیر هوس ختم گیر رنگ و اسپین
عشق بگوش خرد خواند ز غیرت فسون
مید مازشش جیت نغمه بی چند و چون
رنج قیامت سهر طو لے معنی رسان
نغمه صف نوحه نیز زمزمه بلبل است
کشکش یاس هم موج رنگت گلی است
رفعت طبع و نیست در نفس بخیر و شش
غنچه تسلیم باش با گل اقبال جوشش
آبله چون شد بلند پاکف دست دعاست

زیر و بم حاجت زد در صد کمر و فن
نعمه بی در و سر نیست بر از تن زد
ای ز حیا بنجر ساز عرق پر صد است
بار مروت و بد شخص و فاقش نشان
کرد بحیرت سوال از دل عبرت بیان
حرص دنی بر کجا کام تحمیل و صد
کرد تک و تا ز چند عرض تحمیل و صد
یکت مشروبشش جیت سایه بال بخت
طاقت بیدست و پاشعله کمندی بخرد
دود دلی بهم ز من فسر بلند می بخرد
از عدم دور داشت بستی بی تنگ عالم
سنگ نبود اینقدر عقده بال شدار
زین دور خشت بهوس خانه صحرا بدست
سوج جنون میزند شوخی مطلق عمان
گر گری در نظرداری ازین نیستان

کرد خروشت گران گوشش هزارانمین
مطرب ساز عرض آهنگه نتوان شدن
عمری از افسون سعی سوخت و ماغ امتیاز
گوشه چشمی ندید آخر از اصل ازمان
گفت بساط غرض آنچه ندارد چپاست
دل بطلبش خون کند تا قدح مل و بد
جستن چشمی اگر داد تعنا فل و بد
آه که اقبال عجب غیر زندی نکرد
سو ختم و بهشم و جد سپندی نکرد
بسکه نگون طالعمانه فی بوریاست
بست بقایم چشم چشم تو بهم در غبار
سدر و کس مباد بام و دور اعلت ببار
بیدل از اینجمله جلوه کون و مکان
شعله اسرار شوق داغ فسر دن مدان
بر ختم دیگر پیچ عشق تا تل نوایس

نکته جمیع ضایق بکلمه مصیبت طبعی محتاج جمند و کامروای همه حقیقت لرمی که
از اینجمله هر فردی بطوری پیوسته است و بذوق اشغال شوق در کمین آمد و دیگر نشسته
زبان مطلب محتاج بهوای وصول جمعیت خود سایل و سعی احسان منعم همان بوقع وقوع و قوت
مایل سنگ و گل محتاج آفتاب در کسب کمالات آبرنگ و آفتاب در عرض جوهر رست
مشاق کل و سنگ با یع نقد از چپا بس سود میثام و شتری جنس را حقیقت می پندارد و
مصرف جنس شمارست و جنبها موضع نقش انتظاری یعنی تا بکار و یونیا فی چشم بر و دل
مراد نگشانی پس کریم وجود ناچار است و محتاج در طلب بی اختیار رباست

آواز کریم را صدای خوشند

سایل که جو دم زند دعا میخوانند

یک نغمه شوق است چه فتنه و چه غنا
سرنقش پای بلند نی رسد از شکوه خرام
اگر از زمین بهوار رسم و گرازیست بسا
ز شکوه جلوه نداشتیم سرو برگ آئینه طلب
بدونیک می نهد آرزو بچه زخم میطپدین قدر
ز سراغ منزل بی نشانی اثر بر دمک و تاز دل
نفت بسینه شکسته به در جنبش مژه بسته به
بجز این که خاک عدم بسر فلکند و گر چه کسی
همه اوست ساز فسون مکن بحیال آئینه خون مکن
بسواد انجمن ادب مژه باز کردن بیدلم

کز پرده هر ساز جدا میخوانند غزل
که بلال خط بر زمین کشد ز تبسم لب بام او
بدل رسیده کجا رسم که رسم بفهم مقام او
بزبان موج کهر ز دم در آتماس خرام او
که هنوز تیغ تبسمی ناکشیده سر ز نیام او
که بر قدم سپر افکند چو نفس در آئینه گام او
نشود که رم کند از نظر چو نگاه وحشی رام او
نرسیده دیده بجلوه اش چو زبان بکجرت نام او
ز نیاز و ناز جنون مکن چه دعای ناپه سلام او
که نزد نفس بچراغ کس سحر آفرینی شام او

نکته اینکه عالم میخوانیم صفحه اولی مطالعه کرده ایم و آنچه آشنایمیدانیم سطر گاهای تخریر
آورده دل اجتماع کیفیات معلوم است و علوم ادراکات معانی نامفهوم و سوسه
از خود تراشیدن بهم صنعتی است و او نام بر خود بستن نیز قدرتی در وادی ظهور و تلاش
کسب با غریب است نه اظهار غیبت هر قدر توانی در لباس کوش و ناممکن است خود را

در خود بهوش قطع
در عالم شهود ز مردان غیب باش
یک چند شوق موتی و درو شعیب باش
ما نیم عرض آئینه گو جلوه عیب باش غزل
حدیث طوفان نوای عشق خموشی از من زبان نگیرد
چو آئینه دست بی نیازان زهره گیر زبان نگیرد
سبک نگر و چشم مردم کسیکه خود را گران نگیرد
بسا ز وحشت پری بر آرم که دامنم شیان نگیرد
نرسیده مطلب سراغ کم گیر اگر دلت زین جهان نگیرد

باشوخی لباس همان سر حجب باش
ما ز حقیقتی است نیاز محباز ما
هنگامه خیال دوتی گرم کرده ایم
فسر و گیهای ساز امکان ترانه ام را عیان نگیرد
روستگاه جهان صورت نیم خجالتکش کدورت
سما جنت است اینکه عالمی را بر فلکده است خار دلت
ز دست رفتست اختیارم پارسائی کشید کارم
بغیر وحشت هیچ عنوان حضور رحمت نگیرد
منابر بایه تعلیق که کاروان متاع بهمت

بچار سونئی که خود فروشی رواج دارد و کان
به نزد بانهای چین دامن کسی رو آسمان نگیرد
که تیر پروازانشاید و میکه بال از کمان گیرد
که شهرت وضع رستیها چو حلقه آب سنا نگیرد
که از چراغ هوس فروزی تنور افسرده نماند
کسی چه گیرد ساز قدرت که دست و اما نماند
که بهمت آینه تعلق بدست دامن کسان نگیرد

ز خود بر آتا رسد کندی بکنگر قصری نیاز زی
اگر بعزم گشتا و کاری ز گوشه گیران مباحش فل
کجاست طور بنای عالم تو نیز سرکش کج ادائی
در آتش عشق مانوس زی نظر بداع و فانه دوزی
فتاد و دراز خاک بردار یا مبر نام استطاعت
اگر زوار تسکین شوقی بفکر سی پیچ بیدل

ملکت غافل از معنی میگفت سخن

در من اثر ندارد گفتند از اثرهای سخن است
ساخت و ازین نسخه آبی رنگ بطاعتی تا ملی نباید پرداخت ربا ع

نه همیصوت و صدا پرده ساز سخن است
گوش کوتا باطل نظری باز کنه
غزل سوز چو بر فطرت بجنون شبهه شک زد
به بساط جرعه کشان تو غم فقل و باد و که میکشد
تو شقه قلم و غیرتی چه جنون ز طبع تو جوش زد
چه ظهور کرد سپاه تو چه جفا غافل بجا تو
بجهان رنگ فنا اثر غم استخوان دیگر مبر
ز مراح چش خلق و دوان خجست طعمه و گروین
اثر دماغ رعوتت شد و تنگ پسین و دنت
بگذر ز حاصل دعا که بکار و دست بی بقا
بی و بزم هرزه عنان مد و سیراب غرق محال شو
صدای حسود جنون حسب که بکرم گبی و دب

خامشی نیز اثر پرور از سخن است
که حقیقت ز اسیران مجاز سخن است
چون نفس جریده ماد من بهوس نوشتن و حک زد
که توان ز حرف تبسمت بدار پسته مک زد
که درید حیب تعذبت غم پنبه بر کینک زد
بکشا و بست نگاه تو در از ملک و ملک زد
بهر میان تبسمت از زر کل رسد بجهت زد
نشوی جرات مرده با بهوس آزما می ملک زد
بجاست که شانه زانوئی که توان علم خلک زد
چمن بیت بر سر زخم ماکل انتظار کزاک زد
ز شنای بگو کمان مرو و بخیال باطل مات زد
اثری که بیدل باز ند بتو نیست که انکس زد

ملکت حصه نعمت کمال بی و سلطت کر ستمی حال است و سیرانی ز لاجرم تب
بی و سینه تشنه لبی مراب خیال بدن تا از خود تنی نگار و آینه بافتاب و سیراب

تا بخشکی سعال دنیا مدغم استفتگی از موج گوهر نه چید جباب در یکت نفس شنگی استعداد کشتی
 بهم میرساند و آئینه باندک پرواز باطن آسمانز القمه میگردد اند طرفهای خالی یکسر قابل پر
 کردند و جابهای لبریز یکدست فرو رختن گران بهای جسم اگر بیایس بگرو حی رسد از
 استقامت ریاضت است و کدورتهای دل اگر آئینه وار صفا گردد بصیقل کاری حراش
 محنت بی فیض دست اند غبت طعام در کشیدن ممکن نیست آدمی ملک بر نیاید و پیر دامن
 از غبار افتا چیدن از پستی فطرت بال عروج نگشاید شک را از پری در گذشتن نشانی حس
 میناست و خاک را هم از گران بیرون ناختن بمعانی لطافت هوا خلاصی معده در همه حال
 مستعد جذبه کمال است و امثلا و جمیع اوقات ماده غثیان و الثقال نظم

دارد اعداد اقل از صفر علم اکثری	کیسه خالیست اینجا مایه گنج آوری
چون صفا آئینه ات گیرد جهان دیگری	فیض خواهی در وداع الفت زنا کو
نسبت بیرون از دکان نان آب شتری	معدو خالی با وج عرت معنی بر آ
آب شوای بخیر از خلعت تن پروری غل	میکشی دیوار بر روی دل از تعمیر خاک
دلکی ز ناله بی اثر گری ز سسته بریده	شده غم که نشاند دام بکین اشک چکیده
چو جباب میکش از هوس عرق بدوش خمیده	بجاست آنهمه سترس که ز غم ز طاق دل نفس
که چو شمع شد بر عضو من کف پای آلوده	من برق سیه چون قدم بدم مرحله یافتم
زود شور مستیم این صلا ز دماغ نشسته رسیده	از خمار فطرت نارسا بدو جام مشعه فسون
بهوست ز غش نغمین خورد غم پشت گریخته	خدا را فسون عز و شان که مباد در دم تمنا
بجاست بهمت وحشتی که رسم بدامن حیده	سخیال گوشه عافیت جو غبار هرز فسرده ام
مگر این جریده ورقم زخم بخط غبار رسید	زود دایع فرصت پریشان بکدام ناله دهم زبان
ز حیا بکجه نهفته ام خط بر زمین کسبده	بفنا مگر شود آشکارا اثر سجود و امان
که بگوش من کشد آتش من سخن ز کس نیست	از قبول معنی دلشین نیمه اندر با اثر قرین
مژده چو چشم گشوده ام جبار رنگ پریده	نه شور انجمن خبره بشوخی چمن نظم
مهر نهال نداشتی بزبان ناله رسیده	بیدل از چمن وفا چو دل شکسته دمیده

نکته تخریر و تقریر مرتب اکثری موافق فطرت عوام است نه مطابق همت خواص
مقام که خواص را بی تکلف الفاظ معنیها منظور است و عوام با وجود ایضاح بیان در فهم
عبارت نیز معذور و رتبه کلام تا بحفیض نقصان رسد بطبع عوام را از جهل مطلق زیاده و
پر تو آفتاب تاجیه بجا کماله رنگ از طبیعت سایه مرتفع نگرداند اگر حسن تحقیق بحال ذاتی طلبه
ناید بر صعیف نگاگان انجمن قصور ظلم است و اگر جمال معنی از کیفیت اصلی رنگ نگرداند
بر لفظ تشنه بان عالم صورت ستم در صورت عالم مدرسه حال از ابجد و ستان نشان
منزه باید فهمید و رموز خلوت کده یقین از حرف و صوت محفل و هم و گمان متبر باید اندیش

نگاه بوالهوس اغیار عاشق زیر قیاس	قطعه چین ز دست کر عرض فریب و زشت
جو بر آینه یا شنی کلفت ز کار می بیند	هوان آبی که می بینی طراوت نایه گلها
تا تل درین پیرمو که دصد بار می بیند	در برقه و گردا میت خواص حقیقت
سر سبک و رسانی شست آب سار می بیند	صد ز کوه همه دستی است جولا نگاه آزادی
نیکو بینی و بکی خطبه می بیند	حقیقت سطر بر گلیست کر نقص و کمال خود
یکی و نقش و بود صورت نقش می بیند	یکی از صد سپیدین جوی وحشت در نمی بیند
چرخ شکل و ویکر حیرت احوال چرخ می بیند	تفاوت کر نباشد در میان سار فطر تب
بر زمین خدود و مثال جهان نامی بیند	نفس از حد الفت پرستیهاست عاشق
خیال مندا می رود دید می بیند	تو هم ساهان حیرت کن که در خشک دست
و و حاد و سب و سب و می شود شور می بیند	نیمه شوق پیدا کن تا شایه ناست کن
نیمه حیرت که خب و خرد و شن سود و شن	غزال گشتا دیشی شد نصیبم بهر بخت بیند
چند وقت آینه تو به و زبیکه و آید بشد	نمیوان گشت شمع بخت گریستی زیمه آتش
بجز غبار خیال نمی کی است آید و درین بیان	خرو کند هوس شکار است ورنه در چشم شوق
چوبال و سب و دید و زینده و مت کمال	عدم مان بی نشان یک گلشنی و هشت کر بویش
و ان غبار می و صد چرخ کل نگاه مونی و بر زعم	حیال آنفکلی تحمل اگر شود صدف کیت تا تل
هوس چه معده زبیکه و خرم من قسم کینه مانی	بخت بیجای اصلی که خاکش نمیوان جز با و دان

<p>حصول ظرفیت و عزت نه لاف فضل و غرض کشت اگر تخیل سوال کردن بی نشردن متاع و امن هوای علش کمرست بیدل که با چنان قرب و تکلیف</p>	<p>گر قلم ای مور پر آری کجاست کیفیت سیل چو ابر تا کی بلند فتن عرق کن این غبار نشان بهر سگ گاه میاض کردن ز دور لب میگرد گریبان</p>
<p>نکته از اراوه حق خیری بقبول نمی پیوند و مگر خلق را حیرت آیات و اشیوات ذات مثالی مرعی نمیکرد و الا صفات قدرت علامات با آنکه اراده خلق حق است و مراد مقید مطلق را بی</p>	<p>در جامه و دلق نیست جز پنبه نهان ذات و صفت ایست که کردیم بیان محمّد بنک بهار بالید گل خنده زد که یاکم بر دستگاه نازت عم نیست خود ستائیم آئینه دیده باشی ما نیست در کجائیم بر ما نمیرسد هم جز نشد تغافل بوی زعفران مفت است اینجا اگر کند گل در دستگاه تسلیم ما بر فرسوده جانی و امانده ایم و داریم صیاد می معانی بمطرح موج گوهر در سکت بیانیم از خویش رفتگانیم اینها چه احتمال است رنگی کزین چین رفت برگشتش محال است کو فطرتی که همت بر فهم ما گم رود سعی مخاطب اینجا او مام می شمارد بر ما نفس سوزید کس نیست در سرانیم دوریم از تاشا تا چند دید و زیبی از حاضران بر میم اما ز بی نصیبی بازار یاس گرم است زین دوستان برین</p>
<p>در جامه و دلق نیست جز پنبه نهان ذات و صفت ایست که کردیم بیان محمّد بنک بهار بالید گل خنده زد که یاکم بر دستگاه نازت عم نیست خود ستائیم آئینه دیده باشی ما نیست در کجائیم بر ما نمیرسد هم جز نشد تغافل بوی زعفران مفت است اینجا اگر کند گل در دستگاه تسلیم ما بر فرسوده جانی و امانده ایم و داریم صیاد می معانی بمطرح موج گوهر در سکت بیانیم از خویش رفتگانیم اینها چه احتمال است رنگی کزین چین رفت برگشتش محال است کو فطرتی که همت بر فهم ما گم رود سعی مخاطب اینجا او مام می شمارد بر ما نفس سوزید کس نیست در سرانیم دوریم از تاشا تا چند دید و زیبی از حاضران بر میم اما ز بی نصیبی بازار یاس گرم است زین دوستان برین</p>	<p>وین جامه و دلق نیست جز پنبه نهان زین بیشتر از خلق و حق افسانه خوان شوری زخم برون زیت می گفت نشد زائیم یا محو آن خیالیم یا مست آن لقا نیم هر چند دارد این باغ بهنگام گل و گل فی قابل تلا ششم فی مصد رتو گل و کیر چه روید از ما خاک نفس گیا بهیم بر طبع ما گران نیست مضمون سر گرانی گر فکر بر نیاید از عصفه روانی ما رانه فکر دوران نه یاد ماه و سال است مکرار درس هستی در عشق انفعال است ای فصل گل تو پیش آگودا دیگر نیانیم تا شدم نیستی با عذری بعرضه آرد تئال غیر حیرت در آئینه چه دارد محروم هستی از م تا کی نظر فریبی در خانه نوحه دارد بر حال ما غریبی پا مال دست افسوس چون یار قدما نیم بر خرمن توقع برقی شود ضرور بر</p>

کس دستگیر کس نیست ای شور آه بر خیز
تا گرد داشته است ما محرم عصا نیم
افسوده ایم و داریم بردار آشیانی
این گرد تا نگیرد دامن بی نشانی
عمری بسی باطل دادیم فرصت از دست
اکنون خیال دیگر در دل نمیتوان بست
پائی برو نه سودیم دستی است گریبانم
جز انفعال هست دیگر چه ندعا داشت
دیروز حرص پیری در دست ما عصا داشت
عمری درین جنون زار بی پا و سودیم
آخر بنا امید از مدعا بریدیم
حیف از ولی که با ما است آه ارکسی که ما نیم
وقت نیاز فکرم چون راز بیزبانان
بومی گل است بیدل تقریر ما توانان

ساز قیامت کن یافته بر انجمن
نگت بساط فقریم از خود نگشته فانی
سامان راحت آنکه اظهار ما توانی
پهلو خراش هست چون نقش بوریانیم
گرد یک داشت هستی با دامن پست
در صورت ندامت زنگ تلافی هست
زان فتنها که در سر شیب و شتاب داشت
در بر صفت کردیم محرومی عطا داشت
اکنون ز پیکر خم گجول این گداییم
گرومی شکست دل شبت در هر کجا رسیدیم
آئینه در بغل بود ما غافلان ندیدیم
در فهم معنی ما محو اندکته و امان
گوشش هوس پرداز از خامشی بیان
در ساز ما نوا نیست بر غنچه می سرانیم

نکته توجه خاطر با الفت فقر از علامات لطافت طبیعی است یعنی دماغ خلقت درین
حسب فطر تراکت تاب که ورت اسباب نمی آرد و تعلق ضمایر محبت چاه از دلایل آثار
کثافت که در کلفت گیر و دار غیر از دوشش خشونت بر نمی دارد اما بی توهم لطافت و کثافت
شخص حقیقت را در هر صفت جزایس ناموس ظهور متصور نیست از آثار حب جا و آرایش
بساط عظمتش در پیش است و از او ضاع بغت فقره غا و وصول به منزل راحت خویش نظم

بر جا داغ میجو شد فراغی کرده سروش
بحیب خود فرو رفته است اگر باند ظهور
سلیمان بخود می نازد از جمعیت مورش
ادب مینائی لکینش جنون بجای سورش

حقیقت بر کجا آهست آرا و است منظور
نظر بر خویش و کرده است اگر بیندیدش
غرو و غجز اینجا بی نیاز غصه می باشد
نگه سوز جهان پیش تغافل ذوق تسکینش

جانی را که می سنجی حضورش دارد و یا نی
تا مطبوع دل هوش باخته ام فسون بوسی طور تو
چه فلک چه دانه ناتوان بهای شوق تو پریشان
نتوان شد از چمن اثر متحیر عجب دگر
همه عرض نا کسی خودیم اگر آفتاب و گر آسمان
کل صورتی ندیده ام می معنی نه چشیده ام
بسواد معنی بیکران نخی تلمذ امتحان
رقم سفید و سیاه من زمین بکست گاه من
ختم ناز صد کلیم رسد که ملائی از لیس رسد
ستم است در عین جنون خشم کند به ذوق غلام
همه را بعالم علم و فن بهر از پیشه علم زدن

سراپی داکه می بسینی سیاهی می کنند نورش
بجناری از تو شنیده ام همه جافسانه دور تو
تو بهار عالم رنگ و بو همه آتشیان طیور تو
مگر آنکه ریشه ناز و و گلی سر بر از غرور تو
بکمال با چه کمال تو قصور ما چه قصور تو
بخود و آنقدر نرسیده ام که رسم بعلم ظهور تو
دل تنگ قافیه شنیدی چگونه شنای سحر تو
چه من و چه قدر گناه من خجسته ز نام غفور تو
کلفی اگر چه هم رسد کشم بعالم نور تو
زده اند طوطی جام جم بدرقناعت مور تو
چو قلم بود سر بیدم قدم بساط سطور تو

نکته صعبترین حالتی که هیچ مرصدی متهم خیالش مباد و در ماده انتظار ذوق
فضولی است و دشوارترین قیامتی که هیچ متوقعی غبار کمینش مبیند و در وعده گاه امید
اندیشه ناقبولی رباست

پیدا است تیره روزی جزای این
گر حسن و کم نجاه فتد و ای بیست
در دیگری بنا که من بجای روم چو بر آیم
ز خودم نه برده آنچنان که دگر بخود بر نیایم
عرق خجالت و رستم غم انفعال ز نایم
چو غبار داغ شستیم چو بر شک سنگ و نیم
چقدر عرق کندم نفس که بشنیدی بستانیم
ستم سنگ ترا زونی که نفس کشد ز گرانیم
که رساند بر در میستی خم پیش پای جوانیم

آنجا که صیقل آئینه دار تعافل است
عمر بیت از امید و لی نفس بسته الم
ما مطبوع تو کریم مطلق و مرید چکنی جز اینکه بخویم
کسی از محیط عدم کران چه قطره و اطلبد نشان
بجاست این مقدم بقا که تا ملی کند م وفا
بفسر دغم همه تن الم به تر و آبله در قدم
سحر طلسم هوا نفس همه جاست منفعل بهوس
ز کمورت من و ما برم غم بار دل بکه بشمرم
رخ حضور پریم آنقدر اثر امتحان قبول داد
نه نقش بسته مشو شوم به حرف ساخته سر خورم

سر و کار عالم مرده دم ہو سس مطالعہ کردہ کم
دل سادہ ہو سس و ہوا ہمنہ را ہم قدم
کہ وہ مصالح کام دل کہ وہ دگر گل طالع
رگ و ہم علم و گل گل گل علاوہ مد دل
رم طور مصرع بیدلم دم و د سلسلہ ام

کہ علوم کرد ہو علم ہمہ و رسوا و عدم رسد
رہ دور گرد امل اگر گرہ آور و کرم رسد
سحر ار مد آمد اور و عمل اور ہمہ ہم رسد
اکہ مراد کر ہمہ دل رسد دل و د جو صلہ کم رسد
الکت و د عالم امل دم کہ سراسر علم رسد

نکستہ تجربہ کاران امتحان کردہ شعور متفق اند کہ سخن بیوقع خموشی بہت و خاموشی بخیل
ہرزہ فروشی پس سخن جز بقدر ضرورت نباید گفتن و گوہرزیاوہ بر احتیاج نباید سفقت کہ بی عقلی
سخن یاوہ خر جہای مایہ شعور بہت و تبضع آب گوہر جوہر ہنیش در تلف گاہ و توجہ حیب عصمت
خموشی دریدن خطائیت کہ ہزار عرق انفعال یکت بنجیہ علاج نمیتوان کرد و بر ہنزدن نسخہ مایل و بالی
کہ با صد ہزار لب گردیدن صفحہ شیرازہ نمیتوان آورد و کفارت این عصیا نہا جز آن نیست کہ ہر خیال
نخود ستم اندیشیدہ فائدہ کسی در نظر داشتہ باشی و بخاریکہ دامن محبت خود خراشیدہ گل نفی در
راہ محاطب نباشی یعنی در صورتیکہ محضر بر میانی بر اعتبار کم بضاعتان پیروائی و در حالتی کہ بر خود می نگاہ
بر تہی مایگان مدد فرمائی کہ آواز جرس تا دلیل سر منزلی نباشد کلفت سر غست و دود سپندی

تا بر صغیر گزندی بخوشد آشوب دماغ قطعہ
ہزار باش حدیثی کہ میوزد بر گوش
فسر و کیست چو آئینہ خوشتر است از جوش
تہتم لب زخمی اگر کشد آغوش
زہم کشودن لب عیب فطرتست بہوش
کہ چو چشمہ یا قوت خون شود و فحوش
کہ از تو آئینہ کس نمیشود مغشوش
نفس نہ پردہ غفلت بر است باد فروش
کہ مذعای بیان وصف خاموشی است غموش
انفعال گفتگو میناد نقد الہ کہ در ساعت سعید او ان عیالین نسخہ نکات بیدل تصحیح نام بہ سید بنو کر

بجفلیکہ فواید حصول خاموشی است
ز چشمہ کہ بخوشد علاج تشنہ لب
ہزار گل ز لب ہرزہ گوشت رنگین تر
دمی کہ ربط سخن صرف اثر فانیاست
نوامی انجمن حفظ آبرو این است
چو صبح از نفس بی صدا غنیت دان
از گفتگو اگر افسانہ مذعابا شد
کنون بساز ادب محو این نو است سخن
عرض ہر جا خنیت بمعنی فادہ مباد و ہر جا خنیت
نکستہ



بسم الله الرحمن الرحيم

<p>زبانم قابل حمد خدا شد دل از تفسیر این اسم است آگاه دو عالم چون صدف در پیم شکستم ز آغوش احد بیک میم جوشید نگر و آن جلو و جز ساز نگاه می ز احمد بر احد چیزی نفی نرود محمد ظاهر و باطن خداوند گنج در احد غیر از احد هیچ صدا و ساز یکتا راست اینجا چه موج و بحر یا موج است یا بحر زبان تا میگشائی موج پید است خموشی در گریبان بحر ریز است سخن غیر از دلی سازی ندارد</p>	<p>که با نام محمد آشنا شد ز رمز معنی اسم محمد نند که آمد گوهر نامش بدستم که بزرگی لباس رنگ پوشید نبود آن میم جز بر خود گواهی اگر میسی فرود آید اسم یکی بود ندارد موج جز با بحر پیوند یکی در یک گم است اینجا عدد و پنج گبر یک موج هموار است اینجا بغیر از اسم کو موج و کجا بحر و گر خاموش باشی جمله دریا است زبان آرائی اینجا موج خیز است خموشی جز خود آوازی ندارد</p>
--	---

اشارات

<p>صفا می آید از آب و گل بود بر مرآب و خاک چشمت شد باز چراغ خلوت هر یک عیان شد حباب از آب خود جوش نفس داشت</p>	<p>سحر آینه بهم پروانه دل بود نخستین که تحقیق کردم آغاز تا تل صرف کار این و آن شد نبال از خاک گلشن در نفس داشت</p>
---	---

یقینم شد که در هر قطره جانست

نهان در هر کف خاک جہانست

حکایت

نصیحگری و غط آمادہ داشت
که از الفت می نیفتانده دست
نخستین کف از جام می سادہ کن
بیزم کرم دست ساغر کمین
بجو شید رندی کہ ای خیر
بمستان ز تمپید انکار می
کہ تا جام می در کف ہمت است
و د عالم بچنگ دعا خواستن
در فقر زن یا دشا ہی طلب
و می کار زو شد زمی کاماب
ولی جای رحمت گراست

نفس گرمی حرمت باوہ داشت
خار می وصل نتوان شکست
و گر خویش را رحمت آمادہ کن
ندار و دعای اجابت قرین
ز حرفی کہ گفتی نہ بدی اثر
عیان گشت تعظیم اسرار می
دلت ہر چہ خواہش کند تہمت است
بساطیت در کوری آراستن
زمینا و جام تچہ خواہی طلب
و دعای دگر گوشو مستجاب
بدستی کہ از جام و مینا ہی است

اشارات

شب دایم وجد بیتابی
نفس بایل صد نو گفتگو
ز بس کرطیش نالہ دیوانہ شد
بر آہنات زو قفل شیشہ
کہ ای خیر در خرابات ہوش
بہر جا شود قفل شیشہ صرف
تو محوی بجرأت مشو مہتمم

در آئینہ ام بود سیما بینی
ہوس برق تازہ آرزو
غباری تاشای میخانہ شد
بحیرت دوید از قدح ریشہ
ہمی جام مینا ز بانست و گوش
چہ لازم نفس ریزد ت خون حرف
بسا غر سپر گردش رنگ ہم

اشارات

بگوش نغمہ سنج محفل راز

ز قانون یقین می آید آواز

<p>کہ کہسارست یکسر عالم رنگ چہ آب آئینہ موج تلاشت کہ خاک اینجہاں گل کردہ است چہ آتش گرمی ما و من و تو کرد و دو دماغت را بلندست کہ امی سنگ ساز دل گر نیست کرد پرواز آزادی نوایت</p>	<p>ہجوم آباد آب و آتش و سنگ عرق پیاسے نے سعی معاشت ببین حرص غم پروردہ دوست چراغ و ہسم زبرد امان تو غبارت شعلہ خیر خود پسندست فسردنہای قید سخت جانست تعلق گشت و شد زنجیر پاست</p>
حکایت	
<p>شبی کز گریہ طوفان کاریم بود نفس در پردہ دل آہ می جیت کہ ای غافل تو خود ہم چشم نائی طرہا کن گرت شکلی و آبی است</p>	<p>جہاب آئینہ دلداریم بود نگاہ از چشم حیران گریہ مبرخت روضع بیدارے بدل چینی سربی مودرین وادی کما ہی است</p>
حکایت	
<p>سہ قطرہ را ہوا در گرفت بدست آمدش سرگون سانوی ہوا عقد گردید و رسیدہ اش خیالش پشیمانی آورد بار زور یاند آمدش کای جہاب ہر کس دمد و ہم جزوی فسون کلمات این شیوہ نقصانی است بجزوی زداندیشہ فال حضور بہر جزو تا کی تا قتل کنے</p>	<p>کہ باید و ما غی بجوہ گرفت پراز جہالت پوچ مغزی نمری نفس گشت زنگار آئینہ اش بجہریت فرو ماند بی اختیار زخفالت زدہ ی نقش و ہی رب ازین پوچ غری خواہد آمد برون کہ سامان اجزا پریشانی است کرو تا دل جمع را بہرست دو محیطی بر اندیشہ کل کنے</p>
اشارات	

ز نکست سرستان دل افسرده
 رستربا بوت خوابش وطن
 چون نقش قدم لوح تصویر خواب
 بغفلت فراغی ز اسباب داشت
 طریقی بگرداند پهلوی او
 که ای سرگران بساط ظهور
 عدم را عبث متهم کرده
 ره اصل مطلب نگیری چرا

به بیکاری زندگی مرده
 ز پوشیدن چشم خویشش کفن
 ز خورفته آما زمین گیر خواب
 بجه گرسری داشت با خواب داشت
 کلابی زوار جهد بر روی او
 رستربا قدم خاک پای شعور
 ز هستی ببردن ستم کرده
 ز خوابیکه داری نمیری چرا

اشارات

ز چشم طالبان دانش آهنگ
 که در دفاق بر جا کو هسارست
 بهر جانفش ابری باشکوه است
 درین وحشت سر ابر مردگی نیست
 زمین گیری که دارد سرگرانی
 اگر کوه از فردن شد زمین گیر
 بزرگی کرد باد ماندگه صبر
 فردن زمین سلب مطلق غنا شد
 بخاری کرد ماغ شوق انگیخت
 معین شد بطبع معنی اندیش
 بهمین بخت ناله در کهسار پیدا است

مبادا محتسب اسرار نیرنگ
 غبار انگیزی و ابر بهارست
 بهمین مثال شوخیهای کوه است
 همه آزادی است افسردگی نیست
 طافی جوست از فیض روانی
 نشد نومید از امداد تقدیر
 که آخر رخت رنگ وحشت ابر
 جنون کرد و باین صورت روان شد
 چو اشک اول بروی خوشین رخت
 که بر خلق بیرون نیست از خویش
 که بر آآنچه می آید هم از ما است

حکایت

گذر کرد مجنون لیلی خیال
 در آن آب یک موج نارفته پیش

بر آبی که شوید غبار ملال
 نگه شد و چارش تمثال خویش

<p>عیان گشت لیلی بحشم ترش مژه تابرا فشانند از خویش رفت ز آبش همان سوز دل موج زد که ای عافیت از برم دور باش چنان آتش از آب بنشیند ندانم محبت چه برق افکن است</p>	<p>چو گرداب در گردش آید سرش برنگی که نتوان از و پیش رفت طپش شعله گروید بر اوج زد ز جانم بشود دست و سرور باش که لیلی در آن پرده می بیند که در آب هم لیلی آتش زن است</p>
<p>شبسی بر تیغ کوبی بود جایم توانائی بلاقبت گشت مغرور ندانم که ای محروم اسرار سبا و اینجازی بر سنگ دستی لکوائی پیخبر سنگ است اینجا بیک آئینه گر بیداد آید موجی کرزند دست هوس پا همه گریخته با سنگی ستیرد سرموئی اگر بچاند شش درد هر جزو یکم اندیشه تا تل نقوش اعتبار دشمن و دوست بر رنگی که چشم شوق باز است درشتی بازگشت میفرود شد</p>	<p>ز بیابانی سنگلی حورو پایم که از آهش بجزرات افکنم دور خرابات نرا کتباست کبیر که بینا در بغل خفته است مستی هزار آئینه در رنگ است اینجا دو عالم جلوه در فریاد آید شکستن میدود و پرواز قیامت پروماغ کوه ریزد ز بهفت اعضا کند بیطاقتی کرد بود آئینه کیفیت کل سواد نسوخته یکتا فست اوست نزاکت خانه بینای باز است بخارا پانی دل میخروشده</p>
<p>شبسی بودم قدح پیمای عالی که در خمخانه نیرنگ امکان</p>	<p>مستی از خسرودم شوالی سر هر کس دماغی راست سامان</p>

همانا ز پرستی می پرستی است
جوابم داد که ای مخمور غفلت
چرا منع نباشد مستی آبنگ
برنگ شیشه در دستند اینها
نگوئی سیر و ز میجو شد آبنگ

که منع سرخوش صد رنگ مستی است
نباشی منکر تاثیر صحبت
که ز هر هم صحبت میناست درنگ
که بی تکلیف می ستند اینها
زمینا میدمد مستی باین رنگ

اشارات

شب سیر کرم عبرت شد نگاهم
ز شمع کشته دودی بود بر جا
که بی قطع نفس ایمن شدن نیست

بیزم خامشان دادند را هم
به ار باب نظر میکرد ایا
و کرد خامشی هم بی سخن نیست

مناجات

الهی تهمت آباد ظهوریم
کنند نارسائی صید آهم
سراپا اشک بیتابی عنانیم
عنان ماکه دارد جز چکیدن
درین دریا شکستن میرود پیش
طلب سرمایه شوتیم پاکو
نه پای رفتن نه جای ماندن

ز هستی تا عدم یکدست دوریم
چراغ خامشی برق نگاهم
قدم پیدانی و از خود روانیم
دلیل ماکه غیر از نارسیدن
چه خواهد موج از بیتابی خویش
اقامت آرزو داریم جا کو
درین ره حیف رفتن و ای ماندن

حکایت

شنیدم زنی صبح ز آینه
بآرایش کامل مشکبار
بتدین و تعطیر شام و سحر
صلا داد کای موشکافان راز
ز مرعیان چشم اگر آشناست

ز نقد خرد داشت گنجینه
خشن باغشاندی ز جیب و کنار
چو موی بلندش گذشت از کمر
مباشید غافل ز حسن مجاز
چو پرکار هر ابتدا انتهاست

ز مونی سر اندیشه و امیر	که سر رفته آخر پیا میرسد
حکایت	
<p>شنیدم ادب کرد مولای دوم که سر گرم ترغیب اسباب بود بفرمود کاسے پور معنی نظر که یکبار من هم بکلم شهاب خضر زین اوارج الفت گرفت هنوز از خیالش خیالم پر است ز تشویش کسوت مکش در دهر باین پرده گر محسوس می بایست مشو مایل آب و رنگ و فریب خضر تشنه مطلق اگر است</p>	<p>خلف راز او ضاع اصل رسوم ببت گشا و شش گرفتار بود بدین شغل باطل پیچ آنقدر فتاوم بگرداب این پیچ و تاب ز من مدتی ترک صحبت گرفت جبین از غم انفعالم پر است مباد این عبارت بیوشه نظر کف من باید از جامه یاد آید مباحث از حضور خضر بی نصیب کران آب ظرف سقیمه تری است</p>
مناجات	
<p>انھی حیرت سازم چه باشد بدرمان تشبوهی تا برم راه من و حمد تو هیبت این چه نیست سپندم ناله در بیا دارم بحر حرف چون کلم مفرد سامی دور و ز می پیش جام مستی من جبینم بود در نقش جبین کم بکلمت قدرت آن خط آشنای برین مکتب نقطه لوح بی نشانی نمیدانم چه خیمون داشت آن خط</p>	<p>شکست رنگ آه از دم چه باشد چو دردم سر زه گرد کوچ آد شکست دل بچندین ناله فرست بزیرواغ دل من بیا دارم زبانم لغشی دارد بخیسائی بلالی بود ماه آستی من کفی در نقش جبین آستین کم ز لب ببالید پتیاست نماز نوشتی آنچه آنرا هم توانی که وحشت آشکارا نهان خط</p>

من بیدل همان نقش جبینم
 ثنائی کاتب از خط کی رود پیش
 ز فہم نقطہ خود و ترہ نو مید
 ندارد نسبت حمد تو ا در اک
 سراپا صفو خلعت نگارم
 بگو ہم کر رساند سر کشیدن
 جہا ہم محو طوفان جسم و پیر
 برنگی گر رسم گلشن فروشم
 بداد این بہستی شہم رس
 تو در آغوش و من داغ جدائی
 ز جیب من برون آیک بی من
 بو ہم اندودہ ام ای ہوشیشتا

نگین گل کردہ از نقش نگینم
 مگر کاتب نوید حرفی از خویش
 چہ خواندستی خط مضمون خورشید
 چہ نسبت خاک را با عالم پاک
 بہ رنگی کہ ہستم شرمسارم
 ہمان چون مالہ پنہانم زدین
 کہ یک دریا بنا لم تا شوم بیج
 نمی گر نقش بندم بحسب جو شہم
 تو ای ہستی بفر یا عدم رس
 چہ باشد گر برون زمین پردہ آلی
 ز من تا چند پنہان باشی ای من
 بیج آودہ ام ای جملہ دریاب

حکایت

شبہی داشتم سیر میخانہ
 کہ عالم ہمہ کلفت آلودگیست
 درین عشرت آباد کلفت و شغفت
 ز قانون تحقیق آمد بگوشش
 خیال تو مصروف فہم آوریست
 دلت بسکہ در فکر راحت کہ دخت
 چو تمبیز در امتحان آیدت
 طلسم ظہور است ای خیر
 ز دیر و حرم تا مقامات دل
 بنای جہان بر سد آفتست

ز اندیشہ در دست پیما نہ
 تب و تاب موج نیا سو گیت
 ہمین وقت میخانہ عیش است
 کہ ای ساغر رفتہ از چنگ ہوش
 ناقل نداری نگہ سر سریت
 سراغ تسلی میخانہ یافت
 ازین خانہ ہم دل بجان آیدت
 درین جا کان تسلی مسر
 بنجوشید جز رحمت آب و گل
 در اوقات آلودگی تہمت است

<p> طهورا متحاکم و آرام نیست حرد را بغفلت مکن متحکم زخمهای این بزم راحت گذار طرب صید کس مفت کی میشود بمی نیز سامان عشرت کجاست جگر با سخن جفت میخانه شد نه بین گیری از نشئه راست ولی عافیت کو درین عرصه گاه شکستست مصروف آن طرفها گر آسودگی مقصد آرزوست چو خواهی آن نشئه موصول گشت درین بزم تا کی توان شد گرو که تا طرف باقیست یعنی صفا </p>	<p> می عافیت وقف این جام نیست ز ساز طهور است میخانه هم عیانست پوشیدگیهای راز دل آندم که خون گشت می میشود اگر نشئه دارو آن خونبهاست ز بس رنگ گردید پیمان شد چو خم مید پد نشئه عشرتی که اینجا سر از حبیب دارو گاه فنائیت مضمون این حرفها سر غمش خرابات بیرنگ و بوست ز اسباب تقلید باید گذشت نه خم گل کند نه قدح لی سبو ز راحت نشان نیست یعنی ذوات </p>
<p> یکی غافل از رنگ ما و توئی ز طاق سرا یافت آئینه در آن آئینه صورت خویش دید بوهمیکه شکافش ای خلق نه هر جلو باش حسرتی می فرود چنین ببرد با خویش غمی بس کل و حدتش ریشه غیر و شت چو گیسو گرفتار بنجر خویش که ناگزیر رفت آئینه اش </p>	<p> نو آموز نیرنگ عالم دوتی صفا در بغل طبع بی کینه گرفتار شد هر قدر بسیش دید چو معنی نبفت از نظر ما می خلق بجیرت نظر باز صد رنگ بود در آغوش و همی رفیق دیگر هم از خویش اندیشه غیر و شت چو تصویر حیران تصویر خویش تو گوئی ولی رفت از سینه اش </p>

حکایت

ز داز ناله در جیب آرام چاک
شکست دل انگیز طوفان آه
ز بیضا قتیبا پر سوشتا فت
نفس خون شد و ناله ماند از صدا
رفیعان که این رمز دریافتند
که ای بخود آن لوح آئینه بود
گر آئینه دیگر آرمی بکف
طلب پیشه را بعد تفتیش کار
ز رمز تو هستم خبردار شد
خجل کردش اندیشه و هم خویش
برخ انفعالی کندش شتاب
و گرتا نفس بر لبش راه داشت
بر جایش آئینه گشتی و دو چار
یکی گفتش این انفعالت چراست
چو زین صفحه خواندی بچندین نیا
نه زین گل چمن رونما داشتی
نفس زد کز او نام غفلت م
نمودم بوجهم آنچه نتوان نمود
کنون شست زنگ خدا دیم
یقین شد که در بحر اسرار من
مرا گر چه با من بدل می نمود
تا شای خود غیر خود گشتن است
ز بس و هم دارد وئی پرور

چو اشک از طپیدن بسر کرد خاک
جهان شد بچشمش چو مرگان سیاه
نشانی ز گم کرده خود نیافت
کسی یارب از خود نگردد جدا
سمائی از جبهه شکافتند
که هم بر تو نقش تو و می نمود
همان جلوه بایت کشید است
چو گردید تحقیق آئینه وار
ز خوابی که میدید بیدار شد
بناید در ماتم منم خویش
که صد آئینه از جبین زد بر آب
ز تمثال آئینه اکراه داشت
نگه را ز مرگان گرفته سجا
ز آئینه زنگ ملالت چراست
خط اعتبار است ز رنگ با
نگاهی بخویش آشنا داشتی
دمی چند با غیر مردم بسر
فرودم بخویش آنچه نتوان فرود
بنای اثر نامه ما دایم
همان بود آئینه دیوار من
بیکتائی من خصل می نمود
چو آئینه با خود دور و گشتن است
بخود تا نظر کرده دیگر

بہار یکہ صافست مرآت او	چہ لازم کشد تہمت رنگت و بو
مگل باغ وحدت کنون پیش و کم	دو باشم چرا چون معبسی یکم

اشارات

سحر گاہی از چشم بیدار فہم	چو قرغان گسستم رنگ خواب ہم
نگہ داری از پرده سپردون دم	بر اندیشہ وضع قانون ز دم
کزین پرده شور کہ بر می کشد	ز ساز و گرنیز سر میکشد
درین صورت آئینہ کار چیست	بہم بستن انیت در تار چیست
ز اجمال اگر گل کند مدعا	کسی محو تفضیل باشد چہ
بمضرا بی فکر عرفان گزین	خروشید ساز نوای یغین
کہ ترتیب این نسخہ سحر کار	مثالیت از عالمی عتبا
نوا آزمان بایان ساز قدم	فروند یک عمر در زیر و ہم
ملاش و وی زو بعد تار چنگ	کہ شاید بگرداند این نغمہ رنگ
حقیقت نشد مختلف از مجاز	بہمان یک نوا داشت این جملہ ساز
پس از امتحان شد یقین کان عدد	بکثرت ہمانست کا مذراحد
ازین اعتبارات کثرت اثر	خل نیست در وحدت معبر
با فسون این تار و پود سراب	بر آن نغمہ توان فکندن نقاب
کہ این رشتہا مجمع کثرت است	چو بر ہمین نغمہ وحدت است
بچندین عروق و پی اندر بدن	نیایی ملکیت طیش موج زن
چو قانون دو عالم باین دستگار	طہسم است موضوع یکشعلہ آہ
بعد برگ و رنگ نموشعلہ کار	ز چندین زبان یک سخن آشکار
ز صد حرف یک مدعا حاصل است	ز صد راہ مقصود یک منزل است

اشارات

زار باب تحقیق صاحب دلی	نی وید در کوشہ محفل
------------------------	---------------------

که افتاد از آغوشش مطرب جدا
نه سر تا قدم حسرت آواز زده
جرس رشته ناله بکسبخته
دل آقا فرو رفته در چاک و سب
صلوات و کلامی محسوس
جهانی درین واحدیت نواست
نگرد و عیان بیگان و شکی
درین هر یک افعال و آثار کم
خروش طشها می فعل و اثر
طورش در آغوش ربط هم است
و گر نه چو دف زین همه پیش و کم
تب و تاب هسنگامه اعتبار
درین بزم گر مهر و گر کینه است
نتایج بهر جا اثر ریز شد
دو پاکت چو شد شفق کثرت
زبان از دو سو تان غلط بکام
نباشد اگر ربط لوح و قلم
ز کیفیت باده سبب باده خوا
غرض موجهای محیط ظهور
مپندار بر روی هم میزنند
اگر عرض اعراض و گر جوهر است
نیایی درین بزم دانش گذار
منی اعتبار حبه ان تولیت

نه برگ طپیدن نه ساز صدا
طرب رفته و مانده خمیازه
قدح سرنگون گشته می ریخته
سری لیکت بر زانو می خاک و سب
مباشید غافل ز وضع ظهور
که از هر شئی وحدتی جلوه راست
ز تحقیق هر یک بغیر از یک
چو دریای خوابیه و رفتار کم
که دارد ز قانون قدرت خبر
اثر یک قلم در دوی مدغم است
نه خیز و نوا نه یکدست هم
ز امداد یکدیگر است آشکار
منو و انعکس دو آئینه است
ز ربط دو واحد اثر خیر شد
دو کف تا بهم میرسد شهرت
خموشی است ساز ظهور کلام
محال است در جلوه آید رقم
نه از نشه جو شد اثر نه ضما
کز افعال و آثار دارند شو
ز وحدت بوحدت قدم میزنند
نوامی امداد یکدیگر است
یکی را بغیر از دوی برگ و سب
سر و برگ اثبات وحدت است

یکی بی دوتی باب تمیز نیست

توئی گر نباشی منی نیز نیست

حکایت

شنیدم حرفی ترخم پرست
ز بیطافتی ترک اسرار باز
بصد احتیاطش ز جابر گرفت
نصیحتگری گفتش ای خود پسند
بمخندید کای دشمن نافیت
پیچ و خم این خموشی بساط
مبادا سر رشته برهم خورد
که مارا بضاعت جز این رایت

بطنبور ترکی رسانید دست
برون جست چون نغمه آرتار سا
چو چشم از مژه زیر چادر گرفت
برین یکدوتا را بقدر بخل چند
شهید بلایت نذار و دیت
مدوا ز کف آینه احتیاط
طرب فرصتی یا بد ورم خورد
اگر بگسلد رشته آواز نیست

حکایت

ز گلزار معنی یقین پیشه
بگرداب زو موج اندیشه اش
جنونها بسامان زنجیر یافت
به کل زمین شوق سرداده بود
ز هر عضو شان دسته بندی کرد
بقتراک هر یک گره ناله
ولی هر قدر رنگ بینش گرفت
فرورفت چون فی بحیب نیاز
چه افسون درین پرده تاثیر کرد
ز قانون تحقیق بی قیاس و قال
که اینجا غبار خم و پیچ نیست
شراری بدامان حس بسته اند

دوانید در نیستان ریشه
گر و گشت پیچیدن ریشه اش
خروش قیامت ز ملک گیر یافت
نبالی که صد ناله آماده بود
اگر گشته چین کمندی دگر
شر و وحشتی برق دنباله
صدائی ازان بینوایان نجست
که یارب چه سحر است این برگ ساق
که خاک اینقدر ناله تسخیر کرد
نوا ای خیالی بر افشا ند بال
بغیر از تحیر دگر هیچ نیست
بدوش خیالی نفس بسته اند

نه آشوب غار است اینجا نه خس
بقدر پرافتادن فرست
که آیا مقیمیم یا مسرویم
تخیر گرفت است و امان ما
پندار بیدست و پا مانده ایم
تا تل گره ساز او نام تست
تا تل اگر عقد ایجا نیست
چو آهنگ فی تا بر آئی ز خویش
که یکدم به تحقیق خود ریشه کن
تا تل بفکر خود افتاده است

همین ناله میروید از خاک و بس
کمین کرد و در طبع ما حیرتی
باین بنجو دیب کجا میرویم
که گردیده دامن گریبان ما
زمانی بداندیشه و امانده ایم
بخود هر قدر واریسی دام تست
جهان ناله و ناله جز باد نیست
بصد جا گریبانت آید به پیش
کجا میروی لختی اندیشه کن
و گرنه صد سخت آزاده است

حکایت

شبى روح مصورم آمد بجا
که در خلعت آباد عجز و جود
محال است و دیده عمت بآ
نیاید به تقید اطلاق راست
زمین آسمانی کند حیرت است
تقدس زبان شنیده بیان
که ای سخته اعتبارات خام
زوات احد اسم چندی میدهد
صفائی کز آسمان زنده راه فهم
عبان نیست زین گفتگوی هوس
چه اسم و صفت نغمه ساز غیب
جهانی ازین نغمه ممتاز شد

تنها پرشش نمود اضطراب
نفس سرکش دعوی حق چه بود
که گردوز امکان و جوب شکا
نشاید ز می عالم تاک خواست
ره بجز ساحل زند خلعت است
باین رنگت شد آگهی ترجمان
مقید چه رنگت است و مطلق کدام
زهر اسم کیفیتی شد پدید
تو خواهی یقین بشعر و خواهی هم
بغیر از یقینی که و هم است و بس
تو هم غباری ز آواز غیب
صدای جرس کاروان ساز شد

دمی کاین جرسها ز آواز ماند
از ان نغمه های خیال اعتبار
دوروز نفس شوخی اظهار بود
بیکبار حق گفتم و حق شدم
از ان معنی بی نشان دوریم
نفس دار از امتحان دم زدم
تحنیل زمانی گل افشاند و رفت
کنون استیازی که من کیسم
نگاهی که دروهم زار قیود
بساطی که تا دم زنی برهم است
غباری که ز ارواح و اجسام بود
یقین دان که در عالم قیل و قال
با سیمیکه خود را توانی ستود
درین بھر پر کسوت ما و تو
ز بر موج پیداست شور و گر
بوقت خموشی ناید عیان
اگر شوق منصوریت نیست پیش
به تحقیق این جلوہ بی نشان

همان شوخی کاروان باز ماند
نواسته ز منصور آمد بیار
ز گرد من و ما نمودار بود
مقتد ز خود رفت مطلق شدم
نبود است جز اسم منصوریم
هوس نسخه بود برهم زدم
گلی در نظر رنگ گرداند و رفت
کجا یم چه بودم کیم چیستم
که میگفت منصور و حق گو که بود
همان اعتبارات بیش کم است
همین نام بود و همین نام بود
بصد رنگ داری ظهور خیال
رخیب همان جلوہ گیر نمود
زبانهاست چون موج در گفتگو
ولی جمله از شور خود خجسته
که در کام دریاست چندین
چه دریایی از شوخی راز خویش
نگاهی است در چشم قربان

حکایت

ببازار شد ابلعی خجسته
ز بقال پرسید کای و ستاد
همانا که این بیغنه های سترگ
بخندید بقال کای بی خسرد

که و مای خشک آمدش در نظر
بگو تا چه چیز این چنین بیغنه داد
ز اجناس فیل است یا قسم گرن
درین پرده چندین تو که میخورد

نه فیست فی گرگ تخم خراست
 قضا کرد در بیضه خرنهسان
 دل ابله از خرفش آید بشود
 سر خشک مغزش بسودار سید
 نهال هوس تا شود گل فشان
 شتاب هوس گشت خاک دزن
 ولی همچنان میکشد انتظار
 سحر گاه بی از اقصای گفت
 که وی معلق از آن تند باد
 قضا را یکی طوطی خوش نوا
 چه شور شکست کرد و ساز شد
 بیکبارگی ابله از خویش رفت
 گمانش یقین شد که از تخم خر
 قیاسش نغاب تنگی شود
 قیاس خردان نیز بر میدهد

که چون بشکند جمله بال و پر است
 هجوم پرافشا فی طوطیان
 به تخم که ویش وطن کرد مو
 که وانی بعد زخ گوهر خرید
 شاخ بلندیش بست آشیان
 نه بونی پرافشا نداز آتخانه رنگ
 که تخم خرفش طوطی آرد بهار
 نسیمی به تندی وزیدن گرفت
 سهو و ارازدوش شاخ افشا
 در آن سرزمین دشت سیر هوا
 پرافشا فی طوطی آواز شد
 دل دوستش از یکدیگر میشرفت
 رم طوطیان میکشد بال و پر
 ولی عقل داند که کفی چه بود
 باین رنگ عرض اثر میدهد

حکایت

فضولی بآئین کار آگاهان
 که من بار ما بید رنگ و شتاب
 برسم تجارت از نزدیک و دور
 زهر موج چندین طیش دیده ام
 رسید است از فکر معنی نظر
 ز من معنی بجز پوشیده نیست
 حبابی اگر چشم واکرده است

بلاف سخن بود گرم بیان
 بدریا سفر کرده ام چون حباب
 چو کشتی بعد آب کردم عبور
 بهر قطره چون موج پیچیده ام
 چو گرداب نفثم بگنج گهر
 درین نسخه حرفی نه فهمیده ام
 گاه هم در آن پرده جا کرده است

وگر جز و مذست آنچه عیان
 بغیر از من این رمز طوفان ادا
 بسا عل پرستان چه رانی سخن
 درین عالم آب مستی اثر
 کف و عویم خالی است از گرفت
 یکی گفت زین جمله سیر و سفر
 که چون دیده آب دارد وطن
 سراپا زبان لیکت خامش کلام
 طپش آب کردند خون در تنش
 بر آشفست کاخ درین بحر ما
 ز ماهی نشان جستن از ابله است
 ز بحر بیایم گهر چیدن است
 چو سایل نوای عتابش شنید
 که من غافل از هیئت ما هم
 سزد که زبان تو گیرم قیاس
 سیاه و سفید جهان شعور
 عیانی که هوشش فہمیدہ است
 جهان از بد و نیک دارد بسی
 شناسائی از نیست دام تمیز
 بحکم ضرورت ز روی مثال
 کہ ماهی همانست ای ہوشمند
 کنون خویش را از غم آزاد کن
 بکنندید خلقی بر آن بوالفضل

منش با نفس دیدہ ام ہمعنان
 بغواص فہمیدنی نا خدا
 کہ دورند از قعر اسرار من
 ز ہر قطرہ دارم سراغ گہ
 چو موجم معنائے دریا شکاف
 بگو تا ز ما سے چه داری خبر
 ز داغست همچون دلش میرین
 نفس کردہ قلاب بچرخش بکام
 بخون بستہ بال و پرافشا بندش
 همان ما ہمسیم بودیکسر غذا
 چنین علم درس کہ ام گہی است
 ز ترکیب ماهی چه پرسیدن است
 بعددش چو ماهی زبان کشید
 ازین کیسہ بی نقد اتکا ہمسیم
 شوم از نشان تو ما ہی شناس
 فکند است صد جابا ط ظہور
 ہمہ گر سپہ است پوشیدہ است
 چه محرم شود گر نہ بیند کسی
 بدست تو عفاست عصفور نیز
 لب ہرزہ گوشہ محبت مول
 کہ دارد چو اشتر و شاخ بلند
 بین اشتر و ما ہی بجا کن
 کہ فی فسرع بود و نہ اصلش حشو

به تقلید می برد و ماسی بکار
یقین شد که جز حرف نشنیده بود
حکایات مردم ازین دست گیر
جهان بسکه باو هم وطن و بروا
بحیرت رو و از قاشا میرس

سرانجام رسوائی آورد با
چو مای شتر نیز کم دیده بود
عروج هوس زین سیرت گیر
چو آئینه تیره اشفته گواست
جنون بی نقاب است از ما میرس

حکایت

در تحقیق اسرار بیگانه
که شور سخن پر مکر رشد است
یکی گفت اگر مردی از اهل خو
محالست از جلوه پوشی نظر
سخن بر لبست پشت پا میزند
و دوا عش مکر تلخی اظهارتست
که ام است جان آشنای سخن
چه جان بلکه جان آفرین است بس
بعالم نه مرد و نه زن مانده است
بفهمی اگر رمز لوح و قلم
بفکر مخارج اگر جستجو است
باین درس فهمت ندارد و قوف
حقیقت درین پرده دارد و خطا
بسر رشته و هم دیگر هیچ

به تقلید میخواند افسانه
دل از گفتگو با مکر رشد است
بغیر از سخن حرف دیگر مگو
بسی خموشی بمیری مگر
که سازت در این نوا میزند
و گرنه سخن جان اسرارست
چو مردان تنی گشت جای سخن
نفسهای رحمانی نیست و بس
همه رفته اند و سخن مانده است
بغیر از سخن چیست استخارقم
الف اول و وا و در آخر است
که و هم است جز اجتماع حروف
که گر چشم داری منم بی نقاب
که غیر از سخن در جهان نیست هیچ

اشارات

شبی در طرنگاه فکر سخن
در دل ز دم کاندین خانه کینست

به تحقیق پیچیده اسرار من
در آئینه ام جلوه شوق کینست

<p>نمودار شد قطره دار زخون شدم تا در آن قطره چاک فگنم</p>	<p>بطوفان معنی درون و برون سخن گفت آهسته اینجا منم</p>
حکایت	
<p>بدشتی یکی از سکار افکنان رما کرد و لدوز تیری رشت ولیکن نشد کار صیدش تمام گذشت آهواز دیده اش چون نگاه بره بود از خون صیدش چراغ بذوق طلب هر طرف میدوید که چون چرخ در جیب خود داشت پلنگ سوار سیاهان را پتکین معنی جهان و قاف که دورت نگر دیده پیرانش بگفت ای که برخویش پیچیده که زخمیت گل کرده در سینه اش بر آورد سر مرد معنی کمال یقین و آن که تیر خیالت خطاست در اینجا صید بیت نه دانه دام چو آئینه بوشش گیرد غبار بهر جا نظر خیر گه می کند اگر هست آهو خیالت و بس من این جستجو مانمودم بے</p>	<p>پی صید کرد آهونی را نشان که چون استخوانش به پهلوشست نیفتادش آهوی مطلب بدام جوان شد چو اشک از پیش سر بر و بدرنگ از نکبت گل سرخ قضار ابر وقت مردی رسید برون بود ز آئینه اش گرد غم نهنگ محیط دو عالم که از فرورفته در خویش چون کوه سا بدان صحر اگره دامش درین رهگذر آهوی دیده شکستی است در رنگ آئینه اش که ای و هم صیا و دام خیال و گرنه درین دشت آهوی کجاست مگر اعتبار خیالات خام رم آهوان میشود آتش کا صفت جلوه با تیرگی می کند وقوع خیال محال است و بس ندیدم درین دشت جز خود کسی</p>
اشارات	

عشق از مشت خاک آدم ریخت
چیت آدم تجلی ادراک
احذیت بنای محکم او
دال او مغز اول و انجام
میرم آن ختم خلقت عالم

انقد خون که رنگ عالم ریخت
یعنی آن فہم معنی لولا ک
الف افتاده علت دم او
کہ در و جد و حدت تمام
این بود لفظ و معنی آدم

حکایت

کو دکی نان بدست بازی داشت
رفت ناگاہ نیچہ اش بگشاد
گریہ برداشت طفل بازی گوش
داد چون موج داد نالبدن
پہچو اشکیکہ از بن مژہ ریخت
چون پدر مر اضطراب شکافت
گفت نان از گفت کہ غارت کرد
مرداشت و رفت بر سر چاہ
تا تا مل بطبع آب گکاشت
بانگ بر عکس زد کہ ای ابلیس
شرم دار از خود ای خیس غل
آب در خند آمد از لب چاہ
از تو بابت التفات و عتاب
طفل و ہمت باین فسون انداخت
زمین شعور یکہ در نظر داری
چند با خود خطاب شرم کنی
تا چو آبت ہمہ زلال شود

بر لب چاہ لایہ سازی داشت
نان برنگ صدف در آب افتاد
اضطرابش گرفت در آغوش
عوطہ زد چون گہر بعلطیدن
در کنار پدر پیش انگیخت
کف خالیش جای نان دریافت
طفل سوی پیش اشارت کرد
کرد ز آشفستگی در آب نگاه
عکس آئینہ در مقابل داشت
کہ خوری بہ کہ نان باین تلبیس
کہ ز طفلان نان بری بحیل
کمای ز خوشت بروی غیر نگاه
ورنہ در آب نیست غیر از آب
کہ ترا از تو در گمان انداخت
ہرچہ گوی بخود سزاواری
بکہ خود را چو آب نرم کنی
عکس و آئینہ مکن جمال شود

اشارات

<p>ای تو هم غبار دشت چمن نه بصحرای سمن و نه در چمنی این وطن را بهر پر افشانی از نفس تار سبزه بگرداثر به نفس بچیده بسن خون خیال هر طرف بال و هم گشتانی این نفس گرد و دشت سحر است دزد و مار از بس پر افشانی که درین عرصه خیال قصا رنگهای شکسته ایم همه نه ز دام و نفس نشان ایم جوهر جسم و جان ما پیش است اگر این جبهه خستیا ریاست چند بنده امید باس طرا تا بکی باشد این پیش حبس گردانیده بس که حیرت بخت دزد و جیب است یار شکافت نغمه گشت و برون تار افتاد که بو هسی تنید و ایم همه غیر بانیست در فکر و فهم گردش رنگ عالم تصویب جستن بنفس موجهای شراب</p>	<p>بهوا می طپی کجاست وطن گردانیده نفس و سطن تنگ دارد غبار ویرانی وطنی گشته است زیر و زبر چیده دام درفشان دن بال با نفس میروی و می آئی این نفس آشیان وطن سست گردانیده گریبان سست عمر باشد بخون طپیدن ما بهوا بار بسته ایم همه نه مراغی ز آشیان ایم نفس و آشیان ما پیش است سعی محروم ضبط خویش چر است داغ بی آشیانی از پرواز مرکز سح و تاب لی سبی حسن تحقیق رنگ آینه رنجت رمرعربانی یستین دریافت بنجیه داری بروی کار افتاد هیچ بر هیچ چید و ایم همه نقطه انتخاب نشود و هم بچه دشت کند کسی تعمیر از چه تب میتوان گرفت حلا</p>
--	---

<p>آفتابی ز پرده تافته است چیت آن آفتاب تعدد نفس ورنه این ساز بی سرو پا گر نباشد فروغ علم عیان زنگ او بام پرده عدمیم در عدم ناز هستی داریم عدم آئینه است اما مثال در خموشی بجوم فریادیم</p>	<p>رمز موهومی شکافه است پر تو علم بی نشانی و بس چه خیال است ما و پیدائی دوره را کو کجاست نام و نشان هر چه گل کرده ایم مقتنیم در دل تان بستی داریم موسیقی میزند پری بخیا بفراموشی نیست در یادیم</p>
--	---

اشارات

<p>شوکت دستگاه هستی ما چون هوا از طیش شکست بهم محو شد شبنم و هوا گردید پیش ازین شبنم خیال نمود این زمان شبنم هوا باقیست پس با و از و پا و نقش و قدم</p>	<p>گاه شبنم دمید گاه هوا نقش پانی دماند از شبنم نقش پای صدا را گردید در نقاب هوا پر افشان بود رفته ایم و نشان باقیست تا کی اندیشه وجود و عدم</p>
--	---

حکایت

<p>بود کمظرفی از خرد خالی هر نفس سر کشیدی از لب با عاقلی گفت این چه ابرام است بما شاپین مباشش و لیر تو سرشکی و بام مرگانت شک هر که جدا شد از مرگان ناشوی ایمن از برون خطر</p>	<p>خوش نشین نشین عالی چون هوس از بن طبیعت خام احتیاطی که خانه بربام است که مباد از حیات گروی سیر ضبط اشک از مژده چه مکن تا بخاکش گسته گیر عیان از لب بام گام آن سو بر</p>
---	---

<p>بیمار تا باین دقیقه رسید باز گشت آنقدر زخمی هلاک فهم ناقص دلیل نقصان است بر چنین فطرت نازش ما</p>	<p>احتیاطش با حذر کشید که از آن سوی بام رفت بجاک خاک تا پر زند پریشان است خند و دارد جسون با آن</p>
اشارات	
<p>ای عدم زاده و جو و طراز اولت هیچ و آخرت معدوم در شکنج و نیستی جایست کاش زمین ما و من خبر گیری نه صدایت شنیدنی دارد در کس ما و منی که میخوانی حیف هوش تو نیم آهنگ است نقد فطرت هیچ و پوچ مباد تو بر آنی که من نفهمم در تو سامان چون چو کی است</p>	<p>نیستی نقش حیرت آینه سار وسط اندیشه پای نامفهوم وین همه شوخی من و مایت پرده و گوشش در نظر گیری بس که پیدا است دیدنی دارد از زبان حدوشت میدانی که تمیزی نیست بر چنگ است قدم است اینکه میدد آواز نیستی با گشت میزند که منم شعله دارد صد اسپند کجاست</p>
حکایت	
<p>دو کمال انتظار اسکانی داشتند از طبیعت هموار نه نمودند در طریقی صواب بشهود مراتب احوال تا قوی هم رسد بنائده جد هر یک با احتیاط شعور آن یکی تا و بس بقره رسافر</p>	<p>سوق آرای سر ز انسانی صحبت آدمیتی و کار سرموئی خلف از آداب صفا گشت مستفید کمال وجه سمت شبیه ماند ساز عمر خلس دید ضرور حرکاتش عیان پیک کرد</p>

از رفیق دگر برین انداز
 کای سراپایت اعتدال ظهور
 هم بچشم تو ای کمال گزین
 پاس احکام خویش داشتن است
 نتوان بود هوش اگر بر جاست
 راستی تا دلیل کار کنی
 گفت معذور دار و ندانم
 بسکه دندان راست رفت بد
 تو پندار کز ادب دورم
 در و پهلویم آنقدر گردان
 پس درین درگاه حیرانی
 در و عجزی مگر کنیم شفع
 ورنه تا ساز صحبت است اینجا
 حرف چندی که صرف انست
 خاک گردیدن و نیا سودن
 کاین طلسم را تب چپ و راست
 کا و و خراز تکلف آزاد است
 در مقامی که نام آدم نیست
 لیک اینجا که نسبت بشریت

لب گزیدن عتاب کرد آغاز
 در کمال چراست میل قصور
 خس سعد است و در بیارین
 کم کم و بیش بیش داشتن است
 بی خبر از طبیعت چپ و راست
 حیف باشد که خست باری کنی
 کرد منع ادای ار کا نم
 بچشم مبتلای تهمت کرد
 عاجزی کرده است معذور
 کز عینم غم بسیار من
 سخت کاریت گشتن انسانی
 تا بر اسیم از غم تشنع
 نغمه یک سر غرمت است اینجا
 چون تا تل کنی نه آسان است
 نیست مشکل چو آدمی بودن
 همه رنگت ضبط رنگ بلاست
 بار بردوش آدم افتاد است
 گر همه خرتوان شدن غم نیست
 اینقدر نیز یک طویل خریست

اشارات

حیرت اوراق رنگ و بوری
 از غبار نظر و میدان خط
 مژه گر قلم کشد پاکند

چیت این باغ و درگاه رمی
 داغهای دلش سواد نقط
 این ورقها که دام اورا کند

از نفوس شیکه لوح اوست هوا
 شبهم این نکته میکند تکرار
 آتش است اینک رنگ میخونی
 هر که از خاک سر کشید اینجا
 ابرمالان که ای تاشا نئی
 شر آب ویده است اینجا
 صبح جوشان که ای نظاره کنان
 سادگی آبکیسته دارد
 انفعالی است در کمین نهال
 این چمن رنگت کی برون زدوست
 احترار است دست بگماه شفق
 از مزاج فسرده بیرون آر
 میخروشند ز سر و تاشمشاد
 مار ایم و ز خود گدشتن نیست
 جوش گلپای آب و رنگ منو
 باید اینجا نظر تبرگان و دخت
 غنچه مار فشار سینه تنگ
 لاله با عرض تیره رختی چند
 سنباستان ناب واده بهم
 موی ماقم کشان رعنا نیست
 نتوان صحن گلستان نمید
 لاله زارت بچشم کرده غلو
 چیست آن بنو نشاط فروش

نیست روشن مگر سوا و فن
 کای هوس چشم ازین چمن بردا
 عبرت است اینک جلوه میدانی
 با عرق باید شش چکید اینجا
 دست ازین رنگ و بونیا لانی
 خونی از دل چکید است اینجا
 این چمن زار آئینه عسوان
 عکس از چاک سینه دارد
 که گداز آبیار است بیال
 عرق شرم فال خون زده است
 کای نقاب خیال مازده شق
 رنگت چون مال شد بگردون بار
 که درین تنگنای غم بنسیا و
 جز سوی خاک باز گشتن نیست
 زخم چند است نا امید رفو
 بر چنین جلوه چشم نتوان دخت
 زده دست نفس بدامن رنگت
 خفته در خون سیاه بختی چند
 پر چمی چند خاک خورده بهم
 عبرت اینجا دلیل بیانی است
 مرقه صد هزار رنگت شبیه
 سوختگیهای کجیان هستند
 مژه چند خواب در آغوش

<p>لیک تا چشم میسزنی برهم بسکه دشت طپیده است اینجا از گل و سبزه آنچه جلوه ناست نرگستان که عبرتش مانیت کای یقین محسوسان صورت کما چه دهم جز شکست رنگ نشان</p>	<p>چون نگه برده اند سر بدم نفسی آر میده است اینجا پرده بر پرده خواب غفلت است بصد آئینه محو حیرانیت جلوه فیهان شاید اسرار چه نمایم که رو برو است خزان</p>	
حکایت		
<p>شعله جوشی بسیرا بجمنی برده چون اشک سر بچیب گدا کرده شمعی بد امنی روشن داد یک بال و صد هزار طیش بهر نفس صد هزار طوفانمش آتش مایه شکست رنگ اثر گفت ای آشیان طراز فنا چه فسرودن و مید ز اندازت چه تحیر گرفت و امانت عجز طاقت بجاک سود کفی که ازین شعله تاب و پیر بفسون هوس که اخته ام دو شم از اقصای بیتابی شب چو آئینه تاشا بود جوش پروانه داشت بی اہمال من بکلم جنون ادا نیہا</p>	<p>دید پروانه شش روی داد بر باد و نسیم پرواز جای آتش بفرق خاک فکن یک قدم حیرت و هزار روش هر طیش صد جنون چراغانش نیمہ داغ و نیمہ خاکستر یک پرافشا ند از تو با عتقا که طیش میچکد ز پروازت که نگہ ریخت رنگ مرگانت داد خاکستری بر داغ نفی ہمہ داغ و غم ز داغ پیچ میرس نقد فرصت ز دست باختام سوختن ز وصلای بیتابی در نیزنگ امتحان و ابود بشر چشمت از فشاندن بال کردم انداز خود منایھا</p>	

<p>گفتم آب رخی برم ز گداز و اغها گل کنم بان ناموس بهوس شعله عشق سرگیرم رسیدم بفرصت سرکش ما همان بال سوخت پروازم حکم طاقت دگر نبردم پیش آن فضا لے بگردم چید بعد ازین تاز هستیم رمق است نه ز شمع و نه از لکن و اغم آتش مرده است من بجای از پیش زور بر جنون آرام کس چو پروانه دردناک سوخت هر کجا نه غای عشق فناست نقد جنسی که ما و من دارد</p>	<p>خاک گردم بصبر دانا که ز پروانه و اکشم طاوس بال از موج شعله برگیرم تا بال دگر زخم آتش بر همان رشته ختم شد سازم داغ کستم ز خامکاری خویش بال دیگر و بال من گردید پرشانی چکیدن عرق است بعد از سوختن و اغم دامن میسوزم باین کیال شاید آتش ز خوبرون آرام که آتش رسید و پاک سوخت غیر تعجیل هر چه هست خطاست همه کیب رسوختن دارد</p>
اشارات	
<p>چیت فقر و غنا می ملک و جو که کسی در قلم و اظها زین هوا اگر کند جذبه دل زندگی مایه دار گنج بقاست باز تا آن هوای جلوه سبب فقر میجو شد از مزاج غنا هر نفس زین حقیقت بیرنگ لایزال از کینگی آثار</p>	<p>انتقال تخیل مشبو و نیست بر عزل و نصب آن میکند منصب نفس حاصل عالمش زیر دست حکم غناست میگذا ر و قدم برون از لب اینک آئینه بقا و فنا غدر دید است بی ثواب و نکت پرشانت موج این اسرار</p>

	<p>وانهاریشه است وریشه نهال نشنا صد مگر تعین ذات شاهد حال و شیشه در دست است</p>	<p>همه جا از تجدد و امثال آگهی کوکرا انقلاب صفات اینکه هر کس سبا غری مست است</p>	
	اشارات		
	<p>تا سحر چشم بر تیر و دخت به که لختی بخواب آسانی باز کو فرصتی که باز کنم این و او غیر حال و استقبال وضع آرام حال را تعب است میکنند خویش را تصور این که چو او آمد این نمی ماند وحشت اگر و تصور مفهوم</p>	<p>آن یکی شمع مجلسی افروخت ناصری گفتش ای تاشائی گفت گر خود مرده فراز کنم نیست در جلو گاه نقش کمال یا و آینده گر همه طرب است اومی زاد با مزار آئین اینکه خود مغتنم از ان و اند و هم اینست لیک نام معلوم</p>	
	اشارات		
	<p>هر کجا واکشیدی آرام است میکنند تا بسینه پالت آبروی صفای حال مریز تاک تا میشود دماغ کجاست نایل آنقدر ز خود بیشند در قیامت مگر رسند بخوش</p>	<p>زین بیابان که وحشت انجام است لیک گرد و فریب آما لت امل آئینه است کلفت خیز نقد کیفیت فراغ کجاست این طبایع که غفلت اندیند که اگر باز گشتی آمد پیش</p>	
	حکایت		
	<p>هوس آماوه باغ و سبزی داشت به قایم لبند بال گشود تا بجاییکه رنگ طاقت باخت</p>	<p>مرد کی طبع ناشکیبی داشت زاغ سبزی از ان میانه ربود آن جنیس از قهای او میتاخت</p>	

<p>بسکد دودش فرو گرفت دماغ دید که ششش ندارد اینچاره جان شیرین به تلخکامی داد ای ستمکار وضع بیکاری هیچکس را از کلفتت غم نیست خواه ماتم فرو شش خوابی سو رحم بر حال خویش باید کرد تو بوی کز اوج جاہ اسفته گشته باشد درین بهار ستم کاری از دست رفت کار و گر باد واری زور و ظرف منال ثر باغ شوق بسیار است</p>	<p>شد جهانش بدیده یکت پرزاغ از غضب خویش را فکند بچا باغ و ادلاک جمله رفت با سنت بر خود است مختاری گر میری دماغ ماتم نیست هم ترا چاره خود است ضرور مرحسی صرف ریش باید کرد نیست از عقل گر بچاه انقی سیبی از باغ اعتبار تو کم عالمی دیگر اعتبار و گر چینیت گر بیم شکست سفال یعنی اسباب ذوق بسیار است</p>
اشارات	
<p>دخمه است این لباط گرد و غبار هر کس اینجاد دماغ می سوزد</p>	<p>من و تو جمله نقش لوح مزار بر مزاری می چسب راغ می سوزد</p>
اشارات	
<p>بهر رنگ آفاق حرفت و بس حقیقت که آن بومی ما و من است چه مقدار بیابان اظهار شد در انسان نمود اگر دیدنش درینجا معانی چه و کوصور فریبت یکسر نمودار کیست ز باد می باد است عرض پیام</p>	<p>نفس در عبارات صرفت بجا چوبی پرده شد حرف پیراهن است که آخر در انسان نمودار شد به تحقیق خویش است پیچیدنش حباب است از خود بر آورده سر خفا میزند موج اظهار چیست تو همچون نفس بر نفس میخرام</p>

<p>ازین پیش حیب تو هم مدر همان در خفای دوام خودی چو هموار شد طرف و مظهر یح</p>	<p>نفس اصل تست ای ز خود بخبر بهر جا تجسلی پیام خودی فتاد است در رشته و بهم یح</p>	
اشارات		
<p>جهد سرمایۀ نامل چند نشوی مردۀ تن آسانی چشم واکردۀ تعافل نیست مانیہ اصل خویش را دریاب یعنی آن بوکہ سرزد از گل عشق کہ ز اصلا ب رخت در ارجام واطمینان نقد کہ خون گردید ریشہ کرد از رگ و پی اندازش تا بر آفت رنگ اعضا رخت بود یک عمر گرم سیما بی گشت آئینہ خفا اظهار گلشنی مایہ و د عالم رنگ بست بر خویش نام انسانی نہ بہ پیری ز اضطراب اسود گل اگر گشت بال و پر گردید ہمہ آئینہ حقیقت رم کہ بچندین خیال میسبازی صبح ہنکا مہ ہوس شدہ کو ہمارا آفرینی از آواز</p>	<p>ای تر و نسب تو کل چند در تردد سرمای جسمانی زندگی پردہ تو کل نیست بہوای فسر و گی مشاب نفس غنچہ نامل عشق از خود افشا نہ بہت آرام در رحم کففت فرو ن گردید خون ہم از بکہ شد پیش سازش رگ و پی نیز اضطراب انگشت عضو لا از ہجوم بیستابی پس بر افتاد پرچہ اسرا شد نمایان ز پردہ نیرنگ کرد از ما و من گل افشانی فی ز طفلی بہد امن غنچہ غنچہ تا بود قال رم میید پیش صبح و طفلیش شبنم تو ہما بوی غنچہ آوازی این زمان شعلہ نفس شدہ نفس ایجا دی از پر پرواز</p>	

<p>بفسون سازی از خیال هوس منزل و جاده تو در کوچ است کار صاحب نفس فسرودن نیست صبح ناگرومی از نفس دارد نفس یک قلم پرو بال است هیچکاهیت نبوده دام قیود تا دم آخر آنچه در کار است</p>	<p>کس نفس را نکرده دست قفس آرزوی فسرودنت پوچ است که فسرودن بغیر مردن نیست بال افشاندن در قفس دارد ساز آئینه جوش تمثال است بعد ازین نیز هم نخواهد بود پرزو نهایی رنگت اسرار است</p>
اشارات	
<p>انبیا صاحب دعوت بودند عمرها از اثر سعه وفاق تا تو زان شیوه مکرم گشتی گر جنون رسم هدایت میداشت و گر این وضع بقانون می بود غافل چسبده که دور از خروند هر کجایی ادبی عریا نیست طفلی هست در آب و گل شان بسته از طینت او دام نسب چقدر پیرهن شرم در د ناکجا هوشش شود هرزه عنان رنگ سودا که سراپا رنگت است نیست در عالم دانش مرغوب تو ازین قوم چه الفت دیدی میرد و ندین این قوم خراب</p>	<p>صورت و معنی الفت بودند عرضه دادند طریق اخلاق غولیت محو شد آدم گشتی جذب در خلق سرایت میداشت همه کس امت مجنون میبود بهوس معتقد دام و داند به این بخردان دو کانیست کز مجانبین بشکبه دل شان کمر باختن شرم و ادب مانگه جانب عریان نگرند که دود در پی وحشی صفیان صافی آئینه باز آهنگت است صورت وحشت و تالیف قلوب که زیارت که خود فهمیدی شرمت از دیده ازل آداب</p>

تا غبارت نبسد و صافی بشود مانعت کیست ز مرگان پوشی	چشم ازین غیرت بی پرده پوش نیست گر قدرت عریان پوشی
مثنوی	
نیست روشن مگر ز لطف کلام دل محیط جهان نیزنگی است از سخن باد و در نفس دارد آن نفس نیست مطلع سحر است نوشها تابع مقدرت اوست مرحبا چینی از خواص عوام جز بفرین نمیشود مقصود بقبول نظر ندارد بار که موزونیش ز ریخته اند زنگ آئینه است با و چراغ لطف موزونیش ز ریخته رنگ گاه تفریط داشت که افراط تا باستان رسید و در خروش کاین نوا گشت انتخاب نه رنگ آنچه موزون فتاد گوهر بست فیم نیزنگ معنی آسان نیست از عطیات فیض لم یزلی است جلوه گرفت جز بخلوت راز تا دلی خون نکر و رنگ نه بست غرفت آئینه بچنگ خیال	آدمی فطرت و قطره نام هر قدر محو معنی آهنگی است عالمی شوخی نفس دارد لیک موزونی نفس و گراست فیضها در کین حسرت اوست گر بوزنیت دهد و شنام با جابت دعای ناموزون سرو اگر کج دهد درین گلزار خاک بر فرق شمع جیسته اند نفس خلق اگر رسد به مرغ زین سبب که در شتی آهنگ عمر با شور این فروده بساط اعتدالی از ان میان زد و جوش شیشه ساز مار رسید بنگ بهر صدر رنگ موج و قطره شکست هر که موزون نباشد انسان نیست طبع موزون نکبی عملی است حسن این شاید بسراپا ناز بتکلف حنا بچنگ نه بست تا نفسها سوخت سعی کمال

خوشتن ناید از میان بروا شست	تا نقاب از رخسار تو ان بروا شست
مثنوی	
<p>نه همین عقل راست سیرکال واقهان عرض حال می بینند عقل از فکر خیر و شر مست است گرچه نظاره سازش اندازیت عالمی راست با هوا سر و کار خم و یخ محیط استعداد بر گل آفتاب است خفته در رنگی بهر اگر موج کف دهد سامان یخ جاپای سعی در گل نیست از نوا نای اعتبار میرس</p>	<p>جبل هم میزند پری بحال خوابناکان مثال می بینند عقل از طبع خیر مست است مژده بسته تیز پروازیت سنگ هم می پرد بهال شرا کرده صدر رنگ دایم موج ایجاد ساز هر رشته است آهنگی ساحل از گرد میکند طوفان جاده هم بی سراغ منزل نیست رنگ با دیدی از بهار میرس</p>
مثنوی	
<p>ای ز الفت بخبر ما از تو ایم آنکه بانست آن توئی بشیار باش گر معیت حرف را امانیت است شخص واحد چون زبان آرد گفت چون زبان و گوش اسمای دوست و نمودن غیبت را نشا میکند پس درینجا ما سوی حرفت و بس ای غرورت شوخی آینه گفت خوش گر شکفتن تو ام طبیعت فتاد ورد می چار بیت سازد حزن</p>	<p>اگر بدانی ورنه دانی ما تو ایم خواب تا کی اندکی بیدار باش نیت امانیت همان عینیت است هم بگویش خود سخن باید شفقت سمع و نطق خود تا شای دوست گفتگویت این تعاضا میکند قرب و بعدت هم بخود صرفت و بس رنگ عجزت نقشی از زینت خویش نوبهار برگ عیشت کم مبارک ز کس نازی و محمود نیست این</p>

<p>ای شکست چینی از دامن راز غفلت خلوت که در عرض ظهور محرم جیب تامل نیستی</p>	<p>اضطراب جنبش مرغان ناز ظلمت رنگ تغافلها ی نور تا بدانی این قدر با کیستی</p>
مثنوی	
<p>اندیشه غیب ما شهود است در غیب و شهود ما دوی نیست</p>	<p>مرآت خفای ما نمود است حق تابع مائی و تویی نیست</p>
حکایت	
<p>ابلیحی راز طبع چهل فسون خاک و خشتی بدست می آورد مَدِّ عا آنکه میکنم بر پا انهم باز بر زمین میرنجیت مدتی زمین ادای پوچ و خیال بود از آتش محال اندیش آن یکی گفت ای هوس مزدور آنچه سودا است کز تو دودا بخت چه جنونت درید جیب هوس خشت و گل نقش صفحه خاکست سطح اعلی که جز لطافت نیست خاک گرجام پرخ پیا پید چند بردارد از تو ای غافل تا بکی باشد از تو ای مردود گرچه سعی تو کامل افتاد است بکمین بلند — — — همت</p>	<p>جمع گردید ابلیحی بجنون سوی گردون حواله اش میکرد بسچو گردون عمارتی بهوا خاک بر فرق غفلتش می بخت داشت گرد تزدوش پامال سنگسار هوس طرازی خویش سنگت مینای عمت سبار شعور و این چه خونت کز دماغ تو بخت که به خاک می فشانی و بس زمین که ورت دل بهوا پاکست قابل تهمت کثافت نیست نیست ممکن که بر هوا پاید لوح صاف هوا خط باطل و امن آسمان غبار آلود مَدِّ عا سخت باطل افتاد است میکنی جان به پستی و آلت</p>

اگر ایستاد و جہمت و بس
گیرم انداز کار رشت بلند
خاککار نیست این نہ با خبری است
استیازی کہ در چہ اندازی
سرمہ از سواد عبرت گیر
گر گنہ نیست داغ کوتاہی
ای غبارت ندیدہ نور نگاہ
چون نگہ از غبار بردارے
انفتد در غبار جا کردن
عبرت از سعی نیست دور است
شکن این پردہ چشم بالا کن
و ر عروج نگہ اشارتہاست
اہل انداز عقل نپسندید
کامی نصیحتگر اینقدر فحوش
اینکہ اعلیٰ منزہ از ادنی است
ابر ماگز نیاچ خاک است
گر ہوا سنگ بر نی دارد
آخر این خاک و خشت ہم شاید
در مشقت ستمی دارم
قوت طالع گر کند نظرے
پس بدینا خیال بسیار است
خواہ جہل است و خواہ دانائی
عقل ہر چند جز فضایل نیست

از تو بالا تراست سعی کس
لیکث زین پیش و ہم کار بسند
ریش کاوی و پیش کون خریست
انفعالی کہ ہرزہ بردارے
خانہ چشم ہوش کن تعمیر
بر فلک نہ بنای آگاہی
کو ریت جو حشر حضور نگاہ
چون غبار از نگار بردارے
نیست جز مینع چشم واکردن
کہ نگہ زین غبار دور گور است
دست نگاہ نظر قاشا کن
مرہ برداشتن عبارتہاست
ہیچو خریش پیش بانگ دوید
جہل سرمایہ خرد مفروش
سند و عویت بگو کہ کجاست
از چہ سیار اوج افلاک است
انفتد رزالہ از چہ میبارد
ہیچو ابر از ہوا فرو ناید
باتر دود تو تگلے دارم
سعی بیودہ ہم و بد اثری
ہیچو س عالمی گرفتار است
لیقلم پیش خویش بر پائی
جہل ہمہ فانی ز دلایل نیست

لیک زین جاده تا بان منزل آسمان دیگر و زمین دیگر است	دوری حق شناس از باطل عالم شک و گریه یقین و گریه است
اشارات	
عاشقی صیت داغ محرومی لیکلم رنگت لیک باقنی پنجه نامید گیسوئی لب عرضی که مرده گفتارش همه پرواز لیک ریخته پر جهدش انداز مار سائی و بس نامیدی و یخبندان امید ساز موهوم نغمه زار خیال دام خمیازه صید دست هوس جوش خونی که بیج رنگش نیست آه اگر بست هم بدل افشرد قصد کوتاه عاشقی نیست	گل خود روی باغ محسوس سر بر بردی گداختنی پیکر فرشتش ناتوانائی پای شوقیکه رفته رفته رشتش شعله اما تمام خاکستر شورشش آهنگ مار سائی و بس ناتوانی و کوشش جاوید کلمات تصویر آرزوی محال صبح تهمت شکار گرد نفس موج آبی که نم بچکانش نیست اشک اگر بود بی چکیدن مرد وای آنکس که عشقش آئین است
حکایت	
گر بر زار طبع حرص کمین آن یکی گفتش ای پنگت خصل گفت اینجا ضعیف موثانند تا نه بسیند آفت کرکس زین نسق در طمع سدی ظهور لیک تا لکر دزبان کسی	بود ویرانه بساط کمین در چه عالم فشرده چنگال ناتوان کبش عجز کوشانند من درین ورطه شان پناهموس همه را سود خویشتن منظور نیست بر سود خویش دسترسی
اشارات	

گرچه انسان بکشت زار حمد
لیک کندم مثلاً لها دار و
خوشه اش لبته و طبیعت خاک
ریشه اش راز جید فتنه اثر
قل نگشوده شکست احساس
وضع آغوش لیکت ربط شکن
بیضه و خنده کاری قفسش
چشم لیکن زمار ول جوشش
بخیه و سامی چشم و وخته
لب سوزی زهم جدا کردن
از همین پیکر شکسته نقاب
صدره از انقلاب برده سبق
مدچنانش زفسد ق تا بقدم
کندم است آنکه تا بستم کرد
آن بستم بعرض فصل مذاشت
تبع بود آن بستم غفلت
برق تشویش خرمشش گردید
بیضه بال و پر طپس و اگر د
زخم بالید عافیت خون شد
غیر نریگی آنچه است خیال
اول آینه منی پروا خست
آخر این آبشار نشو و نما
غفلت و آسپه میتا کرد

دارد از صد هزار دانه مد
قفس و دام بالها دارد
محل راز کجیا ن دل چاک
نقب کاوشش عروق تا بتر
عقد نیم باز و صد و سوا س
فتنه مرده چون حقیقت زن
محل و سینه چاک جوشش
خالی اما به تنگ آغوشش
لخت شمع فتیل سوخته
فتنه گرم چشم و اگر د
کشی آدمی نشسته در آب
زیر و زیر هم کی پل ذورق
عرض بیکت کوجه اغوش آدم
موج صد تاب و تب ملاطمه کرد
جز دم صبح تیغ وصل مذاشت
که بریدش ز نسبت وحدت
شکن چین و منشش گردید
منزل آشفت جا و پید کرد
دید و مرگان گشت و مجنون شد
داشت این دانه پریشان حال
بعد از آن شکل آدمی پروا خست
خوشه از فسون نفس و هوا
ظلمت و نور آشکارا کرد

بندگی پیشه شد خدا نیها
آن جدائی ز صورتش پیدا
عرض کثرت ز چاک پرده اوست

از چه شد نسبت جدا نیها
وصل گندم بعقل ناید راست
دل وحدت دو نیم کرده اوست

اشارات

گر چه عزلت حصار آفتهاست
خواه در بحر خواه در ساحل
التفاتش همه ستم کوشی
از فنون جنون ترانه او
هر قدر جام انتظار کشید
کرد شبها با انتظار سپید
ز شکست از وصال آن بردوش
نز و آخر از آن لب نوشین
با امید طریق امدادی
که تمنای سرکشی دارم
من کف خاک و او سپهر بلند
مددی که ز وصال آن سرکش
به خسی قانع ز کج گنهی
حکمت آموز نکبت تدبیر
کاین عمل چون دلیل کار کنی
سکون مطلوب آوری بخیال
نقش آغاز چون گرفت انجام
لیک شرطست لازم تدبیر
از زمان کین عمل کنی بنیاد

جای ایمن شدن زمرگ کجاست
نیست مردن ز زندگی فاضل
و عده با یک قلم سراموشی
بود یک عمر صید دانه او
جای صیبا همان خار کشید
ندمیدش بکام صبح سپید
جز به خمیازه حسرت آغوش
بوسه افعال جز بز بین
در دلدل برد پیش اُستادی
چنبه در رهین آتش دارم
نبرد خاک بر سپهر کمند
مشت آبی زخم برین آتش
کر بومسلی سخا اندم گنجی
نقشی ارشاد و گردش تسخیر
خلوتی باید اختیار کنی
خامه رانی بوضع این اشکال
با دو در جام گیر و صید بام
که از آن احتیاط نیست گزیر
شکل بوزینه ات نیاید یاد

اینقدر با ضرورت عمل است
 عاشقی بنیوای یاسن آهنگ
 چه فنون از بغل بر آورد
 گر نیخواندی این فنون قیود
 این زمان هر چه آید بخیال
 این فنون از صنایع عشق است
 گرازمین دام پرده بشکاف
 لب فشار و کلمه ایا باش
 بنی مسکر طبایع اعیان
 خاصه انسان که در طبیعت او
 نه جی ناز دام و دانه خویش
 گر بر آئی همه مسیح آیات
 آفرینش با آنچه در مانده
 هر طرف باز کرده است آغوش
 حرص انصاف دشمن است اینجا
 زده از خون زیر دوستی چند
 بر ضعیفان شکست پیاپی
 عاجزان را و بند غوطه بخون
 سیل دست تصرفی است رسا
 گر بجهار واکنند درش
 خوردی بجوشش مارانی
 که ز آزار ما پشیمان شو
 این در شستان نرم کوب هنر

ورنه در نشئه امر خلل است
 نوحه برداشت کای جنون و تنگ
 که ز بوزینه ام خبر کردی
 شکل بوزینه در جبهان کم بود
 رقص بوزینه دارد استقبال
 اختراع و بدایع عشق است
 پرگشائی کند قفس بافی
 زخم خوان و تبسم انشا باش
 امر معروف کرده است گمان
 حرص دارد بهت در منع نمو
 خطرات گماشت بر دل ریش
 نتوان شد معالج خطرات
 آفریننده خوب میداند
 مثل گربه و خرگوش و موش
 پرورش نام گشتن است اینجا
 قدح ناز خود پرستی چند
 تا کلاه عنبر وری آرایند
 تا شو خلعت بیوس گلگون
 لیکن بر خانبای شست بنا
 بست بر سنگ پیش پای مرش
 ناز از شکست بینائی
 پای مردی حریف سندان شو
 سر حساب اند باد رشت و گر

گر باز دو سنگ دست بهم هر کس از پهلوی درشتی خویش ز می آفت نصیبی و گراست نیست از دست ناتوان خالی بر سر خوان امتحان چین آب را ارچه میسبند فرو گزر سختی الم نمیسبند سختی یکدگر گلو گیر است	مشرک میخورد شکست بهم ز آفت غیر کرده پستی خویش خرمن چینه نذر یکت شر است مور را چاره ز پامال لقمه نرم را است طبعیدن استخوانی ندیده اندرد سنگ را همچو آب میخورد ورنه کی استخوان کم از شیر است
---	---

اشارات

آدمی تا بجز ص پافشرد جذبہ حرص داشت این تاثیر بس جهان صید غارتش گردید آنکه قوتش بجز خون باشد زین مروت گداز حرص آهنگ مال مردم چنان امان یابد	اول از ببر که زاد خوش خورد که ز خون واکشید لذت شیر که بهر چیز دست یافت مکید چون تسلط گرفت چون باشد خون مادر نیافت صرفه رنگ خاصه و قفسه که رایگان یابد
---	--

حکایت

عاشقی بیدلی بسنودده داشت معشوقه ستمگاری بهر حتم نگه نفا فل خینه کمی ابروان جبین لبش آن یکی از محیط بیرون تاخت خورد جانی بلغزشش پایش کما وجبت از سنگی قصاب	قدح آرزو بخون زده خود سری شوخ و عاشق آزاری به تکلم زبان بهسانه گریز بر تبسم گرفتہ راه لبش وحشت رخت بر کنار انداخت بر دستا حاصل بقعر دریایش شد بصحر از دیده بانایاب
---	--

شیرنا گاه طلق اود افشرد	از اجل بد کس اینچنین جان برد
اشارات	
ای شراری گرفته دهن سنگ کیت نگه اگر از سراج برآ سخت سرد گرم است رشته راز زرا اندیشه است غشی دارد کم عیاریت داغ نقصان است بتا تل نفس دل است اینجا	تا کی اندیشه شتاب و زنگ کیت قدم نیز با چسب سراج برآ ناخن جمع کن ز فک گر گداز فکر کن فکر آتشی دارد بوتوات الفت گریبان است راه پیچیده منزل است اینجا
حکایت	
یکی دبد در کنج میخانه که میگشت بیابا گرد سرش ز بس پیکرش جا بجا سوخته ز بر عضو بوسیده عضای شش چو طایوس سمدنگ پرواز داشت بد و گشت ای خرمن اندوز داغ نیای چپ را جانب انجمن ز هر گوشه گل کرده داغ دیگر نظر تا کنی عرض نقل است وی چراغی که سوزد بوی را نفا ز محفل گرافت شراری کف پرفشان پروانه بیستزار که پروانه را کار با جمع میست بهر جا چراغی برافروختند	مزاری و شسمی و پروانه پرافشان ترا زود بال و پرش ز خود هم چسب سراجانی اندوخته سراپاش داغ سراپای شمع ز پروانه بر سوختن ناز داشت برین شعله تا چند سوزی داغ که فرش است سمدنگ شمع لکن ز هر جام تا بان چسب داغ دیگر نفس تا کنی حرف چنگ است وی دبال است بر بال پروانه بخورشید پروانه دارد شرف برون ریخت از پده مثنی شرار مرادی جز اندیشه شمع نیست دو عالم بچشم ترش سوختند

محال است بی طاقت سوختن
بویرانه گرد عا حاصل است

کنز فسق ویرانه از انجمن
اگر اذوق آرایش محض است

حکایت

بدیرمغان دل زلف داد و
ز بس ناتوان و گرفتار بود
از آن آتشین چهره افروختن
در آنجا تبسم بهسار نظر
او اکت قلم مایل بهماش
به چشمش اگر شوخی سر مید
زلفش گرازشانه بیداد
و گر چند فی زود بامانش چنگ
بآن قرب شوق گرفتاریش
پیش جبین سائی دور داشت
شبی کرد آن برق عاشق گذار
مغان گرد آتش قدم میزدند
از آن شمع هم ذوق پروانگی
برقص آمد و برق جواله شد
جگر خسته در سایه اش طوف داشت
حیا گفت ای دروفا مشهم
نظر کرد خود را بر آن سایه دید
سپند می شد و بخودی ساز کرد
بهر سو همان سایه در کار بود
بچشمش نمود اندمین تا بعرض

شکن پرور زلف مغ زاده
سراپاش یک رشته زمار بود
ازین شست غلثاک و اسوختن
در اینجا سحر خیز چاک نظر
نگه جوهر خنجر قلمش
ز او راق دل بستر ناله چید
شد این ناتوان آه و بر باد رفت
شکستن در اعضای این ریخت نک
ادب دور باش هوا داریش
همان نسبت سایه و نور داشت
طواف شرد خانه و پیر ساز
چو پروانه بالی بهسم میزدند
برسم مغان کرد دیوانگی
بر آتش سدا پای او ناله شد
ولی ز انحراف ادب خوف داشت
به بین تا کجا میگذاری قدم
عرقهای خجلت شرر مایه دید
بروجستن از سایه انداز کرد
که بر مرکب شعله پر کار بود
جز آتش بهش جبهت سایه فرش

ز بس انفعال آتشش بر فروخت چنان در غم سایه می تاب شد کسانی که در عاشقی صادق اند	چو خاشاک در شعله افتاد و سوخت که آن شعله بر آتشش آب شد بیاساد بانیقه در عاشق اند
اشارات	
آی برندان خیال زندگے اوج تازی نارسانی جاہ تست عقدہ بخت ہزار شوق چہند از دل سنگین باطنی چہیدہ گر نہ ساز ہمت افسردگیت تا ازین زندان دوری پیدا کنی زندگانی تا برون آید ز تنگ شعلہ شوق مشردن تا بجی گر ہمہ یا قوت بند و سنگ تو معنیت و اماند و لفظ آورد با ماندہ وارستہ امی جہل کیش اندکی زین بستگیہا باز شو چیت پرواز احترام خمت گر باین معراج پروازت مرست	خورد جام غفلت پاپندگی پرفشانی بیضہ دام زاد تست بیش ازین بر خود و زندان بند عشرت سر بستہ اندیشیدہ دست بردل ماندت چون سنگ بست دست و دل بیاید از ہم و اکنی در فشار قبر بہ از چشم تنگ ای شرر در سنگ ماندن تا بجی نیت غیر از عقدہ نامی تنگ تو شد صد بار افسردگیہا کو ہما سنگ ہستی بس کہ چہیدہ می بخویش در قفس چون کشتہ پرواز شو پرفشانیہا می شوق ہمت در گشا دوست و دل بال پرست
اشارات	
ای با سبب سرج ما شہتم عمر موہو مت ز سامان نفس از نفس بر خود پری افشا ندو با چنین بسیاد موہومی خیال	آنچہ آوردی نفس بود از عدم چون حجر گرد پست با وی در قفس رفتہ و کرد و با سبب ماندہ می طہی در آرزو سے جمع مال

هر چه زین بازار سودا کرد و ده
 مایهات آن بود و سودای تو این
 همچو فرصت می رود با د از بخت
 جمع مال آئینه ات بی نور کرد
 زین تلاش آهنگی حشرت سبق
 چند فکر گنج باد آورد صبح
 آنچه با و آرد نسیر زو جز بیاد
 چشم بر تفتیش خود باید گشاد
 بی شماری دخل او نام هوس
 چون نفس برو هم ما و من پیچ
 مایه آگاهی و غفلت توئی
 از نفس در بخت است اجناس جو

خاک از باوی بدست آورد و ده
 بیش ازین دکان رعنائی محبین
 می کند خاک جهان بار سست
 خاک رنگین زندوات در گور کرد
 خاک باد آورد گل کن از عرق
 گل نخواهد شد بشبنم کرد صبح
 تا بجی بر باد باید دل نبسازد
 جبرتی کا ندر چه فکر او فتاد
 بجای لیکن در حشر نفس
 گر نفس غیر از تو نتوان یافت هیچ
 هر چه زینها میخری قیمت توئی
 حیف کز اینا نتوان برد سود

اشارات

صدائیت پیچیده در کائنات
 که امین صدائت ساز کن
 باخا حقیقت بافتا مجاز
 بیان عرضه شوخی جلوتش
 ز بس ریشه دستگاش رست
 سخن کار و انیست بی کیف و کم
 جهان کا نقد عرضه های و هست
 عقول و نفوس از دلش بازبان
 تعقل مقامی نفس پیرهن
 سه حرف از کتاب کمالش ابد

که پدید کرده از شوق طرف جهات
 همان دستگاه ظهور سخن
 به تشبیه عالم به تنزیر راز
 خموشی ادب محفل خلوتش
 ازل تا ابد عرض تد صد است
 روان از عدم هم بسوی عدم
 غبار ره آمد و رفت او ست
 موالید و عنصر زبان تا بیان
 بهاری بطبع هوا موج زان
 ازل را همان ناز سه حرفش سند

تا تل بمعدن نفس در نبات چه دنیا ره لفظ سرکردنش ز اسما اگر جمله اسرار اوست	بجیوان صدا دور انسان لغات چه عقبی معنی نظر کردنش چو در جلوه آید سخن نام اوست
ایضا	
نه هستی ظهور از نظام است از کدام است جان آشنای سخن اُمم را رسول از سخن شد دلیل	عدم نیز ممتا ز نام است از چه مردن ہی کشته جای سخن نیاورد غیر از سخن جببیل
اشارات	
درین بحر پر کسوت ما و تو زهر موج پیدا است شور و گر بوقت خموشی نماید عیان	ز بانهاست چون موج در گفتگو ولی جمله از شور خود بخبر که در کام دریاست چندین زبان
مثنوی	
وصف آنها کی که شاه مطلق اند جاه شان حق تختشان حق باج حق بس که با فقر و فنا جو شیده اند شوکت شان را علم آراستن آجداران جهان بیزوال خاکساری شان کلاه افتن پاسبان قصر دولت بیدری بی تحکف شاه درویشند و بس از خم تسلیم خاتم اندرین	لیقلم موصوف اوصاف حق اند از جهان خاک تهمسراج حق خلعت نیزنگ حق پوشیده اند از سر دنیا ی دوان برخاستن کشور آرایان ملک ذوالجلال نا توانی دستگاه گیر و دار اوج عزت انفعال برتری در سجود دولت خویشند و بس سجده طغرایان پیشانی زلین
مثنوی	
چه سحر است این حسن نیزنگ و بلبل	که بالیده در کسوت گفتگو

<p>اگر برم بسریز آواز اوست بسیزنگی این فتنه سامان کند سخن نو بهار است از گل پیرس بهر جا سخن گل کند گوشش باش</p>	<p>و گر خلوت آئینه راز اوست اگر رنگ گیسو چه طوفان کند همین شور هستی است از گل پیرس بجرت وطن ساز و خاموش باش</p>
اشارات	
<p>درین گنبد شیشه سادو رنگ ز خاصیت نشه افتاق بهر جایی گرد و دشت گریست نگاهی کزین شیشه عمتبار جسئون گرد و دار و بویران بساط خیالے بهم چیده اند چه خواند کس از لوح فانی رقم اگر از تامل گریبان کنم چه رنگ و چه گل عالم عبرتست خفته شوخه انشا شده نفس تا کشته از نظر رفته ایم</p>	<p>نه مثال رویت پیدا از رنگ و ما غیبت شور افکن جفت و طا بهر تو نظر بر گشا پد پری است منی نیست غیر از پری آشکا پری میزند موج در خانه خراب است معموره نامیده اند نقوش سراب از پری نیست کم ز خود سیر تحقیق امکان کنم چه عکس و چه آئینه کم حیرتست پری بال واکرده میسنا شده ز آئینه بکده گرفتہ ایم</p>
اشارات	
<p>تعالی اند چه طوفان بهار است اگر خاکست جو لا نگاه سود است ز رنگ و بو جسونی خفته بکبار گریبان چاک آئینه خاک بهر جو حیرتی واکرده آغوشش در دشت از هجوم رنگ غایت</p>	<p>که چون گلش جبهت گل در کنار است و گر آبست متواج طیشهاست بشور خنده گل گشته بیدار سحر جو شامده از مثال افلاک جهان در جیب مجنون میزند جوش چو گل یکسر جنون تر و غایت</p>

طراوت بسکه شوخی کرد بنیاد
 ز گل جابر چمن شد آنقدر رنگ
 بخو و بچیدی دارد مشوش
 خروشی کز دل بیرون شتاب
 جنون بیدلی برخویش بالید
 نمی از دامن مجنون فشرودند
 کجائی ای ز ساز رنگ غافل
 دو عالم نیست غیر از یک جنون خند
 ز گل تا جیب مرگان آنقدر نیست
 تبسم بسکه میسپارد با فلاک
 ز عطر است آنقدر سر مایه گل
 بوصف آن بهار رنگ و بو خیز
 قلم تا حرف رنگین می نگارد
 بهار را اینجا نشد آئینه پرداز
 تراشیده است حسن گل عذایی
 همه حسن است از حیرت خبر گیر
 بهر جاش بنهی واکرده مرگان
 که مار نیست بر شوخی فروزون
 درین حیرت سر دارد مهتیا
 مستاع حسن یکسر باب عشق است
 اگر طوفی ز قمری سر برارد
 و گر پروانه داغ چیده باشد
 نوا نائی پی منقار لبسل

فلک کشتی بطوفان هوا داد
 که چون بوبر هوا بست آشیان رنگ
 نگاه از رنگ گل چون سوز آتش
 ز گرد رنگ و بودر سر مر خواب
 سویداد دستگاد ابر گردید
 شفقها شعله بر افلاک بردند
 ز چشم بسته مشین دست بردل
 شگفتهاست مرگان بخت چند
 جنون هست اینکه بازار اجرت
 سحر گردیده چین دامن خاک
 که بوی شکست دارد مایه گل
 نفس چون رشته شمع است گلریز
 رقم هوشش پر طافوس دارد
 مگر در کسوت کیفیت ناز
 ز هر کیفیتش آئینه دارد
 نگه مجنون کن دلیل بر گیر
 باین رنگست حیرانی پرافشان
 مگر از آئینه رنگی ندودن
 نگاه از جلوه سامان تماش
 همان آئینه اسباب عشق است
 ز شمع سرودود حلقه دارد
 چراغش پر تو بخشنده باشد
 صدای چیده از تار رنگ گل

نفس در دیده دارد شوخی نرم
 سحر را از هجوم شوق بیاب
 هوا ہم تا بگلشن راه دارد
 زبس شوقت اینجا عیش تمہید
 زسا مان جوشی عیش مرتب
 درین گلشن ہر جا آرزو نیست
 ہمہ گروخت اینجا سر بر آرد
 کشاید رنگ و بو ہم بال بلبل
 پرافتانت شوخی رنگ و بو نیست
 نگاہ از خود تماشا گسرین است
 چمن زادان ہمہ حیران خویش اند
 بعشق قامت خود سہر و آزاد
 زبس رعنائی خود کرده مستش
 با حرام ہوا می دیدن خویش
 نشاید از خیال خود برون جست
 بدام خویش پیچید است سنبل
 حمایل دستہا در گردن خویش
 تا تل کن اگر فہمیدنی ہست
 زجیب غنچہ بوئی دارد آواز
 بفکر غیر کے آہنگ داریم
 بعرض راز تا سوسن نہ جوش
 جہان گوش سخن فہمی ندارد
 بخود پر میزند نکہت کہ بس کن

زبوی گل نگہ در چشم شبنم
 نفس در رنگ شبنم میشود
 شفق در آستین آہ دارد
 چو شمع از خار پا گل می توان چید
 چو گل خمیازہ دارد جام پر لب
 اسیر الفت این رنگ و بو نیست
 ز الفت رشتہ شیرازہ دارد
 بپاک ز رشتہ اش نبود رنگ گل
 مٹنا جز حصول آند و نیست
 مژہ باید گشودن جلوہ این است
 حباب جلوہ طوفان خویش اند
 ندارد از بہار رنگ و بو یاد
 ز خود در گردن یار است دستش
 ز مژگان چشم ز گس یک قدم پیش
 ہجوم حیرت آئینہ در دست
 ہمان درد امن خود خبہ گل
 ز شاخ و برگ ہر گلبن کم و بیش
 کہ با ہر برگ دست و دامن ہست
 کہ ای غفلت نوایان جنون ساز
 بعد آغوش خود را تنگ داریم
 زبان در سہرہ میغلطد کہ خاموش
 مبادا گفتگو درد سر آرد
 خرد دیوانہ ضبط نفس کن

بخون خود همان وامیطد رنگ
 بقبضه خود سحر واکرده آغوش
 اگر از آب موجی پیش رفته است
 غرض هر گل جنون آهنگ خویش است
 درین فصل نشاء مستی آهنگ
 دلی داری تو هم بک غنچه خون کن
 برنگ گل ز عسریانی قباگیر
 چه لازم با حسره و هجرانه بودن
 چه گل باید شد از جام هو است
 بفکر خاندان پرداختن چند
 چه بوی گل پرداز حسنون آئی
 اگر گیرد درین باغ جنون جوش
 طرب دارد درین نیرنگ منزل
 نشاط امروز در ره جنون است
 برهیز از کشاکش نای تدبیر
 بفرق ابر چستر از دود سودا
 می جام گل آشوب و ماغ است
 کنون اندیشه فرزانگی چیست
 بهر رنگ از بهار زندگانی
 پی هر سازی آهنگ مشاب
 نه از ناله زنجیر آگاه
 کجا آهنگ کو سازی حسنون
 زنجیر است اینجانی حسنون

که شوق برق تاز است و جهان رنگ
 هوا هم در پی خود رفته از هوش
 بطوفان خرام خویش رفته است
 دل هر لاله داغ رنگ خویش است
 که میخوشد جنون در کسوت رنگ
 بحیب خویش طوفان حسنون کن
 ز جیبی پاره دامان هوا گیر
 دور روی میستوان دیوانه بودن
 ولی چون غنچه باید داد آردست
 متلع و هم وطن ناباختن چند
 بخود تا واریسی از خود برون آئی
 بهار از چشم شبنم خانه بردوش
 چه شبنم بر نگاه گرم محمل
 خرد از جرگه عشرت برون است
 مبادا بگسلانی ربط زنجیر
 هوا از بوی گل زنجیر در پاست
 متاع روی دست لاله داغ است
 کلی رنگین تر از دیوانگی چیست
 جنونی دسته کن گر میتوانی
 نوای بلبل زنجیر در باب
 که بر آهنگ ساز خود کتک آه
 بزنجیر پر افشان است آواز
 خیال از و هم میخواند فسونی

<p>نفس زنجیر و ما آواز زنجیر رم زنجیر ما از ناله بیش است تو خواهی زندگی خواهی گیسر ز زنجیر صدای دام کردند تعلق جز فسون و هم وطن نیست چه فرصت فکر و نام تعلق تعلق محتر طوفان خروشی است جهان زین ساز دارد دایه شور</p>	<p>تجیر نغمه ایم از ساز زنجیر سپند از شعله آواز بیش است صدائی مجوز جیسر هوا گیر خیالے را تعلق نام بروند جنون فرصت این ما و من نیست چه ما و من همین دام تعلق زنجیر اینقدر غوغا فروشی است الهی خانه زنجیر معسور</p>
مناجات	
<p>ای زبان بخش مغفرت طلبی دل کجا تا نفس فروشد کس هم تو بخشی دلی که ساز است این هم تو و دل طیش کنه عجز درد بخشی که مرهم اندیشیم نه سر شکیت در میان و نه درد ما عدم مایگان خیالاتیم غیر در بارگاه عدل خطاست طبع عاقل بوی هم غیر آمیخت جیل ما غیر ازین اثر چه کند قطره از بحر مانگشته جدا سایه را خود نبود چایه سیاه خویش اگر نه بر کرم سپریم گر گردون رویم در ره تست</p>	<p>حیرت ایجا و آه نیم شبی ساز کو تا ز ناله جوشد کس بینوائی که وضع ناز است این تا بنا لیم در خور نسریاد اشک آری که در غمش مانیم کار و انبهای فصل دار گرد گرد همنگامه محالایم دور گردیم ظلم ما بر ما است فهم ما خاک بر سر ما ریخت از تو غافل شدن دگر چه کند اضطرابش سوخت سر بهوا دوری محسوس کرد ما در سیاه این نثار فیرده بر که بریم و ر بدل رو کنیم در گشت</p>

<p>جزا جابت بوهم ناید ر است نه رهی نه دری دگر داریم یکی از خاک تاخت سوی فلک گر ازین سو گر خستم آن سو تا چراغ در تور روشن نیست پیش ازین کافت دوئی بنیم نظری کن عطا از عالم نور ورز کوری فتاده ایم بچاه گر بطبع کرم نباشد بار</p>	<p>هم تو بنمادی دگر بجا است در تو ایم و بتو نظر داریم یکی از فلک برده ره بکلت سو گر یزد کجا دود سوئی تو ما و من هیچکس معین نیست سر نه بخش تا توئی بسیم که جهانست چاه و ماهمه کور هم بفضلت شکسته ایم نگاه رنج افعال ما ز ما بردار</p>
<p>تمام شد اشارات و حکایات متعلقات مکتب میرزا عبدالقادر المتخلص به بیدل رحمه الله</p>	
<p>به تصحیح تمام بسته و کرمه مهر</p>	



بسم اللہ الرحمن الرحیم

گر دون در خاک اگر نشاند ما را	مشکل که ز وحشت برماند ما را
ما شوخی مصرع روان نفسم	میرد آن کس که سکتہ خواند ما را

رباعیت

فسریاد که جہل بود ہمیدن ما	کور بیاداشت شوخی دیدن ما
منظر گشتن اگر دورنگی اینجخت	ز نگار شد آئینہ تراشیدن ما

رباعیت

امروز کلید نو بہار است جیا	صد قطعہ موج گل بہار است جیا
از رنگ وفا یوی تجلی در یاب	یعنی کہ دعای وصل بہار است جیا

رباعیت

گر عافیت است در شکست است اینجا	از ساغر اعمال تو مست است اینجا
دست گیر کسی کہ گیری دستش	مزد ہمہ کس دست بدست است اینجا

رباعیت

حرف اینجا بودی شنیدم آنجا	آنکس نہ بر پیش می نمودم آنجا
ہمچو گردون سیر زمین بیرونیت	جانی نہ رسیدم کہ نہورم آنجا

رباعیت

واماند دل و سنگ نشان کرد مرا	کرد و نبال کاروان کرد مرا
ہمدوش رفیقان بگدشتیم ز خویش	بار نفسی چہ شد گران کرد مرا

رباعیت		
پیری بستر رسید و بگذشت شباب	از موی سفید مرگ و اگر و نقاب	
دعوی تا کی زبان عجز است تمیز	ای سگت مہتاب است تا صبح محراب	
رباعیت		
آسانی وضع مشکلی را در یاب	در خون نہ طپیدہ بسملی را در یاب	
ای محو تا شا کدہ عز و عنہ در	دل بسیار است بیدل را در یاب	
رباعیت		
گماهی غم آب و دانه بیاید گفت	گاه از عیش و ترانہ بیاید گفت	
تا مرگ ہمین نجف و گو باید ساخت	تا خواب برو فسانہ بیاید گفت	
رباعیت		
یکسر رنگیم تا حواس آئینہ است	اینجا ہمہ دم و ہم وقیاس آئینہ است	
پیدائی ما بعد فنا خواہی دید	چون شخص برآید ز لباس آئینہ است	
رباعیت		
آن معنی شوق کز روان بیرون است	بی ساختہ خاص نشو محزون است	
فی لفظ فسانہ استعارات بقا	این مصرع حیرت چقدر موزون است	
رباعیت		
ہر ہر وہستی پی چند گماشت	بار دل خود در بن بیابان بگذاشت	
بیدل تو بجا کتا امید مانی	ای نقش قدم ترا کہ خواہد برداشت	
رباعیت		
ای صورت ایتہ و ہراس وقت	کاری کن و گمزد قباس وقت	
در پرودہ خاک عمر را خواہی نمود	دستی کہ منودی بلباس وقت	
رباعیت		
تا زندگیت عیش ارم اندیش است	تا بال بود طیش بجای خویش است	

بی قطع نفس منزل آسایش کو	تارہ باقیست فرستنی در پیش است
رباعیت	
امشب که بمحفل ظہور ت گزیدیت	میر خود کن کرت و سر و غ نظریت
ہر عضو تو عالم خیالی دارد	سر تا قدم شمع گریبان و سریت
رباعیت	
با صفحہ ما گرد حسنون ریختہ است	بہر نقش کہ از پرده برون ریختہ است
حیران نظر عرصہ بسملکہ کیست	آئینہ ہزار رنگت خون ریختہ است
رباعیت	
عالم ہمہ یک جلوہ ذات احد است	این خانہ ہیولانہ صورت جد است
کثرت آثار چشم واکردن ماست	این صفر چو محو شد همان یک عدد است
رباعیت	
حق با ما چون و چرا نزدیک است	کو ہم صحبت چہ آشنا نزدیک است
چون پرتو خورشید کہ بر خاک افتاد	دوریم از و بس کہ با نزدیک است
رباعیت	
بیدل چہ در شعور غفلت تیر است	دورم ز کسی کہ دایم در نظر است
چون گردول از خیال پردا ختم	آئینہ بعین وصل مثال گراست
رباعیت	
ای سرخوش نشہ تر دوجاست	مشکل کہ توان رفع نمود ابراست
آخر تو ہمائی کہ دم طفلی ہم	بی جنبش گہوارہ نبود آراست
رباعیت	
سرتاسر این بزم بہار نگہی است	از دل تا دیدہ حقیر از نگہی است
چون شمع اگر ذوق قاشایت بود	در رنگ پریدہ ہم غبار نگہی است
رباعیت	

نقد طرب طبع کیش بس است	خورشید ستاع غائذ خویش بس است
دل روشن که رشک اسباب ترا	احساس بوس بر که کم و پیش بس است
رباعیت	
این باغ که گلها می خیالش خود روست	یار ب چه بلا عالم اندوه نموست
چون غنچه زبس هجوم فکر است اینجا	صد پیشانی شکسته را یک زانو است
رباعیت	
این حیرت محض و چیز و نا چیز ازوست	جهل و غفلت شعور و تمیز ازوست
ز حتمت که خیال نتوان بودن	از مهر که بقا بود فنا نیست ازوست
رباعیت	
اندیشه بخل را یقین میجو ریست	با خلق و حسد ز فیض معنی دور ریست
بر خویش ستم روا مدار ای غافل	چشمی و اکمن که تنگ چشمی کور ریست
رباعیت	
زاهد گفتی کسب سجود می ایست	شیخ ایستد برف که نمودی ایست
و یواند ما بر عزم این بخیران	عریان گردید و گفت بودی ایست
رباعیت	
ای آنکه ترا تفتخس حال پری است	غافل شوا از جهان که تمثال پری است
گر و عدم است موج دریای وجود	این شیشه زنت یک قدم بال پری است
رباعیت	
هر چند این دشت جای سامانی نیست	در صیدم ادگره امکانی نیست
از دیده انتظار غافل نشوی	خمیازه ام منی چراغانی نیست
رباعیت	
هر نور که ماه بر ورق داشته است	سامان شارت بطبق داشته است
از چرخ چکیده تابای تو رسید	این جبهه چه مقدار عرق داشته است

رباعیت

ہر چند خود بصنعت خود مرد است / در محفل عشق آتش کارش سرد است
نقاشش بر زور گلک خود مینازد / گرد اسن او کشد زدستم مرد است

رباعیت

یک عمر غبار شوق طوفانها ریخت / سوداات ز سر شور بیا با نھا ریخت
آخر ز دل شکستہ خفتیم سنجاک / این آئینہ ابروی جولا نھا ریخت

رباعیت

جز ضبط نفس سنبل باغ مانیت / جز حیرت ازین چین گلی پیدا نیست
آئینہ ناز عرض جوهری است / این گوشہ انتظار نقش مانیت

رباعیت

گر بینہ نظر کنی قباد و لقا است / در کوہ شکافی زرد سیم و دلق است
حق محسوس است لیک بی مدہم تیر / ہر گاہ تعلقش نمودی خلق است

رباعیت

ہر چند بداع سوز دل محبوب است / در اشک ہمان گداز دل محسوس است
در آبد شگستہ ام دل می سوخت / این شمع جنون را چہ قدر فانوس است

رباعیت

ہر کس گامی براہ حیرت برداشت / چون آئینہ در نقش قدم بستر داشت
عمریت ز سینگیر چو موج گہریم / بنگر کہ صفای دل عجب لنگر داشت

رباعیت

انار ظہور یک قدم بی اثری است / مغرور نفس مشواقا مت سفری است
زین میکہ ڈیاوسن حجلت طرف حباب / تا حوصلہ جمع میکنی شیشہ پری است

رباعیت

ای معنی تو منندہ ابرہ صورت / دی گشتہ ز صورت مصور صورت

غیر از تو محال است محال است و محال	معنی در معنی و صورت اندر صورت
رباعیت	
عالم قدر ساده لوحی سندانست	نادان بودن با برد با بلد است
از عرض بند و قار ما جفت نیافت	این آینه از انجم جوهر سندانست
رباعیت	
شب که دل از فرصت فرصت گذشت	مظلوم ز کوشش جهان حوصله داشت
ما چشم بهم زدیم اشکی گل کرد	اینجا مره سودن چه قدر آبله داشت
رباعیت	
هر چند گس غبار و امن گسارت	بالفت دل و مپو است نرسارت
از ادبی مارنگ نفسی نگرانت	تصور ز مال مال تصور راست
رباعیت	
اگر طبع نه از اهل ادب دم میداشت	میدان بختین که سر کشی هم میداشت
از سجده هیچ کس نمی کرد را با	از شایسته آن صحبت آلود میداشت
رباعیت	
در دمی بختیدم که دوامی تو داشت	آی کشیدم که بواسیه بود داشت
اشکی نشاندم که براسیه تو بزد	از نکی کشیدم که براسیه تو داشت
رباعیت	
صبح پیری سمع اجل اشاعتی است	ایجا بود بر لب جلال داشت
مولشت سفید و فکر جمعیت چنم	بر او شش شکوفه بود داشت
رباعیت	
بیدل دل مارا بوس پیشه پس است	دیده از اسرار داشت
خواهی بازل بساز خواهی با بد	این آینه امیده را بر داشت
رباعیت	

بیدل بہ نفس ہنوز چش باقی است	دورنگت ہوس کین گردش باقیست
یاران ہمہ رخت خود بہ نزل برودند	مارا قدمی چند بغیرش باقی است
رباعیت	
بودیم نہ بادین دند دنیا محتاج	لی با امروز دنی بہ نفسہ و محتاج
موج گرمی ز بحیرہ مطلق جو شید	چند انگہ بخوش کرد مارا محتاج
رباعیت	
زان پیش کہ با خیال پویدد صبح	داکن ترہ کہ باری بندد صبح
اغوش نفس و دواع فرصت دارد	یاران معزور آن کہ می خندد صبح
رباعیت	
ای کردہ ز افرون ہستی گستاخ	ناکی ز ہوس پریت شاخ شاخ
در پای نواز گرد نفس زنجیریت	سیرت باید ز جرات کام سراج
رباعیت	
انقوم کہ ترغیب سخا را شقتند	بکسر کھر دشرم و جبار اطمینانند
از رشتہ ابر و موج دریا پیداست	کاین نفص طبعان طلسم عرفند
رباعیت	
جمعی کہ درین بزم عسقل چہ بند	در غنچہ نقاب بر گلستان فلکند
ضبط نفسی کرد شمعیت روشن	تا در بایالی کہ خامشان ابخمنند
رباعیت	
منم از بذل پای دہو بیے دارد	شیخ از ارشاد گفتگو بیے دارد
بالی کز ان گلبن این باغچہ ہم	از اجزای طلب کہ ہوس بیے دارد
رباعیت	
ایستند خلق طرفہ جو ہر دارد	صورت دگر است و عرض صورت دارد
گویند کہ ادحق است و ما باطل محض	از باطلی حرف حق کہ باور دارد

نار و نکی شفا یابی کاین تو م	چون نغمه ناگوار کسر مرض اند
رباعیت	
کو علم و چه فن خون من ریخته اند	جمعیت دل بدون من ریخته اند
چون شمع ز رنگ حال عبرت گیرند	این پر تو نیست خون من ریخته اند
رباعیت	
ایجا یکنائی که هوس پروردند	باحث بر دست خود دنیا فردند
ماهر غولی بر در شوشه نرید	ریش آده در میان ایشان مرد
رباعیت	
حلقی پی پرواز هوس میگردد	مناب کتان و شعله خن میگردد
ما اینست سیرتان خموشی قسیم	صیا و صفای دل نفس میگردد
آگاه دلالی که فراموش خودند	عاجز نفس متعلق بوش خودند
این درد که میکشند ز بار هستی	کسر چو جاب آبله و دوش خودند
رباعیت	
آخر فلک نکت بل خوابد کرد	رفق هوس نوبی د بل خوابد کرد
بازیچه هستت کمینگاه قیامت	از قامت پیری کچه کل خوابد کرد
رباعیت	
توسیق اگر در اهل عالم میبود	غیر از وضع صلاح مالم میبود
ایجا نقوی گرا اعتباری میداشت	بعد از مضمان عبید محمد میبود
رباعیت	
بچندی دانش و در کشتم	بچندی زینت و زور کشتم
چون واقف یحسان کشتم	نکشتم زک همه کردم و قلند کشتم
رباعیت	
اینه بیزم دلکشای تورد	هم شانه زراف مشکا تورد

رباعیت

راہدان سوی فطرت مروا سندن	در معبد فروستی فروا سندن
یکره جز از کاغذ آتش زده گیر	ما سوخته کان چه سبھ میگردد آسندن

رباعیت

بیدل فرصت کفیل تدبیر نشد	بشکست دل قابل تعمیر نشد
بر جاوہ عمس کس اقامت نمود	این رشته رکوبتی گره گیر نشد

رباعیت

روزیکہ قصای خاکینان جست سجود	از آئینہ نمود مارت سجود
چون سایہ بخویش تا کمانی دارم	از جہنہ ماینسوان شست سجود

رباعیت

ما در کف بستی عنایم دادند	از کشمکش جہان امانم دادند
چون ستم نشان عافیت بچشم	زیر قدم خویش شامم دادند

رباعیت

افسادن طشت ما ز بام خورشید	وز ذرہ شکنہ است جام خورشید
یعنی بساط عمر مازی داریم	بر سایہ نوشتہ ایم نام خورشید

رباعیت

انسانی زمان بسکہ نفاق انگشت	در پرده صلح دستگاہ جنگست
چون ترکان شبان تفرقه بہتر کاین قوم	ہر جانہ بہم آمدند چشم تنگست

رباعیت

دانا ہر جا بسی اسان کوشد	بر آدم مار گاہ چون نمروشد
گر خود نمکنی توقع آن را بشناس	از انسان کہ گشادہ است حیثیت پوشد

رباعیت

زین درد سری کہ چندین الغرض اند	بگریز کہ جو ہر جنون الغرض اند
--------------------------------	-------------------------------

ما خاک شویم و سر مرده منظور افتد و غیم ز شکست
دلخون شود و خواب پای تو رسد سبحان الله

رباعیت

آنها که چنان روی بکشتا کردند
از واسطه دوی شب را کردند
دیدند که جلوه پر تغافل گه است
آینه شکستند و نمائش کردند

رباعیت

در مزرع و هر هر که جابین دارد
از دور و گرسنگی قعابین دارد
اظهار بقیم چه چنان است اینجا
پیدا است که کند ملب نامی دارد

رباعیت

گر طلق نه با عجز سر و میماند
رجش اسباب بر فلک میرانند
بستند ز حرص و بخلها بار هوس
دیدند که پای در کل است افشانند

رباعیت

آب خاک خرامی نور سانی میکرد
جبر است اند از جبهه سانی میکرد
زان بوسه که نظاره نهان است باد
مژگان ورق بود حیسانی میکرد

رباعیت

افسوس که نفس به عابست نشد
شیراز آرزوی ما بست نشد
خونها خوردیم ما بدست آوردیم
مضمون دلی که هیچ جا بست نشد

رباعیت

امروز نسیم یار من سیم آید
بوی گل انظار من سیم آید
وقت است کران جلوه برنگی سیم
ایستاده نو بهار من سیم آید

رباعیت

ما خواهرشن با تاسا بی نرسد
خلق عاجز بر مذعاب نرسد
شیطان در کیش محسوسان تقدیر
جدیت که علم آن بجائی نرسد

رباعیت

بر سایه خاری که درین بامون بود	لیلی کده مقصور مجنون بود
تعظیم راز ابل و دل سہل گیر	این خاک دور و ز پیش ازین گرد و خاک

رباعیت

جمعی که بگیرد در مازان باشند مغرورند	فوجی که کنند جہیزان باشند مامورند
و انفرقه که باد جو و اسباب غم در سازند	یعنی چون بنجا کیکسان باشند مغرورند

رباعیت

طفلی که بساط بازی می رست و این فضا	و نگاہ جوانیکہ و دد آتش بدست گل کرد و نوا
الکون پری شرفشالی دارد دیگر چه علاج	زین نخبہ ہم آخوردنی چند بجاست باید گردا

رباعیت

پری گل کرد مانی مانی دارد	در عرصہ گہ فنا نوا بیٹے دارد
یعنی کہ بر نکت دیدہ شہر بانی	چون صبح و بد دست دعا می دارد

رباعیت

بہار رفت و گل افشانی و مانع ماند	شراب در قح و نور در چراغ ماند
معاشران سبک و ازین چمن رفتند	بعیر آب روان یکت گلی بی باغ ماند

رباعیت

ای شعلہ تو حریر پوشش کاغذ	سوز رفت و دود فروشش کاغذ
این نیر و لان بی حقیقت یکسر	مردند ز نور دل نہ مردند جنبہ

رباعیت

در زیر کفن چه دیدہ شہر بانی	کردند نظارہ و رتہ خاکستر
رفتم سحری بجار گاہ تصویر	تا گرم چه سود است کلاہ تصویر

رباعیت

دیدم گلہا کہ در ریاض عالم	بی رنگی نقاش و گاہ تصویر
رباعیت	

بیدل تاکی ز جہل دیرین لنگر	کشتی طوفان اسیر و سنگین لنگر
شد عمر و ہنوز پر نشان ہو سے	رقص بسمل کہ دید با این لنگر
رباعیت	
ی عجیبہ انسانی و غوسے بکدار	اندیشہ دوری و بقولی بکدار
در خانہ وہم مہما بنے دوسہ روز	خود را چیزی بدان فغوسے بکدار
رباعیت	
خون کرد و بسا غر نامل می ریز	چون غنچہ ہمان بحیب خود گل می ریز
دور از مرہم تا کجاردی بی اثر است	ای اشک بدامان تغافل می ریز
رباعیت	
ہر چند غبار نا تو انم چو نفس	سرایہ عیش این دائم چو نفس
بار بد و نیک رحمت دوش مست	مزدورست کش جہا انم چو نفس
رباعیت	
در عالم تحقیق چو عفا چہ مگس	پرواز ببال گفتگو دار و دوس
بشار کہ چون صبح ہر ذات کسی	بر اوج سپہر ز زبان جز بہ نفس
رباعیت	
عقائد بی برگی اندیش مباحش	ای مغر خرد عبا رسویش مباحش
گر کیہر موات آدمیت باقیست	چون خرس نہ تا بقدم ریش مباحش
رباعیت	
ای محرم موج طیش آموختنش	غیر از کف موج حبیت آموختنش
غافل شوا ز نامل ما وضع صدف	چیزی دار و لب از سخن دختنش
رباعیت	
سنی کہ رخاک گفتہ اندانانش	در چرخ گذشت و شد غور نشانش
در عظیم فلک چہا سے انگشت	آدم کرد و است اینقدر شیطانش

رباعیت

ویدار گلی نیست که چیدن رسدش	نی صورت صبحی که دمیدن رسدش
ایمان باید بغیب آردا خلاص	چیزی نشینده که دیدن رسدش

رباعیت

ای رفته غبار و همت از دل میرقص	که در خلوت گهی به محفل میرقص
یعنی چون شمع اگر ز خود بحسب ری	اتش در فرق و پای در کل میرقص

رباعیت

افراط حقیقت است و اعیان تقریط	ابخله مرکب این همه فیض بسیط
کم ظرفی ما وصل از مانع نیست	که قطره بود همه محیط است محیط

رباعیت

گردست رسی است زرمه اید در ریغ	از بی لثران نمره اید در ریغ
مانمت خست نکشد همت با	اخلاق نیکد که اید در ریغ

رباعیت

غیر از حبس چو پیش تو ان برد در عرق	چون اشک سعی با قدم افشرد در عرق
با این هجوم عجز بهر جا قدم زدیم	خجلت بساط ابله کسزد در عرق

رباعیت

خلق است درین جون سرای نرنگ	زندانی احسنه اع چندین نرنگ
من بنده آنکه در ادبگاه ثبات	جو عیش محزون سازد و میری ننگ

رباعیت

غافل شوای فطرت تحقیق آهنگ	از استعداد کارگاه نرنگ
در آئینه و تیغ و نردون دارد	ابی که بیاب میباید نرنگ

رباعیت

بودم گردی سوده یاس مال	پرواز بباد رفته در بخت مال
------------------------	----------------------------

چون عکس نمود و اشتم لیکت بویم | چون صبح نفس مبدوم آماجیال

رباعیت

دی خفت که نافه در کجافت بکل | کروم چه فغان از چه بید منزل
داد از که ز خود چهر از سعی باطل | کافاد چه باز از که ز سر بر که بدل

رباعیت

دی سر خط شوق بود در بزم وصال | چپنی زان ابرو میه نوشتال
گرم است امروز در جسم زانو بهم | هنگامه نقش بند می طاق حینال

رباعیت

ما شیفه مجبوسه دوز و جیم | که داغ حنیض و گاه محو و جیم
لی وصل فن از ورق ماطو فایست | مانو و کشیم اسیر و جیم

رباعیت

بیدل نفس سوخته اندوخته ام | داغ کمنه بنار سبک سوخته ام
ران شمع که دوش سوخت در محفل علم | امشب کف خاکستری افروخته ام

رباعیت

این سسکه لان خاک سباب چشم | یکت اشک مزید شرم احباب چشم
مخوند بدوق حسرت آرایش | چون آینه نان در بغل و آب چشم

رباعیت

بر تاز بقا تا نظره انداخته ایم | از کرد امید خانه پرداخته ایم
این است مگر حقیقت سعی نفس | چندین قدم آن سوی عدم تاخته ایم

رباعیت

جز حق سویی هر که حاجت بست احرام | پیش ابدت این چار غم یاس انجام
سنت کم همی دشتویش سوال | رسوایی حسیباج و نویدی کام

رباعیت

ایچیم در هستی بوسی ریختیم دل ما چه قدر به ضبط ما برد از د	از بی پروا بالی فنی ریختیم در آینه زنگ فنی ریختیم
رباعیت	
زین بکاری میگذازد جگر م جنگریه چه ممکن است کار دگر م	شرمند اعتبار هر شک و نرم آن هم وقتی که بر خود افتد نظم
رباعیت	
بیدل جدی که عمل به گفتن هر چند که نقد یر بد و نیک از اوست	مطلق کشد نیک مقید گفتن کاری نمایی که باید از خود گفتن
رباعیت	
ای و هم پرست عربت و فکر وطن چون مغرور استخوان بر دهن این	نی آمدت در میان فی رستن یک چیز شمر خانه و تابوت و کفن
رباعیت	
در صومعه باید تواضع بودن یعنی نقص حقیقت یک رنگی است	در مصطفی سرخوش بخرج بودن در عالم صنع بی نقص بودن
رباعیت	
مارا که نه علم است نه معلوم شدن مضمون ظهوری بحسب آلاء است	نه خواش منور نه منطوم شدن باید زبان خلق موسوم شدن
رباعیت	
با این همه سازد گیر دار امکان شکل که ز لوح باطنست حک گردد	از پرده بخت است نوای امکان هر چند سخن تراود از دل زبان
رباعیت	
هر چند توان بخرج و انجم گفتن چون بر سر انصاف رومی شواهد است	صدنجه تا خرد وقت دم گفتن یک حرف بقدر فهم مردم گفتن

	رباعیت	
اسرار قدم زدود و صد فاش و نهان عارف کاینجا نقاب تحقیق کشود		نایافت بحیب آدم از خویش نشان طالب امید دیده مطلوب انسان
	رباعیت	
خردم بایں بی کلم گشتن من ماندم در شسته خیال بپشتن		شد محو تا خروقت قدم گشتن آن نیز بربند گره گم گشتن
	رباعیت	
بر بیم نهان کبستی و اصل جهان آن نور سید ز نقطه برزدان		وز غلت و آثار در گد شتم آسان زان نیز گد شتم نه این ماند و نه آن
	رباعیت	
بودیم هوس خرام کوہ ہامون پیش آمد بجود سی مفاسی کا بنجا		ما گاہ خیال حتم او خواند افسون رفتیم شور و بار گشتیم حسون
	رباعیت	
بیدل بجهان غمبار من و تو شاہین زار زوی کہ مانی تحسیم		محل کش دہم است دلیل یک و پو بر میگرد و بہ جنبش یک سر مو
	رباعیت	
کل کہ ہمہ گوش شد شنید نہا کو کسی دگر و جو ہر ذابے دگر است		با اینہ چیم گشت دید نہا کو گر ابلہ پا یافت دوید نہا کو
	رباعیت	
بیدل سخن از جهان مطلق بشنو حرفی اگر از تو گل کند از حق دان		از قید بر آ بیان مطلق بشنو تحسینش ہم از زبان مطلق بشنو
	رباعیت	
بر چیز کہ دل بجزرت آویزد ازو مشکل کہ غبار بینہ بر خیزد ازو		

در هر خاکی که پافشر و است امید	اگر خود دم از دها است بگرز و از د
رباعیت	
چو سربست میر و پایم قدمی نزد بهوایتو	که هزار آبله در عرق بکد اضمخه خیایتو
نه بدل عجز رسا رسم نه بر مزایند و اتم	بکار رسم که بکار رسم من بیدل از همه طایتو
رباعیت	
گر عین و گرفتار باس دریافته	در انجمن هو اس دریافته
در دامن جسم پاک تحقیق برده	حق را بهین لباس دریافته
رباعیت	
از دامگاه انجمن و به جسم بسته	بیرون کانیات چه عفا نشسته
دامن بگرد و کلفت امکان فاشانده	طرف کله ز رنگ دو عالم شکسته
رباعیت	
گردند بدیر و حرمت دیوانه	کز هم ناستی افتد در بیکانه
یعنی که چو سربست کوبی صد سال	در خانه کسی نیست بغیر از خانه
رباعیت	
چرا خود را اسیر غم ز فکر مشو کم دار	که نگذار در زامحتاج ایزد تا که دم دار
شوبه بدست و پا از مفلسی و بیکسی مرگز	مگر نشبده بیدل خدا واری چه غم دار
رباعیت	
بیدل بر خلق کسیر شان تنهایی	تا بیرون شدن کمان تنهایی
خاصیت این معرکه عاجز گشتی است	ای بخازنهار ناتوان تنهایی
رباعیت	
زین مرحله باید بتا مل گذر بے	بر خار قدم نهدی چو از گل گذری
هر چند پیش پاست یک قطره آب	چون آبله جمد کن بر پل گذری
رباعیت	

ای آنکہ ز حرف و صوت طوفان مہمی	کی مصطلح جہان عرفان مہمی
و جا طفا بت از ناجا ہل	تا نام کشاد و بست مژگان مہمی
رباعیت	
جسم آن بود کہ عین جانش مہمی	ہر چند زمین و آسمانش مہمی
در باب کہ آن حقیقت بناسیے	چہری بناید کہ نہ اش مہمی
رباعیت	
صد نالہ بخون کشد الم پروردی	تا بر سر اصفاف رود بی دردی
چناچہ قدر غرضہ زہر رنگ شکست	تا سنگ پردی خود فشا مذ گردی
رباعیت	
گر حرف بفیند گر گمان می شنوی	از عالم بی لطف و بیان می شنوی
خاموش شو و بین کہ بی گفت و شنود	چہری می نیگوئی دمی شنوی
رباعیت	
ای آنکہ بوی ہم این و آن مجبوری	کہ در غم مار و گہ فکری
عربانی پوشیدہ گیت ساختہ	معدور کہ معدور نہ مسفرہ
رباعیت	
تا ہم سبق مزاج طفلان نشوبیے	از اوزمید این وستان ستوی
و اما لے و اسودہ دلی حضم ہم اند	ای محو خرد مباد تا دان شنوی
رباعیت	
اینا کہ فرصت عبا بیفتم	بچند نہ پرافات ہوئی
بر چشم جہا لے بی منع پروانہ	از رنگ شکستہ چیدہ باشہ
رباعیت	
ای حرف کمال چند مہمل با بیے	و ز معاطہ جسم و جان ہمیل با بیے
بر حق پسندہ تمت و ہم دوینے	کوری بآزانت کہ اھول با بیے

رباعیت

ای سرخوش او بام هوا فرسایے	سرمی کہ درین دشت چہ می بجایی
تا چند چو کرد باد خواہے بودن	آئینہ فروش سعی تا پیدایے

رباعیت

ای هیچ چہ لازم ہوسن شاہی	کاہی سلطان دگاہ میرزا باہی
رین یکہ نہ ہستی نثوی نک عدم	امروز ہمان باش کہ فردا باہی

رباعیت

کرازدی فسرده جانی ہیکے	خود را بہمانی و فسلانی ہیکے
کنام فراغت کہ غمقا میسباش	تا بر یاد کسی کراہے نگی

رباعیت

ای بچہ در آرزوی دنیا ہو ہے	خام این کار چون تورفتند بسی
براسب بجل کسی نکرد پیہ سوار	رنگین نشد از جنای زین دست کسی

رباعیت

کر بر بخرید فقر مفسون باشی	ہمدوش بسج سرگردون باشی
شریت نایت کہ از غور زرد و سیم	بر روی زمین نائب قارون باشی

رباعیت

باید ز امید زشت و نیکو کد زہے	بی دسومہ تا بکوچہ او کد زہے
عفتی ہم از آثار خیال دنیا است	از رنگ چنان برا کہ از بو کد زہے

رباعیت

در بزم وصال ب سبب مجوری	ساغر کف ارشائے معنی دوری
خوشید حقیقی است ہر ذرہ خاک	گر چشم تو بینا بود معذور ی

رباعیت

ہر گاہ سراز پردہ بر آرد ہمعے	اضاف حروف و خط شمار دہے
------------------------------	-------------------------

آن جو ہر مطلق عرض ماومن است بشدار کہ خبر لفظ ندارد ہیمنے

رباعیت

ای ضعف ز جسم لا عزم نگذشتی دی مالہ ز چاک جگر م نگذشتی
عمر بست گذار دل بدامن دارم ای کر یہ تو نیز از سرم نگذشتی

رباعیت

ہر گاہ کشد ہر حقیقت علمی ارشتم امکان توان یافت نمی
توحید بہاری و خراہی دارد یعنی ز توحید سلوہ و از ماعد می

رباعیت

ہر چند دماغ سوخت بال افشانی جانی رسید کوشش مرگانی
جون سمع زبکہ سعی باستی داشت شد آبلہ با عرق پیشا پیے

رباعیت

این خلق مسرودہ طبع جولان سازی تعمیر اندیش سعی ویران سازی
درد شکنی چو آسبایند ہمہ سرکشہ کار گاہ دندان سازی

رباعیت

ای انکہ ہر صفت مطیع ہوسی محروم رہت بازی آخر چہ کیے
میالی دینت نک عینت کردی مینالی دور و دل نداری جبر سے

رباعیت

ای شہہ خمارت از خون مستی معرور شو بدست گاہ ہیستے
سرمایہ لاف اگر ہمین آب کل است چند انکہ بلند رفتہ باشی پستی

رباعیت

ای سار شکست تو غور آینی تاجہ کشتی خفت بہ تندی
گر گاہی ز آفت نشو ما رباعیت یکبارہ میال بچو موی جیستی

ای اشک بکوی دوست سر کنائی دی دید و جہشش لکاهی کاسے

ای ناله بسا دقامت او ایلف

ای سینه تو نیز عرض مد آید

دماغت

بیدل کلفت سیاه پوشی نشوی

نشویش کلوی نوحه گوشی نشوب

بر خاک میر و پنهان و بر باد

مرکب سنگی است بار دوشی نشوی

تمت بالکثیر

اما بعد بر ضمایر از باب بصایر مخفی و محتجب مباد که در این اوان سعادت
اقران مجموعہ زیبا و گلہ سستہ رعنا یعنی نظم و نثر شاعر جاد و زبان ماثربخشا
بحر موج معانی محیط زخار نکته رانی میثوای اہل دل مقصد امی کامل میرزا عبدالعلا
بیدل مستی بدیوان و نکات و مثنوی محیط اعظم و دیگر حکایات
و اشارات متعلقہ بشکات باہتمام امیدوار رحمت ایزد منان جناب

شیخ نورالدین بن جیواخان تاجر کتب و مالک مطبع

حیدری و صفدری به تصحیح کمال و تفتیح

مالا مال و مطبع صفدری واقع

بمبئی در سلسلہ بحر می نوی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رونق طبع و صنای

انتہام پذیر

بمنہ و کرامت

